من ز قرآں مغز برداشتم — استخواں سوئے سگاں انداختم

اردو

صدائے نی

شرح

مثنوی مولوی معنوی

از قلم

امام الواصلین مقدام العاشقین حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

شارح

حضرت علامہ ابو الصالح محمد فیض احمد صاحب اویسی رضوی مدظلہ

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور

من ز قرآں مغز را برداشتم — استخواں سوئے سگاں انداختم

اردو

صدائے نوری

شرح

مثنوی

مولوی معنوی

امام الواصلین مقدم العاشقین حضرت جلال الدین رومی قدس سرہ

شارح

شیخ التفسیر والحدیث

حضرت علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد صاحب اویسی رضوی مدظلہ

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاول پور (پاکستان)

marfat.com

نام کتاب :- صدائے نوی شرح اردو مثنوی مولوی معنوی

مصنف :- حضرت جلال الدین رومی قدس سرہٗ

شارح :- ابوالصالح محمد فیض احمد صاحب اویسی مدظلہ۔

موضوع :- تصوف

طباعت :- آفسٹ

مطابع :- نذیر حسین ندرت پرنٹرز لاہور

سال طباعت :- ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء

بار اوّل

ناشر

مکتبہ اُویسیہ رضویہ مُلتان روڈ بہاول پور

قیمت :- Rs 35

marfat.com

بشنو از نے چوں حکایت میکند — از جدائیہا شکایت میکند

حل لغات ، بشنو. شنیدن (بمعنی سننا) سے مشتق ہے. نے. بانسری (چوں کس طرح) حکایت (بات. قصہ) جدائیہا. جدائی کی جمع ہے.

ترجمہ ، بانسری سے سن کیا بات کر رہی ہے. ہجر و فراق کا شکوہ کر رہی ہے.

سبب تصنیف مثنوی شریف شاہ شمس تبریز قدس سرہٗ جب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو عشق کی وادی سے روشناس کرا کر روپوش ہو گئے تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے فراق کی تاب نہ لا کر ان کی تلاش میں حیران و سرگرداں شہر بہ شہر گھومتے گھامتے اپنے پیر و مرشد کو بانسری بجانیوالوں کے زمرہ میں پاتے ہیں. اور قدموں پر گر جاتے ہیں. شاہ تبریزیؒ نے اپنے جانثار مرید کے عشق و مستی کو دیکھ کر فوراً بانسری ان کو دے کر بجانے کا حکم دیا. مولانا نے بانسری بجائی تو عجیب و غریب اسرار و رموز سننے میں آئے جن کو آپ نے مثنوی کے چھ دفتروں میں درج فرمایا ہے اور آغاز بھی اسی لفظ سے فرمایا کہ بشنو از نے الخ (امداد)

تشریح عالمانہ (بشنو) کا مخاطب ہر وہ سالک ہے جو اپنے دل کے آئینہ کو ریاضت و مجاہدہ سے صاف رکھتا ہے تاکہ بانسری کی آواز سے اسرار و رموز کو سمجھ سکے نہ عوام کالانعام کہ جنہیں بانسری کی آواز سے سوائے آواز کے کچھ نہیں محسوس ہوتا (امداد)

(نے) سے مراد روح انسان ہے خواہ ارواح انبیاء علیہ السلام ہوں یا اولیائے کرام یا عوام. مولانا جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎ جاں ازاں لبہا حکایت میکند، طوطی از شکوہ روایت میکند. روح انسانی جو کہ اپنی اصالت کے لحاظ سے نورانی مخلوق

marfat.com

ہے اور اس کا اصلی مقام عالم ملکوت (عالم ارواح) تھا جہاں سوائے محبت ایزدی اور دیدار الٰہی کے اور کچھ نہ تھا لیکن جب وہ بمشیت ایزدی جسم عنصری سے متعلق ہو کر عالم ناسوت (عالم اجسام میں آئی تو اس کی اصلی سعادت میں کمی واقع ہوئی۔ جو اس کے لئے سب سے بڑا نقصان اور شدید ترین خسران ہے۔ جسے ہم جیسے عوام کی روحیں دنیوی مشاغل کی وجہ سے محسوس نہیں کرتیں مگر جسے رب کریم نے قلب سلیم عنایت فرمایا ہے یا صوفیائے کرام کی تصانیف کے مطالعہ سے بہرہ ور ہوا ہے یا پیر و مرشد کی صحبت سے شرفیاب ہوا ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے کہ بائے میں کس مرتبہ پر جاگزیں تھا۔ اور کن سعادتوں سے محروم ہو کر اب کس جگہ پر مقیم ہوں انہی باتوں کو یاد کر کے روح انسانی روتی ہے یہ تو عالم صالحین کی حالت ہے۔ باقی رہے انبیاء علیہم السلام ان کی ارواح اگرچہ ہر وقت ہی انوار غیب سے مستنیر رہتی ہے مگر پھر بھی عالم قدس کی مہجوری گوارا نہیں ہوتی اور وہ اپنی مفارقت پر اظہار غم فرماتے ہیں۔ (بحر العلوم)

توجیہ صوفیا (نے)

سے مراد واصلان کامل و مکمل ہیں (جو فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہیں) بانسری اور انسان کامل کو ظاہری و باطنی مناسبت ہے ظاہری تو اس لئے کہ نے کبھی بمعنی نفی مستعمل ہوتا ہے اور کاملین بھی اپنے وجود عارضی کی نفی کیا کرتے ہیں اور باطنی اس لئے کہ بانسری کا نغمہ اپنا نہیں بلکہ بجانے والے کی طرف منسوب ہے۔ اسی طرح کاملین بھی اپنے وجود کو کالعدم جانتے ہیں ان سے جو افعال واخلاق اور اوصاف وکمالات سرزد ہوتے ہیں۔ (باقی صفحہ نمبر ۵)

کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند   از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

حل لغات کز۔ یہ دراصل کہ از تھا۔ نیستاں۔ بفتح نون وسکون یا رو بفتح سین۔ نے

marfat.com

درستاں سے مرکب ہے ستاں جگہ کو کہتے ہیں۔ نفر۔ فریاد۔ نالہ۔ آواز۔ (غیاث)

ترجمہ۔ کہ جب سے مجھے نے کی جگہ سے (کارکنان تقدیر) نے تراشا ہے میری فریاد سے مرد وعورت رو رہے ہیں۔

تشریح۔ نیستاں سے مراد غیب اول وتعین اول جسے مرتبہ احدیت کہتے ہیں یہ وہ مرتبہ ہے جہاں کثرت کا نام ونشان نہ تھا۔ مرد وزن سے اسمائے فعلیہ واعیان ممکنہ مراد ہیں۔ حضرت جامی فرماتے ہیں۔ باقی صفحہ نمبر

(بقیہ صفحہ ۳ سے) وہ سب (ان کے اپنے نہیں) بلکہ منسوب الی اللہ ہوتے ہیں اس لئے یہ حضرات اسی کے مظہر ہوتے دکما قال العارف القادری ؎

؎ میں تھا میں کہاں اور ہوں بھی کہاں ہستی ہے مری اک وہم وگماں۔ جب آئے یقین مٹجائے گماں بس تو ہی رہے اور میں نہ رہوں باقی رہا ان کا جدائیوں کا شکوہ کرنا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب انہیں مرتبہ غیب سے دوری اور مابہ الاتحاد کے احکام پر مابہ الامتیاز کا غلبہ ہوا تو وہ شکایت کرنے لگے کیونکہ مرتبہ غیب حقیقت انسان کامل سے چھٹی منزل ہے مثلاً

دل غیب اول وتعین اول۔

(۲) اعیان ثابتہ (۳) ظہور حقائق (۴) عالم مثال (۵) عالم اجسام (۶) حقیقت انسان کامل۔ اب جو حقیقت مرتبہ اول وغیب اول سے جتنا دور ہوتی جائے گی۔ مابہ الامتیاز کے احکام مابہ الاتحاد کے احکام سے غالب ہوجائیں گے اور جدائی سے بھی یہی غلبہ مراد ہے اب اندازہ لگایئے کہ حقیقت انسان کامل کو غیب اول سے کتنا بُعد ہے تو انسان کامل جب مرتبہ اول سے اتنا دور جا پڑا تو شکوہ کرنے پر مجبور ہوگیا۔ (جامی)

marfat.com

تعبیر عامیانہ (نے) سے یہی بانسری مراد ہے چونکہ اس کی آواز درد انگیز ہوتی ہے اور وہ اپنی جدائی کا حال سنا رہی ہے کہ مجھے اولا اپنے اصلی درخت سے کاٹا گیا پھر نئی صورت بنانے کے لئے مجھ کو دوسری طرف سے بھی کاٹ لیا گیا اور اندرونی و بیرونی حصہ کو صاف کرنے کے لئے بہت کچھ اضافہ ہوئے بعد ازاں مجھ میں سوراخ کئے گئے ان تمام امور کی تکمیل پر مجھے بہت سی ہجر و فراق کی مصیبتیں سہنی جس پر اب میں رو رہی ہوں. انسان کامل اس کے اس قصہ کو سن کر اپنی حقیقت کو یاد کرتا ہے جس طرح یہ جدائیوں سے رو رہی ہے یہی جدائیاں مجھ کو بھی نصیب ہوئیں اس بنا پر انسان کامل بانسری کی آواز سے مستی و ذوق حاصل کرتا ہے. (بحر العلوم. جامی)

(ف) مولانا جامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ (نے) سے مراد قلم ہو (اگرچہ بعض اوصاف و کمالات جو مولائی روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں. قلم پر صادق نہیں آتے قلم سے مراد انسان کامل ہو اور قلم و انسان میں باہمی مناسبت وہی ہو گی جو ہم نے توجیہہ صوفیانہ میں بیان کی ہیں.

(ف) بعض نسخوں میں از جدائیہا الخ بغیر حرف عطف واؤ کے واقع ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مصرعہ اول میں مولانا نے بطریق سوال گویا کسی سے پوچھا ہے کہ بانسری کیوں رو رہی ہے جب جواب کسی سے نہ ملا تو فرمایا (از جدائیہا شکایت میکند، دوسرے نسخہ میں وز جدائیہا الخ ہے تو واؤ عاطفہ ہے اور اس کا عطف " و حکایت میکند ہے اب اس کی اصل عبارت یوں ہو گی " بشنو از نے چوں حکایت میکند. و بشنو از نے چوں از جدائیہا شکایت میکند.

marfat.com

سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق تا بگویم شرح درد اشتیاق

حل لغات ۔ شرحہ شرحہ ۔ ٹکڑا ٹکڑا ۔ شرح ۔ بفتح اول و سکون ثانی بیان کرنا ظاہر (غیاث)

فائدہ ۔ شوق میں حصول مطلب کے بعد آرزو ختم ہو جاتی ہے اور اشتیاق میں مقصود برآری کے بعد ذوق طلب بڑھ جاتا ہے۔

ترجمہ ۔ درد سنانے کیلئے ، مجھے وہ سینہ درکار ہے جو فراق سے ٹکڑے ٹکڑے ہو تاکہ میں اس کے سامنے درد شوق کھول کر بیان کروں۔

تشریح ۔ چونکہ انسان کامل اپنے بیان میں اسرار و نکات ظاہر کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے اہل کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ نااہل کو سنانا اندھے کو شیشہ دکھانے کے مترادف ہے لہذا فرمایا مجھے درد سنانے کے لئے وہ سینہ درکار ہے جو میری طرح ہجر و فراق سے پارہ پارہ ہو۔

سوال ۔ جب انسان کامل ہمیشہ واصل حق ہوتا ہے تو پھر اس کا ہجر فراق کا شکوہ بے جا ہے ! (باقی صفحہ پر)

(باقی صفحہ سے) ؎ کیست مرد اسمائے خلاق ودود کان بود فاعل در اطوار وجود چیست زن اعیان جملہ کائنات ۔ منفعل گشتہ ز اسما و صفات)

یعنی جب انسان کامل کو بیرنگی کے ملک کی باتیں یاد آتی ہیں تو اس کے ہجر و فراق سے رو کر یونہی بیان کرتا ہے جس کی ترجمانی عارف جامی قدس سرہ السامی اس طرح فرماتے ہیں۔

؎ متحد بودیم باد شاہ وجود حکم غیریت بکلی محو بود

marfat.com

نے زحمتِ ممتاز از یکدیگر — غرقۂ دریائے وحدت سربسر
ناگہاں در جنبش آمد بحر وجود — جملہ را در خود ز خود با خود نمود
واجب و ممکن ز ہم ممتاز شد — رسم و آئینِ دوئی آغاز شد
بر مراتب سربسر کردہ ظہور — پایہ پایہ ز اصل خود افتادہ دور
نے کہ آغاز حکایت می کند — زیں جدائیہا شکایت میکند
کز نیستاں نے کہ در وے سر عدم — رنگ وحدت داشت با نور قدم
تا بہ تیغ فرقہتم ببریدہ اند — از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

وہ وقت بہت اچھا تھا کہ جس میں ہم خوشی و غمی سے آزاد تھے اپنے معشوق حقیقی کے پاس تھے اور وہاں غیریت کی بو بھی نہیں آتی تھی نہ تو ہم معشوق سے جدا تھے اور نہ کسی دوسرے سے بلکہ بحر توحید میں سرتاپا غرق تھے اچانک بحر جود نے جنبش فرمائی جس سے جد کائنات ظاہر ہوئی اب یہاں سے واجب و ممکن کا امتیاز ہونے لگا اور دوئی کی رسم کا بھی آغاز ہوگیا ہے رنگ نے مراتب پر ظہور فرمایا ہر ہر مرتبہ اپنے اصل سے جدا ہوتا گیا بانسری کا رونا بھی اسی لئے ہے۔ کہ وہ اپنی جدائیوں کا شکوہ کرتی ہے کہ مجھے اس ملک سے کاٹ لیا ہے۔ جس میں ہر عدم نور قدم میں اتحاد رکھتا تھا پھر جب سے مجھے فرقت کی تلوار سے کاٹا گیا ہے۔ میری آہ و فغاں سن کر تمام رو رہے ہیں۔

(کذا فی شرح تیسیر للجامی قدس سرہٗ)

marfat.com

۱

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش　　باز جوید روزگار وصل خویش

۲

من بہر جمعیتے نالاں شدم　　جفت خوشحالاں و بدحالاں شدم

۳

ہر کسے از ظن خود شد یار من　　از درون من نجست اسرار من

(۱) حل لغات ۔ کو ۔ دراصل کہ او تھا ۔ ماند ۔ ماضی از ماندن ۔ اصل ۔ جڑ ۔ درخت نسب ۔ روزگار وقت و زمانہ ۔

ترجمہ ۔ جو بھی اپنی اصل سے دور ہو جاتا ہے تو پھر وہ اپنے ایام وصال کا متلاشی ہوتا ہے ۔

تشریح ۔ انسان کامل اپنی شکایت کا سبب بیان کرتا ہے کہ نہ صرف میں ہجر و فراق سے رو رہا ہوں بلکہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ جو شخص بھی اپنے اصلی مقام سے جدا ہوتا ہے تو اپنے ایام گذشتہ کی یاد میں بیقرار رہتا ہے اسی بنا پر مجھ کو حکایت و شکایت سے معذور سمجھئے ۔

(۲) حل لغات ۔ جمعیت بفتح جیم و سکون میم و بکسر عین و بفتح یا مشدد بمعنی ، مجمع ، گروہ ، جفت ، بالضم میم بمعنے رفیق ، ساتھی ۔

ترجمہ ۔ میں ہر مجمع کے ساتھ رو چکی ہوں ، اچھے اور برے لوگوں کی ساتھی ہو چکی ہے ۔

تشریح ۔ جمعیت سے حقائق اسمائیہ اور کونیہ مراد ہیں اور جفت شدن سے مظاہر کا مشاہدہ کرنا اور ان کا جامع ہونا مراد ہے اور خوشحالاں سے اسمائے جمالیہ اور

marfat.com

بدحالاں سے اسمائے جلالیہ کے آثار نمودار ہوتے ہیں (تنبیہ) جب مظاہر میں اسمائے جمالیہ کے آثار نمودار ہوئے ہیں تو ان کے اوقات خوشگوار ہو جاتے ہیں اور جب ان میں اسمائے جمالیہ کے آثار ظاہر ہوتے ہیں تو ان کے اوقات کو بدحالی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بنابریں یہ خوشحالی و بدحالی مظاہرے کے اعتبار سے ہے نہ کہ اسمائے کے اعتبار سے یعنی عارف کامل فرماتا ہے کہ چونکہ میں جمیع حقائق اسمائیہ وکونیہ کا جامع ہوں لہذا ہر ایک کے ساتھ گریہ وزاری میں مصروف ہوں پس جو بھی میرے اس نالہ کے راز سے واقف ہوگا تو اسے جمیع حقائق اسمائیہ وردحیہ مثالیہ کی معرفت نصیب ہوگی دوسرے مصرعہ میں یہ بتانا مقصود ہے کہ میرے گریہ سے جمیع حقائق کا عرفان اس لئے ہوگا۔ کہ تمام اسمائے جمالیہ وجلالیہ کا جامع ہوں (بحر العلوم)

(۳) حل لغات ۔ یاز مددگار مخفف یارا بمعنے طاقت ۔ وردن بفتح اول وضم ثانی بمعنے درمیانہ مجاز اول (باقی صفحہ پر)

(باقی صفحہ ۸ سے) جواب ۔ انسان کامل سیرالی اللہ اور سیر من اللہ کو پورا کرکے واصل باللہ ہوتا ہے۔ پھر سیر فی اللہ میں قدم رکھتا ہے اس مقام میں پہنچ کر ایک تجلی کا مشاہدہ حاصل کر لیتا ہے تو پھر دوسری تجلی کا متمنی رہتا ہے۔ (بحر العلوم)

۱
سرمن از نالۂ من دور نیست لیک چشم و گوش را آں نور نیست

۲
تن زجان و جاں زتن مستور نیست لیک کس را دید جاں دستور نیست

(۱) حل لغات ۔ لیک لیکن کا مخفف ہے۔

ترجمہ ۔ میرا بھید میرے گریہ سے دور نہیں ہے لیکن (ان ظاہری) کان و آنکھ

marfat.com

کو وہ نور حاصل نہیں ہے۔ کہ جس سے میرا گریہ سن کر میرے اسرار کو معلوم کر سکیں۔

شرح ۔ یہ شعر گذشتہ شعر کی تشریح ہے۔ میرے اسرار کی باتیں میرے آنسو اور میری آہ و فغاں سے ظاہر ہیں لیکن میرے ساتھی اس راز سے ناآشنا ہیں لہذا یہ میرے گریہ کا قصور نہیں بلکہ سامعین کی کوتاہی سمجھیئے۔

۵ نہم سخن چوں نکند متمع قوت طبع از متکلم مجو

(۲) حل لغات ۔ مستور، اسم مفعول بمعنے پوشیدہ، دید جان دید مخفف دیدن یا ماضی بمعنے مصدر مضاف اور جان مضاف الیہ دستوری۔ بمعنے قانون و قاعدہ وطرز و آئین (غیاث)

تشریح ۔ پچھلے شعر میں دعویٰ فرمایا ہے کہ میرے گریہ میں ہی اسرار موجود ہیں۔ مگر دیکھنے اور سننے میں نہیں آتے۔ اس دعویٰ کی دلیل مع تمثیل بیان فرمائی کہ دیکھے جسم سے روح کتنی قریب ہے۔ بلکہ جسم کا کوئی ایک حصہ نہیں جہاں روح کا جلوہ نہ ہو مگر اس کے باوجود نظر نہیں آتی۔

ترجمہ ۔ جسم جان سے اور جان جسم سے پوشیدہ نہیں مگر یہ دستور نہیں کہ کوئی شخص جان کو دیکھ سکے

(بقیہ صفحہ سے) نجست بضم الجیم از جستن بمعنے تلاش کرنا و بفتح الجیم بھی آیا ہے، یعنی میرے راز میرے دل سے باہر نہ نکلے

ترجمہ ۔ ہر شخص اپنے گمان کے مطابق میرا یار تو بن گیا۔ مگر میرے قلبی اسرار سے کچھ معلوم نہ کر سکا۔

تشریح ۔ اپنی حقیقت کا جمالی خاکہ پیش فرمانے کے بعد ہمنشینوں کے علم کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق میرا ساتھی ہو گیا مگر میرے راز سے کسی کو پتہ نہ مل سکا۔ اگر دیکھنے والے میرے باطن کو دیکھتے تو انہیں بہت سے اسرار معلوم ہو جاتے

marfat.com

منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ ان کا نالہ مع جمعیت اسمائی ورد حی وکونی وغیرہ ہوا کرتا ہے مگر چونکہ یہ نالہ قلبی ہے جس کا ادراک اور مشاہدہ تصفیہ قلب پر موقوف ہوا کرتا ہے۔ اس لئے ہر طالب یا مرید کا کام نہیں کہ مرشد کے نالہ قلبی اور اس کے اسرار معلوم کر سکے۔

فائدہ۔ بعض نسخوں میں یہ شعر نہیں ہے۔

۱

آتش است این بانگ نائی نیست باد　　ہر کہ این آتش ندارد نیست باد

۲

آتش عشق است کاندر نے فتاد　　جوشش عشق است کاندر می فتاد

(۱) حل لغات۔ آتش، بفتح التاء و بالکسر ہر دو جائز۔ نائی۔ بانسری بجانے والا

ترجمہ۔ نے نواز کی آواز آتش سوزاں ہے نہ صرف ہوا۔ جو اس آتش سے محروم ہے خدا کرے مٹ جائے۔

شرح۔ نے سے مراد ولیٔ کامل اور نائی سے ذات مطلق مراد ہے کیونکہ ولی کامل کی آواز دراصل صدائے حق ہے بلکہ اس کا ہر قول و فعل دراصل قول و فعل الٰہی ہے بندۂ کامل تو درمیان میں صرف بمنزلہ آلہ کے ہے۔ جیسا کہ حدیث قرب و نوافل سے ثابت ہوتا ہے مطلب یہ ہوا کہ یہ صدا جو ولی کامل سے سننے میں آرہی ہے اسے صرف ہوا نہ سمجھنا بلکہ یہ تو آتش سوزاں ہے کہ اس کی بدولت ہستی موہوم کا قلع قمع ہو رہا ہے دوسرے مصرعہ میں ہر اس شخص کے لئے بھلائی کی دعا فرماتے ہیں جو آتش کی گرمی سے ناآشنا ہے۔ فرمایا خدا کرے وہ بھی اس آتش سے بہرہ ور ہو کر عاشق کامل بن جائے۔ (امداد)

(۲) حل لغات۔ جوشش جوشیدن کا حاصل مصدر ہے بمعنے جوش خود

marfat.com

جوش بھی حاصل مصدر ہے اس کے چند قوانین ہیں جسے فقیر نے اویسی نامہ میں لکھدیا ہے

ترجمہ عشق کی آگ ہے جس نے نے میں جوش سارا عشق کا جوش ہے

جس نے نے میں اثر ڈالا۔

شرح۔ پہلے گذر چکا ہے کہ نَے سے مراد انسان کامل مراد ہے اور مَے عرف میں معشوق کو کہتے ہیں اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ انسان کامل کا معشوق اور مقصود کلی وہی شاہد حقیقی ہے جس نے تمام عالم کو اپنا مظہر بنایا اور اپنے جلوۂ خاص کا آئینہ بنایا ہے اب شعر کا مطلب یہ ہوا کہ انسان کامل کے دل میں عشق کی آگ لگی ہوئی ہے جس نے ماسوائے اللہ سے اس کے تمام تعلقات کے خرمن کو جلا کر خاکستر کر دیا ہے اور یہ بھی عشق کا جوش ہے جس نے معشوق کو انسان کامل کا عاشق بنا دیا ہے حدیث شریف میں ہے۔ کُنْتُ کَنزاً مخفیا فاحْبَبْتُ ان اُعْرَفَ نخلقت الخَلْقَ یعنی میں ایک مخفی خزینہ تھا اس لئے میں نے اپنی پہچان کے لئے مخلوق پیدا کر دی اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ عالم سے پہلے اسمآء اپنے مظاہر کے خواستگار تھے اور یہ خواستگاری اسی لئے ہے تاکہ اسمآء حق کا کمال ظاہر ہو ورنہ ذات حق تو ہر شئے سے مستغنی ہے اسی لئے ہر تماشائی قدرت عالم کو پیدا کیا۔ لیکن چونکہ عالم مطلق جمال قدرت کا آئینہ نہیں ہو سکتا لہذا انسان کامل پیدا کیا گیا اس سے واضح ہوا کہ حق کو انسان کامل سے خصوصی محبت ہے اسی محبت کی وجہ سے عالم وجود میں لا کر مرتبۂ محبوبیت سے تمام عالم سے مشرف و ممتاز کر دیا اس سے یہ بات بھی نمایاں ہو گئی کہ عشق (جسے عرف شرع میں محبت کہا جاتا ہے) صفات الٰہیہ سے ہے کیونکہ وہ سب سے پہلے اپنے ظہور کا آپ عاشق (چاہنے والا ہوا) (کذا فی الکتاب المرقوم)

marfat.com

نے حریف ہر کہ از یارے برید | پردہائش پردہائے ما درید

ہمچو نے زہرے و تریاقے کہ دید | ہمچو نے دمساز و مشتاقے کہ دید

نے حدیث راہ پر خون می کند | قصہائے عشق مجنوں می کند

(۱) حل لغات ۔ حریف بمعنے یار و غم خوار پردہائش کی ضمیر نے کی نے کی طرف راجع ہے اور اس سے مرشد کامل کے نالہ ہائے ولی مراد ہیں اور پردہائے اسے وہ پردے مقصود ہیں جو طالب و مطلوب کے درمیان حائل ہیں۔

ترجمہ ۔ نے اس کا یار غم خوار ہے جو اپنے یار سے جدا ہوا اس کے خوش آوازوں سے ہمارے پردے چاک ہوئے۔

شرح ۔ انسان کامل اس شخص کا دوست و غمخوار ہے جو عاشق حقیقی سے جدا ہو گیا ہوتا کہ اسے مرتبہ وصل تک پہنچا دے اور مرشد کامل اس کا غم خوار نہیں جسے عشق نصیب نہیں کیونکہ وہ نااہل ہے اور ست تربیت نہ اہل چوں گردگاں برگنبد است۔ اور نفوس قدسیہ کا کام بھی یہی ہے کہ وہ اپنی تربیت سے طالب و مطلوب کے وہ پردے ہٹائے جو انکے مابین حائل ہیں۔

(۲) ترجمہ ۔ نے کی طرح زہر اور تریاق

شرح ۔ انسان کامل اپنے لئے زہر ہے جو فنا فی اللہ ہوتا ہے اور تریاق ہے کہ فنا مر کے بعد باقی باللہ ہو جاتا ہے دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان کامل طالب صادق کے دمساز اور اس کا مشتاق ہوا کرتا ہے مثلاً حضرات انبیاء علیہم

وعلیہم السلام تمام عمر امت کے بڑھانے اور اس کو راہ حق دکھانے کے مشتاق اور غمخوار رہے ہیں۔

حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محققین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نے سے ظاہری معنے بانسری لیجائے تو یہ اہل ہوا اور جھوٹے مدعیوں کے حق زہر قاتل اور اہل دل کے لئے شفائے عاجل ہے کیونکہ ان کے لئے سامان غفلت ہے اور اہل کے لئے ساز عشق و محبت صاحب کتاب مرقوم لکھتے ہیں کہ نے ابتدا میں محرک عشق ہے اور بدن کے لئے زہر ہے اور انتہا میں موجب عشق حقیقی ہے اس لئے کہ روح کے حق میں تریاق ہے اس کی اور تقریر یوں ہو سکتی ہیں کہ نے ہجر و وصل نے نغموں کے باعث زہر و تریاق دونوں کا کام دیتی ہے۔ دوسرے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ یہاں نے بانسری بجانے والے کی دمساز اور غور سے سننے والی کی مشتاق ہے۔

(۳) حل لغات۔ راہ پر خون۔ چونکہ طریق سلوک (خدا کا راستہ) میں بلاؤں پر صبر و مصیبتوں کا سامنا اور مصیبتوں کا سامنا اور نفس کشی لازمی امر ہے (باقی صفحہ ۱۶ پر)

۱

دو دہاں داریم گویا ہمچو نے　　یک دہان پنہانست در لبہائے وے

۲

یک دہان نالان شدہ سوئے شما　　ہائے و ہوئے بر فگندہ در سما

(۱) ترجمہ۔ ہم نے کی طرح دو منہ رکھتے ہیں۔ ایک منہ لبوں میں پوشیدہ ہے

(۲) دوسرا ترجمہ۔ منہ تمہاری طرف ہو کر گریاں ہے کہ اس نے آسمان میں شور برپا کیا ہوا ہے۔

شرح۔ اس مصرعہ میں لفظ شما سے مریدین یعنے طالبان معرفت الہٰی (چونکہ

marfat.com

غیر کامل ہیں۔ مراد ہیں یعنے انسان کامل نے کی طرح دو منہ رکھتا ہے ایک نے نواز حقیقی کی طرف اور طالبان عرفان اور غیر کامل لوگوں یعنے اس دوسرے منہ سے انسان کامل نالے کر رہا ہے جس کی باد ہو کا غل آسمان تک پہنچ گیا ہے لیکن باطنی آنکھوں والے خوب جانتے ہیں کہ۔ (باقی صفحہ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۵ سے) اس خوفناک راستے کو پرخون کہا گیا ہے۔ یعنی مرشد کامل ایسے راستے کی باتیں بیان فرماتا ہے جس میں نفس کشی گویا پہلا قدم ہے۔ اور ایسے قصے سناتا ہے جو عقل کو زائل کر دیتے ہیں۔ عشق مجنوں یا تو اضافت مقلوبی ہے یعنی مرشد کامل مجنوں عشق حقیقی کے قصے بیان کرتا ہے۔ یا مجنوں سے قیس مراد ہے جو لیلیٰ کا عاشق تھا یعنے مرشد کامل قیس کے عشق کے قصے سناتا ہے ارد بطور تفہیم مریدین سے فرماتا ہے ل جس طرح قیس (مجنوں) نے عشق لیلیٰ میں انا لیلیٰ کا مرتبہ حاصل کیا تھا اسی طرح عشق حقیقی کو مرتبۂ فنائی الذات حاصل کرنا چاہتے ہیں حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ کا، انا اللہ فاعبدنی، اور حضرت منصور مرحوم نے فرمایا۔ انی انا اللہ اسی قبیل سے تھا یہ مجنوں ابنیا علیہم عظام و اولیا کرام علی بنیا وعلیہم السلام سے کہنا یہ ہے کہ وہ ان کا عشق الہٰی حقیقی تھا اسی لئے تو منکرین نے ۔ انہیں جادوگر اور مجنوں کہا اور حدیث شریف میں بھی ہے : اَذکُرُوا اللهَ حَتّٰی یَقُولُوا مَجنُونٌ دوسری حدیث شریف میں ہے لا یکمل ایمان العبد حتی یقول الناس ان المجنون علیہم السلام کے قصے سناتا ہے تاکہ طالب حق منکرین کے طعن و تشنیع سے بد دل نہ ہو اور عشق حقیقی کو اپنا مقصد اصلی سمجھے حضرت شاہ محمد حسین الہ آبادی مرحوم فرماتے ہیں کہ عشق مجنوں میں لو قت بلا اضافت لیں معنے ہوگا کہ قصہ عشق ناقص کو مجنوں یعنی عاشق کامل بنا دیتا ہے ۔

marfat.com

شرح ۔ مرشد کامل اس راہ کی خبر دیتا ہے جس میں نفس امارہ کا خون بہ رہا ہے کیونکہ نفس کشی اور موت اختیاری کے بغیر وصل حقیقی ناممکن ہے موتوا قبل ان تموتوا ، مرنے سے پہلے مرجاؤ اسی موت اختیاری کی طرف اشارہ ہے جسے اصلاح تصوف میں نفس کشی کہتے ہیں۔ حدیث قدسی میں ہے من احبنی قتلتھم جو میرے سے محبت کرتا ہے میں اسے مار دیتا ہوں ۔ یہاں بھی وہی نفس کشی مراد ہے ۔

(فائدہ) موت دو قسم ہے (۱) اضطراری وہی مشہور موت جس کا وقت مقرر ہے جس کے متعلق فرمایا گیا ہے ، ان اجل اللہ لات ۔ بیشک موت آنے والی ہے (۲) موت اختیاری وہ ہے جسے مرنے سے پہلے اختیار کیا جائے جسے تصوف میں نفس کشی کہا جاتا ہے اور یہ صرف اولیاء اللہ و انبیاء عظام علی نبینا علیہم السلام کو حاصل ہوتی ہے ۔

۱

لیک داند ہر کہ او را منظر است　　　کایں فغاں ایں سرے ہم زاں سر است

۲

دمدمہ ازنائی از دم ہائے دست　　　ہائے وہوئی روح از ہیہائے دست

۳

گر نبودے نالہ نے را ثمر　　　نے جہاں را پر نکردے از شکر

(۱) حل لغات ۔ منظر بمعنی جائے نظر اور مجازاً بمعنے چشم، فغاں بمعنے نالہ و فریاد ۔

ترجمہ ۔ لیکن جسے چشم بصیرت حاصل ہے اسے معلوم ہے کہ اس سرے کی فریاد اس دوسرے کی ہے ۔

marfat.com

شرح۔ یعنی عوام تو ولی کامل کی ہی آواز سمجھتے ہیں مگر جنہیں چشم بصیرت نصیب ہے انہیں یقین ہوتا ہے کہ۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

یعنی زبان ولی کی ہوتی ہے اور بات حق تعالیٰ کی ہوتی ہے۔

(۲) حل لغات۔ دمدمہ۔ بمعنی نقارہ کی آواز۔ نائی۔ بانسری۔ حلقوم۔ ہاؤہو شور وغل ہیہات کی جمع ہے اور ہے لفظ تنبیہ ہے بمعنے فریاد فغاں۔

ترجمہ۔ بانسری کی آواز دراصل نے نواز کی آواز ہے اور روح کا شور وغل بھی دراصل مبدا فیض کی تنبیہات سے ہے۔

آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم

شرح۔ یہ شعر پہلے کا تتمہ ہے جب نے کی آواز دراصل نے نواز کی ہے تو اسیطرح ولی کامل کی روح کی آواز بھی صدائے حق ہے کیونکہ وہ حضرات بھی وماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کی شان رکھتے ہیں۔

(ف) یہ چاروں شعر بطور قطعہ بند ہیں مثنوی شریف کے اکثر نسخوں میں نہیں ہیں اسی لئے بعض بزرگوں نے اسے الحاقی ہونے کا گمان فرمایا ہے لیکن قرائن بتاتے ہیں کہ یہ بھی داخل مثنوی ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کامل اگر حالت وجد وسماع اور ذوق وشوق میں آہ فغاں کر رہا ہو تو اسے ریا اور تکلف یا بناوٹ خیال نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اس کے تمام افعال خلاق عالم کی طرف منسوب ہیں۔ (کتاب مرقوم)

(۳) حل لغات۔ نالہ۔ وہ آواز جو سوز دل سے نکلے مطلق آواز، ثمر، بفتحتین میوہ درخت ومال وزر مجازاً بمعنی نتیجہ، شکر، بفتحتین وجہ تخفیف بمعنی شیرینی (غیاث) باقی صفحہ پر

marfat.com

(بقیہ صفحہ سے) وہ نالے جو انسان کامل اس منہ سے کر رہا ہے اس کی طرف سے آتے ہیں جو نے نوا حقیقی ہے چنانچہ فرمایا۔

محرم ایں ہوش جز بیہوش نیست مر زبان را مشتری چوں گوش نیست

در غم ما روز ہا بیگاہ شد روز ہا با سوز ہا ہمراہ شد

روز ہا گر رفت گو رو باک نیست تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

(۱) حل لغات۔ محرم بفتح المیم والرار بمعنے آں کہ در حرم راہ یابد و مجازاً بمعنے واقف کار، ہوش بواؤ مجہول عقلمندی (غیاث) یہاں وہ اسرار مراد ہیں جو بانسری بیان کر رہی ہے۔ بیہوش سے مراد عاشق ہے۔

ترجمہ۔ اس ہوش کا واقف سوائے عاشق کے کوئی نہیں ہے اور زبان کا خریدار کان جیسا کوئی نہیں ہے۔

شرح۔ عشق سے مراحل و منازل طے کرنے میں جو مشکلات در پیش ہوتی ہیں مضمون سابق میں ان کا حل بیان فرما کر اب ان کے اہل کا ذکر فرما رہے ہیں یعنے اس راہ خطر میں وہی قدم رکھ سکتا ہے جس کو سوائے محبوب کے کچھ معلوم نہیں ہے، باقی لوگ اس کے اہل ہیں۔ اور نہ انہیں اس کا کچھ پتہ ہے جیسے زبان کی باتوں کے سوا کان کے کوئی نہیں سمجھتا۔

فائدہ۔ مصرعہ اول بمنزلہ قانون کے ہے اور مصرعہ ثانی بمنزلہ مثال کے ہے یا یوں کہو کہ مصرعہ اول بمنزل دعویٰ کے ہے اور مصرعہ ثانی بمنزل دلیل کے ہے۔

marfat.com

(بقیہ صفحہ سے) ترجمہ ۔ اگر بانسری کی فریاد میں اثر نہ ہوتا تو بانسری جہاں کو شیرینی سے پر نہ کرتی ۔

شرح ۔ پچھلے اشعار میں دعوی کرتے رہے کہ بانسری کی آواز دراصل بجانیوالے کی آواز سے یعنی مجاز حقیقت کا ترجمان ہے اس دعویٰ کی دلیل دیتے ہوئے فرمایا کہ بانسری تو صرف ایک آلہ ہے جس میں خود کسی چیز کی اہلیت نہیں مگر جب یہ بجتی ہے تو مجمع کثیر اس کی آواز کا شیدائی ہوتا ہے اگر اس میں نے نواز کی آواز سرائیت نہیں کرتی تو اسے کون سنتا اسی طرح حضرت انسان میں انوار حق کی تجلیاں نہ ہوتیں تو بتایئے اس مٹی کے تودہ سے کائنات کو کیا غرض ہوتی مگر اس میں سے کوئی پوشیدہ کہانی اور ہے ۔

(ف) اس شعر کا دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کی توضیح بطریق تمثیل ہے ۔ یعنے جسطرح ظاہری نے (نیشکر گناہ نہ ہونے ۔ لوگ مٹھاس کے لئے ترستے ہیں اسی طرح اگر باطن انسان کامل کی آہ وفغان بے نتیجہ ہوا کرتی تو عالم عرفان کی لذت سے محروم رہتا ۔

(ف) بعض شارعین نے اس شعر کو زائد مانا ہے ۔

حل لغات ۔ غم بہ تشدید میم مگر فارسی میں بہ تخفیف المیم مستعمل ہوتا ہے (نغ روز بمعنی وقت اور صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اس حال کو کہتے ہیں جو بندہ پر وارد ہو کر اس میں تصرف کرے اسی لئے مقولہ مشہور ہے الوقت سیف یعنی وقت تیغ براں ہے (گرا) بیگاہ ۔ ضائع گو امر ہے گفتن سے ۔ رو امر ہے ، رفتن سے باک ، خوف ، مضائقہ پروا بماں امر ہے ماندن ہے ۔

ترجمہ ۔ ہمارے غم کی حالت میں حالات ضائع ہو گئے اور زندگی کے دن سوز وگداز کے ساتھی ہو گئے ۔

ترجمہ ۔ اگر یہ حالات جاتے رہے تو کہدو چلے جاؤ مجھے کوئی پرواہ نہیں (مگر)

marfat.com

اے محبوب چونکہ تجھ جیسا اور کوئی نہیں پس تم پیش نظر رہو۔

شرح ۱۹ ۔ ۲۰ ۔ سابقاً فرمایا کہ بانسری کے لب ولہجہ کی حقیقت سمجھنے کیلئے اہلیت درکار ہے اب فرماتے ہیں مجھ جیسے ان ذہن میں رہتے ہیں اگرچہ واردات کا نزول سالک کے لئے پرکیف اور لذت آمیز ہوتا ہے اگر ہم لوگ اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے محبوب سے عرض کرتے ہیں

ع چہ کنم گر چشم بد من نکند نگس نگاہے

فائدہ واردات تحلیہ کا چونکہ سالکوں کے نزدیک نعمت عظمیٰ میں شمار ہوتا ہے اسی لئے اس کے ضائع ہونے پر حسرت کا اظہار کیا اور پھر سنبھل کر کہا نہیں وہ واردات جائیں جہاں جائیں۔ مگر اے محبوب تو سامنے رہ۔

مسئلہ ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واردات مقصود نہیں بلکہ ذریعہ مقصود ہوتے ہیں۔ (بحر العلوم)

ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد ہر کہ بے روزیست روزش دیر شد

حل لغات ۔ آبش کی ضمیر کا مرجع محبوب حقیقی ہے بے روز۔ بمعنی محروم روزش کی ضمیر کا مرجع ہر کہ اسم موصول ہے۔ دیر شد بمعنی ضائع ہوا۔

ترجمہ ۔ مچھلی کے سوا جو بھی ہے اس کے تھوڑے سے پانی سے سیراب ہو گیا اس کا تو وقت بھی ضائع ہوا۔

شرح ۔ ماہی سے مراد عارف باللہ یعنی اولیاء کاملین اور جز نہ اس سے مراد عام انسانوں اور آب سے مراد کلام حق اور بے روز سے مراد فلسفی اور عقلی دلائل کا وظیفہ جیسے شرع مطہرہ سے کوئی تعلق نہیں اس شعر کے سمجھنے سے قبل ایک تمہید کا

marfat.com

سمجھنا ضروری ہے۔ وہ یہ کہ انسان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک اللہ کا دوست دوسرا اللہ کا دشمن جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداد یحبونہم کحب اللہ والذین آمنوا اشد حبا للہ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔ پھر محب تین قسم کے ہوتے ہیں۔(۱) اعلیٰ (۲) متوسط (۳) ادنیٰ اعلیٰ وہ ہے جو بحر معرفت میں مستغرق ہونے کے باوجود پھر بھی رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا اور ھل من مزید پکارتے ہیں۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ ؎

لب از تشنگی خشک برطرف — دلارام در بر دلارام جو
نگویم کہ برآب قادر نینند — کہ بر ساحل نیل مستبقی اند

متوسط وہ ہے جو انبیاءؑ علیہم السلام سے کلام الٰہی سنکر۔ ایک گھونٹ یعنی ایمان کی نعمت سے بہرہ ور ہو کر آخری وعدوں پر (باقی صفحہ ۲۳ پر)

۱

در نیابد حال پختہ ہیچ خام — پس سخن کوتاہ باید والسلام

۲

بادہ در جوشش گدائے جوش ماست — چرخ در گردش اسیر ہوش ماست

۳

بادہ از ما مست شد نے ما ازو — قالب از ما ہست شد نے ما ازو

(۱) حل لغات ۔ خام پختہ کا بالمقابل۔ یہاں پر عام لوگ ہیں مراد، پختہ سے مراد عاشق کامل ہے۔

ترجمہ ۔ عاشق کامل کا حال ناقص انسان نہیں پا سکتے پس بات مختصر ہونی چاہیئے اور میرا سلام ہو۔

marfat.com

شرح ۔ گذشتہ شعر میں عاشق کامل کا ذکر اشارۃً ہوا اب تصریح کے ساتھ اس کا تعارف یوں فرماتے ہیں کہ اس عاشق کامل کی حقیقت کو کون پہنچ سکتا ہے جب کہ وہ دریائے ناپایئدا کنار میں تیر رہا ہے اس لئے اس کے حال کو مختصر کرنا چاہیئے۔

(ف) ابتدا سے یہاں تک مثنوی شریف کا آغاز مولانا کے پردہ راز میں رہا پھر حضرت مولانا حسام الدین صاحب کی تحریک سے سلسلہ چلتا گیا جیسا کہ مقدمہ میں لکھ چکا ہوں۔

(۲) حل لغات ۔ بادہ بمعنی شراب ، مانند کی ہے اور باد بمعنی غرور اور شراب سے چونکہ غرور پیدا ہوتا ہے۔ (باقی صفحہ ۲۴ پر)

(بقیہ صفحہ سے) سہارا کر کے قانع ہو گئے ہیں، ادنیٰ وہ ہیں جو قرآن وحدیث سے روگردانی کر کے عقلیات و فلسفیات سے توحید کی قائل ہوئے یہ لوگ دنیا و آخرت میں مشاہدہ حق سے محروم ہیں کیونکہ ؎

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید ٭ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

مذکورہ بالا اقسام صرف ایک ہی شعر میں بیان فرما دیئے ہیں۔ مثلاً محب اللہ کی اقسام تو شعر کے الفاظ بتا رہے ہیں اور عدو اللہ کے اقسام بہ قاعدہ تعرف الاشیا با ضدادھا سے معلوم ہوئے اور اعلیٰ کا اشارہ بھی جزماہی سے ہوا کیونکہ جب جزماہی کا بیان ہوا تو بقانون بیان ضرورۃ ماہی کا حکم بھی ظاہر ہو گیا اور متوسط کا ذکر مصرعہ اول میں اور ادنیٰ کا بیان مصرعہ ثانی میں ہے اس شعر کا ماقبل سے تعلق یوں ہے کہ جب فاضل رومی نے محبوب کو عرض کیا کہ تو بماں اے آنکہ الخ تو اب عشاق کے اقسام بیان کرنے پڑے تاکہ محبوب کو معلوم ہو جائے کہ جو تو بماں پکار رہا ہے یہ عشق

marfat.com

یں ایک تشنہ لب ہے۔ کہ باوجودیکہ بحر مشاہدہ میں غوطہ لگا رہا ہے لیکن کہتا ہے۔

ے ساقی صلائے عام است جائے بکام گرداں　　　داماں خم فراخ است دور تمام گرداں

اور یہ بھی اسے معلوم ہو جائے کہ یہ عاشق ناقص اور محروم القسمہ نہیں ہے گویا یہاں محبوب کو عشاق کے اقسام بتا کر اپنی محبت کے مرتبہ کا اظہار فرمایا۔

۱

برسماع راست ہر کس چیر نیست　　　طعمہ ہر مرغکے انجیر نیست

۲

بند بگسل باش آزاد اے پسر　　　چند باشی بند نقرہ سیم و زر

(۱) حل لغات۔ سماع بالفتح سننا اور مجازاً بمعنی رقص و سرور بالکسر خاص قسم کا رقص و سرور سننا راست بمعنی صدق و دوست اور موسیقی کے بارہ پردوں میں سے ایک پردہ کا نام ہے۔ طعمہ بالضم بمعنی خوراک مرغکے میں کاف تصغیر کا اور یا وحدۃ کی ہے۔

ترجمہ۔ مقام راست کا سننا ہر کہ ومہ کا کام نہیں اسی طرح انجیر ہر پرندہ کی خوراک نہیں ہو سکتا۔

شرح۔ اس سے قبل درنیابد حال پختہ ہیچ خام الخ میں دعویٰ فرمایا کہ عاشقین حق کے حالات بیان کرنے کے نہیں کیونکہ ان کے حالات کے لئے اہلیت چاہیئے اس پر کسی نے اعتراض کیا کہ دعویٰ بلا دلیل ہے تو آپ نے فرمایا کہ ہر معاملہ میں اہلیت ولیاقت کا ہونا ضروری ہوتا ہے اس کی دو دلیلیں ہیں۔

(۱) عام سماع ہر شخص سن سکتا ہے مگر وہ مقام جسے فن موسیقی میں مقام راست کہتے ہیں اسے سننے کے لئے کسی اہل کی ضرورت ہے۔ (باقی برصفحہ ۲۷)

marfat.com

(۲) انجیر بھی ایک میوہ ہے مگر اس کے کھانے کے لئے ہر پرندہ تیار نہیں ہوتا بلکہ اسے وہ پرندہ کھائے گا جو اس کا اہل ہوگا۔

(۲) حل لغات۔ بند بمعنی قید فکر و توقع و طمع، بگسل بضم کاف فارسی سین گسیختن کا امر ہے (باقی صفحہ پر)

(بقیہ صفحہ سے) اس لئے اسے بادہ کہا جاتا ہے۔ شراب کا جوش ہمارے جوش کا محتاج ہے اور آسمان کی گردش بھی ہمارے ہوش پر فریفتہ ہے۔ شراب کو مستی ہم سے نصیب ہوئی۔ نہ کہ ہم اس سے مستی لینے والے ہیں اسی طرح جسم بھی ہماری وجہ سے وجود میں آیا نہ کہ ہم اس کی وجہ سے پیدا ہوئے۔

شرح۔ جب مولانا نے فرمایا کہ عشاق کا ذکر نا اہلوں کے سامنے بے سود ہے تو گویا کسی نے عرض کی حضور کچھ تو ہمیں ان سے متعارف فرمایئے شاید ہمیں بھی ان سے استفادہ نصیب ہو جائے آپ نے فرمایا ہاں ہاں ان کے بڑے مراتب و مدارج تو تمہاری سمجھ نہیں آسکیں گے البتہ ان کے ادنی منازل کی کیفیت یہ ہے کہ شراب کا جوش اور آسمان کی گردش اور جسم کا موجود ہونا بلکہ یوں کہیئے کہ کارخانہ قدرت انہی دم سے چل رہا ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(اعلیحضرت بریلوی)

(ف) یہ دو شعر اور اس کے بعد والا شعر بعض نسخوں میں نہیں ہے۔

marfat.com

گر بریزی بحر را در کوزۂ ۱ چند گنجد قسمت یک روزۂ

کاسۂ چشم حریفاں پر نشد ۲ تا صدف قانع نشد پر در نشد

(۱) حل لغات کوزہ بالضم سفید رنگ کی مٹی کو کہتے ہیں اور مجازاً بمعنی برتن دستہ دار کشوری غیاث قسمت بالفتح حصہ کردن بالکسر حصہ۔

ترجمہ۔ اگر کوزہ میں دریا نہ پانی ڈالا جائے تو بتاؤ اس میں کتنا پانی سمائے گا صرف ایک دن کا حصہ۔

شرح۔ سابق شعر کی تائید میں مثال دیتے ہوئے بطور سوال سالک سے پوچھتے ہیں کہ دریا سے اگر ایک کوزہ پانی کا پر کیا جائے تو بتاؤ کہ اس کوزہ میں کتنا پانی سمائے گا۔ پھر اس کا خود یا کہ صرف ایک دن کی ضرورت کا پانی۔ اب سالک خود سوچے کہ سیم وزر کے جمع کرنے سے کیا فائدہ کہ جب جمع کرتے کرتے خزانے اکٹھے ہو جائیں مگر ان سے کام صرف ایک دن کا نکلے گا۔

(۱) حل لغات کاسہ پیالہ، پر بالضم بھرا ہوا تا شرطیہ ہے۔ صدف تفتحتین سیپ، در بالضم وشدید الرار معنی بڑا موتی کے معنی میں آتا ہے۔

ترجمہ۔ حریصوں کی آنکھ کا پیالہ ہرگز نہیں ہوتا۔ سیپ جب تک قناعت نہ کی موتیوں سے نہ بھری۔

شرح سابق شعر کی رو سے جب سالک کو اطمینان دلا دیا کہ زر سیم جمع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، اب فرماتے ہیں کہ سیم وزر کی حرص سے ملتا ہی کیا ہے کیونکہ حریص کی آنکھ تو ایسی بھوکی ہے کہ سمندر بھی پر نہیں کر سکتا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

marfat.com

؎ آں شنید ستی کہ در صحرائے غور — بار سارے بیفتاد از ستور

(باقی صفحہ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۴ سے) آزاد جو کسی کا غلام نہ ہو، چند عدد جیسا تین سے نو تک مستعمل ہوتا ہے اور کبھی بمعنی استفہام آتا ہے اور یہاں بھی یہی مراد ہے۔

ترجمہ۔ اے عزیز قید کو توڑ کر آزاد ہو جا کب تک چاندی اور سونے کے خیال میں مقید رہے گا۔

شرح۔ گذشتہ بیانات میں مولانا خام خیالات سے پرہیز اور پختہ کامی کی ترغیب دلاتے آئے ہیں اب جب کہ سالک کی پختہ کامی دیکھی تو فرمایا اگر پختہ کامی کی خواہش ہے کہ اس کا طریقہ نہایت آسان ہے وہ یہ کہ دل سے ماسوائے اللہ کے خیالات نکال دو کیونکہ ؎

؎ تعلق حجاب است و بیحاصلی
چوں پیوند ہا بگسلی واصلی

لطیفہ۔ اے پسر کے ساتھ خطاب کر کے فرمایا کہ سیم و زر کی محبت میں گرفتار ہونا بچوں کا کام ہے۔

marfat.com

ہر کرا جامہ زعشقے چاک شد ۔۔۔ او زحرص وعیب کلی پاک شد

۲

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما ۔۔۔ اے طبیب جملہ علتہائے ما

۳

اے دوائے نخوت ناموس ما ۔۔۔ اے تو افلاطون و جالینوس ما

(۱) حل لغات ۔ جامہ ۔ کپڑا ۔ عشقے میں یا تنکیر کی ہے ۔

ترجمہ ۔ جس کا عشق سے جامہ پاک ہوا تو وہ حرص و عیب سے بالکل صاف و ستھرا ہو گیا ۔

شرح ۔ سلوک کے منازل طے کرنے کے دو طریقے ہیں ایک ترکیہ نفس یعنی اخلاق حمیدہ سے آراستگی اور عادات بد سے پرہیز ۔ دوسرا عشق ، پہلا بمنزلہ تمہید کے ہوتا ہے ، دوسرا اصل اور مقصود اعظم ہے پہلے سے فراغت پاکر دوسرے کا بیان شروع فرمایا کہ جسے عشق جیسی نعمت ملتی ہے وہ نہ صرف امراض نفسیانہ سے نجات پالیتا ہے بلکہ مطلوب حقیقی میں فنا ہو جاتا ہے جو کہ سالک کی اصلی غرض ہے ۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں

؎ از نگاہ عشق خارا مشق شود

عشق حق عشق سراپا حق شود

اسی لئے ولی کامل عشق کا گیت گاتا ہے اور خود مولانا نے بھی بعد والے اشعار میں عشق کی تعریف فرمائی ۔

(۲) حل لغات ۔ شاد باش جملہ دعائیہ ہے ۔ سودا بمعنی سیاہ اور اخلاط اربعہ میں سے ایک خلط کا نام ہے اور بمعنی عشق بھی مستعمل ہوتا ہے ۔ (غ)

marfat.com

ترجمہ . اے عشق جو کہ ہمارا اچھا جنون ہے اور ہماری تمام بیماریوں کا طبیب ہے ہمیشہ خوش رہے .

شرح . قاعدہ ہے کہ جو بیمار اپنی بیماری سے تنگ ہو اور کوئی علاج اسے کارگر نہ ہوتا ہو تو جب کوئی حکیم اسے اپنی خداداد قابلیت سے شفایاب کردیتا ہے تو بیمار کے منہ سے بے ساختہ دعائیں نکلتی ہیں اس طرح سالک نے جب اپنے روحانی امراض کے دفعیہ کے لئے بے شمار طریقے استعمال کئے اس کو شفا اس وقت ملی جب عشق آیا اور اس نے ماسوائے اللہ کو جلا کر رکھ دیا سالک کے منہ سے بے ساختہ دعا نکلی کہ شاد باش اے عشق الخ

(۳) حل لغات . نخوت . بالکسر غرور و تکبر ناموس عزت و توقع ہمت از مردم (امداد) (باقی صفحہ ۲ پر)

(بقیہ صفحہ سے)

چشم تنگ دین و دنیا دار را
یا قناعت پر کند یا خاک گور

پس سالک کو چاہیئے کہ ترک دنیا کردے کیونکہ سیپ نے جب دیکھا کہ مجھے موتی چاہیئے تو اس نے قناعت کا دامن تھاما اسی طرح سالک کو بھی اگر مشاہدہ درکار ہو تو اسے بھی قناعت اختیار کرنی چاہیئے .

جسم خاک از عشق بر افلاک شد ‏‏‏ کوہ در رقص آمد و چالاک شد

(۱) حل لغات . شد . یہ دراصل افعال ناقصہ میں سے ہے پہلے مصرعہ میں بمعنے

marfat.com

رفت وگذشت کے ہے دوسرے میں اصلی معنے میں مستعمل ہے۔

ترجمہ عشق کی بدولت جسم خاکی آسمان پر چلا گیا۔ پہاڑ رقص میں آکر تجلی قبول کرنے کو تیار ہوگیا۔

شرح ۔ یعنی عشق میں وجذب وتاثیر ہے کہ خاکی جسم افلاک پر تشریف لے گیا جیسا کہ شب معراج سیدالا بنیاء علی نبینا وعلیہم السلام تمام افلاک کو طے فرماتے ہوئے مکانیت وزمانیت سے بھی اوپر گذر گئے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس علی انبیاء وعلیہما السلام بھی آسمان پر جاگزیں ہوئے بلکہ اگر افلاک سے مراد مراتب علیا ہوں تو یہ عروج اولیاء (باقی صفحہ ۳۲ پر)

(بقیہ صفحہ ۲۹ سے) ترجمہ عشق تو ہمارے تکبر وجاہ طلبی کی دوا ہے اور ہمارا افلاطون وجالینوس ہے۔

شرح ۔ اگرچہ اس شعر کا مقصد شعر اول میں بیان ہو چکا ہے مگر خصوصیت کے ساتھ عشق کا مرتبہ ظاہر فرمایا کہ جس طرح افلاطون اور جالینوس جسمانی امراض کے چوٹی کے ماہر ہیں اسی طرح ہمارا طبیب حضرت عشق بھی ان سے کم نہیں ہے بلکہ انہیں اس سے نسبت ہی کہا ہے کیونکہ وہ لاعلاج مریضوں سے عاجز تھے اور نخوت وناموس جیسی لاعلاج بیماریوں سے بھی شفا دیتا ہے۔

حضرت مولانا عبد العلی بحر العلوم فرماتے ہیں کہ عشق سے مراد فراط محبت ہے جسے قرآن میں تحبون اللہ اور یحببکم اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ عشق صفت حق بھی ہے۔ اور یہ صفت بھی اور انسان بھی حقیقت سب کی ایک ہے۔ مگر عشاق میں نوع تحقیق مختلف ہے۔ ملک سے انسان میں اس کا نوع تحقق اکمل ہے۔ شیخ اکبر سیدی

marfat.com

ابن العربی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب انسان کو عشق نصیب ہوتا ہے تو سوائے محبوب کے تمام اشیائے سے روگردانی کرتا ہوا اس کے جسم کے تمام اجزائیں سرایت کر جاتا ہے جیسے خون عروق ولحوم وغیرہ وغیرہ یں اثر کرتا ہے یہ بھی خون کی طرح تمام اجزار کی تعمیر کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے جسم یں محبوب کے سوا اور کچھ ہوتا ہی نہیں چنانچہ مجدد دتوحید حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ فرماتے ہیں.

~ کھولی عشق قلب کلید دے

ہر وقت یار تے دید دے

اور فرمایا ~ عشق فرید تصرف کیتا

لاس جڑ کر پرم پلیتا

سب صورت اکھیاں نال ڈسیندے

یعنی جب سے عشق کا غلبہ ہو گیا تو تمام صورتوں یں صورت سبحان نظر آتی ہے.

اسی لئے پھر بولتا ہے تو محبوب سے، سنتا ہے تو محبوب سے، دیکھتا ہے تو محبوب کو۔ اس کو ہر صورت محبوب کی صورت معلوم ہوتی ہے. بلکہ اس جسم کے ذرہ ذرہ یں محبوب سما جاتا ہے چنانچہ منقول ہے کہ جب حضرت منصور کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے تو ان کا خون جہاں گرتا اس سے لفظ اللہ لکھا ہوا ہوتا۔ (بحر العلوم)

عشق جانان طور آمد عاشقا ^(۱)^ طور مست و خر موسیٰ صعقا

من بلب دمساز خود گر جفتمے ^(۲)^ ہم چوں نے من گفتنیہا گفتمے

(۱) حل لغات. عاشقا کا الف ندائیہ ہے، خر ماضی. گر پڑا، صعقا، بیہوش

قرآن مجید کی آیت کا ایک ٹکڑا ہے بعض قرأت صاعقا ہے۔

ترجمہ اے عاشق عشق طور کی جان بن گیا۔ عشق کی تاثیر سے طور اور موسیٰ علیہ السلام دونوں مست تھے۔

شرح یہ شعر گذشتہ شعر سے ایک پیدا شدہ سوال کا جواب اور ایک تمتہ ہے سوال یہ ہے کہ طور جیسی بے جان چیز میں رقص واستعداد سے کیا مراد ہے۔ جواب میں ارشاد فرمایا کہ کوہ طور اگرچہ بے جان پتھر ہے مگر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی صحبت مقدسہ کی برکت سے اسے عشق و مستی نصیب ہو گئی اور اسی عشق میں اس میں اس وقت رقص پیدا کر دیا۔

(رفع استباہ) خر موسیٰ صعقا سے بعض لوگ موسیٰ علیہ السلام کی تنقیص شان سمجھتے ہیں۔ لیکن تفصیلی جواب فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان میں ہے اور اجمالی جواب یہ ہے کہ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام ابھی تم دوئی اور انانیت کے پردوں میں ہو اس مجھے اس حالت میں دیکھنا محال ہے اگر مجھے دیکھنا ہی ہے تو پہلے میں اپنا جلوہ آپکے جبل انانیت پر ڈال کر اسے خاکستر کئے دیتا ہوں پھر مجھے دیکھ لینا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا جلوہ فرما کر وجعلہ دکا انہیں ایسا فانی فرمایا کہ گویا انانیت تھی ہی نہیں (خر موسیٰ صعقا) یعنی موسیٰ علیہ السلام مقام انانیت سے گذر کر محو ذات ہوئے اور جب اس محویت سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے " انی تبت " اے میرے اللہ آئندہ میں انانیت کو سامنے رکھ کر دیدار کی آرزو نہیں کروں گا۔ (کذا فی روح البیان) مولانا جامیؒ فرماتے ہیں۔

بردن برداز خود کش اشراق آن نور
نہ نور خود ظلام سایہ بشد دور

marfat.com

(۲) حل لغات ۔ اگر یہاں بمعنی چوں ہے کیونکہ اگر ان شرطیہ کا ترجمہ ہے اور ان کبھی بمعنی اذا آتا ہے اسی طرح یہ بھی (بحر العلوم) بخفتمے میں یا، استمراری ہے اور گفتنہا میں یا لیاقت کی ہے۔

ترجمہ چونکہ میں نے دمساز کے ساتھ لب ملائے ہوئے ہیں اس وجہ سے نے کی طرح میں بھی باتیں کہتا ہوں۔ (باقی صفحہ ۴۳ پر)

(بقیہ صفحہ ۳۰ سے) کرام کو بھی حاصل ہے کہ ان کے اجسام مبارکہ ارواح کے خواص حاصل کرکے مراتب علیا کو پہنچ گئے۔

(ذ) بمطابق قولہ تعالیٰ اور فابین ان یحملنھا کوہ طور کو تجلی برداشت کرنیکا تاب نہ تھی اسی لئے وہ ریزہ ریزہ ہوگیا (بحر) مگر صاحب روح البیان اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کوہ طور کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فدا کیا گیا۔

ہر کہ او از ہمزبانے شد جدا ‏ ‏ ‏ ‏ بے نوشد گرچہ دارد صد نوا

چونکہ گل رفت و گلستاں شد خراب ‏ ‏ ‏ ‏ نشنوی زاں پس ز بلبل سرگذشت

سر پنہانست اندر زیر و بم ‏ ‏ ‏ ‏ فاش اگر گویم جہاں برہم زنم

(۱) ترجمہ ۔ جو شخص اپنے ہمزاد سے جدا ہوگیا وہ بے سروسامان ہوگیا اگرچہ بہت سامان رکھتا ہے۔

(۲) ترجمہ جب پھول کا موسم جاتا رہا اور باغ ویران ہوگیا تو بعد ازاں بلبل سے

marfat.com

سے بیانات نہ سنو گے ۔

شرح یہ دونوں شعر مولانا نے اپنے قول کی تائید میں پیش فرمائے کہ اگر مجھ میں جلوہ حق نہ ہوتا تو میں عجیب وغریب نکتے کس طرح بیان کرتا جس طرح باغ اجڑ جانے کے بعد بلبل کی نغمہ سرائی ختم ہو جاتی ہے اس طرح مجھ میں جلوہ یار کی جلوہ گری ہوتی ہے تو میں راز و نیاز کی باتیں کرتا ہوں ۔

(۳۲) حل لغات ۔ زیر بالکسر دیا نے معروف فن موسیقی میں وہ باریک تر آواز جو بم کے بالمقابل ہوتی ہے ۔ بم موٹی آواز کو کہتے ہیں ۔ فاش دراصل پاس تھا معنی ظاہر ۔

ترجمہ میری نیچی اور اونچی آواز میں ایک راز مضمر ہے اگر میں اسے ظاہر کر دوں تو جہان تہ و بالا ہو جائے ۔

شرح مولانا عبد العلی بحر العلوم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں یہ بیت اور اس کے بعد والا دونوں مقولہ حق ہیں جو در پردہ بزبان مولوی یا انسان کامل جاری ہوا ہے مطلب یہ ہے کہ انسان کامل کی آواز صدائے حق ہے چنانچہ فرمایا کہ میں اگر پردہ تعین سے باہر ہو کر کلام کروں تو یہ جہاں مٹ جائے گا ۔ اور ممکن باقی نہ رہے گا ۔ کیونکہ ممکن ان تعینات خاصہ کا نام ہے جب یہ تعین نہ رہا پھر جہاں کس طرح رہے گا ۔

(بقیہ صفحہ ۳۳ سے) دمساز سے مراد ذات حق ہے ۔ مولانا فرماتے ہیں چونکہ وہی حق ہے یا بجمیع اسماء صفات مجھ میں ظاہر ہے اس بنا پر میں جو بات کہتا ہوں زبان میری ہوتی ہے ۔ مگر بیان اس کا ہوتا ہے ۔ جیسے تم بانسری کو دیکھتے ہو ۔ کہ بظاہر تو وہ آواز بانسری کی ہوتی ہے ۔ مگر درحقیقت نے نواز کی ہوتی ہے ۔

(بحر العلوم)(ف) بعض شارحین نے لفظ اگر کو اپنے معنی میں باقی رکھتے ہوئے

marfat.com

فرمایا کہ کیونکہ آگے مولانا صاحب چلکر پراسرار باتیں کہیں گے اس لئے وہ آرزو کرتے ہیں کہ کاش میری باتیں سننے کے لئے کوئی دمساز ہوتا کہ جس کو پراسرار باتیں جی کھول کر سناتا آئندہ اشعار میں ہر دو تقریروں کی تائید ملتی ہے۔

آنچہ نے گوید اندر ایں رباب　　　گر بگویم من جہاں گردد خراب

جملہ معشوق است و عاشق پردۂ　　　زندہ معشوق است عاشق مردۂ

چوں نباشد عشق را پروائے او　　　او چو مرغے ماند بے پر وائے او

(۱) ترجمہ بانسری ان دو سُروں (زیر و بم میں) جو کچھ کہہ رہی ہے اگر اسے بیان کروں تو جہان برباد ہو جائے گا۔

شرح یہ پہلے شعر کا تتمہ ہے یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر میں طالبان ذات احدیت پر جلوہ فرماؤں تو تمام عالم ان کی نظروں میں فانی ہو کر رہ جائے گا اور اگر ان پر قیامت کبریٰ قائم ہو جائے گی لیکن ذات حق یہ نہیں چاہتی کہ قیامت کبریٰ قبل از وقت قائم ہو۔

(۲) ترجمہ تمام موجودات تو معشوق ہی ہے۔ عاشق صرف پردہ ہے زندہ ہے تو معشوق ہی ہے عاشق بمنزلہ مردہ ہے۔

شرح یہ شعر سابق شعر کی تائید کرتا ہے یعنی جب تم نے سمجھ لیا کہ انسان کامل ذات حق کا آئینہ ہے تو اس سے زیادہ کیا کیا جائے بس اتنا سمجھ لو کہ ذات حق کا ایک پردہ ہوں موجود تو درحقیقت وہی ہے میں تو موجود ہی نہیں ہوں۔

marfat.com

نہ تھا بھی کہاں اور ہوں بھی کہاں ہستی ہے مری ایک وہم گماں
جب آئے یقین مٹ جائے گماں بس تو ہی تو ہے اور میں نہ رہوں

(۳۳) حل لغات پروآہ بالفتح مشترک لفظ ہے بمعنی احتیاج والتجا وفرصت واستغنات ومیل ورغبت وبمعنی خود. وہم اور اس میں یائے اضافت ہے وبے پر، بال وپر کے دوا، واویلا سے ہے بمعنی نارسیدہ وجد اور افسوس.

(ف) اس شعر میں عشق بمعنی معشوق ہے.

ترجمہ جب معشوق کو عاشق کی کوئی پرواہ نہ ہو تو عاشق اس پرندہ کی طرح رہ جائیگا کہ جس کے پر نہ ہوں ایسا عاشق قابل افسوس ہے.

شرح شعر گذشتہ کی تائید میں ایک مثال دے کر سمجھایا کہ جب عاشق بمنزلہ پردہ کے ہے اور پردہ کی اگر پردہ دار پروا نہ کرے تو اس میں جس طرح پردہ کا نقصان ہے اسی طرح پردا دار کو بھی کہ وہ بے نقاب رہ جائے گا. اسی لئے مولانا نے فرمایا کہ ذات حق نے اپنے اسما کو مظاہر میں ظاہر فرمایا تو اس ظہور کو (پردہ) یعنی مظاہر کی ضرورت ہوئی تو اگر پردہ درمیان سے اٹھ جائے تو پھر قیامت بپا ہو جائے اور عاشق پر افسوس اس لئے کہ اسے معشوق کی بے توجہی کی وجہ سے قرب میسر نہ ہوا. (بحر العلوم)

پر و بال ما کمند عشق اوست   مو کشانش میکشد تا کوئے دوست

من چہ گویم ہوش دارم پیش پس   چوں نباشد نور یارم ہم نفس

نور او در یمن و یسر و تحت و فوق   بر سر و بر گردنم چوں تاج و طوق،

marfat.com

۴

عشق خواہد کایں سخن بیروں بود　　آئینہ غماز نبود چوں بود

(۱) حل لغات ۔ کمند دراصل خمند تھا اور چونکہ کمند میں پیچیدگی ہوتی ہے اسی لئے اس نام سے موسوم ہوئی ، مو کشاں اسم حال بمعنی بال کھینچتے ہوں۔

ترجمہ اس کے عشق کی کمند ہمارے پر و بال ہیں جو کہ عاشق کے بال کھینچ کر اس کی گلے تک پہنچاتا ہے۔

شرح شعر سابق کی تائید میں فرمایا کہ عشق کی باگ ڈور ہمارے گلے میں ایسی مضبوط ہے جیسے پرندہ کے لئے پر و بال ہم اسی عشق کے ذریعے اپنے معشوق کے در دولت پر پہنچتے ہیں یعنی سالک کو سلوک کی منزل میں زادراہ (عشق) ضروری ہے۔ اگر عشق صرف خالی زہد و تقویٰ ہے تو بے کار ہے۔

---

(۲) حل لغات ۔ ہم نفس ۔ رفیق و ہم کلام (غیاث)

ترجمہ میں کب کہتا ہوں کہ مجھے اپنے آگے پیچھے کا ہوش ہے اگر میرے یار کا نور میرا ہم کلام نہ ہو۔

شرح ۔ جب سالک بعد از فنا حق کی طرف نزول کرتا ہے تو اس کے سامنے جب کثرت متغائرہ پیش ہوتی ہیں تو وہی کثرت اس کے لئے آئینہ حق بن کر سامنے آتی ہے اس شعر میں عشق سے حاصل شدہ فنائیت کا بیان ہے۔

---

(۳) حل لغات یمن و یسر ہر دو بضم اول بمعنی دائیں بائیں۔

ترجمہ۔ اس کا نور دائیں بائیں نیچے اوپر ہر جگہ ہے میرے سر پر اور گردن میں

marfat.com

تاج وطوق کی طرح ہے۔

شرح یہ دونوں شعر سالک پر ایک وارد شدہ سوال کے جواب میں ہیں۔ گویا کسی نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ جب تم ذات حق میں فنا ہو چکے ہیں تو تمہیں اس کثرت کی خبر کیسے ہوئی اس کے جواب میں فرمایا کہ جب مجھے اس کثرت ذات حق کے جلوے نظر آتے ہیں اور مجھے ہر شئے میں وہی معلوم ہوتا ہے تو پھر مجھ پر اعتراض کیسا سالک کے سامنے یہ تعینات جلوہ حق کی تجلی گاہ ہیں۔ س

رکھا قدم جس زمیں پہ تو نے بنا دیا اسکو عرش اعلیٰ

میرے بھی دل کے مکاں میں آکر اس اجڑے گھر کو بھی لامکاں کر

(باقی صفحہ ۲۹ پر)

آئینہ جانت چرا غماز نیست　　زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست

آئینہ کز زنگ وآلائش جدا است　　پر شعاع نور خورشید خدا است

رد تو زنگار از رخ او پاک کن　　بعد ازاں آں نور را ادراک کن

(۱) ترجمہ۔ تیری جان کا آئینہ کیوں عکس نما نہیں ہے اس لئے کہ رخ سے زنگار دور نہیں کی گئی۔

شرح۔ یہ شعر گذشتہ شعر کا تمہ اور ایک سوال کا جواب ہے گویا سالک نے کہا کہ جب نور حق کے مظاہر ہم ہیں تو پھر ہم سے اس نور کا اخفار کیوں تو جواب فرمایا کہ یہ دراصل تیری اپنی خامی ہے کہ تو نے اپنے آئینہ کو گناہوں کی زنگار سے صاف وشفاف نہیں کیا ورنہ تجھ میں بھی اس کا عکس موجود تو ہے لیکن تیرے اپنے شیشے میں وہ تاثیر نہیں جو اس

marfat.com

نور کو ظاہر کر سکے۔

(۲) حل لغات۔ خورشید۔ بضم اول وکسر شین بیائے مجہو بمعنے سورج

ترجمہ۔ وہ آئینہ جو زنگ اور آلائش سے دور ہے وہ نور خدا کے آفتاب سے

سے پر شعاع ہے۔

شرح۔ یعنے جس آئینہ پر دنیوی آلائش نے کسی قسم کا نقص نہیں پہنچایا تو وہ قلب

عرش اللہ کا وصف رکھتا ہے۔

---

(۳) ترجمہ۔ اے سالک اب جا کر دل کے آئینہ کے چہرہ کو زنگار سے

صاف کر دے پھر اس کے بعد اس نور کو حاصل کرے۔

شرح۔ یعنی اگر سالک کی تمنا ہے کہ مجھے وہی انوار نصیب ہوں تو اس کا طریقہ نہایت

آسان ہے وہ یہ کہ (باقی صفحہ ۱۴ پر)

(بقیہ صفحہ ۳۸ سے) ۴ حل لغات۔ غماز۔ بفتح وتشدید، سخن وچین واشارہ

کنندہ بچشم طعنہ زنندہ از غمز (غ) شعر کا مخاطب مجھ جیسا طالب حق جو گناہوں کی

آلودگیوں سے اپنی دل کو سیاہ کر چکا ہے۔

عشق بمعنی معشوق (امداد)

ترجمہ۔ عشق چاہتا ہے کہ یہ راز باہر ہو۔ تیرا شیشہ دل عکس نمانہ ہو تو پھر کس

طرح ہو۔

شرح۔ یعنے معشوق کا تقاضہ تو یہی ہے کہ اس کے اس راز کا افشا ہوتا کہ

کنت کنزا مخفیا کے اقتضا کے مطابق اچھی طرح ظہور پذیر ہو جائے۔ جیسا کہ

marfat.com

محبوب اپنا چہرہ آئینہ کے سامنے لاکر اپنے حسن وجمال کا اظہار پورے طور پر کرنا چاہیئے اسی طرح محبوب حقیقی کا تقاضہ ہے کہ اس کے انوار وتجلیات کا مظاہرہ اپنے مظہر حضرت انسان میں پوری طرح ہو مگر چونکہ اے سالک تیرا آئینہ جرائم و ماثم کی زنگار سے زنگ آلود ہے یہ تیری ہی کمی ہے کہ جب تک تیرا آئینہ دل صاف نہ ہوگا۔ ظہور حق تجھ میں کامل طور سے نہیں ہو سکے گا۔ مولانا جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

بقدر آئینہ حسن تو نماید در دے

دریغ کائینہ ما نہفتہ در زنگ دست

۱

ایں حقیقت را شنو از گوش دل — تا بروں آئی بکلی زاب گل

۲

فہم گر دارید جان را رہ دہید — بعد ازاں از شوق پا در رہ نہید

۳

حکایت عاشق شدن بادشاہ بر کنیزک و خریدن او آں !

کنیزک را و بیمار شدن کنیزک و درمان بیماری او

(۱) ترجمہ اسی سچی بات کو گوش دل سے سن تاکہ تو آب وگل سے اچھی طرح چھوٹ جائے۔

شرح یعنی یہ طریقہ جو میں نے یعنی تعلقات ماسوائے اللہ ا سمجھایا ہے اسے خوب ذہن نشین کرتے ہوئے عمل کرنے کی کوشش کرو پھر دیکھو کہ ان جسمانی ونفسانی خرابیوں سے کس طرح نجات ملتی ہے۔

marfat.com

(۲) ترجمہ اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو اپنی روح کو ترقی کا راستہ دو اس کے بعد پھر شوق سے اس راہ میں قدم رکھو۔

شرح۔ یعنی یہ مرحلہ طے کرنا نہایت آسان ہے بشرطیکہ تمہیں اپنی روح کی ترقی کا شوق دامنگیر ہو پھر جب تم اس راہ پر قدم رکھو گے تو آہستہ آہستہ تم کو ان منازل کو عبور کرنے پر مہارت ہو جائے گی چنانچہ حکایت ذیل سے اس تقریر کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔

(۳) حل لغات۔ بادشاہ لفظ پاد بمعنی تخت و شاد کے مرکب ہے اور پاد دراصل پات تھا۔ تا۔ کو دال سے تبدیل کیا گیا ہے اور پادشاہ پاد موحدہ سے بھی آیا ہے۔ کنیزک اس کا دوسرا تصغیرہ تحقیر کا ہے۔ درمان بالفتح علاج بیمار۔

ترجمہ یہ حکایت بادشاہ کے لونڈی پر عاشق ہونے کی اور اس لونڈی کو خریدنے اور اس کے بیمار ہونے اور اس کی بیماری کے علاج میں۔

شرح۔ اس حکایت کا ماقبل کیساتھ تعلق پیدا کرنے میں شارحین کی مختلف آرار ہیں۔ مولانا ناکر العلوم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ماقبل سے ربط دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ قصہ ابتدائیہ ہے اور ماقبل سے اسے مربوط کیا جائے تو اس کا ربط ؎

رد تو زنگار از رخ او رپاک کن الخ۔ سے ہوگا کیونکہ جب تک دل ماسوا اللہ سے پاک و صاف نہیں ہوگا۔ مقصود کے حصول سے محروم ہوگا جس طرح جب تک بادشاہ نے باندی کو زرگر کی الفت و محبت سے علیحدہ نہ کیا کنیزک کا (باقی صفحہ ۴۲ پر)

(بقیہ صفحہ ۳۹ سے) دل پر جو دنیوی تعلقات کی زنگ نے آکر آئینہ دل کو میلا کچیلا کر دیا ہے انہیں ذکر الٰہی سے صاف کرے پھر ان انوار و تجلیات کو حاصل کرنا مشکل نہیں ہے۔

marfat.com

بشنوید اے دوستاں ایں داستاں   خود حقیقت نقد حال ماست آں

حل لغات۔ دوست مشتق از دوسیدن بمعنی چسپیدن و پیوستن چونکہ دو تن باہم بجان و دل متعلق ہوتے ہیں بنابریں اس سے موسوم ہوا اور دوست دراصل دوس تھا۔ امراض مصدر مذکور تا آر زائدہ ہے جیسا کہ بالشت تا ئر زائدہ ہے داستان قصہ نقد۔ بالفتح آمادہ کردن دو دادن و سرہ کردن درم و دو تیار و مجازاً بمعنی سیم و زر بمعنی مل و ذات و بمعنی فی الحال۔

ترجمہ۔ اے دوستو قصہ سنو جو کہ وہ ہماری حقیقت کا صحیح حال ہے۔

شرح۔ ہدایت ہذا کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ اپنی لونڈی پر عاشق ہو گیا مگر وہ لونڈی دراصل ایک زرگر پر عاشق تھی بادشاہ نے اس کا علاج اپنے ملک کے تمام اطبا سے کرایا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" ناامید ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غیبی طبیب تشریف لایا جس پر اس نے تشخیص سے نتیجہ نکالا کہ اس زرگر کو منگوا کر اسے بدصورت بنایا جس لونڈی کی رغبت اس سے اٹھ گئی اور زرگر بھی مر گیا۔ اور شفایاب بھی ہو گئی۔ بادشاہ با آرام و اطمینان زندگی بسر کرنے لگا اس حکایت کی غرض و غایت خود مولانا قدس سرہٗ نے بتائی کہ کہ خود حقیقت نقد حال الخ اب شارحین کی مختلف ارائین ہیں کہ بادشاہ سے کون مراد ہے اور لونڈی سے کون اور زرگر کیا شئے ہے۔ اور طبیان خام کون اور طبیب کون اور بیماری کون سی تھی اور علاج کیا ہے۔ صحیح ترین بات یہ ہے کہ بادشاہ سے مراد روح ہے اور لونڈی سے مراد عقل جو کہ بادشاہ روح کی مالک ہے اور اسے خریدا اسلئے تاکہ اس کی بدولت دیدار حق سے باریاب ہو لیکن یہ عقل (کنیز) زرگر نفس پر عاشق ہو گئی اور اپنے معشوق نفس کی رضا کی خاطر

marfat.com

علائق دنیوی اور مشاغل ماسوی اللہ میں مبتلا ہو کر مشاہدات حق جو اصلی غرض تھی سے دور ہو کر بیمار پڑ گئی اب انسان کی روح اپنی لونڈی (کنیز) کے علاج کے در پئے ہوئی تو سالکان طریقت یعنی غلط کار مرشدین نے علاج شروع کر دیا اور وہ خود بھی اس مرض میں مبتلا تھے پھر سے

آں خود گم است کرا رہبری کند

کے مطابق الٹا بادشاہ (روح) کی طبیعت کو منغض کر دیا۔ پھر بقول شیخ سعدی قدس سرہٗ سے دارو ئے تربیت از پیر طریقت بستان کادمی را بتر از علت نادانی نیست۔ روح نے استخارہ کر کے مرشد کامل حاصل کیا جس نے آ کر مکمل تشخیص کر کے نفس سرکش (زرگر) کی سرکشی کی بیخ کر کے روح کو واصل باللہ کیا اس تقریر کی تائید کے لئے علامہ غزالی قدس سرہٗ کی کیمیائے سعادت کے مقدمہ کا ملاحظہ فرمائے خلاصہ کلام یہ کہ سالک اپنے سلوک کے منازل طے کرنے میں مرشد کامل کا دامن تھامے جس سے کامیابی ہی کامیابی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۴ سے) حال دگرگوں رہا۔

پس سالک کے لئے ضروری ہے کہ اپنے دل کو ماسوا اللہ کے تعلقات سے بالکل خالی کر دے تاکہ مشاہدات کی نعمتوں سے مالامال ہو کر ابدی بقا حاصل کرلے۔

marfat.com

۱
نقد حال خویش گر پے بریم — ہم ز دنیا ہم ز عقبیٰ بر خوریم

۲
بود پادشاہے در زمانے پیش ازیں — ملک دنیا بودش و ہم ملک دیں

۳
اتفاقاً شاہ روزے شد سوار — با خواص خویش از بہر شکار

۴
بہر صیدے میشد او بر کوہ و دشت — ناگہاں در دام عشق او صید گشت

۵
یک کنیزک دید او بر شاہراہ — شد غلام آں کنیزک جان شاہ

(۱) ترجمہ۔ ہم اگر اپنے حال پر غور کریں تو دنیا سے بھی اور آخرت سے
بھی پھل کھاتے۔

ح۔ یقینی بقول خداوند قدس "و فی انفسکم افلا تبصرون"
اور بادشاہ حدیث پاک من عرف نفسہ فقد عرف ربہٗ۔ ہم اگر تدبر سے
کام لیتے تو دنیا و آخرت کی جملہ نعمتوں سے مالا مال ہوتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
لا خوف علیہم (ای فی الدنیا) ولا ھم یحزنون (ای فی الاخرۃ)
کیا خوب فرمایا گیا ہے رہ بجائے نبرد ہر کہ ز خود بے خبر است نقش پائے بود آں پائے کہ در
خواب بود۔

(۲) ترجمہ۔ اس سے قبل ایک بادشاہ تھا جس کے پاس دنیا بھی تھی
اور دین بھی۔

marfat.com

شرح . یعنی روح جب کہ نورانی ملک میں قیام پذیر تھی اور جہاں دین و دنیا کی اسے کسی قسم کی کمی نہ تھی (ف) ظاہری قصہ کے لحاظ سے یہ بادشاہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس سے پہلے کا تھا.

---

(۳) حل لغات . خواص . خاصہ کی جمع ہے اگرچہ خواص میں صاد تبشدید الصاد ہے مگر فارسی میں بہ تخفیف پڑھتے ہیں . بمعنی خدمتگار .

ترجمہ . اتفاقاً ایک روز بادشاہ اپنے لشکر سمیت شکار کے لئے سوار ہوا .

شرح . یعنی جب روح نے اپنے مخصوص نوکروں یعنی ہاتھ و پاؤں و دیگر اعضاً اور خواص ظاہرہ اور باطنہ کو لے کر دنیا کی شکارگاہ میں قدم رکھا .

---

(۳) ترجمہ . شکار کے لئے پہاڑ اور جنگلوں کی طرف جارہا تھا اچانک وہ خود دام عشق میں شکار ہوگیا .

شرح . جب روح نے دنیا کے کوہ و دشت میں قدم رکھنے کا ارادہ کیا تو عقل جزئی کے عشق میں گرفتار ہوگئی . یعنی تمام لشکر میں اسے عقل جزئی کی زیادہ ضرورت محسوس ہوئی اس لئے بدن میں روح کی مرغوب چیز عقل جزئی ہے .

د . انسان نے دنیا میں قدم رکھنے سے قبل عقل جزئی کی ضرورت محسوس کی اور اس کو اپنے ساتھ ملالیا چنانچہ شعر ذیل کی تائید ہوتی ہے .

---

(۴) ترجمہ . بادشاہ نے ایک لونڈی کو راستے میں دیکھا اور دل و جان سے

marfat.com

اس کا غلام ہو گیا۔

مرغِ جانش در قفس چوں می طپید | داد مال و آں کنیزک را خرید

چوں خرید او را و برخوردار شد | آں کنیزک از قضا بیمار شد

آں یکے خر داشت پالانش نبود | یافت پالاں گرگ خر را در ربود

کوزہ بودش آب می نامد بدست | آب را چوں یافت خود کوزہ شکست

(۱) حل لغات۔ قفس بفتحتین پنجرہ سین و صاد دونوں طرح لکھا جاتا ہے فارسی میں سین کے ساتھ عربی میں صاد کے ساتھ۔

ترجمہ۔ چونکہ اس کے جسم کے پنجرہ میں اس کی جان کا مرغ جل رہا تھا اس لئے مال لے کر اس لونڈی کو خرید لیا۔

شرح۔ چونکہ روح کو عقل سے کسب کمال مقصود تھا اس لئے اس کو ضروری سمجھ کر مال (یعنی جمعیت دل) دے کر خرید لیا یعنی ساتھ لے لیا۔

---

(۲) حل لغات۔ قضا بفتح حکم کرنا اور بمعنی حکم الٰہی جو مخلوقات کے حق میں اچانک ہو۔

ترجمہ۔ جب اس لونڈی کو خرید کے بادشاہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ تو اچانک وہ لونڈی حکم الٰہی سے بیمار ہو گئی۔

marfat.com

شرح۔ یعنی عقل جزئی جب روح کے ساتھ رہی تو اسے نفس کی رنگینیوں نے اپنی طرف کھینچ لیا مگر روح نے اسے اپنے لئے خاص کر لیا۔ اس لئے بظاہر اس کے کیساتھ تھی مگر درحقیقت اس کا تعلق خواہشات نفسانیہ کے ساتھ تھا۔

---

(۳) حل لغات۔ پالان، وہ موٹا کپڑا جو گدھے کے اوپر سواری کرتے وقت ڈالا جاتا ہے۔ کوزہ بالضم سفید رنگ کی مٹی اور برتن جو وضو وغیرہ کے لئے ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ دوسرے شخص کا کوزہ تو تھا لیکن اسے پانی نہ ملتا تھا۔ جب پانی حاصل ہوا تو کوزہ ٹوٹ گیا۔

شرح۔ ان دونوں شعروں میں بادشاہ کے حال کو بطور تمثیل کے بیان فرمایا یعنی جب بادشاہ کو لونڈی دستیاب نہ ہوتی تو اس کے شوق میں جل رہا تھا جب لونڈی حاصل ہوئی تو وہ بیمار ہوگئی۔ جس کی وجہ سے بادشاہ اس کے وصال سے محروم رہا جس طرح ان دو شخصوں کو کا حال ہے کہ وہ بھی بادشاہ کی طرح اپنے مقصود میں کامیاب نہ ہوئے۔

دہندی مثل کے ترجمان ہیں کہ" دانت تھے ہی چنے نہیں چنے مل گئے تو دانت نہیں۔

۱
شہ طبیباں جمع کرد از چپ و راست　　گفت جان ہر دو در دست شما است

۲
جان من سہل ست آں جانم نست　　دردمند و خستہ ام درمانم اوست

marfat.com

۳

ہر کہ درماں کرد مر جان مرا	برد گنج و دُرّ و مرجان مرا

(۱) ترجمہ۔ بادشاہ نے ہر طرف سے طبیب جمع کر کے کہا کہ ہم دونوں کی جان تمہارے ہاتھ میں ہے۔

شرح۔ بادشاہ نے لونڈی کے علاج کے لئے بڑے مشہور طبیب منگوائے اور کہا کہ یہ نہ سمجھنا کہ صرف لونڈی کا علاج کرنا ہے اگر خدانخواستہ لونڈی مر گئی تو پھر میری خیر نہیں۔ کیونکہ ہم دونوں یکجان دو قالب ہیں۔

(ف) مصرعہ ثانی میں مجاز ہے ورنہ بادشاہ اور لونڈی کا مالک تو وہ ہی رب الارباب ہے جس کے قبضہ قدرت میں کائنات ہے اور ایسے مجازات عرف و شرع میں عام رائج ہیں فلہٰذا اہل اسلام سے ان الفاظ کا بولنا نہ شرک اور نہ موہم بہ شرک اسی طرح انبیاء کرام و اولیاء عظام علی نبینا و علیہم السلام کے لئے مجازی الفاظ استعمال کرنا مثلاً ان سے مدد مانگنا اور نذر و نیاز کرنا وغیرہ وغیرہ نہ شرک اور نہ موہم بہ شرک۔

فَافْهَمْ وَتَدَبَّرْ

---

(۲) حل لغات۔ سہل، بالفتح آسان یعنے ناچیز۔ خستہ بالفتح بمعنے خراب و عاشق۔ بیمار وغیرہ زخمی وغیرہ درمان بمعنے علاج۔

ترجمہ۔ میری جان تو معمولی شے ہے دراصل میری جان کی جان وہی (لونڈی ہے) میں (اس کے) عشق میں دردمند اور بیمار ہوں اور میرا علاج وہی ہے۔

شرح۔ میں اگرچہ تمہارے سامنے بڑا ذی مرتبت ہوں لیکن مجھے اب لاشے سمجھو اور لونڈی کے علاج میں ہمہ جان و تن جد و جہد کرو کیونکہ دراصل میری جان کی

marfat.com

جان دی ہے جب وہ شفایاب ہو جائے گی تو گویا تم مجھے شفا دے چکے۔
(فائدہ) عاشق جب تک اپنے معشوق میں محویت حاصل نہ کرے تب تک کامیابی محال ہے۔

حکایت۔ ایک شخص کسی بزرگ کے پاس مرید ہونے کو حاضر ہوا آپ نے فرمایا کسی کے ساتھ عشق پیدا کر کے پھر حاضر ہونا مرید واپس جا کر اپنی بھینس سے محبت شروع کر دی چند روز بعد حاضر ہوا لیکن محویت نہ تھی بلا دھڑک دروازے سے چلا آیا۔ بزرگ نے فرمایا ابھی عشق میں خامی ہے واپس جاؤ چنانچہ چند روز ایسا تصور ضبط کیا کہ جب حاضری ہوئی تو دروازہ کے باہر کھڑا رہ گیا۔ شیخ نے فرمایا اندر کیوں نہیں آتے عرض کی حضور! دروازہ سے اندر سینگ نہیں آنے دیتے۔ یہی پہلی منزل ہے جو سالک کو طے کرنی پڑتی ہے جسے فنائیت شیخ سے تعبیر کیا جاتا ہے جب تک فنا فی الشیخ نہ ہو گا۔ آگے کے منازل طے کرنا مشکل ہو گا۔

(۳) حل لغات۔ پہلا مرجان مرکب ہے لفظ مرد جو فارسی میں عموماً زائد ہوتا ہے) اور جان سے اور دوسرا بمعنے مروارید خورد جوہر سرخ رنگ جسے ہندی میں مونگا کہتے ہیں۔

ترجمہ۔ جو بھی میری جان (محبوبہ) تندرست کر دے۔ تو وہ ہیرے موتی اور مونگے کا خزانہ لے۔

شرح۔ ان اشعار میں سالک کو سبق ہے کہ اگر راہ سلوک طے کرنا ہے تو مشائخ سے اپنا روحانی علاج کرائے لیکن شیخ سے علاج کراتے وقت اپنی جان و مال کو پیار نہ کرے بلکہ اپنا کچھ شیخ پر قربان کر دے اسی لئے اس کا نام بیعت رکھا گیا کہ جب شیخ سے بیعت کے ہاتھ ملائے تو اس پر بک جائے کہ اپنے ارادات شیخ کے ارادات کے تابع سمجھے

marfat.com

جملہ گفتندش کہ جانبازی کنیم — فہم گرد آریم وانبازی کنیم

ہر یکے از ما مسیح عالمے ست — ہر الم را در کف ما مرہمے ست

(۱) حل لغات۔ جانبازی۔ جان پر کھیل جانا مراد خوب کوشش کرنا گرد آریم جمع کریں گے انبازی شرکت۔

ترجمہ۔ سب نے اس (بادشاہ) کو کہا کہ ہم پوری کوشش کریں گے ایک دوسرے سے مشورہ اور شرکت سے علاج کریں گے۔

---

(۲) حل لغات۔ مسیح بمعنے دوست اور زمین کی بہت پیمائش کرنے والا اور بمعنی ہاتھ پھیرنے والا چونکہ حضرت عیسٰی علی نبینا وعلیہ السلام اللہ تعالٰی کے دوست اور دائماً سیر سیاحت میں رہتے۔ اور جس پر ہاتھ پھیرتے وہ تندرست ہو جاتا۔ بنا بریں اسی لقب سے موسوم ہوئے اور دجال کو اسی لئے مسیح کہا جاتا ہے کہ کبھی مسیح بمعنے دروغ گو اور بمعنے یک چشم آتا ہے اسی مناسبت سے اس کا یہی لقب ہے اور جو شخص طب میں مہارت کاملہ رکھتا ہو اسے بھی مسیح زماں سے موسوم کرتے ہیں۔ اسی لئے بادشاہ کے طبیبوں نے کہا کہ ہم سب کے سب مسیح زماں ہیں۔ عالم بفتح اللام اسم آلہ یعنے آلۂ علم اور جہان کو عالم اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالٰی کی ذات کا پتہ چلتا ہے۔ الم بفتحتین بمعنے درد و رنج و مرض۔

ترجمہ۔ ہم میں سے ہر ایک زمانہ کا مسیح ہے اور ہر مرض کا مرہم ہمارے

marfat.com

گر خدا خواہد نہ گفتند از بطر ۱ — پس خدا بنمود شاں عجز بشر

ترک استثنا مرادم قسوتیست ۲ — نے ہمیں گفتن کہ عارض حالتیست

(۱) حل لغات۔ گر خدا خواہد اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کا ترجمہ ہے گفتند کا مفعول یہ مقدم ہے۔ بطر بفتح با و حا رمہملہ غفلت سے سخت خوشی کرنا اور مدہوش ہونا تکبر و غرور عجز دبالفتح دبالکسر عاجز ہونا کمزوری۔

ترجمہ۔ طبیبوں نے گھمنڈ میں آکر انشاء اللہ تعالیٰ نہ کہا جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو انسانی کمزوری دکھادی۔

شرح۔ طبیبوں نے الٰہی عمل کو دیکھ کر نفس کے غلبہ سے انشاء اللہ تعالیٰ کے فضل کو فراموش کر بیٹھے جس کا خمیازہ انہیں اٹھانا پڑا چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ نہ کہنے سے کنیزک کے علاج سے عاجز آگئے۔

---

(۲) حل لغات۔ ترک بالفتح بمعنے چھوڑنا وغیرہ اس سے پہلے لفظ از محذوف ہے۔ استثنا بمعنے انشاء اللہ کہنا یہ ان مصادر سے ہے جو جملہ کو مختصر کر کے بولا جاتا ہے۔ مثلاً بسم اللہ کہنے پر بسملۃ اور انا للہ وانا الیہ راجعون پر استرجاع وغیرہ وغیرہ مراد مضاف اور میم مضاف الیہ قسوۃ۔ بفتح قاف و واد بمعنے سخت دلی۔ عارض اس کے کئی معنی ہیں۔ منجملہ ان کے اس کو کہتے ہیں جو کسی ذات کو حق ہو جانا پائیدار ہو جاتی ہے

ترجمہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ نہ کہنے سے میری مراد سیہ دلی ہے بلکہ یہ زبانی انشاء اللہ تعالیٰ کہنا جو کہ عارضی حالت ہے بھی سیہ دلی ہے۔

marfat.com

شرح۔ یہ شعر مولانا نے کسی کے سوال کے جواب میں فرمایا ہے سوال کی تقریر یہ ہے کہ ان طبیبوں کا ترک استثناء پر مذمت کرنا بیجا ہے کیونکہ یہ نہ کہنا نسیاں سے ہوا ہے اور ہر وہ فعل جو نسیان سے نہ ہو سکے اس کی کو حرج نہیں ہوتا۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ یہی تو میری مراد ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو بہت بڑے دانا سمجھ رہے تھے حالانکہ عمل وہ کیا جو ان کی نادانی پر دلالت کر رہا ہے۔ یعنی جو سب سے اہم بات ذکر الٰہی کو بھلا بیٹھے اور جو شخص ذکر الٰہی سے غفلت برتے اسی کو قساوت سے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مقتول کا واقعہ بیان کر کے فرمایا۔ ثم قست قلوبکم من بعد ذلک پھر مصرعہ ثانی میں کچھ آگے بڑھے اور فرمایا کہ میں صرف زبانی ذکر کا قائل بھی نہیں ہوں جو کہ "برزبان اللہ دردل گاؤ خر" کا مصداق ہو کیونکہ صرف زبانی جمع خرچ یا زبانی ذکر میں مقصود دنیا طلبی ہو تو وہ ذکر نہ صرف بیکار ہے بلکہ الٹا دبال ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے یخرج فی آخر الزماں رجال الدنیا بلدین یلبسون للناس جلود الضان من الدین السنتھم احلیٰ من السکود قلوبھم قلوب الذیاب" یعنی آخر زمانہ میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو دین کے ذریعہ سے دنیا کماتے پھرتے ہوں گے۔ لوگوں کو نرمی دکھانے کے لئے دنبے کی کھالیں پہنیں گے ان کی زبانیں کھانڈ سے زیادہ میٹھی ہوں گی لیکن ان کے دل بھیڑیوں کی طرح ہوں گے (مشکوٰۃ) مختصر یہ کہ زبان پر ذکر جاری کرنا نہایت اچھا فعل ہے لیکن اس میں خلوص ضروری ہے خواہ زبان پر جاری بھی نہ ہو سکے تب بھی دل ایسا متوجہ ہو کہ ہر آن اسی کے دھیان میں گزرے جیسا کہ ذیل کے شعر میں وضاحت فرماتے ہیں۔

marfat.com

۱
اے بسا نادردہ استثنا بگفت جان او با جان استثنا ست جفت

۲
ہر چہ کردند از علاج و از دوا گشت رنج افزون و حاجت نا روا

۳
آں کنیزک از مرض چوں موئے شد چشم شاہ از اشک خوں چوں جو شد

(۱) حل لغات ۔ بسا بمعنے بسیار الف اس میں کثرت کا ہے یا زائد ہے ۔ بگفت با ظرفیہ ہے بمعنے در اور گفت حاصل مصدر بمعنے کلام ہے ۔ جفت بالضم اکائی کا ضد مراد متحد ۔

ترجمہ ۔ اے مخاطب کئی بار دیکھا گیا ہے ، جو اپنے کلام میں انشاء اللہ نہیں چلاتا لیکن اس کا دل استثناء کے معنی میں محو ہوتا ہے ۔

شرح ۔ گویا وہ حضرات ذیل کے شعر کے مصداق ہوتے ہیں ۔

چوں باد اند پنہاں و چالاک پو چوں مشک اند خاموش تسبیح گو

(سوال) شعر اول اور شعر ثانی سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے ایک آن ہی غافل ہو تو وہ قساوت قلبی و دیگر قبیح القاب کا مستحق ہے خواہ اس کی غفلت عمداً نسیاناً ہو اس کی بنا پر تو سرکار کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے جب کہ کفار نے آپ سے اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے قصہ کی تفصیل پوچھی تو آپ نے فرمایا اجیبکم غداً ۔ کل بتاؤں گا انشاء اللہ تعالیٰ نہ کہہ سکے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت ولا تقولن لشیئ انی فاعل ذلک غداً الا ان یشاء اللہ ۔ نازل فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو طرفۃ العین بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ

marfat.com

ہوتے تھے اس کے کئی جوابات ہیں منجملہ ان کے کئی ایک یہ ہے کہ آں کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کے نزول سے قبل زبان مبارک پر انشا اللہ تعالیٰ جاری نہ فرمایا اور زبان سے نہ کہنا کہ اور دل میں اس کا تصور ہونا مولانا کے مذہب کے مطابق درست ہے بلکہ شعر ثانی کی تقریر کے لحاظ سے یہی طریقہ احسن ہے۔

(۲) ترجمہ۔ ان طبیبوں نے جتنا علاج معالجہ کیا الٹا لونڈی کی بڑھ گئی اور مقصد بھی حاصل نہ ہوا۔

شرح۔ گویا یوں کہیئے کہ "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوائی کی اسی طرح سالک کی حالت ہوئی ہے جو بغیر مدعی طریقت سے اپنا روحانی علاج کراتا ہے تو بجائے فائدہ الٹا ترقیوں سے کئی رکاوٹیں آجاتی ہیں۔

(۳) حل لغات۔ اشک بالفتح وسکون ثانی بمعنے قطرہ آب دچشم (آنسو)

ترجمہ۔ وہ لونڈی مرض سے بال سی ہوگئی۔ بادشاہ کی آنکھیں خونین آنسو سے نہر کی طرح بہہ رہی تھیں۔

۱

از قضا سرکنگبیں صفرا فزود ۔۔۔ روغن بادام خشکی می نمود

۲

از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت ۔۔۔ آب و آتش را مدد شد ہمچوں نفت

۳

سستی دل شد فزوں و خواب کم ۔۔۔ سوزش چشم و دل پر درد و غم

۴

شربت و دادویہ و اسباب او ۔۔۔ از طبیباں برد یکسر آبرو

marfat.com

(۱) حل لغات ۔ سرکنگبین بالکسر مرکب لفظ ہے دراصل سرکہ اور انگبین بمعنے شہد تھا جسے عربی میں سکنجبین کہتے ہیں جو صفراوی بیماریوں کے لئے اکسیر ہے ۔

ترجمہ ۔ تقدیر سے سکنجبین نے صفرا کو بڑھا دیا تاکہ (طرفہ یہ کہ) روغن بادام الٹا خشکی کرتا ۔

---

(۲) حل لغات ۔ اطلاق مصدر افعال جاری کرنا ۔ قید سے رہا کرنا ۔ کھولنا کہنا پیٹ کا چلنا ، آتش بفتح التاء و بالکسر ہر دونوں جائز ہیں ۔ نفت بالفتح و بعض کے نزدیک بالکسر ہے ایک قسم کا تیل ہے جو زمین سے پھوٹ کر نکلتا ہے یعنی مٹی کا تیل آگ کا حامی ہے کہ اس کے ذریعہ سے آگ کا اثر تیز تر ہو جاتا ہے ۔

ترجمہ ۔ ہلیلہ سے الٹا قبض ہو گئی اور پیٹ کا چلنا جاتا رہا پانی بھی مٹی کے تیل کی طرح آگ کا حامی ہو گیا ۔

---

(۳) حل لغات ۔ فزدں بفتحتین بعض کے نزدیک بالفتح بمعنے زیادتی ۔

ترجمہ ۔ دل کی سستی بڑھ گئی اور نیند قسم ، آنکھ کی سوزش زیادہ ہوئی اور دل درد و غم سے بھر گیا ۔

---

(۴) حل لغات ۔ شربت بضم مقدار یکبار خوردنی در شامیدنی آب وغیرہ اور بالفتح یکبار پینا اور اطبا کی اصلاح میں دوا خشک یا تر جو کہ یک بارگی استعمال کیا جائے ۔ ادویہ دوا کی جمع ہے اگرچہ یا رمخفف ہے لیکن بوجہ ضرورت شعر تشدید الیا پڑھا جاتے ۔

ترجمہ ۔ شربت اور دواؤں اور مرض کے اسباب نے طبیبوں کی تمام عزت کھو ڈالی

(باقی صفحہ ۵۶ پر)

marfat.com

۱
شہ چوں عجز آں طبیبانرا بدید | پا برہنہ جانب مسجد دوید

۲
رفت در مسجد سوئے محراب شد | سجدہ گاہ از اشک شاہ پر آب شد

۳
چوں بخویش آمد ز غرقاب فنا | خوش زبان بکشاد در مدح و ثنا

۴
کائے کمینہ بخششت ملک جہاں | من چہ گویم چوں تو میدانی نہاں

(۱) حل لغات۔ برہنہ بالفتح اول وثانی وسکون بامعنی عریاں ننگا۔
ترجمہ۔ بادشاہ نے جب طبیبوں کی عاجزی دیکھی تو ننگے پاؤں مسجد کی طرف دوڑا

---

(۲) حل لغات۔ مسجد بکسر الجیم عبادت گاہ اور بالفتح ہر وہ مکان جہاں بھی سجدہ کیا جائے پہلے معنی مراد ہیں۔ محراب اسم آلہ از حرب چونکہ یہ جگہ شیطان کا آلہ حرب (باقی صفحہ ۵۹ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۵ سے) شرح۔ خلاصہ یہ کہ طبیبوں کو تکبر کی نحوست نے ایسا گھیرا کہ ہر تجویز اور ہر تجربہ بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا رہا جس سے وہ بادشاہ کی نظروں میں بالکل گر گئے یا یوں کہو کہ خام خیال پیر اگرچہ سلف صالحین کے طریقے ظاہر کے لحاظ سے پورے طور بجا لائے اور اپنے مرید کی تربیت کریں لیکن جب خود اس راہ سے بھٹکے ہوئے ہوں تو ہر تدبیر غلط اور ہر کاروائی موجب رسوائی ہوگی۔

(باقی صفحہ ۵۷ پر)

marfat.com

عاجز شدن طبیبان از معالجۂ کنیزک و ظاہر شدن

بر بادشاہ درد آوردن بدرگاہ پادشاہ حقیقی

ترجمہ ۔ طبیبوں کا اس لونڈی کے معالجہ سے عاجز ہو جانا اور بادشاہ پر ان کا عجز ظاہر ہو جانا پھر بادشاہ کا مالک حقیقی کے دربار میں متوجہ ہو جانا ۔

(بقیہ صفحہ ۵۶ سے) ہے اسی لئے اس نام سے موسوم سے ہوئی ۔

ترجمہ ۔ مسجد میں جا کر محراب کی جانب گیا ۔ بادشاہ سے آنسوؤں سے سجدہ گاہ تر ہو گئی ۔

شرح ۔ اس میں اشارہ ہے کہ ہر دکھ درد کے وقت بارگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو جانا چاہیئے پھر وہ کریم اپنے بندے کی عاجزی کو دیکھ کر ضرور کرم فرماتا ہے ۔

---

(۳) حل لغات ۔ غرقاب بالفتح دراصل اب غرق تھا ۔ کلب مکانی کی گئی اسے فارسی کی اصطلاح میں قلب الاضافتہ کہتے ہیں ۔ بمعنی پانی کی گہرائی ۔ فنا محویت ۔ بے خودی صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اس بے خودی کو کہتے ہیں ۔ کہ جس میں حدث و قدم کا فرق اٹھ جائے ۔

ترجمہ ۔ جب بادشاہ بے خودی کی گہرائی سے چل کر ہوش میں آیا تو اللہ تعالیٰ کی مدح و ثنا میں بخوبی زبان کھولی ۔

(بقیہ صفحہ ۵۸ پر)

شرح ۔ یعنی طبیبوں کے لونڈی کے علاج سے عاجز آنے بادشاہ کے چھکے چھوٹ

marfat.com

۱

حال ما و این طبیباں سر بسر   پیش لطف عام تو باشد ہدر

۲

اے ہمیشہ حاجت ما را پناہ   بار دیگر ما غلط کردیم راہ

۳

لیک گفتی گرچہ میدانم سرت   زود ہم پیدا کنش بر ظاہرت

۴

چو برآورد از میاں جان خروش   اندر آمد بحر بخشائش بجوش

(۱) حل لغات ۔ ہدر بفتحتین مباح ہونا، خون بہانا باطل ۔ ضائع ۔ فضول ۔ غیث ۱۲ ۔

ترجمہ ۔ ہمارا اور ان طبیبوں کا تمام حال تیرے عام لطف کے پیش نظر بے کار ہے ۔

شرح ۔ ہم نے بڑی غلطی کھائی تجھ پر بھروسہ نہ کرتے ہوئے اپنی تدبیریں کرتے رہے (باقی صفحہ ۵۹ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۷ سے)

گئے اور بیہوش ہو کر اپنے پرائے کی تمیز نہ تھی بلکہ خود اپنی بھی خبر نہ تھی چند لمحات کے بعد ہوش میں آکر اپنے مالک کو اپنا درد یوں سناتا ہے ۔

---

(۴) حل لغات ۔ کلمے دراصل کہ اے تھا ۔ اور کہ بہانیہ ہے ۔ کمینہ ادنی

ترجمہ ۔ بادشاہ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی) کہ اے وہ ذات کہ تیری ادنی بخشش پہ سارا جہان ہے میں کیا عرض کروں جب کہ تو پوشیدہ اسرار جانتا ہے ۔

marfat.com

رہے لیکن چونکہ تو کریم ہے اور تیرا لطف عمیم ہے امید ہے کہ ہماری غلطی کسی شمار میں نہ ہوگی بلکہ لطف عام سے ہمیں بھی نوازا جائے گا۔ بقول جامی رحمۃ اللہ علیہ ؎

گناہم گرازحد بردن است

ہزاران بار زان فضلت فزون است

---

(۲) حل لغات۔ غلط بفتحتین سخن و حساب و کتاب میں خطا کرنا یہاں حاصل مصدر بمعنی خطا ہے اور کبھی بمعنی اسم فاعل یعنی غلط کنندہ اور کبھی اسم مفعول بمعنی غلط کردہ شدہ بھی آتا ہے۔

ترجمہ۔ اے وہ ذات جو کہ ہمیشہ ہماری حاجات کی پناہ ہے بار دگر بھی ہم خطا کی راہ پر چل گئے۔

---

(۳) حل لغات۔ سر بالکسر و تشدید عربی لفظ ہے بمعنی راز پوشیدہ یہاں پر را مخفف پڑھا جائے زود بالضم اول بمعنی جلدی۔

ترجمہ۔ لیکن تو نے خود فرمایا ہے کہ اگرچہ تیرے پوشیدہ راز کو جانتا ہوں مگر تو بھی (اے بندے) اپنے ظاہری حالات کے مطابق اسے بیان کر دے اسی لئے میں عرض کر دیا

---

(۴) حل لغات۔ خروش بفتحتین و واؤ مجہول بمعنی شور و غوغا،

ترجمہ۔ جب بادشاہ نے دل کی گہرائی سے فریاد کی تو اللہ تعالیٰ کی بخشش کا دریا جوش میں آگیا۔

شرح۔ یعنی بادشاہ نے جب مایوسی دیکھی تو مالک حقیقی کے سامنے عجز و نیاز

marfat.com

۱
درمیان گریہ خوابش در ربود ۔۔۔ دید در خواب او کہ پیرے رو نمود

۲
گفت اے شاہ مژدہ حاجاتت رواست ۔۔۔ گر غریبے آیدت فرداز ماست

(۱) ترجمہ ۔ اسی گریہ کے اثنا میں اسے (بادشاہ کو) نیند آگئی اور خواب میں ایک بوڑھے کی زیارت کی ۔

---

(۲) حل لغات ۔ مژدہ بالضم و بالکسر اچھی خبر ، غریب نادار مسافر و اس جگہ مسافر مراد ہے)

ترجمہ ۔ (اس بوڑھے نے) فرمایا کہ اے بادشاہ مژدہ باد تیری (باقی صفحہ ۱۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۵۹ سے) پیش کیا تو دریائے رحمت جوش میں آگئی ویسے تو ہر بندہ کی دعا ہر حال میں قبول ہوتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے جب بندہ دعا کرتا ہے تو اس کی آرزو یا تو فوراً پوری کی جاتی ہے یا چند مدت کے بعد یا اس کے اعمال نامہ میں لکھ دیا جاتا ہے لیکن یہ ہر اس دعا کے لئے ہے جس میں شرائط دعا کی پابندی نہ ہو اور جو دعا پورے آداب سے ہو تو اس کی قبولیت میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوتی جن کو فقیر نے رسالہ خلاصہ احسن الدعا میں تحریر کئے ہیں جس کی علامت یہ ہے کہ دعا کرتے وقت رقت قلب اور چشم تر ہو یا ہاتھ پر بوجھ محسوس ہونے لگے خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہ نے نہایت زاری و انکساری سے مطلب حاصل کر لیا ۔ اسی طرح جو سالک راہ سلوک میں اگر پریشان حال ہو اور زمانہ کے مشائخ کی رہبری سے کامیاب نہ ہو سکے تو مالک حقیقی سے کسی رہبر کامل کی استدعا (باقی صفحہ ۶۱)

marfat.com

(بقیہ صفحہ ٦٠ سے) حاجات پوری ہو گئیں (وہ اس طرح) کہ کل کوئی مسافر تیرے پاس آئے تو اسے ہمارے طرف سمجھنا۔

مشرح۔ (سوال) اس شعر کے مصرعہ ثانی سے معلوم ہوتا ہے جو بزرگ بادشاہ کی رہبری کرے گا۔ وہ اس خواب میں نظر آنے والے بزرگ کا غیر ہو گا۔ حالانکہ آئندہ شعر سے

آں خیالے کہ شہ در خواب دید الخ

سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی بزرگ خود تھے۔

(جواب اول) پیر سے مراد اس شخص کی روح ہے جس کو پیر سے تعبیر فرمایا کیونکہ ارواح قبل از اشباح موجود تھے اسی بنا پر اس کی روح کو پیر سے تعبیر فرمایا۔

(جواب دوم) اس شیخ کی روح نے اس بوڑھے کی شکل اختیار کرکے بادشاہ کے خواب میں تشریف لاکر فرمایا ہو کہ کل جو شکل پیش آئی تو وہ ہم سے ہو گی یعنی ہماری نشو ونما پاکر تشریف لائے گی۔

(جواب سوم)۔ خواب میں جو صورت ظاہر ہوئی وہ صورت مثالیہ تھی اور جو بعد میں تشریف لائی وہ اصلی صورت تھی یعنی خواب میں صورت مثالیہ کہہ رہی تھی کہ کل جو شکل پیش آئے گی وہ ہم سے ہیں یعنی وہ جار اظل دیر تو ہو گی۔ (امداد)

(بقیہ صفحہ ٦٠ سے) کرے اور اس بادشاہ کی طرح نہایت انکساری ظاہر کرے بعید ہے کہ ضرور مطلب برآری پوری ہو جائے گی۔

(فائدہ) اگر کسی شخص کو شیخ کامل کی تلاش ہو تو اسے ذیل کا وظیفہ عمل میں لانا چاہیئے شیخ محی الدین سیدنا عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو آدمی آدھی رات کو وضو کرلے اور دو رکعت نماز پڑھے اور اس میں جتنا جی چاہے قرآن شریف

(باقی صفحہ ٦٢ پر)

marfat.com

۱
چونکہ او آید حکیم حاذق است　　صادقش دان کو امین و صادق است

۲
در علاجش سحر مطلق را ببیں　　در مزاجش قدرت حق را ببیں

۳
خفتہ بود ایں خواب دید آگاہ شد　　گشتہ مملوک کنیزک شاہ شد

(۱) ترجمہ۔ جب وہ آئے تو جان لو کہ وہ ماہر طبیب ہے اور اسے صادق سمجھنا کیونکہ وہ امانتدار اور سچا ہے۔

---

(۲) حل لغات۔ سحر بالکسر جادو کرنا اور وہ چیز جو دقیق الماخذ اور لطیف ہو
ترجمہ۔ اس کے علاج میں پورا جادو دیکھ لینا اس کے مزاج میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور دیکھ لینا۔
شرح۔ اس کے علاج کو سحر سے تشبیہہ دی کہ جس طرح جادو سریع الاثر ہے اس طرح اس کے علاج میں اثر بہت جلد ہوگا۔ ہاں اگر سحر کا دوسرا معنیٰ ہو تو اب تشبیح (باقی صفحہ ۶۳ پر)

(بقیہ صفحہ ۶۱ سے) پڑھے اور بارگاہ ایزدی میں سجدہ کرکے عاجزی کرے اور یہ دعا پڑھے۔
اَللّٰهُمَّ دُلَّنِیْ عَلٰی عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِكَ الْمُقَرَّبِیْنَ حَتّٰی یَدُلَّنِیْ عَلَیْكَ وَیُعَلِّمَنِیْ
طَرِیْقَ الْوُصُوْلِ اِلَیْكَ
امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کسی ولی کے پاس ضرور پہنچا دے گا کسی بزرگ نے مجھے فرمایا کہ اس دعا کو تین سو تیرہ بار پڑھنا چاہیئے اور یہ عمل حصول مقصد تک کرنا چاہیئے۔

marfat.com

چوں رسید ایں وعدہ گاہ او روز شد　　آفتاب از مشرق اختر سوز شد

بود اندر منظرہ شہ منتظر　　تا ببیند آنچہ بنمودند سر

دید شخصے کاملے پر مایۂ　　آفتاب درمیان سایۂ

میرسید از دور مانند ہلال　　نیست بود و ہست بر شکل خیال

(۱) ترجمہ۔ جب وعدہ کا وقت پہنچا اور دن ہوگیا۔ سورج نے مشرق سے طلوع

---

(۲) حل لغات۔ منظرہ اسم ظرف از نظر بمعنی کھڑکی بنمودند کا فاعل کارکنان قضا وقدر ہیں۔

ترجمہ۔ بادشاہ محل کی کھڑکی میں انتظار میں تھا تاکہ جو کچھ راز اسے (باقی صفحہ ۶۴ پر)

(بقیہ صفحہ ۶۲ سے) دینے کی ضرورت نہیں اس شعر میں اشارہ فرما دیا کہ وہ شیخ روحانی معالج تھا جو اسرار ربانی کا مظہر و انوار سبحانی کا مصدر تھا۔

---

(۳) ترجمہ۔ وہ بادشاہ سو رہا تھا۔ یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوا۔ قبل ازیں تو لونڈی کا غلام تھا لیکن اب مطلب کے حصول کیوجہ سے بادشاہ تھا۔ (شرح) یعنی خواب سے پہلے غلاموں کی طرح نہایت پریشان حال تھا لیکن جب خوشخبری حاصل کی تو بادشاہوں کی طرح خوش باش ہو گیا۔

marfat.com

۱
نیست وش باشد خیال اندر جہاں — تو جہانے بر خیالے بین رواں

۲
بر خیالے صلح شان و جنگ شان — ذر خیالے فخر شان و ننگ شان

۳
آں خیالاتے کہ دام اولیاست — عکس مہ رویان بستان خداست

۴
آں خیالے راکہ شاہ در خواب دید — در رخ مہمان ہمی آمد پدید

(۱) حل لغات ۔ وش ۔ بالفتح بمعنے پندار اور وہ صورت جو بیداری یا خواب میں مقصود ہوتی ہے ۔ رواں بالفتح بمعنے فی الحال اور ہر وہ چیز جو جاری ہو بمعنے جان (باقی صفحہ ۶۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۶۳ سے) دیکھا گیا دیکھ لے۔

---

(۳) ترجمہ (اندریں انتظار) ایک شخص کامل پراسرار نظر آیا۔ جو سایہ میں ایک آفتاب تھا۔

شرح ۔ آفتاب احدیت ذات حق باسماء وصفات سے استعارہ ہے اور سایہ تعین خاص جو حق ذات کا ظل ہے استعارہ کیا گیا یعنی ذات اپنے اسماء اور صفات کے ساتھ اس مظہر میں ظاہر تھی چنانچہ اس مطلب کی تائید اگلے شعر سے ہوتی ہے (کذا فی بحر العلوم)

---

(۴) ہلال بکسر اول پہلی رات سے تیسری رات کا چاند ہلال ہے ۔ ماخوذ ہے بمعنے (باقی صفحہ ۶۵ پر)

marfat.com

(بقیہ ۶۴ سے) کمی و ضعیفی اور چونکہ خاندان تینوں راتوں میں نہایت کم اور ضعیف ہوتا ہے۔ بنا بریں اس نام سے موسوم ہوا اور شیخ کو ہلال سے اس لئے تعبیر کیا گیا کہ جس طرح پہلی رات کے چاند کو انتظار شدید کے بعد دیکھا جاتا ہے اس طرح اس شیخ کا انتظار کیا گیا۔ اس لئے کہ وہ شیخ اپنی ریاضتوں اور عبادتوں کی وجہ سے نہایت کمزور تھے۔ نیست فناً ہست بقاً اور صوفیائے کرام کی اصطلاح میں فنا فی اللہ اور بقا باللہ کو کہتے ہیں جس کی تفصیل نقیر کی کتاب۔ نور الصفا فی البقاً بعد الفنا میں ہے۔

ترجمہ۔ وہ (شیخ کامل) دور سے ہلال کی طرح تشریف لا رہا تھا۔ خیال میں آنے والی صورت کی طرح کبھی معدوم ہو جاتا اور کبھی ظاہر۔

شرح۔ یعنے وہ (شیخ کامل) چونکہ منظہر اتم تھا اس میں دو تعبیریں موجود تھیں نیست اور ہست کا جلوہ اس میں پایا جاتا تھا۔ گویا اس میں اجتماع النقیضین تھا۔ یعنے وہ بزرگ باعتبار فنا کے نیست تھے اور باعتبار بقاً حق کے ہست تھے۔ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقام کے حامل تھے۔ (بحر)

(بقیہ صفحہ ۶۴ سے) بعض نسخوں میں شعر اول میں جہان کے بجائے رواں آیا ہے بمعنے روح۔

ترجمہ۔ جہاں میں خیال نیست شئے (معدوم) کی طرح ہے (بلکہ) تو (اے مخاطب، تمام جہان کو خیال پر چلتا دیکھ۔

شرح۔ یعنے تصور کی دنیا میں وہ شیخ کامل صرف ایک مقصود تشکل تھی جو کہ ایک معدوم سے ہے سمجھو کیونکہ یہ اشیا تو ہیں نہیں اگر ہے تو صرف وہی ایک ذات ہے۔ مصرعہ ثانی میں یہ سبق سمجھایا کہ تمام دنیائے عالم ایک تصور ہے اگر (باقی صفحہ ۶۶ پر)

marfat.com

۱

نورِ حق ظاہر بود اندر ولی ‏ ‏ ‏ ‏ نیک بیں باشی اگر اہلِ دلی

۲

آں وئی حق چو پیدا شد ز در ‏ ‏ ‏ ‏ از سراپایش ہمی ریخت نور

۳

شہ بجائے صاحباں در پیش رفت ‏ ‏ ‏ ‏ پیش آں مہمانِ غیب خویش رفت

(۱) حل لغات ۔ بوَد مضارع (حال) از بودن نیک بالکسر و یا مجہول بمعنے خوب و بمعنے بسیار ۔

ترجمہ ۔ ولی اللہ میں اللہ کا نور نمودار ہوتا ہے اگر تو اہل ہے تو اچھی طرح دیکھ لے ۔

شرح ۔ ولی اللہ کامل کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ اولیائے کرام چونکہ جمال ذات حق کے آئینہ ہوتے ہیں اگرچہ مردِ حق کامل کے سامنے ہر شئے اسی کا مظہر ہے باقی صفحہ ۱۴ پر

(بقیہ صفحہ ۶۶ سے) اس تصور سے خالی ہو کر صرف واحد لاشریک کا خیال دل میں ہو تو مقام نصیب ہوگا ۔

؎ جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے ۔

---

(۲) ترجمہ ۔ ان لوگوں کی صلح و جنگ خیال پر مبنی ہے اور خیال ہی سے انہیں فخر و عار حاصل ہوتی ہے ۔

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۶ سے)

(۳) ترجمہ ۔ لیکن وہ خیالات جو کہ ولیوں کے لئے جال ہیں اللہ تعالیٰ کے باغ کے حسینوں کا پرتو ہیں۔

شرح ۔ مولانا عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ دام اولیاً سے وہ دام مراد ہے کہ جس میں اولیاً شکار ہوتے ہیں اور بستان خدا سے مرتبۂ واحدیت مراد ہے جو کہ ذات کا تعین ثانی ہے جہاں پر اسماً متمیز ہیں اور مہر دیاں سے اسماً مراد ہیں اب مطلب یہ ہوا ۔ کہ وہ خیالات جس کی طرف اولیاً کرام متوجہ ہو کر ان کے شکار ہو جاتے ہیں وہ خیالات اللہ تعالیٰ کے اسماً بلکہ خود ذات کا مشاہدہ کرتے ہیں دراصل یہ شعر ایک مقدر سوال کا جواب ہے جو گذشتہ دو شعروں سے پیدا ہوا وہ اس طرح کہ جب مولانا سے خیال کو بے بنیاد اور بے اصل قرار دیا تو کسی کو وہم گذرا کہ شاید اولیاً کرام کے خیالات کا بھی حال ہوگا ۔ تو مولانا نے فرمایا کہ اولیاً کرام کے خیالات کی شان بہت بلند ہے وہ تو صرف لفظاً خیالات ہیں ورنہ وہ دراصل مکاشف ۔ مراقبات ہی ہیں ۔ کہ جس سے اولیاً کرام ذات کے مشاہدہ میں مستغرق ہوتے ہیں گویا یہی خیالات ان کے لئے جال بن گئے ۔

مسئلہ ۔ اس سے تنبیہ ہو گئی کہ محبوبان خدا کے معاملات کو اپنے اوپر قیاس کرنا جرم ہے ۔

---

(۴) حل لغات ۔ رخ بضم را بمعنے چہرہ ۔ مہمان ہا لکسر مرکب از مہ بمعنے بزرگ اور مان بمعنے گھر اور چونکہ از روئے شرع شریف درواج زمانہ مہمان گھر میں بزرگ ترین سمجھا جاتا ہے ۔ بنا بریں اسی نام سے موسوم ہوا ۔

marfat.com

۱

ضعیف غیبی را چو استقبال کرد ... چوں شکر گوئی کہ پیوست او بورد

۲

ہر دو بحری آشنا آموختہ ... ہر دو جاں بے دوختن بر دوختہ

۳

آں یکے لب تشنہ واں دیگر چوں آب ... واں یکے مخمور واں دیگر شراب

۴

گفت شو کم تو دستی نہ آں ... لیک کار از کار خیزد در جہاں

۵

اے مرا تو مصطفےٰ من چوں عمر ... از برائے خدمتت بندم کمر

(۱) حل لغات۔ ضَعیف بالفتح مہمان و مہماناں مفرد و جمع۔ استقبال کسی کے آگے آنا۔ درد بالفتح گلسرخ اسے عرق گلاب بھی کہتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۶۹ پر)

(بقیہ صفحہ ۶۷ سے) ترجمہ۔ وہ خیال جو کہ بادشاہ نے خواب میں دیکھا تھا مہمان کے چہرہ میں بالکل ظاہر تھے۔

مش۳۔ یعنے بادشاہ بھی اب اولیاء کرام سے ہوگیا بنا بریں اب اس کا خیال وہمی نہ رہا بلکہ خواب صحیح اور اصل ثابت ہوگیا کہ جس صورت کو خواب میں دیکھا تھا۔ بعینہٖ وہی شکل بیداری میں نظر آئی۔

(ف) خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) محض خیالات و توہمات، (۲) جو دیکھا جائے اسکا برعکس معاملہ ثابت ہو (باقی صفحہ ۶۹ پر)

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۸ سے) یہ ان لوگوں کو ہوتا ہے جو جھوٹ بولنے کی عادت رکھتے دس صحیح اور سچے خواب جو کہ آئندہ کے لئے شیشے کا کام دیں ایسے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں جزو کہا گیا ہے اور ایسے خواب اتباع سنت اور اجتناب از بدعت و جملہ آثام صغیرہ وکبیرہ سے نصیب ہوتے ہیں خواب کے متعلق مزید فقیر کا رسالہ "اصدق المقال" دیکھئے۔

(بقیہ صفحہ ۶۷ سے) لیکن مظہر کامل انسان کا ہے بنابریں اس میں نور حق درخشاں ہوتا ہے لیکن اسے وہ جانے جس میں اس نور کے دیکھنے کی بصیرت موجود ہو کیونکہ

دلی را دلی میشناسد

---

(۲) ترجمہ۔ جب ولی کامل دور سے نمودار ہوا تو اس کے سر سے پاؤں تک نور برستا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

(۳) حل لغات۔ حاجباں حاجب کی جمع ہے بکسر جیم بمعنے دربان وچوبدار اور مصنف کافیہ کو ابن حاجب اس لئے کہتے ہیں کہ ان کے والد بادشاہ کے دربان تھے اس کی مزید تفصیل فقیر کی شرح کافیہ میں ہے۔

ترجمہ۔ بادشاہ دربانوں کی طرح اس اپنے غیبی مہمان کے استقبال کیلئے خود حاضر ہوا۔

(بقیہ صفحہ ۶۸ سے) ترجمہ۔ جب بادشاہ نے غیبی مہمان کا استقبال کیا تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ گویا شکر عرق گلاب میں مل گئی ہے۔

(باقی صفحہ ۷۰ پر)

marfat.com

درخواستن توفیق رعایت ادب

و وخامت بے ادبی

۲

از خدا خواہیم توفیق ادب ۔۔۔۔ بے ادب محروم ماند از لطفِ رب

(۱) حل لغات۔ وخامت بالکسر بمعنے ندمت۔

ترجمہ۔ رعایت ادب کی توفیق کا سوال اور بے ادبی کی ندمت ۔ (باقی صفحہ ۱۰۷ پر)

(بقیہ صفحہ ۹۷ سے)

(۲) حل لغات ۔ آشنا تیرنا معنی تیرے والا۔

ترجمہ ۔ ہر دو نوں بحر معرفت کا تیرنا سیکھے ہوئے تھے ۔ اور ہر دو دری جانیں بغیر

سینے کے ملی ہوئی تھیں۔

شرح ۔ فنا فی الشیخ اسی کا نام ہے ۔ کہ مرید اپنے شیخ کا آئینہ دار ہو جائے۔

ایسی محویت حاصل کرے کہ دو جسم یکجان بلکہ یکجسم و یکجان ہو جائیں۔

(۳) ان میں سے ایک یعنی بادشاہ پیاسا تھا اور دوسرا یعنی ولیٔ کامل پانی اور

ان میں سے ایک یعنی بادشاہ مخمور تھا ۔ اور وہ دوسرا یعنی ولیٔ کامل شراب۔

(۴) بادشاہ نے کہا دراصل میرا معشوق تو ہی تھا نہ کہ وہ (لونڈی) لیکن دنیا میں

ایک کام سے دوسرا کام ہوتا ہے۔

شرح ۔ یعنی لونڈی کا عشق میرے لئے موجب ندامت ہوا اور آپ کا عشق (باقی بر صفحہ ۔۔)

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۰ سے) میرے لئے سعادت اور نیک بختی ہے۔ بنابریں مجھے آپ سے ہی محبت ہے نہ کہ اس لونڈی سے لیکن اس لونڈی کی محبت بھی میرے لئے اچھا سامان تیار ہوا کیونکہ اگر مجھے لونڈی سے محبت نہ ہوتی تو آپ سے ملاقات کب نصیب ہوتی۔ عشق مجازی ہی سے حقیقی عشق کی راہ ملتی ہے سہ جامی رحمتہ اللہ علیہ سہ متاب از عشق گرد یہ مجازیست کہ آں از بہر حقیقت چارہ سازیست۔ (نوٹ) عشق مجاز کے جواز و عدم جواز کے آگے تحقیق آ رہی ہے

(۵) ترجمہ۔ اے (میرے شیخ میرے لئے آپ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہیں اور میں آپ کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کی طرح ہوں اور آپ کی خدمت کے لئے کمربستہ ہوں۔

شرح۔ یعنے اب میں آپ کا غلام ہوں اور آپ کا ہر فرمان اپنے لئے ایمان کا سرمایہ سمجھوں گا جیسے حضرت عمرؓ سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آداب خدمات بجا لاتے تھے مجھے ویسے ہی سمجھا (سوال) قبل ازیں تحقیق ہو چکی ہے کہ یہ بادشاہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس سے پہلے تھا جب اس نے مقدس زمانہ کو پایا نہیں تو اپنے شیخ کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اور اپنے آپ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تشبیہ دینے کے کیا معنی۔

(جواب) دراصل اس نے یوں عرض کی ہوگی کہ حضور آپ میرے حاکم ہیں اور میں آپ کا محکوم اب آپ کا ہر حکم میرے لئے واجب التعمیل ہے لیکن مولانا قدس سرہٗ نے شاعرانہ تمثیل سے یوں ہی ادا کر دیا جیسا کہ شعرار کی عام عادت ہے اس سے ثابت ہوا کہ اپنے مشائخ کے متعلقات کو کسی معظم متبرکات سے تشبیہات دینا جائز ہے جیسا کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ دہلی اور ملتان کے متعلق فرماتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۷۲ پر)

marfat.com

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد!

مائدہ از آسماں میرسید　　بے شری و بیع و بے گفت و شنید

درمیان قوم موسیٰ چند کس　　بے ادب گفتند کو سیر و عدس

(۱) ترجمہ۔ بے ادب نے نہ صرف اپنے آپ کو اکیلا ہی برباد (باقی صفحہ ۷۳ پر)

(بقیہ صفحہ ۷۱ سے)

ویلست گرچہ مکر غور و دلے　　ملتان مدینۃ صغیر افتادست

(بقیہ صفحہ ۷۰ سے) شرح۔ گذشتہ مضمون سے اس کا تعلق ظاہر ہے کہ حکمائے استغنائے سے بڑا نقصان اٹھایا اور بادشاہ نے ولی کامل کا ادب بجا لایا کہ اس کے استقبال کے لئے خود حاضر ہوا اور اس کے خدمات خود ذمہ لگائے کسی نوکر چاکر پر بھروسہ نہ کیا جس پر کامیابی کا ثمر حاصل کیا۔ (امداد) (قول) جب مولانا نے ثابت کیا کہ سالک کے لئے راہ سلوک میں ہادی کامل کی ازبس ضرورت ہے اور جب اسے مرشد کامل کا دامن نصیب ہو جائے تو اس کے لئے نہایت ضروری ہے کہ آداب میں کسی قسم کی کمی نہ کرے ورنہ مقصد پر پہنچنا مشکل نہیں بلکہ محال ہے جیسا کہ عنوان ذیل کے چند ارشادات دلالت کرتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۷۱ سے)
(۲) ترجمہ۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ادب کی توفیق کی درخواست کرتے (باقی صفحہ ۷۳ پر)

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۲ سے) ہیں کیونکہ (بے ادب) اللہ تعالیٰ کے الطاف سے ہمیشہ محروم رہتا ہے۔

شرح۔ مثل مشہور ہے کہ با ادب بانصیب، بے ادب بے نصیب چنانچہ ابلیس و ملائکہ کے واقعہ سے ظاہر ہے کہ جب سید آدم علیہ السلام کی تعظیم کے لئے سجدہ کا حکم ہوا تو ابلیس بے ادبی کی وجہ سے ملعون ٹھہرا اور ملائکہ نے ادب بجا لایا تو وہ محبوبان ٹھہرے اسی لئے کہا گیا ہے

(باقی صفحہ ۷۴ پر)

(بقیہ صفحہ ۷۲ سے) کیا بلکہ تمام دنیا میں خرابی کی آگ لگا دی۔

شرح۔ یعنی بے ادبی ایسی بری نحوست ہے کہ نہ صرف بے ادب بلکہ خود مواردِ ذلیل ہوتا ہے بلکہ دوسروں کو بھی برباد کرتا ہے۔ گویا یہ ان مہلک بیماریوں سے ہے جو کہ دنیائے عالم میں نقصان عظیم کا موجب بن جاتا ہے چنانچہ مولانا قدس سرہٗ اس کی چند مثالیں قرآنی آیات سے پیش فرماتے ہیں۔

---

(۲) حل لغات۔ مائدہ بکسر حرف سوم بمعنے وہ خوانچہ جو طعام پر ہو۔ خریدن بکسر اول بمعنی خریدن و فروختن از قبیل اضداد ہے جس طرح بیع از قبیل اضداد ہے۔

ترجمہ۔ مائدہ آسمان سے نازل ہوتا تھا بلا خرید و فروخت اور بغیر گفت و شنید کے۔

شرح۔ یہ شعر بنی اسرائیل کے ایک طویل واقعہ کی طرف اشارہ (باقی صفحہ ۷۲ پر)

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۳ سے) کرتا ہے اسے فقیر نے تفسیر فیوض الرحمن میں لکھ دیا ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ آسمان سے بلا تکلیف طعام کا آنا اور بہشتی خوراک دنیوی عالم میں کوئی معمولی بات نہیں اسے تو ایک نعمت عظیم سمجھنا چاہیئے تھا۔ لیکن ؎

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل

---

(۳۱) حل لغات۔ سیر بکسر سین دیائے معروف بمعنے لہسن۔ عدس بفتحتین بمعنے مسور کی دال

ترجمہ۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے چند آدمی بے ادب ہو کر کہنے لگے کہ پیاز مسور کہاں ہیں۔

شرح۔ یعنے اس نعمت عظیم کے انقطاع کا موجب بے ادبی ہوئی کہ انہوں نے اعلیٰ شے کو چھوڑ کر خسیس چیز کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اس واقعہ کو بیان فرمایا۔ واذ قلتم یموسیٰ لن نصبر علیٰ طعام واحد فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها وقثائها وفومها وعدسها وبصلها قال اتستبدلون الذی هو ادنیٰ بالذی هو خیر" بالآخر کیا ہوا اس کے متعلق فرمایا۔

لطیفہ

(بقیہ ۷۳ سے)

اشرف علی تھانوی دیوبندیوں کا حکیم لکھتا ہے۔

بدعتی کے معنی ہیں با ادب بے ایمان اور وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان (الافاضات الیومیہ تھانوی ص ۸۱/۴)

(لاقول) مولانا قدس سرہٗ تو تمام دین و اسلام کا دار و مدار ادب سمجھتے ہیں۔ لیکن

(باقی صفحہ ۷۶ پر)

marfat.com

منقطع شد خوان زنان از آسماں ۔۔۔ ماند رنج زرع و بیل و داسماں

باز عیسیٰ چوں شفاعت کرد حق ۔۔۔ خواں فرستاد و غنیمت بر طبق

(۱) حل لغات ۔ لوہے کا ایک آلہ جس کا اگلا حصہ بہت فراغ ہوتا ہے جس سے زمین کھودی جاتی ہے یعنی پھاوڑا کدال داسماں داسماں مرکب از داس بمعنے لوہے کا آلہ کہ جس سے کھیتی باڑی کاٹی جاتی ہے ۔ یعنی درانتی اور ماں بمعنے مایان یعنے مارا لیکن اب درس سے ساتھ ملا ہوا ہے اسی لئے اس کا علیحدہ معنے نہیں ہے ۔

(ف) خوان سے عام مفسرین نے مطلق نعمت مراد لی ہے ۔ لیکن تفسیر مواج میں ہے کہ من سے مراد شہد ہے یا میدہ کی سفید روٹی اور سلویٰ ایک قسم کا کبوتر کی طرح پرندہ تھا جسے ذبح کر کے بھیجا تھا ۔ اس تقریر پر خوان کا حقیقی معنے ہو گا ۔ اور عام تفسیروں کے اعتبار سے مجاز یعنے مطلق نعمت (امداد)

یعنے جب انہوں نے نعمت عظمیٰ کو ٹھکرانے کی بے ادبی کا ارتکاب کیا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا " اھبطوا مصراً فان لکم ما سالتم وضربت علیھم الذلۃ و المسکنۃ " یہاں تک کہ اب تک اس کا خمیازہ ہم بھگت رہے ہیں ۔

---

(۲) حل لغات ۔ فرستادہ بکسر فا درار بمعنے بھیجا طبق بفتحتین بمعنی موافق و برابر یعنے ہر وہ شئے کہ اس کے برابر کوئی دوسری ہو ۔ باقی صفحہ ۷۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۷۴ سے) تھانوی صاحب کی اصطلاح کچھ انوکھی ہے کہ علمائے اہل سنت کو بدعتی کہتے ہوئے ایمان سے خارج کر رہے ہیں لیکن بحمدہ تعالیٰ ہمیں باادب کہہ دیا ہے اہل انصاف کے سامنے حق بات واضح ہوگی

marfat.com

باز گستاخان ادب بگذاشتند ‌‌‌‌‌‌‌ چوں گدایان زلہا برداشتند

کرد عیسیٰ لابہ ایشاں راکہ ایں ‌‌‌‌‌‌‌ دائم است و کم نگردد از زمین

بدگمانی کردن و حرص آوری ‌‌‌‌‌‌‌ کفر باشد پیش خوان مہتری

زان گدا رویان نادیدہ ز آز ‌‌‌‌‌‌‌ آں در رحمت برایشاں شد فراز

من و سلویٰ ز آسمان شد منقطع ‌‌‌‌‌‌‌ بعد ازاں زنان خوان نشد کس منتفع

(۱) حل لغات۔ زلہا از لہ بالفتح و تشدید بمعنے ہر وہ طعام جو کسی (باقی صفحہ ۷۷ پر)

(بقیہ صفحہ ۷۵ سے) ترجمہ۔ پھر جب عیسیٰ علیہ السلام نے سفارش کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے مطابق مفت خوان بھیجا۔

شرح۔ بے ادبی کرنے کی نحوست کی دوسری دلیل آیۃ قرآنیہ سے بیان فرمائی کہ اگر چہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی بے ادبی سے آسمانی طعام بند ہو گیا لیکن اللہ تعالیٰ اپنی محبوبوں کی بات ٹھکراتا نہیں چنانچہ بعد ازاں جب عیسیٰ علیہ السلام نے آسمانی طعام کی آرزو کی تو اللہ تعالیٰ نے پھر بار دگر خوان و مائدہ نازل فرمائے۔

(ف) عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لئے اس خوان میں ذیل اقسام کے کھانے نازل فرمائے جاتے تھے۔ (۱) مچھلی بھنی ہوئی جس میں کانٹے وغیرہ نہ تھے (گھی) آٹا (باقی صفحہ ۷۸ پر)

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۶ سے) کثیر تھا کہ لقمہ اٹھانے سے پانی کی طرح گرتا ہے (۳) مختلف سبزی کی ملاوٹ (۴) اور پانچ روٹیاں کہ ایک پر زیتون دوسری پر شہد، تیسری پر روغن چوتھی پر پنیر پانچویں پر خشک گوشت بھنا ہوا۔

---

(۳) حل لغات۔ عائدہ از عود بمعنے پہلی شئے کا دوبارہ لوٹنا۔

ترجمہ۔ مائدہ بار دگر آسمان سے نازل ہونے لگا۔ جب کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ ہم پر مائدہ نازل فرما۔

شرح۔ اس کا طویل قصہ تفسیر میں ہے خلاصہ یہ کہ جب قوم نے مائدہ کے نزول کی تمنا کی تو عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اور مائدہ آسمان سے نازل ہونے شروع ہوا (سوال) عائدہ کا لفظ بتاتا ہے کہ بعینہ وہی اشیاء نازل ہوئیں جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر نازل ہوتیں تھیں۔ حالانکہ ان پر من وسلویٰ نازل ہوتا تھا۔ اور ان پر مچھلی وغیرہ جیسا کہ سابقاً گذرا (جواب) صرف جنس کے اعتبار سے کہ ہر دونوں آسمان سے اترتے تھے کیوجہ سے عائدہ بول دیا۔

(بقیہ صفحہ ۷۶ سے) کے لئے تحفہ دیا جائے اور بمعنے پس خوردہ وغیرہ۔

ترجمہ۔ پھر گستاخوں نے ادب ترک کر دیا اور بھکاریوں کی طرح بچا کھچا طعام اٹھا کر چھوڑا۔

شرح۔ دراصل انہیں حکم تھا کہ جو طعام بچ جایا کرے اسے خیرات کر دینا اور کل کے لئے چھپا نہ رکھنا لیکن انہوں نے پیغمبر علیہ السلام کے خلاف عمل کیا کہ جو کہ بہت بڑی بے ادبی ہے جس کی نحوست سے انہیں یہ سزا ملی کہ وہ نعمت بند کر دی گئی (باقی صفحہ ۷۸)

marfat.com

۷۸

ابر نا ید از پئے منع زکات ۱ — وز زنا افتد وبا اندر جہات

ہر چہ آید بر تو از ظلمات غم ۲ — آن زبیباکی گستاخی ست

ہر کہ بیباکی کند در راہ دوست ۳ — رہزن مردان شد و نامرد است

از ادب پر نور گشت ایں فلک ۴ — واز ادب معصوم و پاک آمد ملک

(۱) ترجمہ ۔ زکوٰۃ کے روکنے سے بادل نہیں آتا اور زنا کی وجہ سے چار سو وبا پھیلتی ہے ۔

شرح ۔ کتاب اللہ کے چند اقتباسات سے دلائل پیش فرما کر (باقی صفحہ ۷۹ پر)

(بقیہ صفحہ ۷۶ سے)

(۲) حل لغات ۔ لابہ بفتح با بمعنے تملق ، چاپلوسی ، خوشامد یعنے نرمی سے کلام کرنا ۔

ترجمہ ۔ عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں نرمی سے فرمایا کہ یہ نعمت دائمی ہے زمین سے کم نہ ہو گی ۔

شرح ۔ یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ۔ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا پر نظر جمائے رہنا یہ نعمت بند ہونے والی نہیں لیکن وہ بدنصیب تھے اب بھی یہی حکم ہے کہ آج کے طعام عطا شدہ سے بقایا (باقی صفحہ ۷۹ پر)

marfat.com

(بقیہ صفحہ سے) فی سبیل اللہ خرچ کردے اور یہی عقیدہ دل میں مسلط کرے کہ کل وہی دے گا۔

(۳) حل لغات۔ خوان موصوف مہتری صفت اس میں پالنے نسبت کی ہے جو کہ مہتر سے مراد حق تعالیٰ ہے۔

ترجمہ۔ خوان حق نعمت کے آگے بدگمانی اور حرص کرنا کفر ہے۔

شرح۔ یہ مقولہ مولانا قدس سرہٗ کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ٹھکرانا کفران نعمت ہے۔ جس کا انجام نعمت کا چھینا جانا ہے کما قال عزوجل لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔

(۴) حل لغات۔ آز بمعنے حرص۔ فراض بفتح اول بمعنے کشادہ شدہ و بند شدہ مراد بمعنے ثانی۔

ترجمہ۔ ان حریص بھکاریوں کی وجہ سے وہ رحمت کا دروازہ بند ہو گیا۔

(۵) ترجمہ۔ من وسلویٰ آسمان سے بند ہو گیا کہ اس کے اس خوان سے کوئی بھی فائدہ نہ اٹھائے گا۔

(بقیہ صفحہ ۷۸ سے) اب سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے ادبی کی نحوست بیان فرماتے ہیں۔ منجملہ ان کے لئے ہے کہ زکوٰۃ کی عدم ادائیگی سے قحط پڑجاتی ہے دوسرا یہ کہ زنا سے عام وبا، موت پھیل جاتی ہے جیسا کہ ان ہر دونوں کے بارہ میں احادیث واقع ہیں اسی طرح ہر برے عمل سے انسان کو دنیوی مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ما اصابکم من مصیبۃ الا بما کسبت ایدیکم و یعفوعن کثیر۔ دنیا میں ہر مصیبت کا گرفتار اکثر اپنے برے کردار کی وجہ سے مزا

(باقی صفحہ ۸۰ پر)

marfat.com

۸۰

(بقیہ صفحہ ۷۹ سے) بھگت رہا ہوتا ہے۔ یہ تو دنیوی لوگوں کے لئے تھا اور روحانی تکالیف کا کیا کہنا کہ سالک عموماً راہ سلوک میں بہت کچھ پرواز کر چکا ہوتا ہے لیکن بدقسمتی سے اس سے کوئی گناہ صغیرہ یا کبیرہ کا ارتکاب ہوا۔ تو بہت بڑے منازل طے شدہ ضائع ہو جاتے ہیں۔

---

(۲) ترجمہ۔ تجھ پر جو بھی غم کی تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں۔ وہ تیری کسی بے باکی اور بے ادبی کی شامت کی وجہ سے ہے۔

شرح۔ یعنی ہر تکلیف و مصیبت جسمانی و روحانی کا موجب انسان کا اپنا کردار ہوتا ہے۔ (سوال) اولیاء کرام و انبیاء عظام علی نبینا و علیہ والسلام پر بڑی بڑی مصیبتیں آئیں کیا ان کا موجب بھی ان کے برے اعمال ہیں۔ حالانکہ وہ تو محفوظ و معصوم ہوتے ہیں۔ (جواب) ان کی یہ تکالیف صواۃ تکلیفیں ہیں ورنہ وہ درحقیقت رفع درجات کی نمونہ ہوتی ہیں۔ جیسا کہ احادیث کی روشنی سے واضح ہے۔

---

(۳) ترجمہ۔ جو کوئی دوست کی راہ میں بے ادبی کرتا ہے وہ دراصل گوناں کا رہزن ہے اور نامرد انسان ہے۔

شرح۔ یعنی فرمان الٰہی بجانہ لانا نہ صرف اپنے لئے موجب خرابی ہے بلکہ جو بھی اس کی دیکھا دیکھی کریں گے ان کے لئے مضرت ہوگی۔ کیونکہ ایک شخص کی عادت کا اثر دوسرے پر جلد تر پہنچتا ہے اسی لئے صحبت کو راہ سلوک میں بڑا دخل ہے اسی بنا پر فرمایا ؎

صحبت صالح ترا صالح کند　　صحبت طالع ترا طالع کند

marfat.com

بد ز گستاخی کسوف آفتاب　　شد عزازیلے ز جرأت رد باب

حل لغات۔ بد۔ بود کا مخفف ہے۔ کسوف بفتحتین بمعنے سورج کا پکڑا جانا یعنے سورج گرہن، عزازیلے میں یا زائدہ ہے۔ جیسے یکے وغیرہ میں یا زائدہ ہوتی ہے رد مصدر بمعنے مفعول یعنے مردود۔

ترجمہ۔ سورج گرہن بے ادبی کی وجہ سے ہوا۔ شیطان بھی مردود درگاہ ہوا تو گستاخی سے۔

شرح۔ یعنے بے ادبی کی وجہ سے سورج گرہن لگ جاتا ہے اور شیطان کو طوق لعنت نصیب ہوا تو وہ بھی بے ادبی کی وجہ سے چنانچہ اس کی داستان مشہور ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سجدہ کا حکم دیا تو سجدہ نہ کیا اور الٹا۔ انا خیر منہ کا غلط دعویٰ ظاہر کیا اور سورج گرہن پر سورج کی بے ادبی میں اشکال ہے مولانا بحرالعلوم رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ لوگ جب معاصی میں منہمک ہو جاتا ہے۔ (باقی صفحہ ۸۲ پر)

(بقیہ صفحہ ۸۰ سے) ۱۸ ترجمہ۔ ادب کی وجہ سے یہ آسمان نور دُعلی نور ہے اور ادب کی بدولت فرشتہ معصوم اور پاک ہے۔

شرح۔ یعنے آسمان جو دائما حمدزا رہے گویا کسی کے سامنے نیازمندی ظاہر کر رہا ہے اسی ادب کی وجہ سے اسے نورانی کر دیا گیا ہے اس کا ادب وہی ہے جو قرآن میں درج ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لایتیا طوعاً او کرھاً انہوں نے ادباً عرض کیا۔ قالتا اتینا طائعین ملائیکہ کا ادب بھی قرآن پاک میں درج ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انبؤنی باسماء ھولاء ان کنتم صادقین تو انہوں نے ادباً عرض کیا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم یا یوں کہو کہ جب انہیں کہا گیا کہ اسجدوا لآدم تو بجرد سننے کے سجدے میں گر گئے۔

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۱ سے) تو اللہ تعالٰی سورج گرہن لگاتا ہے تاکہ لوگ اس ہیبتناک حالت کو دیکھ کر توبہ استغفار کریں اسی لئے سورج گرہن کے وقت بندوں کو نوافل و استغفار کا حکم ہوتا ہے اس بے ادبی کی نسبت سورج کی طرف کرنا ناجائز ہے البتہ اس کا مرجع لوگوں کی طرح ہو کر بے ادب نہ خود را داشت بد الخ کی تائید ہو گی۔ اور فلاسفہ کا خیال کچھ اور ہے وہ کہتے ہیں کہ سورج گرہن بعض ستاروں کے زمین اور سورج کے مابین حائل ہونے کی وجہ سے ہوا۔ نہ کہ لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے۔ اسی لئے یہ کسوف چاند کی اٹھائیسویں تاریخ میں ہوتا ہے۔ ان کے خیال کی تردید واقعات اور مشاہدات سے خود بخود ہو جاتی ہے کیونکہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا وصال ہوا تو وہ تاریخ چاند کی آٹھ تھی اور صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے دن (جو کہ دسویں تاریخ تھی، بھی سورج گرہن ہوا۔ فلاسفہ کا کلیہ کہاں ہے۔ اہل عرب کا خیال تھا کہ کسی ذو مرتبہ انسان کی موت پر سورج گرہن لگ جاتا ہے یہ خیال غلط ہے کیونکہ جب سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حبیبہ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے دن آپ نے اہل عرب کے خیال کے ابطال فرمایا "هذه الآيات يرسل الله لا تكون لموت احد ولا لحيوة احد ولكن يخوف الله بها عباده احديث۔ یہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالٰی نہ تو کسی کی موت کی وجہ سے اور نہ کسی حیوۃ کی وجہ سے بھیجتا ہے بلکہ یہ اس کے لئے آیا کرتی ہیں تاکہ اللہ تعالٰی اپنے بندوں کو اس کے ذریعے سے ڈرائے خلاصہ یہ کہ بے ادبی ایک مرض ہے کہ اس سے دنیائے عالم میں بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوئی ہیں۔ منجملہ ان کے سورج گرہن ہے کہ انسان نے اپنے رب کا حقیقی کا بے ادبی (باقی صفحہ ۸۴ پر)

هر کہ گستاخی کند اندر طریق　　گردد اندر وادیٔ حیرت غریق

حال شاہ و میہماں برگو تمام　　زانکہ پایانے ندارد ایں کلام

ملاقات بادشاہ با طبیب الٰہی در خوابش دیدہ بود

و بشارت بمقدم او دادہ شد

(۱) ترجمہ۔ جو کوئی راہ طریقت میں گستاخی کرتا ہے تو وہ حیرت کی وادی میں ڈوب جاتا ہے۔

شرح۔ یہ شعر گذشتہ بیانات کا نتیجہ ہے یعنی چونکہ ہر بے ادبی کا انجام نہایت برا ہے لیکن سب سے زیادہ بری بات یہ ہے کہ راہ طریقت میں دعوٰی کر کے طالبان خدا کو دھوکہ میں رکھنا اس میں بڑی خرابی یہ ہے کہ اپنے آپ کو راہ طریقت کا عارف ظاہر کر کے خلق خدا کو مرید بناتے ہوئے تباہی میں خود جا پڑا اور مریدین بھی جیسا کہ آج کل مدعیان طریقت کا حال ہے۔

---

(۲) ترجمہ۔ اب بادشاہ اس کے مہمان کا مکمل حال سناؤ۔ کیونکہ یہ ادب کے قصہ کا بیان تو انتہا ہے۔

حل لغات۔ بشارت۔ بضم و بکسر بمعنے خوش خبری بفتح پڑھنا غلطی ہے قدوم بفتحتین۔

(باقی صفحہ ۸۵ پر)

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۲ سے) ادب ہوتا ہے تو اس کا اثر نہ صرف اسی زمین پر پڑتا ہے بلکہ عالم علوی میں اس کے برے نتائج پہنچ جاتے ہیں۔

قول۔ سورج گرہن ہر زمانہ میں لگتا ہے خواہ دس پندرہ سال کم وبیش کے بعد سہی اور اس سے سورج کی اپنی بے ادبی کا مفہوم بالکل نہیں ہو سکتا اور مولانا قدس سرہٗ گذشتہ مثالوں میں یہ سمجھا رہے ہیں کہ کسی شئے کے اپنے کردار سے کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے اور دوسرے مصرعہ میں بھی شیطان کی مثال اسی لئے دی ہے کہ اس کے اپنے عمل کرنے سے خرابی ہوئی۔ علاوہ ازیں مولانا قدس سرہٗ نے بُد مخفف بود استعمال فرمایا جو کہ ماضی بعید کے کسی واقعہ گذشتہ کی طرف اشارہ فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی مراد سورج کی اپنی کسی بے ادبی سے گرہن لگتا ہے۔ شارح عبداللطیف فرماتے ہیں سورج نے بھی ایک بے ادبی کی تھی جس سے سورج گرہن لگتا ہے اور دہی اور وہی اس کی سزا بن گئی چنانچہ فرماتے ہیں کہ ایک روز امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا پیرہن خود ہی سی رہے تھے۔ اور جان ننگی تھی اور سورج کی گرمی سے جسم اطہر پر تکلیف محسوس ہوئی تو آپ نے سورج کی طرف رنج بھری نظروں سے دیکھا جس پر سورج فوراً بے نور ہو گیا۔ یہ ہیں غلامان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ عالم علوی و سفلی کی شاہی کرتے ہیں علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

یہی وجہ ہے کہ میرے نزدیک زیادہ موزوں ہے مولانا بحر العلوم فرماتے ہیں کہ

ایں وجہ وجیہ است اگر روایت شیخ عبداللطیف بصحت رسد

marfat.com

شہ چو پیشِ مہمانِ خویش رفت | شاہ بود و لیک بس درویش رفت
دست بکشاد و کنارانش گرفت | ہمچو عشق اندر دل و جانش گرفت
دست و پیشانیش بوسیدن گرفت | وز مقام و راہ پرسیدن گرفت
پرس پرساں میکشیدش تا بہ صدر | گفت گنجے یافتم آما بہ صبر

(۱) حل لغات ۔ درویش دراصل درآویز تھا زار کو شین تبدیل کیا گیا پھر تخفیف کرکے درویش گدا ہمیشہ لوگوں کے دروازوں پر لٹکا رہتا ہے اسی لئے اسی نام سے موسوم ہوا اگر بضم دال ہو تو اس وقت بمعنے عارف کامل اور وہ یہاں پر مراد نہیں۔

ترجمہ ۔ بادشاہ جب اپنے مہمان کے سامنے گیا وہ اگرچہ بادشاہ تھا لیکن ایک گدا بن کر حاضر ہوا۔

شرح ۔ جب مرشد کامل کی ملاقات نصیب ہو تو اپنی تمام برائیوں کو ترک کرکے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ حاضری دینی چاہیئے (باقی صفحہ ۸۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۸۳ سے) کسی جگہ سے آنا اور بمعنی واپس لوٹنا ۔

ترجمہ ۔ بادشاہ کی ملاقات کا بیان جو کہ اس طبیب الٰہی سے ہوئی جسے اسے خواب میں دیکھا تھا اور اس کی آمد کی خوشخبری سنائی گئی تھی۔

marfat.com

صبر تلخ آمد و لیکن عاقبت — میوۂ شیریں دہد پر منفعت

گفت اے نور حق و دفع حرج — معنی الصبر مفتاح الفرج

اے لقائے تو جواب ہر سوال — مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

(۱) حل لغات ۔ تلخ بالفتح و سکون لام بمعنے کڑوا عاقبت ۔ انجام کار
منفعت بفتح میم و سکون نون و فتح فا و عین مہملہ بمعنے سود مندی ۔ نفع ۔
ترجمہ ۔ صبر کڑوا ہے لیکن آخر کار مفید اور شیریں پھل دیتا ہے ۔
شرح ۔ بقول شیخ سعدی سہ صبر گرچہ تلخ است لیکن بر شیریں دارد اس
میں اشارہ ہے کہ مشائخ کی تلاش میں کئی دشواریاں درپیش ہوتی ہیں ۔ سہ لیکن
مرد ار باید کہ ہر آساں نہ شود ۔ مشکلے نیست کہ آساں نہ شود ۔ (باقی صفحہ ۸۷ پر)

(بقیہ صفحہ ۸۵ سے) (۲) حل لغات ۔ کنار بالکسر بمعنے بغل اور کناراں جمع
ہے یا الف و نون زائد ہے ۔ لیکن جمع زیادہ موزوں ہے کہ بادشاہ اور طبیب بار بار بکرار
بغلگیر ہوئے یا چپ راس بغلگیری ۔
ترجمہ ۔ ہاتھ پھیلا کر اس سے بار بار بغلگیر ہوا ۔ عشق کی طرح اسے اپنے
دل و جان میں جگہ دی ۔
(۳) ترجمہ ۔ اس کے ہاتھ اور پیشانی چومنے لگا اور اس کے مقام
اور راستے کا حال پوچھنے لگا ۔ (باقی صفحہ ۸۷ پر)

marfat.com

بقیہ صفحہ ۸۵ پر) شرح (سوال) مشائخ سے راہ و رسم پوچھنا سوادب ہے اور یہاں پر ان سوالات کا کیا مطلب (جواب) چونکہ مرحلہ ضروری طے کرنا ہے۔ اس میں جب تک اطمینان و تسلی نہ ہو عجلت نہ کرنا چاہیئے اس لئے میں اشارہ فرمایا کہ شیخ کے رسمی اقوال یا شکل و صورت کو دیکھ کر بیعت نہ کیجائے جب تک اس کے متعلق پوری تحقیق نہ ہو۔

(۴) حل لغات۔ صدر بالفتح کئی معنوں میں مستعمل ہوا۔ یہاں بمعنے مکان اعلیٰ مخصوص بادشاہ

ترجمہ۔ حال پوچھتے پوچھتے اسے مخصوص اعلیٰ مکان تک لے جارہا ہے اور کہا کہ مجھے خزانہ مل گیا۔ لیکن صبر کی بدولت۔

(بقیہ صفحہ ۸۶ سے)

(۲) حل لغات۔ دفع مصدر بمعنے اسم فاعل یعنے دافع حرج بفتحتین بمعنے تنگی و سختی۔ مفتاح اسم آلہ بمعنے کنجی۔ الفرج بمعنے شادمانی و کشائش۔ حدیث الصبر مفتاح الفرج اقتباس کیا گیا ہے یعنی صبر و کشائش کی کنجی ہے۔

ترجمہ۔ بادشاہ نے کہا اے اللہ کے نور اور ہر تنگی کے دافع اور حدیث الصبر مفتاح الفرج کے مصداق۔

شرح۔ شیخ طریقت کو مظہر خدا سمجھ کر اپنے اور درد کی کہانیاں سنانا مرید کے لیئے لازم ہوتا ہے۔ بنابریں بادشاہ نے فرمایا اے نور حق الخ (مسئلہ) ہر درد کا دفع کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن مشائخ عظام یا کسی اور شے کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ سمجھ کر دافع درد و بلا وغیرہ اس بنا پر درود تاج شریف (باقی صفحہ ۸۹ پر)

marfat.com

ترجمان ہر چہ ما را در دل است　　دستگیر ہر چہ پایش در گل است

مرحبا یا مجتبٰی یا مرتضیٰ　　ان تغب جاء القضا ضاق الفضا

انت مولی القوم من لا یشتہی　　قد ردی کلا لئن لم ینتہ

(۱) حل لغات. ترجمان بضم اول وسوم اور بفتح اول وبضم سوم و فتح ہر بمعنے کسی زبان کو بیان کرنے والا یا در گل بمعنے عاجز۔

ترجمہ. اے ہمارے دل کی ہر بات بیان کرنے والا جو شخص عاجزی کے کیچڑ میں پھنسا ہوا ہے تو اس کا دستگیر ہے۔

شرح. ان ہر سہ اشعار میں شیخ کامل کے علامات بیان کئے ہیں یعنی شیخ کامل وہ ہے جو اپنے مرید یعنی دنیوی مصائب ومشکلات میں دستگیری کرے اس طرح کہ اسے نفس وشیطان کے پنجہ سے بچا کر واصل باللہ بنا دے نہ یہ کہ مرشیطان (باقی صفحہ ۹۰ پر)

(بقیہ صفحہ ۸۷ سے) میں جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلا روالو با الخ کہا گیا ہے جائز ہے اور جو اسے ناجائز وحرام سمجھتا ہے اسے یا تو شان نبی علیہ السلام سے لاعلمی ہے یا مرض عناد ہے۔

(۳) ترجمہ. اے وہ کریم ذات کہ تیری ملاقات ہی ہر سوال کا جواب ہے اور تجھ سے ہی بلا ریب مشکل حل ہوتی ہے۔ شرح. شیخ کامل ہے بھی وہی کہ اپنے مرید کی روحانی مرض کو باتوں باتوں میں دور کر دے اور اسی تمام مشکلات کو دور کر دے اس شعر کے محاذات سے ثابت ہوا کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ کو مشکلکشا کہنا جائز ہے۔

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۰ سے) دنفس کے جھٹکوں میں مبتلا ہوا اور وہ سکھ کی نیند سو رہا ہو، میرے نزدیک شیخ کامل وہ ہے کہ جس کا مرید نفس وشیطان کے حملوں سے محفوظ ہو کر محو سجدہ ہو۔

(۲) حل لغات۔ مرحباً مصدر میمی ہے دراصل مرحبا تنوین کے ساتھ تھا۔ کثرت استعمال سے بلا تنوین پڑھا جاتا ہے اہل عرب کسی آنے والے دلپسندیدہ انسان کے لئے بولتے ہیں۔ جیسے اہل فارس خوش آمدید بولا کرتے ہیں۔ دراصل احبیت لک لدار مرحبا تھا یعنے آپ کے لئے گھر کشادہ ہوا کشادہ ہوتا، کثرت استعمال کی وجہ سے فعل و متعلقات محذوف ہو کر صرف مصدر بلا تنوین رہ گیا۔ مجتبیٰ بمعنے برگزیدہ و مرتضےٰ بمعنے پسندیدہ القضا بمعنے موت الفضاً بفتح وضاد معجمہ بمعنے فراخ و فراخی زمین و کشادگی صحن و خانہ و میدان اور بالکسر پڑھنا غلط ہے۔

ترجمہ۔ تشریف لائیے اے برگزیدہ و پسندیدہ اگر آپ چلدیئے تو ہمارے لئے موت آجائے گی اور زندگی کا میدان تنگ ہو جائے گا۔

(۳) حل لغات۔ مولیٰ کئی معنوں میں مستعمل ہوتا ہے یہاں پر بمعنے اللہ والا ہے لا یشتہی بمعنی یحب، ردی ای ہلک۔ کلا لئن لم ینتہ آیت کا اقتباس ہے یعنے کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالنا صیتہ نا صیتہ کاذبۃ یعنے اگر چہ ابوجہل رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے باز نہ آیا تو اُس کے بال پکڑ کر جہنم کی طرف گھسیٹیں گے۔

ترجمہ۔ تو قوم کا سردار ہے جو تجھے محبوب نہیں رکھتا وہ ہلاک ہو گیا بقول پارالیشعائی دو بارہ ابوجہل کلا لئن لم ینتہ الخ

شرح۔ یہ دونوں شعر ایک کامل کی ضرورت اس کے ساتھ محبت اور اس کی مخالفت کے نقصان کی طرف اشارہ فرمایا۔ یعنی ولی کامل کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ (باقی صفحہ ۹۰ پر)

marfat.com

۱
چوں گذشت آں مجلس خوان کرم ۔۔۔ دست او بگرفت و برد اندر حرم

۲
بردن بادشاہ طبیب غیبی را بر سر بیمار

۳
قصۂ رنجور و رنجوری بخواند ۔۔۔ بعد از آں در پیش رنجورش نشاند

۴
رنگ رو و نبض و قارورہ بدید ۔۔۔ ہم علاماتش ہم اسبابش شنید

(۱) ترجمہ۔ جب وہ مجلس برخاست ہوئی اور خوان کرم ختم ہوا تو بادشاہ نے اس مہمان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے حرم سرا میں لے گیا۔

شرح۔ اب جب کہ ولی کامل سے یقین مکمل ہو گیا۔ تو اپنے اندرونی بیماریوں کے حالات سنانے یا عملی خامیوں کو دور کرنے کے درپے ہوئے۔

(۲) ترجمہ۔ بادشاہ کا طبیب غیبی کو بیمار کے سر پر لے جانے کے بیان میں۔

شرح۔ جب مرید شیخ کامل کی بیعت نصیب ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنی غلطیوں کو تفصیلاً عرض کرے۔ جیسا کہ ذیل کے بیان سے ثابت ہے۔ (باقی صفحہ 91 پر)

(بقیہ صفحہ ۸۹ سے) دنیا میں جب تک اولیاء کاملین موجود ہیں تب تک قیامت کا وقوع محال ہے جیسا کہ حدیث شریف لاتقوم الساعتہ حتیٰ لا یقال فی الارض اللہ اللہ (رد) مسلم اور دوسرے شعر میں فرمایا جو ولی کامل سے محبت نہیں رکھتا وہ ہلاک ہو گیا جیسا کہ حدیث قدسی میں "من عادیٰ لی ولیا "فقد اذنتہ بالحرب۔ (متفق علیہ)

۱
گفت ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند　　آں عمارت نیست ویراں کردہ اند

۲
بیخبر بودند از حال درون　　استعیذ اللہ مما یفترون

۳
دید رنج و کشف شد بروے نہفت　　لیک پنہاں کرد و با سلطاں نگفت

۴
دید از زاریش کو زار دلست　　تن خوش است و او گرفتار دل است

۵
عاشقی پیداست از زاری دل　　نیست بیماری چو بیماری دل

(۱) ترجمہ. طبیب نے کہا جو دوا ان حکیموں نے کیا انہوں نے بجائے تعمیر کے تخریب کی ہے.

شرح. یعنی کرنا کچھ تھا اور کیا کچھ بقول مشہور، نیم حکیم خطرہ جان و نیم ملا خطرہ
باقی صفحہ ۹۲ پر

ایمان.

(بقیہ صفحہ ۹ سے) ۲ حل لغات. رنجور بمعنے مریض دراصل رنج تھا واؤ کے ماقبل جیم کو مضموم اور واؤ کو تخفیفاً ساکن کیا ہے. ترجمہ. بیمار اور اسکی بیماری کا حال سنایا اس کے بیمار (لونڈی) کو طبیب کے سامنے بٹھایا. ۳ حل لغات. قارورہ بمعنے شیشی اور اصطلاح طب میں مریض کے پیشاب کو کہتے ہیں وہ اس لئے کہ عموماً پیشاب شیشی میں رکھ کر دیکھا جاتا ہے. بنا بریں مجازاً پیشاب کو قارورہ کو دیکھا پھر اس کے علامات اور اسباب بھی سنے.

شرح. جیسا کہ اطباء کا کام ہے اسی طرح مشائخ مرید بن کر کمزوریوں کو دیکھتے سنتے ہیں.

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۹۱ سے)

(۲۱) ترجمہ۔ اندر کے حال سے بیخبر تھے۔ میں ان کے افترا سے خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔

شرح۔ تشخیص کے بغیر علاج کرنا اسی طرح تحقیق کے سوا طریقت کا راہ لینا ہلاکت ہی ہلاکت ہے

(۳) حل لغات۔ کشف بالفتح کسی شئے کے منہ سے پردہ اٹھانا اور کھولنا اور ننگا کرنا اور یہاں پر حاصل مصدر بمعنے ظاہر ہے۔

ترجمہ۔ بیماری ملاحظہ فرمائی اس پر مخفی راز ظاہر ہو گیا لیکن اسے پوشیدہ رکھا اور بادشاہ کو نہ بتایا۔

شرح۔ راز نہ بتانا" وجہ سے تھا تو ابھی تشخیص مکمل نہ ہوئی یا چونکہ اس میں بادشاہ کی محبت کو رعایت سے بچایا کہ اگر اسے پتہ چل گیا کہ یہ لونڈی کسی دوسرے سے تعلق رکھتی ہے تو آگ بگولا ہو جاتا اسی طرح مشائخ ابتداءً مرید کو خامیوں پر مطلع نہیں کرتے تاکہ راہ سلوک میں اس کا دل منغص نہ ہو جائے بعد میں جب دیکھتے کہ اس دل کا رجحان خدائے تعالےٰ کی طرف ہو گیا ہے تب اشارات سے کام لیتے ہیں جب تفنگی ہو جاتی ہے تو پھر صراحتہً ظاہر فرماتے ہیں۔ جیسا کہ طبیب غیبی نے بادشاہ سے معاملہ کیا۔

(۴) ترجمہ۔ اس کی بیماری سے طبیب کو معلوم ہوا کہ یہ دل کی بیماری ہے جسم تو تندرست ہے لیکن دل کی وجہ سے گرفتار ہے۔

(۵) ترجمہ۔ دل کی زاری سے عاشقی ظاہر ہے دل کی بیماری جیسی اور کوئی بیماری نہیں ہے۔ شرح۔ یعنے بموجب قول عشق و مشک را نتواں نہفت لونڈی کا عشق خود بخود ظاہر تھا۔ مصرعہ ثانی مولانا کا مقولہ ہے کہ عشق جیسی بیماری دنیا میں کوئی نہیں چنانچہ اس قول پر کچھ تبصرہ کرتے ہیں۔

marfat.com

۱
علت عاشق ز علتہا جدا است　　عشق اصطرلاب اسرار خدا است

۲
عاشقی گر زیں سر و گر زاں سر است　　عاقبت ما را بداں شہ رہبر است

(۱) حل لغات ۔ اصطرلاب بضم اول و ثالث یونانی زبان میں بمعنے ترازو اور اصطلاح فن ریاضیہ میں ایک آلہ ہے جس سے آفتاب کا ارتفاع اور سیارگان کی گردش کا حال معلوم کیا جاتا ہے۔ اور یہاں مطلق آلہ معرفت مراد ہے ۔

ترجمہ ۔ عاشق کی بیماری دیگر بیماریوں سے جزالی ہے ۔ عشق تو اسرار خداوندی کا اصطرلاب ہے۔

شرح ۔ یعنے دیگر امراض مریض کو ہلاک کر ڈالتی ہیں لیکن عشق ایسی بیماری ہے کہ اپنے مریض کو الٹا تازگی بخشتی ہے بلکہ دائمی بقا نصیب ہوتی ہے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(۲) حل لغات ۔ سر بمعنی طرف مراد از یں سر عشق مجازی و از اں سر عشق حقیقی

شرح ۔ یہ شعر سوال کے جواب میں فرمایا ۔ سوال کی تقریر کی یہ ہے کہ مولانا قدس سرہٗ نے عشق کو الی الحق کا درجہ دیا ہے حالانکہ عشق مجازی تو بجائے فائدہ کے گناہ ہی گناہ ہے تو جواب میں فرمایا عشق خواہ مجازی ہو یا حقیقی موصل الی اللہ ہے مولانا عارف جامی فرماتے ہیں ۔ ؎

متاب از عشق رو گرچہ مجازیست　　کہ آں از بہر حقیقت چارہ سازیست

marfat.com

پھر ایک حکایت بھی دلیل کے طور پر فرمائی ؎

شنیدم شد مریدے پیش پیرے!
کہ باشد در سلوکش دستگیرے!
بگفت ار یانشد در عشقت وزجے
برو عاشق شو آنکہ پیش من آ
کہ بے جام مئے صورت کشیدن!
نیاری جرعۂ معنے چشیدن

اور مشائخ کا مقولہ ہے

المجاز قنطرۃ الحقیقۃ

یعنی مجازی عشق حقیقت کے لئے بمنزلۂ پل ہے معلوم ہوا کہ عشق حقیقی تو عین مقصد ہے لیکن عشق مجازی محل کلام ہے کیونکہ اس میں عوام کیا خواص بھی پھسل جاتے ہیں۔ فلہذا عشق مجازی کا سمجھنا ضروری ہے۔ مولانا بحرالعلوم فرماتے ہیں کہ معشوقیت و محبوبیت والوہیت خاص حق تعالیٰ کی صفتیں ہیں جن میں شرکت غیر محال ہے پھر اس جمیل مطلق کا پر تو مختلف مظاہر میں ہوا تو ہر مظہر کا علیحدہ علیحدہ عاشق ہو گیا دیکھنے میں تو وہ خاص معشوق ہوتا ہے لیکن دراصل معشوق حقیقی کا جلوہ رونما ہو رہا ہے۔ مولانا عارف فرماتے ہیں مقدمہ یوسف زلیخا میں اس مسئلہ کو وضاحت سے بیان کیا ہے پھر آخر میں فرمایا کہ ؎

بہر پردہ کہ بینی پردگی اوست
قضا جنبان ہر دل بردگی اوست

لیکن یہ حصہ تو خواص کا ہے جسے خود مولانا قدس سرہٗ نے تصریح فرمادی۔ (باقی صفحہ ۹۷)

ہر چہ گویم عشق را شرح و بیاں (۱) ۔۔۔ چوں بعشق آیم خجل باشم ازاں

گرچہ تفسیر زباں روشنگر است (۲) ۔۔۔ لیکن عشق بے زباں روشن تر است

(۱) حل لغات۔ خجل بفتح اول وکسر جیم بمعنے شرمندہ (ف) گویم مضارع بمعنی ماضی ہے۔

ترجمہ۔ جو کچھ میں عشق کی شرح بیان کرتا ہوں پس یہ ہے کہ جب عشق کی بحث کرتا ہوں تو شرم کے مارے میرا سر جھک جاتا ہے۔

شرح۔ یعنی عشق کی داستان بہت کچھ کہی گئی ہے اور بزعم خویش (باقی صفحہ ۹۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۹۴ سے) عاقبت ما را بداں شہ رہبر است) باقی رہے ہم جیسے عوام ان کے لئے عشق مجازی ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ اگر کہیں کسی سالک کا مجازی میں قدم پھنس جائے تو پیر طریقت شیخ کامل کی خدمت میں حاضر ہو کر فوراً علاج کرائے تو بچ جائے گا۔ ورنہ خیر نہیں۔ حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ بھی مجازی عشق کا سبق دیتے ہوئے پیر و مرشد کی رہبری کا ضروری سمجھتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

قسم خدا دی قسم نبی دی ۔۔۔ عشق ہے چیز لذیذ عجیب

نفس غالب ہے تاں غالب ۔۔۔ پیا وی نہ تھیویں طالب

پیر کامل ہے خاص طبیب

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم عشق بڑی عجیب اور لذیذ شے ہے۔ اے طالب اگر راہ خدا اگر نفسانیت کا غلبہ ہو تو (باقی صفحہ ۹۶ پر)

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۹۵ سے) ناامید نہ ہونا کیونکہ پیر کامل تیرے طبیب ہیں تجھے ہر غلطی سے بچالیں گے۔ بنابریں عشق مجازی کی سلوک میں قطعاً اجازت نہیں اور نہ ہی اس سے منازل طے ہو سکتے ہیں۔ البتہ شیخ کامل کے توسط سے اس کے ذریعہ کچھ ہو سکتا ہے اس کی مزید توضیح فقیر نے ایک رسالہ میں درج کردی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۹۵ سے) حق کی ادائیگی۔ مدعی تھا لیکن جب اس کا مشاہدہ نصیب ہوا تو رسوائی اٹھانی پڑی کر۔ ؎ غلط بود آنچہ من پنداشتم

(۲) حل لغات۔ تفسیر بمعنے میوہ جات وداز دغیرہ سے پوست دور کرنا (غیاث) یہاں بمعنے ظاہر کرنا بیان کرنا۔

ترجمہ۔ اگرچہ زبان کا بیان کرنا روشن کن ہے۔ لیکن عشق زبان کے بغیر خود روشن ہے۔

شرح۔ بمعنے زبان اگرچہ ہر امر کی وضاحت کرتی ہے لیکن عشق ایک ایسا واضح امر ہے کہ زبان کا محتاج نہیں بلکہ زبان اگرچہ خلاف ظاہر کرے لیکن عشق اس کی تردید کرتا ہوا اپنی حقیقت واضح کردے گا۔ ؎

خوشت از زنجیر داں ایں نکتہ گفتن

کہ عشق و مشک را نتواں نہفتن

۱
چوں قلم اندر نوشتن میشتافت | چوں بعشق آمد بر خود تشگاف

۲
چوں سخن در وصف ایںحالت رسید | ہم قلم تشکست دہم کاغذ درید

۳
عقل در شرحش چو خر در گل بخفت | شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت

۴
آفتاب آمد دلیل آفتاب | گر دلیلت باید از وے رو متاب۔

ترجمہ:۔
(۱) حل لغات ۔ جب لکھنے میں تگ و دو ڑ میں تھا ۔ اور خوب چل رہا تھا لیکن جب عشق کی باری آئی تو ٹوٹ پڑا۔

شرح ۔ یعنے جس طرح عشق کی داستان بیان کرنے میں زبان عاجز ہے قلم بھی اس کی تفسیر کی تاب نہیں لا سکتی۔

(۲) ترجمہ ۔ جب سخن اس حالت کی وادی تک پہنچا تو قلم بھی شق ہو گیا اور قلم کاغذ بھی پھٹ گیا۔

(۳) حل لغات ۔ خر در گل بخفت عاجز شد۔

ترجمہ ۔ عقل بھی اس کی شرح سے گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس گیا یعنے عاجز آ گیا۔ عشق و عاشقی کی شرح خود فرمائی۔

شرح ۔ انسان کے مقاصد کا حل زبان سے ہوتا ہے ۔ یا قلم سے یا عقل سے ان سے کوئی بات حاصل نہ ہو تو وہ امر لا نحل ہو جاتا ہے ۔ مولانا قدس سرہٗ نے ان ہر سہ کو عشق کی شرح بیان کرنے سے عاجز ثابت کر دکھلایا اور پھیر دی اپنا (باقی صفحہ ۹۸ پر)

marfat.com

۱ از وے ار سایہ نشانی میدھد   شمس ہر دم نور جانے مید ہد

۲ سایہ خواب آرد ترا ہمچوں سمر   چوں برآید شمس انشق القمر

۳ خود غریبے در جہاں چوں شمس نیست   شمس جاں باقیست کورا امس نیست

(۱) ترجمہ۔ اگر اس آفتاب سے سایہ نشان دیتا ہے، شمس حقیقی تو ہر دم جان کو نور عطا فرماتا ہے۔

شرح۔ سایہ کی تعریف عربی میں ہے۔ "الظل منوع ثانی مفئی با لذات او باالواسطہ" یعنے سایہ ہر روشنی کی باالواسطہ یا بلاواسطہ روشنی کو کہتے ہیں۔ مثلاً دھوپ آفتاب کی بلاواسطہ اور چھانو آفتاب کی بالواسطہ (باقی صفحہ ۹۹ پر)

(بقیہ صفحہ ۹۷ سے) دعویٰ ثابت کیا کہ عشق کا حل خود عشق ہی ہے جو ایک وجدانی امر ہے جسے نصیب ہوتا ہے اس کی کیفیت وہی جانتا ہے (ف) ابیات سابقہ میں عشق بمعنے معشوق یعنے ذات حق بھی مراد لی جا سکتی ہے یعنی جہاں مولانا قدس سرہٗ عشق کی حقیقت کے بیان سے عجز کا اظہار کیا ہے وہاں عشق سے مراد معشوق یعنی ذات حق ہے۔ اس شعر کے مصرعہ میں لفظ عشق ودم سے مراد مصدری معنی ہے۔ جیسا کہ مولانا بحرالعلوم نے لکھا ہے۔

(۴) ترجمہ۔ آفتاب کی دلیل آفتاب ہے اگر تجھے دلیل چاہیئے تو اسی سے منہ نہ پھیر۔

شرح۔ یہ شعر گذشتہ شعر کے مصرعہ ثانی کی تائید یا بطور تمثیل (باقی صفحہ ۹۹ پر)

marifat.com

(بقیہ صفحہ ۹۸ سے) کے بیان فرمایا کہ جس طرح سورج اپنی نظیر آپ ہے دیکھے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح عشق بھی وجدانی امر ہے۔ جب تک نصیب نہ ہو اس کی کیفیت کا پتہ نہیں چل سکتا۔ اسی لئے مولانا قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگر تجھے عشق کی دلیل چاہیئے تو عشق قدم رکھ کر خود مشاہدہ فرما لیجئے۔

(بقیہ صفحہ ۹۸ سے) روشنی ہے اور صوفیہ کرام کی اصطلاح میں مخلوقات و ممکنات نور وحدت کا سایہ ہیں۔ یعنی گرچہ سایۂ آفتاب کا پتہ دیتا ہے کیونکہ الاشیاء تعرف بالاضداد لیکن یہ دلیل ناقص ہے بلکہ آفتاب خود اپنی دلیل آپ ہے یہی کامل دلیل ہے۔ دلیل کامل کو ترک کرنا اور ناقص کے پیچھے پڑنا عقل سے بعید ہے یہ مثال تقریر ہے شعر کی تقریر یوں ہوگی مخلوقات چونکہ سایہ ذات حق ہے لیکن یہ دلیل ناقص ہے۔ اور خود ذات حق کامل ہے نحن اقرب من حبل الورید۔ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ جس کا شاہد ہے اور وہ ہر وقت جان کو منور فرماتا ہے لیکن ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتا۔ عارفین و کاملین کو نصیب ہوتا ہے۔ جیسا کہ "عرفت ربی بربی" کا قول دلالت کرتا ہے۔

(۲) حل لغات۔ سمر بفتحتین بمعنے افسانہ۔ انشق فعل ماضی بمعنے پھٹ گیا۔

ترجمہ۔ افسانہ کی طرح سایہ تجھے خواب لاتا ہے لیکن جب سورج ظاہر ہوتا ہے تو چاند پھٹ جاتا ہے۔

تشریح۔ سایہ سے مراد تعینات۔ خواب سے مراد غفلت۔ شمس سے مراد عشق یا معشوق حق ذات، قمر سے مراد ہستی موہوم یعنی جس طرح رات کو افسانہ پر نیند غالب ہو جاتی ہے اسی طرح یہ سایہ ظاہری کا یعنی تعینات بھی غفلت دلاتا ہے لیکن جب شمس حقیقی (عشق) قلب پر طلوع کرتا ہے تو ہستی موہوم مٹ جاتی ہے۔ سہ (باقی صفحہ ۱۰۰ پر)

۱
شمس درخارج اگرچہ ہست فرد — مثل او ہم میتواں تصویر کرد

۲
لیک آں شمسے کہ شد ستش اثیر — بنودش در ذہن او در خارج نظیر

۳
در تصور ذات او را گنج کو — تا در آید در تصور مثل او

(۱) ترجمہ۔ فلکی آفتاب اگرچہ خارج میں صرف ایک ہی ہے لیکن اس جیسا اور سورج بھی تصور کیا جا سکتا ہے۔

شرح۔ یہ شعر اور آئندہ دو شعر ایک سوال کا جواب ہے (باقی صفحہ ۱۰۱ پر)

(بقیہ صفحہ ۹۹ سے) (سوال) ہستی موہوم کو قمر سے کیوں تعبیر کیا گیا ہے۔ (جواب) چاند کا نور سورج کے نور سے استفادہ کرتا ہے۔ اس کا اپنا نور نہیں۔ اسی طرح ہستی موہوم کا ہست بھی ہستی کا مظہر ہے پس جب نور حقیقی ظاہر ہوتا ہے تو چاند کا نور مٹ جاتا ہے۔ اسی طرح جب نور حق کا غلبہ ہوتا ہے تو ہستی موہوم درمیان سے اٹھ گئی پھر شاہد زمانہ مشاہدہ میں مشہود ہی مشہود جلوہ گر ہوتا ہے۔ کذا فی بحر العلوم شرح مثنوی مولانا روم۔

(۳) حل لغات۔ امس بالفتح گذشتہ روز (کل کا دن)

ترجمہ۔ سورج جیسا دنیا میں کوئی مسافر نہیں لیکن جان کا شمس ہمیشہ باقی ہے اس لئے اس کیلئے گذشتہ دن نہیں ہے۔ شرح۔ مصرعہ اول میں شمس سے مراد یہی ظاہری سورج ہے اور دوسرے مصرعہ میں شمس سے مراد۔ (باقی صفحہ (۱۰۱) پر)

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۰۰ سے) ذات حق ہے یعنی یہ سورج تو ہر روز نئے برج میں ہے اور روزانہ مراحل طے کرتا ہے۔ لیکن وہ شمس حقیقی ہمیشہ ایک ہی حالت میں ہے۔ "الآن کما کان" اس کی شان ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۰۰ سے) سوال کی تقریر یہ ہے کہ آفتاب حقیقی کو آفتاب دینوی سے تشبیہ سے معلوم ہوتا ہے یہ دونوں آفتاب ایک ہی شئے ہیں۔ حالانکہ ان کو ایک سمجھنا کفر ہے۔ تو جواب میں فرمایا کہ شمس الخ یعنے قاعدہ منطقیہ ہے کہ ایک کلی وہ بھی ہے جس کا صرف ایک فرد ہوتا ہے لیکن اس جیسے اور افراد کا پایا جانا ممکن ہے جیسے یہ سورج کہ صرف ایک ہے۔ لیکن اس جیسے اور سورج پائے جانے کا امکان ہے۔ اسی لئے مولانا نے فرمایا کہ یہ ظاہری آفتاب اسی حقیقت کے آفتاب جیسا کس طرح ہو سکتا ہے جب کہ اس میں دوسرے کا امکان ہے بخلاف آفتاب حقیقی کے

(۲) حل لغات۔ مست فریفتہ دیوانہ اگر بالفتح ہو تو اگر بالضم ہو تو بمعنے غم واندہ۔ یہاں یہ پہلے معنے مراد ہے۔ اثیر کرۂ ناری یا آفتاب اس کی تحقیق فقیر نے شرح انیا غوجی میں کردی ہے۔

ترجمہ۔ لیکن وہ شمس حق کہ اس کا یہ کرۂ ناری فریفتہ ہے جسکی نہ ذہن میں نظیر لگتی ہے اور نہ خارج میں۔

شرح۔ یعنے آفتاب حقیقی کی تو یہ شان ہے کہ اثیر ہی ظاہری سورج اس کے زیر فرمان ہے کہ قال والشمس والقمر یسجدون اور کرۂ ناری میں اگر چہ مادہ اطاعت نہیں۔ لیکن تاہم سر بسجود ہے جسکی نظیر نہ خارج میں ملتی ہے اور نہ ہی ذہن میں آسکتی ہے۔ یا یوں کہو کہ اس کی ذات کی نظیر نہ تصور (باقی صفحہ ۱۰۲ پر)

۱

شمس تبریزی کہ نور مطلق است　　آفتاب است و ز انوار حق است

۲

چوں حدیث روئے شمس الدین رسید　　شمس چارم آسماں سر در کشید

۳

واجب آید چونکہ بردم نام او　　شرح کردن رمزے از انعام او

(۱) ترجمہ ۔ ہمارے شیخ شاہ تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نور کامل ہیں۔
آفتاب ہیں اور انوار حق کی ایک تجلی ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۰۳ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۰۱ سے) میں آسکتی ہے اور ناممکن ہے بلکہ متمنع ہے۔

(۴) حل لغات۔ گنج بالضم گنجائش کا مخفف ہے۔ کو حرف استفہامیہ ہے معنی کہاں۔

ترجمہ ۔ تصور میں اس کی ذات کی گنجائش کہاں تاکہ اس کے مثل کا تصور آسکے۔

شرح ۔ اوپر والے شعر کی علت ہے یہ معنی تصور تو اس کا کیا جائے جو خارج میں متصور ہو سکے۔ عقلی بات ہے کہ عنقا خارج میں غیر موجود ہے اسی لئے اس کا تصور کیطرح کیا جا سکے فرضی عنقا کو تصور لانا اور بات ہے اور یہ ذات حق تو وہ ہے کہ فرضی تصورات کی گنجائش بھی نہیں رکھتا۔ شرعاً قرآن پاک شاہد ہے۔ لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار اور عقلی دلائل کے لئے علم کلام کا مطالعہ کیجئے۔

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۰۲ سے) شرح ۔ مولانا قدس سرہٗ کی عادت کریمہ ہے کہ ایک مضمون کو بیان کرتے کرتے کسی مناسبت کے تحت دوسرے مضمون کو شروع کر دیتے ہیں۔ یہاں بھی ایسا ہوا بلکہ اس مضمون میں کئی طرز بدلے ۔ لونڈی کے عشق کا بیان فرما رہے تھے اور لیکن اس کا مجازی عشق تھا۔ اس لئے مجازی عشق کا ذکر چھیڑ دیا پھر چونکہ ظاہری عشق ایک فرع ہے عشق حقیقی کی پھر عشق حقیقی کا تذکرہ کرتے ہوئے معشوق حقیقی کے بیان کو شروع ہو گئے اور اسے سورج سے تشبیہہ دے بیٹھے ان کے وجوہات اور پھر اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے صرف لفظی مناسبت سے کہ شیخ کا اسم گرامی بھی شمس ہے ۔ اور بات بھی شمس کی ہو رہی ہے ۔ اب کہ محبت نے اجازت نہ دی کہ شیخ کی مدح سے مضمون کو خالی رکھا جائے ۔ اسی لئے اب شیخ کامل کے مدائح میں گوہر افشانی فرماتے ہیں اور شیخ کے ذکر چھیڑنے کی وجہ آگے چل کر بتائی اور اشارۃً ایک اعتراض کا بھی جواب دے دیا کہ اگر شمس حقیقی کا دوسرا بالمقابل ناقص ہے تو پھر تمہارے شیخ کا کیا حال ہے ۔ کہ وہ بھی تو ایک شمس ہیں اگرچہ لفظی اشتراک سہی تو آپ نے فرمایا کہ وہ بھی شمس کامل ہیں کیونکہ انوار حق کی ایک تجلی ہیں اور ظاہر ہے کہ تجلی کا وہی اعتبار ہوگا ۔ جو اس کے متجلی کا ہے ۔

(۲) ترجمہ ۔ جب شیخ شمس الدین کا تذکرہ درمیان میں آیا تو چوتھے آسمان والے سورج نے منہ چھپا لیا ۔

شرح ۔ کیوں نہ منہ چھپاتا اسے زعم تھا کہ مجھ جیسے عالم میں نور پہنچانے والا کوئی نہیں ہے ۔ لیکن جب شیخ کا نام سامنے آگیا تو دعویٰ کے بطلان پر رسوائی اٹھانی پڑی ۔ کیونکہ ولیٔ کامل کا نور ظاہری شمس سے کئی حصہ زیادہ ہے ۔ کما قال علیہ السلام ان اللہ عباد اقلوبھم انوار من الشمس ۔ یعنے اللہ تعالیٰ باقی صفحہ ۱۰۴ پر)

marfat.com

۱

ایں نفس جان دامنم برتافتہ است ۔۔۔ بوئے پیراہان یوسف یافتہ است

۲

کز برائے حق صحبت سالہا ۔۔۔ باز گو رمزے ازاں خوش حالہا

۳

تا زمین و آسمان خنداں شود ۔۔۔ عقل و روح و دیدہ صد چنداں شود

۴

گفتم اے دور افتادہ از حبیب ۔۔۔ ہمچوں بیمارے کہ دور است طبیب

(۱) ترجمہ ۔ ابھی جان نے میرا دامن پکڑ لیا (گویا) یوسف کے پیراہن کی خوشبو سونگھی ہے۔

شرح ۔ جان سے مراد اپنی روح ہے یا حضرت مولانا حسام الدین ہیں کہ جنہیں فرمایا۔ انت مکان الروح من جسدی یعنی آپ میرے جسم میں میرے روح کی طرح ہیں۔ اور پیراہن یوسف سے مراد کمال اشتیاق ہے کہ جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے پیراہن یوسفی کا خوشبو سونگھ کر اس کی زیارت کے مشتاق

(باقی صفحہ ۱۰۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۰۳ سے) کے بعض بندے ایسے ہیں کہ جن کا نور سورج سے زیادہ روشن ہے۔

(۳) حل لغات ۔ رمز بمعنے اشارہ یہاں پر بمعنے تھوڑا سا انعام مصدر افعال مراد مسئلہ وحدۃ الوجود کا راز۔

ترجمہ ۔ جب کہ میں نے ان کا نام مبارک لیا تو واجب ہوا کہ ان کے احسانات کا تھوڑا سا ذکر کرتا جاؤں۔ (باقی صفحہ ۱۰۵ پر)

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۰۴ سے)

شرح ۔ واجب اپنے معنے میں ہے یعنی ضروری اور لازم ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے "من لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰہ" اور ان کے احسانات واضح ہیں کہ انہوں نے راہ حق دکھلایا اور ہستی موہوم کو مثابقا کا مقام حاصل کرا دیا۔ یعنے وحدۃ الوجود کا راز سمجھایا۔

(بقیہ صفحہ ۱۰۴ سے) ہو گئے یا ان کی خوشبو سے آنکھوں کی روشنی واپس ہوئی مطلب یہ ہوا کہ جب شیخ کامل کا ذکر آیا تو میری روح یا شیخ حسام الدین شیخ کامل کا ذکر سننے پر مجبور کر دیا۔

(۲) ترجمہ ۔ کہ تجھے سالہا کی صحبت کا واسطہ ہے۔ ان خوشحال اوقات سے کچھ تھوڑا سا ضرور بیان کر دیجئے۔

شرح ۔ اگرچہ مخاطب سے کام کرنے کا پورا وثوق لیکن مجبوری کی حالت سے بیساختہ قسمیں دی جاتی ہیں۔ تو روح نے یا شیخ حسام الدین نے مولانا کو قسم دے کر شیخ کامل کا شکر کرانا چاہا۔

(۳) حل لغات ۔ تا تعلیلیہ ہے۔

ترجمہ تاکہ زمین و آسمان سرور ہوں اور عقل و روح و آنکھیں بھی سو گنا روشن ہو جائیں۔

شرح ۔ یہ شعر گذشتہ بیان کی علت ہے۔ یا روح یا شیخ حسام الدین نے شیخ کامل کے ذکر پر مجبور کرتے ہوئے کہا کہ شیخ کامل کے ذکر سے نہ صرف ہم مستفیض ہوں گے بلکہ زمین و آسمان کی تمام دنیا آپ کو دعائیں دیں گی کیونکہ عند ذکر الصالحین۔ (باقی صفحہ ۱۰۶ پر)

marfat.com

۱

لا تکلفنی فانی القضاء   کلت افہامی فلا احصی ثناء

۲

کل شئی قاغیر المفیق   ان تکلف او تصلف لا یلیق

۳

ہر چہ میگوید مناسب چوں نبود   چوں تکلف نیک نالائق نمود

۴

من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست   شرح آں یارے کہ او را یار نیست

۵

خود ثنا گفتن ز من ترک ثناست   کیں دلیل ہستی و ہستی خطاست

(۱) حل لغات۔ کلت از کل گنگ و کند زبان ہونا۔ افہام بکسر الہمزہ یعنے سمجھانا و بالفتح۔ جمع فہم و بحر العلوم۔ (باقی صفحہ ۱۰۷ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۰۵ سے) تنزل الرحمۃ" اولیاء کے ذکر سے رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اور فرمایا گیا ہے: "ذکر الاولیاء حکمۃ القلوب وکفارۃ الذنوب اولیاء کے ذکر قلوب کے حکمت کا اضافہ اور گناہوں کا کفارہ ہے اس لئے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے لئے فرمایا۔ اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ ہو المسک ما کررتہ یتضوع

(۳) ترجمہ۔ میں نے کہا اے محبوب سے دور افتادہ سلیم ہوائے اس بیمار کی طرح جو طبیب سے دور ہے۔ شرح۔ گفتم کا مقولہ اے دور افتادہ الخ اور حرف کا جواب اگلے اشعار ہیں۔ محبوب سے مراد مرشد کی ذات ہے۔

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۰۶ سے) ترجمہ ۔ مجھے تعریف کرنے پر مجبور نہ کر چونکہ فنا ہو چکا ہوں اور میرا یہ سمجھنا سست پڑ گیا ہے اسی لئے میں ان کی تعریف نہیں کر سکتا۔

شرح ۔ روح یا مولانا حسام الدین سے معذرت خواہ ہیں اور اپنی معذرت کی وجہ سے بھی بتاتے ہیں کہ میں فانی ہوں اور افہام و تفہیم نہیں ہو سکتی علاوہ ازیں میرے شیخ ذات حق کے مظہر کامل ہیں اور ذات حق تو لا احصی ثنائ ہے ابنا بریں اس کے مظہر کی تعریف کس طرح ممکن ہے۔

(۲) حل لغات ۔ المفیق افاقہ سے ، قاموس میں ہے ۔ افاق ای راجع الی الصحتہ یہاں پر افاقہ سے ہوش میں آنا مراد ہے ۔ تصلف لاف زنی کرنے۔

ترجمہ ۔ ہر وہ بات جو غیر ذی ہوش کرے گا ۔ یا اگر تکلف کرے گا یا لاف زنی یہ ہر دونوں نامناسب ہے۔

شرح ۔ اے روح یا اے مولانا حسام الدین مجھے معذور تصور کرتے ہوئے کچھ کہنے پر مجبور نہ کرو کیونکہ میری حالت بے ہوش آدمی کی طرح ہے ۔ اب تم خود ہی اندازہ کرلو کہ بے ہوش آدمی کس طرح مطلب کی بات کر سکتا ہے ۔ فلہذا اس امر سے مجھے معاف فرمائیے یا یہ کہ ذات حق کے مظہر کے اوصاف کے لئے ایسے کلمات نہیں ملتے جو ان کے شان کے لائق کہہ سکوں جو بات بھی کہنے پر ارادہ کرتا ہوں مجھے غیر مناسب معلوم ہوتی ہے۔

(۳) حل لغات ۔ نیک بمعنی بسیار ۔ بالکل

ترجمہ ۔ جو کچھ ہوش کہتا ہے چونکہ وہ مطلب کے ناموافق ہوتا ہے اسی لئے وہ کلام یا تکلف کی طرح بالکل نا موزوں سمجھا جاتا ہے۔

(۴) حل لغات ۔ رگ مشہور معنے ہے یہاں پر بمعنے کوئی (باقی صفحہ ۱۰۸ پر)

marfat.com

۱
خود ثنا گفتن ز من ترک ثنا است　　کیں دلیل ہستی و ہستی خطا ست

۲
شرح ایں ہجران و ایں خون جگر　　ایں زمان بگذار تا وقت دگر

۳
قال اطعمنی فانی جائع　　فاعتجل فالوقت سیف قاطع

(۱) ترجمہ . میرا تعریف کرنا دراصل ترک ثنا ہے کیونکہ کرنے سے ہستی کا اظہار ہوگا . اور اظہار ہستی خطا ہے .

شرح . جب میری ہستی معدوم ہے پھر تعریف کر کے اظہار ہستی کروں جو شرک ہے . فلہٰذا اس امر سے مجھے متکلف نہ بنائے . (باقی صفحہ ۱۰۹ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۰۷ سے) ایک حصہ جسم کا ہے پہلے یاد سے مراد ذات مرشد اور دوسرے یاد سے بے مثل و بے نظیر .

ترجمہ . میرا تو کوئی ایک جسم کا بھی ہوش میں نہیں پھر یار کا بیان کس طرح کروں جس کی نظیر بھی ناپید ہے . شرح . چونکہ تعریف تو وہ کرے جو باہوش ہو . میں فنا میں ہوں اور پھر تعریف بھی اس کی جو بے نظیر و بے مثال ہے . اسی بنا پر مولانا قدس سرہٗ نے اپنے شیخ کو بے نظیر کی صفت دی .

جواب عارفانہ . چونکہ شیخ مظہر حق ہے بنا بریں پردہ پر اصل کے احکام جاری ہوئے .

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۰۸ سے)

(۲) ترجمہ۔ اس ہجر بھری داستان اور خون جگر کے بیان کو ابھی رہنے دو۔ کسی دوسرے وقت سمجھ لینا۔

شرح۔ خون جگر بڑی سخت تکلیف کے درود پر بولا جاتا ہے اور ابھی عشق کے صدمات سے بڑھ کر اور کون تکلیف ہو گی۔ اور اس کی شرح کا نام مسئلہ وحدت الوجود ہے اور ہجراں کی تعبیر اس لئے ہوئی کہ یہ مراتب کے عروج میں اگرچہ عین وصال میں ہوتے ہیں لیکن تاہم بقول شیخ سعدی رحمتہ اللہ تعالیٰ ؎

دلارام در بر دلارام جو!
لب از تشنگی خشک برطرف جو

ابھی تلاش میں ہوتے ہیں اس شعر سے مسئلہ وحدۃ الوجود کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ جو کہ وہ دراصل شیخ کامل کی صفت کاملہ ہے۔

(۳) ترجمہ۔ کہا مجھے کچھ کھلا کیونکہ میں بھوکا ہوں۔ اور جلدی کیجیے کیونکہ وقت تلوار کی طرح کاٹنے والا ہے۔

شرح۔ مولانا نے جتنی معذرتیں کیں روح یا مولانا حسام الدین نے کچھ نہ سنی اور کہا کہ تم وقت ٹال رہے ہو۔ اور گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔ جلدی فرمایئے ہماری پریشانی بڑھ رہی ہے۔ اور ہماری بھوک کا خیال فرمایئے اور بھوکے کو کھانا دینا ضروری ہے۔ اولیاء کرام کی غذا روحانی ہوتی ہے جو گفتار یار سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ،

marfat.com

۱

صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق　　　نیست فردا گفتن از شرط طریق

۲

صوفی ابن الحال باشد در مثال　　　گرچہ ہر دو فارغ اند از ماہ و سال

(۱) ترجمہ۔ صوفی ابن الوقت ہوتا ہے اے دوست آج کی بات کل پر موقوف رکھنا۔ طریقت سے نہیں۔

شرح۔ صوفی اس کے ماخذ میں اختلاف ہے لیکن صحیح بات وہ ہے جو شیخ بستی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے

تخالف الناس فی الصوفی واختلفوا جہلاً وظنوا انہ مشتق من الصوف ولست امنح ہذا الاسم الا فتی۔ صافی فصوفی حتی سمی الصوفی۔ یعنے لوگ لفظ صوفی کے اشتقاق میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اور ان کا خیال ہے کہ شاید صوف بمعنے اون سے مشتق ہے یہ غلط ہے میں تو اس لفظ کا استعمال صرف اس شخص کے جائز نہیں سمجھتا جو کہ صوفی صافی ہو جس کی وجہ سے اسے صوفی سے موسوم کیا جائے کذا فی شرح صوفی وہ ہوتا ہے جو دل میں ماسوی اللہ کو جگہ نہ دے اور اس وقت ہوتا ہے۔ جب سالک ابن الحال ہو جائے۔ ابن الوقت یہ صوفیائے کرام کا ایک اصطلاحی لفظ ہے جسے دوسرے لفظوں میں ابن الحال کہتے ہیں یہ اس شخص پر بولا جاتا ہے جو پابندی کے ساتھ اوقات کا ایسا لحاظ کرے جیسے لائق بیٹا باپ کا لحاظ رکھتا ہے اس کو طاعت ادائے حقوق، کسب معاش بوجہ حلال، توجہ مراقبہ وغیرہ جو حال یا تجلی اس پر وارد ہوتی ہے۔ اس کے حق ادائیگی میں کمی نہ کرے اسے مغلوب الوقت یا مغلوب الحال بھی کہتے ہیں۔ اس سے سلبیات کا ظہور ہو جاتا ہے لیکن وہ معذور و مجبور ہوتے ہیں ابوالحال

marfat.com

یاالوقت یہ بھی ایک اصطلاحی لفظ ہے اسے کہتے ہیں جو اپنے احوال اوقات پر قابض ہوتا ہے۔ اسے وقت اور حال کوئی تغیر نہیں دیتا اور نہ ہی اس سے سطحیات کا صدور ہوتا ہے بلکہ آداب شرعیہ کا پورا پابند ہوتا ہے یہ چونکہ اپنے اوقات پر پوری طرح قابو رکھتا ہے۔ اسی لئے ابن الوقت سے مقامات میں بلند و بالا ہوتا ہے جن حضرات سے خلاف شرع امور کا صدور نہیں ہوتا۔ حضرت منصور کا قول انا الحق اور بایزید بسطامی کا قول۔ سبحانی ما اعظم شانی کے اعتبار سے تھا، (بحر مع تغیر یسیر) اور ابن الوقت سے مراد یہاں: ابو الوقت کا بالمقابل نہیں ہے بلکہ یہاں پر ابن الوقت کے معنے یہ ہے کہ ہر عبادت و عمل کو بمقتضائے وقت ادا کرے اس میں کسی قسم کا تاخیر نہ کرے۔ یعنے یہاں پر مطلقاً صوفی مراد ہے۔ خواہ وہ ابن الوقت ہے یا ابو الوقت (بحر و امداد) اب شعر کا مطلب یہ ہوا کہ روح یا شیخ حسام الدین کہتے ہیں۔ کہ اے مولانا ادھر تو تم اپنے آپ کو صوفی ہونے کا مدعی ہو اور انکشاف حقیقت کا ٹال مٹول کر رہے ہو حالانکہ صوفی ابن الوقت ہوتا ہے۔ جو ہر عبادت کو ادا کرنا اپنی راحت سمجھتا ہے۔ فلہذا ہمیں اس حقیقت کی شنوائی کی ابھی ضرورت ہے۔

(۲) ترجمہ۔ صوفی کو ابن الحال بطور مجاز کے کہا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ دونوں (وقت و صوفی) ماہ اور سال سے فارغ ہیں۔

شرح۔ گذشتہ شعر سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ وقت سے لغوی معنی مراد ہوں مولانا قدس سرہٗ نے اس شبہ کا ازالہ فرما دیا کہ جہاں حال یا وقت کا لغوی معنے نہیں ہے کیونکہ وقت و حال کو ماہ و سال کی قید ہے اور یہ وقت و حال جو صوفی کو حاصل ہوتا ہے یہ کسی ماہ و سال کا پابند نہیں اور نہ ہی صوفی کسی ماہ و سال کا پابند نہیں اور نہ ہی صوفی کسی ماہ و سال کا مقید ہے بلکہ وہ بھی ہر آن بلا قید وقت و حال (باقی صفحہ ۱۱۲ پر)

توگر مرد صوفی نیستی[۱] نقد را از نسیہ خیزد نیستی

گفتمش پوشیدہ بہتر سر یار[۲] خود تو در ضمن حکایت گوش دار

(۱) حل لغات۔ مگر بمعنے شاید۔ نسیہ بکسر النون بمعنے ادھار (غیاث) نستی سمجھئے، نقصان۔

ترجمہ۔ شاید آپ صوفی مرد نہیں ہیں۔ نقد کو ادھار سے نقصان پیدا ہوتا ہے۔

شرح۔ روح یا حسام الدین کہتے ہیں کہ آپ جب مدعی نہیں کہ میں صوفی ہوں تو صوفیوں کا کام تو یہ ہے کہ اقتضائے وقت سے اعتراض نہیں کرتے لیکن آپ تو ٹالتے ہی معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ صوفی نہیں ہیں ورنہ ایسا نہ کرتے مصرعہ ثانی سمجھانے کے بیان کیا کہ دیکھو عام قاعدہ ہے کہ ادھار سے بڑے سخت نقصان ہو جاتے ہیں اور اب ہمارا مدعا ہماری نگاہ کے سامنے بھی ہے۔ ؎

نقد جو ملے مدعا وعدہ پہ دل لگے کون

یا یوں کہو کہ جو شئے ادھار دیدو گویا وہ نیست ہو گئی۔ (باقی صفحہ ۱۱۳ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۱۱ سے) اپنے واردات میں مصروف ہے وقت وحال کا معنی گذشتہ شعر میں ابن وقت وغیرہ کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے۔ یعنے وہ واردات الٰہیہ جو سالک کے قلب پر وارد ہوتے ہیں۔ بجلی کی طرح آئے اور گئے۔

(ف) حال وقت کا زیب زینت ہے جیسے روح جسد کے لئے (امداد)

marfat.com

۱

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں   گفتہ آید از حدیث دیگراں

۲

گفت مکشوف و برہنہ بے غلول   باز گو انجم مدہ اے بو الفضول

۳

باز گو اسرار در مزمر سلین   آشکارا بہ کہ پنہاں سرِ دیں

(۱) ترجمہ۔ بہتر بات یہ ہے کہ محبوبوں کا قصہ دوسروں کی کہانی سے سنائی جائے

شرح۔ گذشتہ شعر کی تاکید ہے تاکہ روح یا مولانا حسام الدین انشاء (باقی صفحہ ۱۱۴ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۱۲ سے) (۲) ترجمہ۔ میں نے اسے کہا کہ دوست کا راز پوشیدہ بیان کرنا بہتر ہے اگر کچھ خواہش ہے تو حکایت کے پردہ میں سنا جا۔

شرح۔ روح یا مولانا حسام الدین کے سخت تقاضے کے بعد مولانا قدس سرہٗ نے فرمایا کہ یہ باتیں کہنے کی نہیں ہیں۔ اگرچہ وقت کا لحاظ ضروری ہے لیکن مصلحت کی پاس از حد لازم ہے فلہذا تم چونکہ میرے رازدان ہو میری باتوں میں اشارات سے سمجھتے جاؤ معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ وحدت الوجود بیان کرنے کا نہیں جو لوگ اسے عام سٹیجوں اور عام مجلسوں میں بے دھڑک کہہ دیا کرتے ہیں وہ مولانا قدس سرہٗ کے مذہب کے خلاف اور قیامت میں ماخوذ ہوں گے۔

(سوال) حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ مسئلہ وحدہ الوجود کے شیدائی تھے اور دیوان فرید بزبان ملتانی میں اس مسئلہ کو عام بیان کرنے کی تلقین فرماتے ہیں ؎

فاش فریدا وعظ سنا توں۔ عالم جاہل شاہ گدا کوں۔ جے چاہے نقر فنا کوں، اپنے آپ کوں گولے۔ ترجمہ۔ اے فرید عالم، جاہل شاہ گدا کو عام وعظ کر دو کہ باقی صفحہ (۱۱۴) پر

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۱۳ سے) اگر کوئی فقر فنا کا خواہش مند ہے تو اسے چاہیئے کردہ اپنے میں تلاش کرے۔ (جواب) واقعی یہ بات عام افشا ہوئی ہے فقر فنا کے طالب پر لازم ہے کہ اپنی حقیقت کو سمجھے یہ تو حدیث شریف کا ترجمہ ہے۔ کما قال علیہ السلام " من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور اس وعظ سے انکار کسے ہے بات تو یہ ہو رہی ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود کو کسی ایسے پردہ میں بیان کرنا چاہیئے کہ عوام دھوکہ نہ کھائیں اور سوائے خواص کے کسی غیر کو پتہ نہ چلے اسی لئے تو عارف رومی قدس سرہٗ نے مثنوی شریف کو حکایت کے پردے میں اور عارف جامی نے قصہ یوسف زلیخا میں اور خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ نے خود دیوان فرید میں کیسے طرز کو اختیار کیا کہ کبھی ہیر درانجھن کی داستان ہے اور سسی پنوں کا ذکر اور کبھی روہی کو یاد فرماتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ ،

(بقیہ صفحہ ۱۱۳ سے) راز نہ کریں اور کنایات پر راضی ہو جائیں۔

(۲) حل لغات۔ برہنہ بفتح اول وثانی وسکون ہا بمعنے ننگا ہے پر غلول بالفتحتین بمعنے غنیمت میں خیانت کرنا یہاں پر مطلقاً ہے غلول بمعنے بلا خیانت، بلا الفضل بسیار گو

ترجمہ۔ اس نے کہا کہ کھلم کھلا اور ظاہر کرکے بلا خیانت بیان کر دو اے بوالفضول مجھے زیادہ رنج نہ دو۔

شرح۔ روح یا مولانا حسام الدین کا مقولہ ہے کہ اب مت ستاؤ جو کہنا ہے کہہ دو

(۳) حل لغات۔ کہ نافیہ ہے اسے تفصیلاً اور استفہامیہ بھی کہتے ہیں جیسا کہ اس شعر میں ہے۔ ؎

شرف نفس بجود است وکرامت بسجود

ہر کہ ایں ہر دو ندارد عدمش بہ کہ وجود

(باقی صفحہ ۱۱۵) پر

۱
پردہ بردار و برہنہ گو کہ من   می نگنجم با صنم در پیرہن

۲
گفتم ار عریاں شود او در عیاں   نے تو مانی نے کنارت نے میاں

۳
آرزو میخواہ لیک اندازہ خواہ   بر نتابد کوہ را یک برگ کاہ

۴
آفتابے کز وے ایں عالم فروخت   اندکے گر پیش آید جملہ سوخت

(۱) حل لغات۔ صنم بفتحتین بمعنے بت اور فارسی میں بمناسبت خوبی حسن معشوق کو کہتے ہیں۔

ترجمہ۔ پردہ اٹھا کر صاف صاف بیان کرو کیونکہ میں معشوق کے ساتھ پیرہن کے ساتھ گنجائش نہیں رکھتا۔

شرح۔ یاری کی بات اور پھر درمیان میں پردے ؎

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم

والی بات ہے۔ فلہذا جب کھلکر نہ بیان کرو گے ہمیں چین و قرار نہیں آئے گا (باقی صفحہ ۱۱۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۱۴ سے) ای عدم شی بہ نہ وجود۔ زیادہ توضیح فقیر کے رسالہ "اویسی نامہ" میں دیکھو۔

شرح۔ انبیاء علیہم السلام "لا الہ الا اللہ" کی تعلیم کے لئے تشریف لائے۔ اور صوفیائے کرام کے نزدیک اس کا معنے لاموجود سوی اللہ" اور یہی مقصد مسئلہ وحدۃ

marfat.com

الوجود ہے اور لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کھلے لفظوں میں لازمی ہے نہ کہ اشارات و کنایات سے گویا روح یا مولانا حسام الدین نے اپنے دعوے پر دلیل پیش کی کہ اگر مصلحت پر اعتبار کرتے ہو تو مصلحت کا تقاضا بھی ہے کہ جس بات کے لئے سادات انبیاً علیہ السلام تشریف لائے اسے واضح کرنا لازم ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۱۵ سے) (۲) حل لغات۔ اگر اگر کا مخفف ہے عریاں کھلم کھلا عیاں بکسر العین آنکھ سے دیکھا مجازاً ظاہر کنارے بالکسر بغل و آغوش و بالفتح بمعنے کنارہ شے میان بکسر المیم بمعنے کمر۔

ترجمہ۔ میں نے کہا کہ اگر وہ راز بالکل ظاہر ہو جائے پھر نہ تو رہے گا نہ تیری آغوش اور نہ کمر۔

شرح۔ اس راز کا افشا معمولی بات نہیں اس میں تو یہی ہوگا۔ کہ کائنات کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ جو ابھی سے اس کی حالت تبدیل کرنا خلاف امر ہے فلہذا چپ رہو اور وقت مقررہ کا انتظار کرو۔

(۳) ترجمہ۔ اپنی مراد الگ لیکن بمقدار مرتبہ خود گھاس کا تنکا پہاڑ کی برداشت نہیں کر سکتا۔

شرح۔ میرے نہ بتانے سے یہ نہ سمجھ رکھنا کہ اسے بیان کرنا نہیں آتا یہ غلط ہے بات یہ ہے کہ پہلے تم اپنا اندازہ کر لو کہ کیا اس کی برداشت بھی کر سکو گے یا نہ تمہاری مثل ایک تنکے کی ہے اور یہ بیانات بمنزلہ پہاڑ کے ہے جس طرح پہاڑ کی برداشت تنکے کو نہیں اسی طرح تمہیں۔

(باقی صفحہ ۱۱۷ پر)

marfat.com

۱
تا نگردد خون دل جان جہان | لب بہ بند و دیدہ بر بند این زمان

۲
بیش ازین آشوب خونریزی مجو | بیش ازین از شمس تبریزی مجو

۳
این ندارد آخر ز آغاز گو | رو تمام این حکایت بگو

(۱) ترجمہ۔ تاکہ جہان کی جان کا دل خون نہ ہو جائے۔ (فلہذا) ابھی اس افشار راز سے زبان اور آنکھیں بند لے۔

شرح۔ جب ظاہر ہوا کہ اس ظاہری آفتاب کے تھوڑے سے حد سے تجاوز ہونے سے کائنات درہم برہم ہوتی تو پھر آفتاب حقیقی کا کیا کہنا۔

(۲) اس سے زیادہ صدمات و خونریزی کے پیچھے نہ پڑو (باقی صفحہ ۱۱۸ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۱۶ سے) ترجمہ۔ یہ سورج جس سے تمام جہان روشن ہے اگر تھوڑا سا آگے (نیچے) آجائے تو سارا عالم جل جائے گا۔

شرح۔ سر وحدت کو برملا بیان کرنا اہلیت و لیاقت پر موقوف ہے چنانچہ گذشتہ شعر کے مصرعہ ثانی سے تمثیل معلوم ہوتی یہ دوسری تمثیل ہے کہ سارا عالم سورج سے منور ہے لیکن یہ بھی ایک حد پر محدود ہے اگر حد سے گذر کے نیچے کو آجائے تو بجائے فائدہ کے الٹا کائنات کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اسی وحدت الوجود کا راز ہے کہ اگر چہ وہ بھی فی نفسہ اعلیٰ ہے لیکن نا اہل کے لئے ایسے نقصان دہ ہے جیسے سورج کا نیچے آنا دنیا فساد۔

marfat.com

خلوت طلبیدن طبیب در یافت مرض کنیزک

چوں حکیم از ایں مدیث آگاہ شد ۲ در درون ہمداستان شاہ شد

(۱) حل لغات ۔ خلوت بالفتح نہ بالکسر بمعنے خالی ہونا تنہائی اور مکان کا غیر سے خالی ہونا ۔

ترجمہ ۔ طبیب کا لونڈی کی مرض کی تشخیص کے لیے بادشاہ سے خلوت طلب کرنا ۔

شرح ۔ سالک کا شیخ کی خدمت میں حاضری کے بعد یہ پہلا مرحلہ ہے جو اسے طے کرنا پڑتا ہے یعنے شیخ مرید کو اپنے پاس رکھ کر اسے نفس کی خواہشات کو ملاحظہ فرماتے ہیں ۔ کہ یہ مرید کس مرض کا شکار ہے ۔ اس کے نفس پر کن کن خرابیوں کا حملہ ہے جب تشخیص مکمل ہو جاتی ہے ۔ پھر علاج شروع ہوتا ہے ۔ اب اسی بیان سے مذکورہ غرض مضمر ہے ۔

(۲) ترجمہ ۔ جب طبیب اس بات سے باخبر ہوا اور اپنے باطن بادشاہ کا ہمراز ہوا ۔

(بقیہ صفحہ ۱۱۷ سے) اور اس سے زیادہ شمس تبریزی کے قصہ کے درپے نہ ہو ۔ ۳ ترجمہ ۔ اس بحث کا انتہا ہوتا نہیں بس پہلا مضمون لیکر بات کو ختم کرد

۱
گفت اے شاہ خلوتی کن خانہ را ۔ دور کن ہم خویش و ہم بیگانہ را

۲
کس ندارد گوش در دہلیز ہا ۔ تا بپرسم از کنیزک چیز ہا

۳
خانہ خالی کرد شاہ شد بروں ۔ تا بپرسد از کنیزک او فسوں

۴
خانہ خالی کرد یک دیار نہ ۔ جز طبیب و جز ہماں بیمار نہ

(۱) ترجمہ ۔ طبیب نے کہا اے بادشاہ گھر کو خالی کر دو ۔ گھر سے اپنے اور بیگانہ کو دور کر دو ۔

شرح سالک کا چلہ اسی سے شروع ہوتا ہے کہ تنہائی میں صرف اسی کی یاد سے دنیوی تعلقات کا انقطاع ہو ۔

چوں بپیوند ہا بگسلی واصلی

(۲) ترجمہ ۔ صحن میں کوئی کان نہ لگائے تاکہ میں لونڈی سے کچھ پوچھ لوں

شرح ۔ شیخ مرید کی بیماری سے واقفیت کی بنا پر عوام سے چھپانے کے لئے تنہائی اختیار کرتا ہے تاکہ مرید کو عوام سے رسوائی نہ ہو ۔

(۳) حل لغات ۔ بروں بالکسر مخفف بیروں ۔ فسوں بضمتین بمعنے منتر ہے لیکن فرق یہ ہے کہ سحر میں کلمات کفریہ ہوتے ہیں اور اس میں یہ نہیں ہوتے مگر یہاں مطلق بات مراد ہے ۔

ترجمہ ۔ بادشاہ گھر خالی کر کے باہر چلا گیا تاکہ وہ طبیب (باقی صفحہ ۱۲۱ پر)

marfat.com

۱
زرم نرمک گفت شہر تو کجا ست | کہ علاج اہل ہر شہرے جدا ست

۲
وندر ان شہر از قرابت کیستت | خویشی و پیوستگی با چیستت

۳
دست بر نبضش نہاد و یک بیک | باز می پرسید از جور فلک

۴
چوں کسے را خار در پایش خلد | پائے خود را بر سر زانو نہد

۵
وز سر سوزن ہمی جوید سرش | ور نیابد میکند بالب ترش

(باقی صفحہ ۱۲۱ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۱۹ سے) یعنی لونڈی سے بات پوچھے۔ شرح۔ چونکہ ابتداء بادشاہ سے مراد روح مراد لیا گیا ہے اور لونڈی سے عقل یہاں مقصد یہ ہوگا۔ کہ روح اپنے تمام ارادات سے خالی کر کے تمام معاملہ شیخ کے سپرد کیا گیا تاکہ روحانی ترقیات میں جو باتیں حائل ہیں ان سے نجات حاصل ہو۔

(۴) حل لغات۔ دیار بمعنے صاحب دار قال تعالیٰ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا۔

ترجمہ۔ گھر خالی کر دیا کوئی گھر والا نہ رہا۔ طبیب اور بیماری کے سوا اور کوئی بھی نہ تھا۔ شرح۔ گذشتہ شعر کی تاکید ہے۔ مختصر یہ کہ سالک شیخ کے سامنے اپنے تمام ارادات کو ختم کر دے تاکہ شیخ کی توجہات سے کامیابی حاصل ہو جیسا کہ قصہ سے بات واضح ہے۔

marfat.com

(۱) حل لغات۔ نرمک میں کاف تصغیر کا ہے جو کہ کبھی بطور شفقت بھی بولا جاتا ہے۔

ترجمہ۔ نرمی سے پوچھا کہ تیرا شہر کہاں ہے کیونکہ ہر شہر والے کا علاج مختصر ہوتا ہے۔

شرح۔ دوسرے مصرعہ میں لفظ علت کا ہے علت بتلانے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ لونڈی کو بدگمانی نہ ہو کہ بیماری کو شہریت سے کیا تعلق۔ طبیب غیبی نے اشارۃً سمجھا دیا کہ اصول طب سے ہے کہ مزاج کے مطابق بود وباش ہے۔ بنابریں شہریت کی وضاحت ضروری ہے۔ تاکہ کامل تشخیص کے بعد علاج شروع ہو۔

(۲) حل لغات۔ اور اس شہر میں کن لوگوں سے رشتہ داری ہے اور پھر یکجہتی اور میل جول کن ہے۔

شرح۔ اس سے مشائخ کی طرز عمل کی طرف اشارہ ہے کہ سالک کی استعداد دیکھی جاتی ہے۔ بعض وہ ہوتے ہیں کہ تھوڑی سی بات سے مراحل طے کر لیتے ہیں بعض کو سخت ریاضت کے بعد کام بنتا ہے۔

(۳) ترجمہ۔ لونڈی کی نبض پر ہاتھ رکھکر آسمانی صدمات کے مطابق اس سے ایک ایک کر کے پوچھتا تھا۔

شرح۔ چونکہ غلام یا لونڈی اپنے وطن اصلی اور عزیز واقارب سے جدا ہو کر ہمیشہ نئے آقا کے ہاتھوں بکتے ہیں۔ اور شب و روز اپنے آقاؤں کی خدمت میں بسر کرتے ہیں اسی لئے بہ نسبت دیگر لوگوں کے ان پر زیادہ تکلیفیں ہوتی ہیں اسی لئے لونڈی سے تفصیلی واقعات پوچھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

(۴) حل لغات۔ خلد بفتحتین مضارع از خلیدن بمعنے کلنٹے وغیرہ کا چبھنا۔

(باقی صفحہ ۱۲۲ پر)

marfat.com

۱
خار در پا شد چنیں دشوار یاب ۔۔۔ خار در دل چوں بود وا دہ جواب

۲
خار دل را گر بدیدے ہر خسی ۔۔۔ کے غمہا را دست بودے بر کسے

۳
کس زیر دم خر خارے نہد ۔۔۔ خر نداند دفع او بر می جہد

۴
خر زبہر دفع خار از سوز درد ۔۔۔ جفتہ می انداخت صد جا زخم کرد

(۱) ترجمہ۔ پاؤں میں جو کانٹا چبھتا ہے۔ کتنا مشکل سے نکلتا ہے اور وہ کانٹا جو دل میں چبھے پھر اس کا کیا حال ہوگا۔ مجھے سمجھا دو۔

حل لغات ۔ واد۔ اس کے کئی معنی ہیں یہاں بمعنی پھر لینے پھر جواب دو اس کی تحقیق ہم نے اویسی نامہ میں کر دی ہے۔

شرح۔ یہ تینوں اشعار قطعہ بند ہیں یا تو سوال کا جواب ہیں گویا کسی نے کہا کہ طبیب نے تشخیص کے بارے میں طوالت کیوں کر دی تو آپ نے فرمایا کہ طوالاً لازمی تھی کیونکہ ایک چبھنے سے نکالنے پر کتنا تکلیف اٹھائی جاتی ہے کہ پہلے سوئی سے نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر اس سے کام نہ چلے تو پھر تھوک لگا کر اس مقام کو (باقی صفحہ ۱۲۳ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۲۱ سے) ترجمہ۔ جب کسی کے پاؤں میں کانٹا چبھتا ہے تو وہ اپنے پاؤں گھٹنوں پر رکھتا ہے۔ ۵ ترجمہ۔ اور اس کانٹے کا سر سوئی سے تلاش کرتا ہے اگر نہیں ملتا تو اسے لب سے تر کرتا ہے۔

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۲۲ سے) نرم کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ اور یہ حضرت عشق ہے کہ بقول شیخ اکبر کے عاشق کے رگ و ریشہ میں جاذب ہوتا ہے اور چونکہ اس کا یہ عشق مجازی تھا اور عشق مجازی جب تک دور نہ ہو حقیقی عشق نصیب نہیں ہوتا یا یوں کہو کہ طبیب کی طوالت کی حقانیت کی دلیل بطور تمثیل بیان فرمادی۔

(۲) حل لغات۔ خس بالتشدید بمعنے ناکس، نااہل لیکن فارسی میں بالتخفیف پڑھتے ہیں۔

ترجمہ۔ دل کے کانٹے کو اگر ہر نااہل دیکھ سکتا۔ تو غموں کا غلبہ کب کسی پر ہوتا۔

شرح۔ خار دل سے مراد عشق۔ ہر خسی سے مراد ناقص شیخ جسے روحانیت میں دخل نہ ہو۔ غمال غم کی جمع ہے بخلاف قیاس ورنہ اس کی جمع غمہا ہونی چاہیئے تھی جیسا کہ تفصیل اودیسی نامہ میں ہے۔ دست آبودن سے مراد قابو پانا ہے یا خار دل سے مراد اخلاق و ذیلہ ہیں یعنی اگرچہ چونکہ عشق ایک نرالی مرض ہے اس کے معالجہ کے لئے کسی تجربہ کار طبیب کی ضرورت ہے یا یوں کہو کہ اخلاق مذمومہ عسیر الزوال ہیں۔ بلکہ بعض اوقات مذموم عادات محمود معلوم ہوتی ہیں۔ مثلاً توکل ایک نیک عمل ہے لیکن عجب گھس جاتا ہے اسی طرح تواضع و انکسار بہت اعلیٰ فعل ہے لیکن جب اس سے حصول مرتبہ و جاہ مقصود ہو تو مذموم ہے فلہذا ایسے امراض کا پتہ شیخ کامل ہوگا۔ نہ کہ خام خیال پیروں کو۔

(۳) ترجمہ۔ اگر کوئی گدھے کی دم کے کانٹا رکھ دے تو گدھا اس کانٹے کو دفع کرنا تو نہیں جانتا البتہ کودتا رہیگا۔

(۴) حل لغات۔ جفتہ گدھے وغیرہ کے ہاتھ پاؤں مارنا۔ ترجمہ۔ گدھا کانٹے کے درد اور سوزش کے رفع کرنے کیوجہ سے ہاتھ پاؤں مار کر اسکی جگہوں پر زخم کھائے گا۔

marfat.com

۱

آں لگدکے دفع خار او کند　　حاذقے باید کہ بر مرکز تند

۲

بر جہد واں خار محکم تر کند　　عاقلے باید کہ خارے بر کند

۳

آں حکیم خار چیں استاد بود　　دست میزد جا بجا می آزمود

۴

زاں کنیزک بر طریق داستاں　　باز مے پرسید حال داستاں

(۱) حل لغات. لگد لات مارنا مرکز چیز کا درمیان کی چیز کھڑے کرنا کا محل از کر بمعنے کسی چیز کو زمین میں گاڑھنا یہاں متعلقاً معنی نشان.

ترجمہ. وہ گدھا لات مارتا ہوا کانٹے کو کب رفع کر سکے گا اب دانا کو چاہیے کہ اس کے کانٹے کو نکال لے.

شرح. یہ تینوں شعر بھی ایک سوال کے جواب میں بطور مثال کے جواب میں بطور مثال کے ارشاد فرمائے گویا کسی نے کہا کہ جب مریض نے اپنے واقعات بیان کر دیئے تو پھر نا اہلیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ مرض بیان کردہ کا علاج سہل ہوتا ہے. تو جواب میں فرمایا کہ یہ خیال غلط ہے. کیونکہ جیسے گدھے کی نا اہلیت نے اسے بجائے فائدہ کے نقصان پہنچایا اسی طرح نا اہل مرشد بھی اگرچہ بیماری سے واقف بھی ہو جائے گا. لیکن الٹا سالک کو نقصان پہنچائے گا. جیسا کہ حکایت ہذا کے آغاز میں بالتفصیل بیان ہوا ہے.

(۳) حل لغات. محکم اسم مفعول از احکام بمعنے مضبوط. کند مضارع از کندن

(باقی صفحہ ۱۲۵ پر)

marfat.com

۱
باحکیم او رازہا میگفت فاش　　از مقام و خواجگان و شہر تاش

۲
سوئے قصہ گفتنش میداد گوش　　سوئے نبض و جستنش میداد ہوش

۳
تاکہ نبض از نام کہ گردد جہاں　　او بود مقصود جانش در جہاں

۴
داستان شہر خود رابر شمرد　　بعد ازاں شہر دگر نام برد

(۱) حل لغات. شہرتاش، ہمسایہ و ہم شہر۔ (باقی صفحہ ۱۲۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۲۴ سے) بمعنے اکھیڑنا۔

ترجمہ۔ گدھا اچھلتا کودتا ہوا کانٹے کو مضبوط کرے گا۔ فلہذا دانا کو ضروری ہے کہ وہ کانٹا نکالے۔

شرح۔ گذشتہ شعر کے مضمون کی تاکید ہے۔ مطلب ہے۔

(۳) حل لغات۔ خارچین اسم فاعل ترکیبی بمعنے کانٹا نکالنے والا۔ ترجمہ۔ وہ حکیم کانٹا نکالنے پر تجربہ کار تھا۔ جابجا ہاتھ پھیرتا ہوا بیماری جانچتا جاتا تھا۔

شرح۔ گذشتہ اشعار میں سے جب ثابت ہو گیا کہ نااہل کی تجویز نقصان پہنچاتی ہے اب سابق مضمون کی طرف لوٹ کر فرماتے ہیں کہ تجربہ کار طبیب اپنی تشخیص مرض کا پورا کھوج نکال رہے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔

(۴) ترجمہ۔ اس لونڈی سے سیدھے سادھے لوگوں کی طرح واقعات (باقی صفحہ ۱۲۶ پر)

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۲۵ سے) کا حال پوچھ

شرح۔ لونڈی کو مانوس کرنے کی خاطر سادگی اختیار فرمائی تاکہ اسے بدگمانی نہ ہو۔ بعض نسخوں میں دوستاں آیا ہے اس صورت میں یہ لفظ مرکب ہوگا دوست اور آں ضمیر جو لونڈی کی طرف لوٹے گی۔ یعنے لونڈی سے دوست کا حال پوچھ رہے تھے۔

(بقیہ صفحہ ۱۲۵ سے) ترجمہ۔ لونڈی حکیم کو مقام اور اپنے سرداروں اور ہمسایہ لوگوں کے حالات بلا تکلف صاف صاف بتاتی تھی۔

شرح۔ جب طبیب کو بھانپ لیا کہ میرے رازداں ہیں تو بے حجابانہ کلام کرنے لگی۔

(۲) حل لغات۔ جستن بالفتح بمعنے کودنا، شین اول کا مرجع کنیزک ہے اور دوسرے کا مرجع نبض ہے۔ ترجمہ۔ لونڈی کے قصہ بیان کرنے کی طرف بھی متوجہ تھے اور نبض اس کی حرکت کی طرف بھی دھیان تھا۔

شرح۔ کیونکہ یہ عشق مجازی تھا اور اس کا تعلق دماغ سے اور دماغ تمام اعصاب کا مرکز ہے اس لئے جس کے ساتھ عشق ہوتا ہے اس کے ذکر سے جسم میں ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے مثلاً نبض کی تیزیٔ حرکت، رنگ کی تبدیلی وغیرہ جیسا کہ عربی مقولہ ہے۔ "ان العاشق یتغیر بذکر المعشوق" یہ ایک خاص علامت ہے جو ہمارے تجربہ میں بھی عموماً آئی ہے۔

(۳) حل لغات۔ نام کہ یہ کدامیہ ہے بمعنے کس کے نام سے ہے جہاں مصرعہ اول میں بکسر الجیم اسم فاعل توصیفی بمعنے جھندہ۔ متحرک جہاں مصرعہ ثانی میں بالفتح بمعنے عالم۔ ترجمہ۔ تاکہ معلوم کریں کہ کس کے نام سے نبض متحرک ہوتی ہے جس کے

باقی صفحہ ۱۲۷ پر

marfat.com

۱
گفت چوں بیروں شدی از شہر خویش　　در کدامیں شہر میبودی بیش

۲
نام شہرے گفت وزاں ہم در گذشت　　رنگ روو نبض او دیگر نگشت

۳
خواجگان و شہرہا رایک بیک　　باز گفت از جا و از نان و نمک

۴
شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کرد　　نے رگش جنبید و نے رخ گشت زرد

۵
نبض او برحال خود بد بے گزند　　تا بپرسید از سمرقند چوں قند

(۱) ترجمہ۔ فرمایا جب تو اپنے شہر سے باہر نکلی تو پھر کس شہر میں جا بسی تھی۔ شرح۔ جب طبیب نے دیکھا کر اپنے شہر والوں میں سے کسی کے ساتھ اس کی محبت نہیں ہے تو دوسرے شہر کے متعلق پوچھا۔ کما قال قدس سرہ۔

(۲) ترجمہ۔ شہر کے نام اور اس کے حالات بیان کر بیٹھی (باقی صفحہ ۱۲۸ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۲۶ سے) نام سے یہ نبض حرکت کرگی۔ وہی اسکا عالم مقصود جان ہے۔

شرح۔ نبض پر ہاتھ رکھنے کی علت فرمائی کہ نبض کی حرکت سے پتہ چل جائیگا کہ اس کا معشوق فلاں آدمی ہے۔ ۵؎ ترجمہ۔ پہلے اپنے شہر کی داستان شروع کی کسی دوسرے شہر کا نام لیا۔

شرح۔ کیونکہ حب الوطن من الایمان۔ وطن کی محبت ایمان سے ہے اپنے وطن والوں سے زیادہ حب الوطن پیار ہوتا ہے اسی لئے قصہ کا آغاز اسی سے شروع ہوا۔

۱

آہ سردے برکشید آں ماہرد　　آب از چشمش رواں شد ہمچوں جو

۲

گفت باذ نگاہم آنجا آورید　　خواجہ زرگر دراں شہرم خرید

۳

در سمرقندم داشت شہنشاہ فروخت　　چوں بگفت ایں زآتش برفروخت

(۱) حل لغات۔ رواں بالفتح بمعنے فی الحال۔ جلدی۔ ہر دو چیز جو (باقی صفحہ ۱۲۹ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۲۷ سے) لیکن پھر بھی رنگ اور منہ اور نبض متغیر نہ ہوئے۔

(۳) ترجمہ۔ اپنے مالکوں اور تمام شہروں کا تفصیلی حال سنایا اور سکونت اور وہاں خورد و نوش کا بیان کر دیا۔

(۴) ترجمہ۔ ہر شہر اور ہر گھر کا قصہ سنا دیا لیکن نہ تو اس کی رگ متحرک ہوئی اور نہ ہی اس کا رنگ بدلا۔

(۵) حل لغات۔ بدلود کا مخفف ہے۔ گزند بر وزن کمند بمعنے آسیب رنج و آفت سمرقند دراصل شمر کمند تھا۔ کیونکہ اس کی تعمیر سمر ابن تفیش بن ابرہہ نے کی اور کند اور انہر میں شہر اور گاؤں کو کہتے ہیں۔ یعنے شمر کا شہر قند دراصل کھنڈ تھا، پنجابی لفظ ہے پھر فارسیوں نے کاف سے تبدیل کر کے کند پڑھا۔

ترجمہ۔ اس کی نبض بلاکم و کاست اپنے حال پر تھی۔ یہاں تک کہ سمرقند (جونکہ کھانڈ کی طرح میٹھا ہے) کے متعلق پوچھا۔

شرح۔ طبیب نے تمام شہر سن سنائے لیکن کچھ معلوم نہ ہوا۔ (باقی صفحہ ۱۲۹ پر)

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۲۸ سے) تو آخر قند کا نام لیا اس سے بالآخر مشکل حل ہوئی شیخ کامل سالک کی تمام امراض روحانی کا تذکرہ کرتے ہوئے طبعیت نفسیہ یعنی حب دنیا کے بیان میں آپہنچے جسے حب الدنیا راس کل خطیئۃ "دنیا کی الفت تمام گناہوں کی اصل ہے" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور الدنیا حلو خضر دنیا میٹھی اور خوش منظر ہے اس لئے اسے چوں قند سے تعبیر فرمایا۔ بہرحال طبیب غیبی کی تشخیص کا مرحلہ طے ہو گیا۔

کما قال قدس سرہٗ۔

(بقیہ صفحہ ۱۲۸ سے) بہنے والی ہو۔ اسم فاعل توصیفی از رفتن بمعنے رونده، روح جان، نفس اسی معنی کو لے کر اس کو مقسوم پڑھا جاوے چونکہ کتاب مبارک ہذا میں یہ لفظ کثیرا استعمال ہے اور گذشتہ معانی میں مستعمل ہوتا رہتا ہے اسی لئے یہاں معانی لکھ لئے

ترجمہ۔ اس ماہرو لونڈی نے آہ سرد کھینچی اور اس کی آنکھوں سے آنسو کے نالے جاری ہو گئے۔

شرح۔ چونکہ لونڈی کا محبوب سمرقندی تھا اس لئے شہر کا نام سنتے ہی بے ساختہ آہ سرد کھینچی، کیونکہ محبوب کی ہر شے پیاری لگتی ہے۔ خصوصاً محبوب کا شہر تو دل میں محبوب کی طرح گہرا اثر انداز ہوتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاں اور منسوبات کو محبوب بنا لیا اور کہا "لا اقسم بہذا البلد" الخ بحر فرمایا ہے اسی لئے مجبوراً لونڈی کی پھڑکی حبیب کے شہر کا نام سننے میں آیا۔

(۲) حل لغات۔ بازرگان دراصل بازارگان تھا بازار اور گان اور لیاقت سے مرکب ہے بمعنے بازار کے لائق سوداگر چونکہ بازار کے لائق ہے کہ اس کا ہمیشہ بازار سے واسطہ ہوتا ہے اسی لئے اسے بازرگان کہا گیا ہے پھر کثرت استعمال سے الف کو تخفیفاً گرا دیا گیا

(بقیہ صفحہ ۱۳۰ پر)

marfat.com

۱
نبض جست و روئے سرخ و زرد شد　　　کز سمرقندی زرگر فرد شد

۲
گفت کوئے او کدام است در گذر　　　او سر پل گفت و کوئے غاتفر

۳
گفت آنگہ آں حکیم با صواب　　　آں کنیزک را کہ رستی از عذاب

۴
گفت دانستم کہ رنجت چیست زود　　　در علاجت سحرہا خواہم نمود

۵
شاد باش و ایمن و فارغ کہ من　　　آں کنم با تو کہ باراں با چمن

(۱) حل لغات. سمرقند کا یا نسبت کی ہے فارسی میں اسے (باقی صفحہ ۱۳۱ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۲۹ سے) ترجمہ. لونڈی نے کہا کہ مجھے سوداگر وہاں سے لے آیا اور اس شہر کے آقائے زرگر نے مجھے خرید لیا. ۳ حل لغات. بر بالفتح کئی معنوں میں آرہا ہے بمعنے ثمر و میوۂ درخت، سینہ، آغوشش، دبغل کنار، زن، جوان، پستان زن جوان، فراخی وغیرہ وغیرہ حرف جر زیادہ تحقیق اوسی نامہ میں ہے پہلے فرد خت کا معنی بیچا دوسرے کا معنی مل گیا. ترجمہ. چھ ماہ اسی زرگر آقا نے ہمکنار رکھ کر بیچ ڈالا جب یہاں تک پہنچی تو آتش غم سے جل اٹھی. شرح. طبیب کی حکمت عملی نے نقاب اوڑھے ہوئے اسرار کو بر سر میدان کر دیا چنانچہ اب لونڈی کو کھلے کھلے الفاظ میں بیان کرنے پر مجبور کر دیا یہی سالک کی حالت ہے کہ مرشد کامل کے سامنے اپنی خرابیوں کو واضح طور پر

marfat.com

بلا تشدید پڑھا جاتا ہے لیکن یہاں برائے ضرورت بالتشدید ہے۔ کزیں کاف علت کا ہے

فروشد۔ یعنی جدا ہوا۔

ترجمہ۔ لونڈی کی نبض حرکت میں آئی اور سرخ چہرہ زرد پڑ گیا اس لئے

کہ اس سے سمرقندی زرگر اس سے جدا ہو گیا تھا۔

شرح۔ اب لونڈی کا راز بالکل فاش ہو گیا اب اس سے اس کے معشوق کا پتہ

پوچھتے ہوئے بتایا۔ چوں زر بخور الخ

(۲) حل لغات۔ رنجور مرکب لفظ ہے از رنج اور ور بمعنے والا کثرت

استعمال سے واو کی حرکت گرا کر ما قبل کو مضموم کیا۔

ترجمہ۔ جب بیمار سے حکیم نے راز معلوم کر لیا تو اس کے درد و بلا کی اصلیت

معلوم ہو گئی۔

شرح۔ آنسو بہانے سے اگرچہ پتہ چل گیا۔ لیکن وہاں مجمل تھا۔ اب تفصیل

سے معلوم ہو گیا۔

(۳) حل لغات۔ گذر بالضم و فتح زا بمعنے گذرگاہ۔ سرک، غاتفر تین معنوں

میں آیا ہے (۱) ترکستان کے ایک شہر کا نام (۲) نام محلہ از محلات سمرقند (۳) تو ہلانی

پہلوان کا نام۔ یہاں سمرقند کا ایک محلہ مراد۔ گفت اول کا فاعل حکیم دوم کی لونڈی۔

ترجمہ۔ حکیم نے فرمایا اس کا کوچہ اور راستہ کس طرح ہے لونڈی نے کہا راستے

کا نام سر پل ہے اور محلہ غاتفر۔ (شرح) اس کا سر پل ہے کما قال علیہ السلام الدنیا

قنطرۃ فاعبروھا ولا تعمروھا۔" دنیا ایک پل ہے پس اس سے تم عبور کرو لیکن یہاں

گھر نہ بناؤ لونڈی یعنی عقل جزی نے شیخ کامل سے عرض کی حضور میرے معشوق زرگر نفس کی

رہگذر دنیا فانی ہے۔ اب تم جانو اور تمہارا کام۔ طبیب نے جواب دیا۔ (باقی آئندہ صفحہ پر)

marfat.com

1

من غم تو میخورم تو غم مخور — بر تو مشفق ترم از صد پدر

2

ہان وہاں ایں راز را باکس مگو — گرچہ شاہ از تو کند صد جستجو

3

تا توانی پیش کس مکشائے راز — بر کسے ایں در مکن زنہار باز

(۱) حل لغات . غم تو میخورم یعنی شفقت کروں گا . صد پدر یعنی باپ کی شفقت سے سو حصہ زائد شفقت .

ترجمہ . غم نہ کھا میں تیرا غم خوار ہوں اور تجھ پہ سو باپ سے بڑھ کر زیادہ شفیق ہوں۔ (باقی صفحہ ۱۳۳ پر)

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے) ؎۴ رستی از رستن بالفتح بمعنے نجات پانا .

ترجمہ . لونڈی کی بات سن کر حکیم نے کہا کہ بس اب تو عذاب سے چھوٹ گئی . ؎۵ ترجمہ . حکیم نے کہا کہ جب مجھے تیری بیماری کا معلوم ہو گئی اب تیرے علاج میں بہت جلد جادو جیسی تدبیریں کر ڈالوں گا . ؎۶ حل لغات . ایمن بمعنے بے خوف .

ترجمہ . اب خوش و خرم اور بے خوف و خطر ہو جا اس لئے کہ تیرے ساتھ وہ سلوک کروں گا . جیسے باغ کے ساتھ بارش کرتی ہے . شرح . یعنی اب مطمئن ہو جا تیری مشکل حل ہو جائے گی اور جیسے باغ برسات سے سرسبز و شاداب ہو جاتا ہے یوں تجھے تیرا عاشق ملوں گا اور تو سرسبز و شاداب ہو گی .

(بقیہ صفحہ ۱۳۲ سے) شرح . یہی کیفیت شیخ کامل کی ہے کہ مرید کو تسلی و اطمینان دلاتے ہیں اس لئے کہ قبل از شیطان اسے راسلوک کی تکالیف سے ڈراتا تھا . کما قال تعالیٰ " ان الشیطان یعدکم الفقر بے شک شیطان تمہیں فقر کی دھمکیاں دیتا ہے تو شیخ کامل راہ حق کے متلاشی کو تسلی دیتا ہے .

(۲) حل لغات . ہاں تاکید کے لئے بولا جاتا ہے جیسے عربی لفظ اَلاَ وغیرہ . ترجمہ . خبردار یہ راز کسی کو نہ کہنا اگرچہ بادشاہ بھی تجھ سے پوچھنا چاہے .

(۳) ترجمہ . حتے الوسع کسی کے سامنے اس راز کا انکشاف نہ کرنا ہرگز ہرگز کسی پر دروازہ نہ کھولنا .

شرح . اس کی وجہ حضرت عارف رومی قدس سرہٗ فرماتے ہیں .

(۴) ترجمہ . جب تیرے اسرار تیرے دل میں پوشیدہ ہوں گے تو تیری مراد نہایت جلد تر حاصل ہو جائے گی .

شرح . طبیب غیبی کی تائید فرماتے ہوئے راز چھپانے کا فائدہ بھی بتا دیا جو عین مقصود ہے یعنی راز چھپانے سے مطلب جلد تر معلوم ہو جاتا ہے جیسا کہ فقیر نے بارہا تجربہ کیا ہے . بعض نسخوں میں " گور خانۂ راز تو چوں دل شود " مذکور ہے اس نسخہ کے مطابق ایک عربی مقولہ مشہور ہے " قلوب الاحرار قبور الاسرار " بزرگوں کے دل اسرار کی قبور ہیں . اپنے قول کی تائید میں حدیث پیش کرتے ہیں . کما قال قدس سرہٗ

marfat.com

۱
گفت پیغمبر ہر آنکو سر نہفت — زود گردد با مراد خویش جفت

۲
دانہ چوں اندر زمین پنہاں شود — بعد ازاں سر سبزی بستاں شود

۳
زر و نقرہ گر نبودندے نہاں — پرورش کے یافتندے زیر کاں

۴
وعدہا و لطفہائے آں حکیم — کرد آں رنجور را ایمن ز بیم

(۱) ترجمہ۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو راز چھپایا جائے وہ مراد کے ساتھ جلد تر جا ملتا ہے۔

شرح۔ کما قال علیہ السلام استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان اپنی حاجات کے پورا ہونے پر اخفائے راز سے مدد مانگو قیل من ستر سرہ تقارن مع مرادہٖ جس نے اپنا بھید چھپایا اس کا مطلب حاصل ہو گیا۔

(۲) حل لغات۔ بستاں بوستان کا مخفف ہے۔

ترجمہ۔ جیسے دانہ زمین میں چھپتا ہے پھر اس سے باغ کی سر سبزی کا موجب ہوتا ہے۔

شرح۔ دلیل کے بعد تمثیل دی گئی تاکہ اس کی توثیق ہو جائے۔

(۳) حل لغات۔ زَر بالفتح سونا نُقرہ بالضم چاندی خالص۔

ترجمہ۔ سونا اور چاندی اگر پوشیدہ نہ ہوتے تو کان کے نیچے کب پرورش نہ پاتے۔ (باقی صفحہ ۱۳۵ پر)

marfat.com

۱
وعدہا باشد حقیقی دلپذیر　　وعدہا باشد مجازی تاسہ گیر

۲
وعدہ اہلِ کرم گنج رواں　　وعدہ نا اہل شد رنج رواں

۳
وعدہا باید وفا کردن تمام　　ورنہ نخواہی کرد باشی سرد و خام

۴
وعدہ کردن را وفا باشد بجاں　　تا بہ بینی در قیامت فیض آں

(۱) حل لغات۔ دلپذیر، دلپسند، تاسہ بمعنے اندوہ، بیقراری، تاسہ گیر بمعنے اندوہ آورندہ۔
(باقی صفحہ ۳۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۳۴ سے) شرح۔ دوسری مثال ہے۔ ادنی سے اعلیٰ کی طرف رجوع ہے۔ مقصود ہر دونوں سے ایک ہے کہ سالک اپنے اسرار کو آشنا پوشیدہ رکھے کہ سوائے اپنے پیر و مرشد کے کسی کو نہ بتائے۔ ؎

گوش را بستہ حدیث تو شنیدن ندہم

کا مصداق صحیح ہو۔

(۴) ترجمہ۔ اس حکیم کے وعدوں اور نوازشوں نے اس بیمار لونڈی کو خطرہ سے تسلی دے دی۔

شرح۔ واقعہ کے نتیجہ کو بیان فرماتے ہوئے کہا کہ بالآخر لونڈی پوری طرح مطمئن ہو گئی۔　　فقیر اویسی غفرلہ

(بقیہ صفحہ ۱۳۵ سے) ترجمہ۔ سچے وعدے دل پسند ہوتے ہیں۔ بناوٹی وعدے الٹا اندوہ وغم دینے والے ہوتے ہیں۔

شرح۔ یہاں سے آخر تک مولانا قدس سرہٗ کا اپنا مقولہ ہے اس کے بیان کرنے کی وجہ ظاہر ہے۔ کہ طبیب غیبی نے لونڈی سے وعدہ فرمایا کہ اب تیری مشکل حل ہو جائے گی اور پھر سچے اور بناوٹی وعدے کا فرق اس لئے بیان فرمایا کہ پچھلے حکیموں نے جو وعدے کئے وہ سب بناوٹی اور جھوٹے تھے اور اس حکیم کا وعدہ سچا اور حقیقی ہے اسی لئے اس کے وعدہ سے تمام مشکلیں حل ہو گئیں اور پچھلے حکیموں کے وعدہ سے الٹا بادشاہ کو طرح طرح کی مصیبتیں پیش آئیں۔ کما مر۔

(۲) ترجمہ۔ اہل کرم کا وعدہ خزینہ جاری ہونے والا ہے نالائق کا وعدہ روح کی رنجش کا موجب ہے۔

شرح۔ اہل کرم کے وعدہ جات سے فوائد کا حصول مخفی نہیں اور نااہل کے وعدوں کے نقصانات بھی پوشیدہ نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم موعدی" قیامت میں جب بہشتی بہشت میں داخل ہوں گے اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں گے تو شیطان دوزخیوں سے کہے گا کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے وعدہ فرمایا تو اس کا وعدہ تو حق تھا۔ جواب اہل ایمان کو بہشت عنایت فرمائی لیکن میں نے دنیا کی لذات اور معاصی پر غرور رہنے کا وعدہ کیا تو میں نے دھوکہ وفریب کیا اسی طرح شیخ کامل کے وعدے سالک کو مطمئن کرتے ہیں۔ لیکن دھوکہ باز مکار سے ہمیشہ دکھ پہنچتا ہے۔

(۳) حل لغات۔ تمام۔ مکمل۔ خام۔ کچا بے اصل۔ (باقی صفحہ ۱۳۷ پر)

marfat.com

ترجمہ ۔ بتمام وعدوں کو پورا کرنا چاہیئے اگر وعدہ پورا نہ کروگے تو سرد اور بے اصل ٹھہروگے ۔

شرح ۔ شیخ کامل دوغا باز کے وعدوں میں فرق بتلانے کے بعد اب عام لوگوں کو نصیحت فرماتے ہیں کہ وعدہ پورا کرنا لازم ہے کیونکہ قرآن پاک میں اس کی سخت تاکید ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰایھا الذین آمنوا اوفوا بالعقود " اے ایمان والو وعدوں کا ایفا کرو اور فرمایا ان العھد کان مسئولا " قیامت میں وعدہ پورا کرنے اور نہ کرنے کے متعلق سوال ہوگا ۔ اور سب سے وہ وعدہ جو ہم سب اللہ تعالیٰ سے یوم میثاق کر آئے تھے کہ اوامر و نواہی کے پابند رہیں گے اس کا ایفا لازمی ہے اس میں شریعت ، طریقت ، حقیقت ، معرفت کے متعلق سب امور شامل ہیں ۔

حل لغات ۔ فیض بالفتح نہر کا پانی اتنا زیادہ ہو جانا کہ اطراف سے باہر ہو اور بمعنے خیر کثیر یہاں یعنی یہی معنی مراد ہے ۔

ترجمہ ۔ وعدہ کو بدل و جان پورا کرنا ضروری ہے ۔ پھر قیامت میں اس کا فیض دیکھ لینا ۔

marfat.com

دریافتن آں طبیب الٰہی رنج کنیزک را و بشاہ وا نمودن[1]

آں حکیم مہرباں چوں راز یافت[2] صورت رنج کنیزک باز یافت

بعد ازاں برخاست و عزم شاہ کرد[3] شاہ را زاں شمہ آگاہ کرد

(۱) ترجمہ۔ طبیب غیبی کا لونڈی کی مرض کا معلوم کر کے بادشاہ کو بیان کرنے کے بیان میں ہے۔

شرح۔ خلاصہ اس بیان کا ہے کہ حکیم غیبی اب بادشاہ کو لونڈی کی مرض کا اشارۃً پتہ دیتے ہیں کہ ان کے توسط سے لونڈی کا علاج کیا جائے اسی طرح مرشد کامل سالک کے امراض سے واقف ہو کر اس کے معالجے کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

(سوال) جب وعدہ ہو چکا تھا کہ اے کنیزک نہ تو اپنا راز کسی کو بتانا اور نہ ہی میں کسی کو خبر دوں گا۔ پھر وہ اب وعدہ شکنی کیوں فرماتے ہیں۔ (جواب) اسی بیان میں اس کا جواب خود مولانا قدس سرہٗ نے دے دیا کہ "شاہ رازاں شمہ آگاہ کرد" یعنی اشارۃً اس کے مرض کا پتہ دیا اور وضاحت نہ فرمائی کہ یہ لونڈی اس کے عشق میں مبتلا ہے یا کیا۔

(فائدہ) پیر کامل سالک کی تربیت میں کسی دوسرے کامل کی شرکت بھی کر سکتا ہے مثلاً فرما دیں کہ یہ مرحلہ فلاں بزرگ سے طے کرا لو وغیرہ وغیرہ۔ (باقی صفحہ ۱۳۹)

۱
شاہ گفت اکنوں بگو تدبیر چیست   در چنیں غم موجب تاخیر چیست

۲
گفت تدبیر آں بود کاں مرد را   حاضر آریم از پئے ایں درد را

۳
قاصدے بفرست کا خبارش کند   طالب ایں فضل و ایثارش کند

۴
مرد زرگر را بخواں زاں شہر دور   باز ر و خلعت بدہ او را غرور

۵
تا شود محبوب تو خوشدل بدو   گردد آساں ایں ہمہ مشکل بدو

(۱) ترجمہ۔ بادشاہ نے عرض کی اب فرمائیے اس کی کیا تدبیر ہے۔ اور ایسے غم میں تاخیر کا موجب کیا ہے۔

شرح۔ سالک کو جب اپنے عروج کی مبارک شئے پیش کرتا ہے تو موجبات تاخیر کو نہیں برداشت کر سکتا۔ (باقی صفحہ ۱۴۰ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۳۸ سے) ۲ ترجمہ۔ اس حکیم بان نے جب راز کو سمجھا اور لونڈی کی صورت رنج کا کھوج لگا لیا۔

۳ حل لغات۔ عزم بالفتح بمعنے ارادہ و قصد ضمہ کیساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ شمع بالفتح فارسی میں بمعنے اندک و کم اس کی بالکسر اس معنے کو لے کر پڑھنا خطا ہے (غیاث) (ترجمہ) اس کے بعد اٹھ کر بادشاہ کی جانب جانے کا ارادہ کیا اسے تھوڑے سے حال سے آگاہ کیا

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۳۹ سے) ۲؎ ترجمہ ۔ فرمایا اس کی تدبیر یہ ہے کہ اس درد کے درمان کے لئے اس مرد کو حاضر کریں۔

۳؎ حل لغات ۔ بفرست باز ائد ہے ۔ فرست فا اور را کو بکسر پڑھنا یعنی بھیجا ۔ اخبار مصدر افعال خبر کرنا ۔ ایثار افعال دوسرے کو فائدہ پہنچانا خواہ اپنا نقصان ہو جائے ۔

ترجمہ ۔ ایک قاصد بھیجئے تاکہ اس کی خبر اور اسے تیرے فضل اور ایثار کا طلب گار بنائے ۔

شرح ۔ یعنی یکبارگی بلانے سے اسے طرح طرح کے خیال آئیں گے ۔ فلہٰذا کوئی جاکر تیرے فضل و کمال کے متعلق اسے روشناس کرے اور طمع دلائے کہ بادشاہ کا قرب ایک غیر معمولی ترقی ہے تو بادشاہ کی خدمت میں اگر خاصان خاص سے ہو جائے گا ۔

۴؎ حل لغات ۔ خلعت بالکسر وہ پوشاک جو اپنے سے اتار کر دوسرے کو پہنا دی جائے ۔ اب مطلقاً انعامی پوشاک کو کہتے ہیں اس معنے پر بالفتح پڑھنا خطا ہے ۔ غرور بالضم دھوکہ ۔ فریب دینا ۔ بالفتح دھوکہ فریب والا ۔ یہاں پہلا معنے مراد ہے ۔ ترجمہ ۔ مرد زرگر کو اس دور دراز شہر سے بلاکر زر اور خلعت سے اسے دھوکہ دیا جائے ۔

شرح ۔ سوال ، دھوکہ دینا مذموم امر ہے شیخ کامل سے دھوکہ کا مفہوم کیسا ۔ جواب پہلے بیان کر دیا گیا ہے ۔ کہ زرگر سے مراد نفس امارہ ہے اور اس کے ساتھ جہاد کرنا جہاد اکبر ہے اور جہاد میں ایسے معاملات جائز نہیں کما قال الحرب خدعۃ وغیرہ وغیرہ اسی بنا پر شیخ کامل نے لفظ غرور استعمال کیا ۵؎ (حل لغات) تا علت کلمہ ہے (ترجمہ) تاکہ تیری محبوبہ اس سے خوش و خرم ہو اور یہ مشکل اس کی وجہ سے حل ہو گی ۔

marfat.com

۱
چوں بہ بیند سیم و زر آں بینوا بہر زر گردد ز خان و ماں جدا

۲
زر خرد را والہ و شیدا کند خاصہ مفلس را کہ خوش رسوا کند

۳
زر اگر چہ عقل می آرد و لیک مرد عاقل باید او را نیک نیک

(۱) حل لغات۔ نوا بالفتح مطلق آواز و نام مقامے از دوازدہ مقام موسیقی و بمعنے ساماں و اسباب و توانگری و لشکر و سپاہ و شکر و سپاس و فرزند و نبیرہ و پیش کش و نذرانہ و بمعنے سازگاری و قوت و خوراک و بمعنے گرفتاری و قید و کسی کے عوض دوسرے کو قید میں بٹھانا و نا ز طائفہ از مغلاں و مخفف نواۃ یہاں بمعنے اسباب مراد ہے یعنی بے ساماں۔ مفلس۔ خان ماں مخفف خانہ و ماں بمعنے اسباب یعنے بے خانماں۔ یہاں سے گھر مراد ہے۔

ترجمہ۔ جب وہ مفلس سیم و زر دیکھے گا۔ تو زر کی خاطر گھر بار سے جدا ہو جائے گا۔

(۲) حل لغات۔ خرد بکسر اول و فتح ثانی عقل۔ والہ صیغہ اسم فاعل بمعنے شیفتہ و سرگشتہ در عشق شیدا بالفتح آشفتہ و دیوانہ۔ خوش بمعنے خوب رسوا شرمندہ۔

ترجمہ۔ زر عقل کو سرگرداں و دیوانہ کر دیتی ہے خصوصاً مفلس کو بہت شرمندہ کرتا ہے۔

شرح۔ زرگر کو زر کی لالچ دینے کے متعلق طبیب غیبی علت پیش فرماتے ہیں کہ

(باقی صفحہ ۱۴۲ پر)

marfat.com

۱ فرستادن بادشاہ رسولان بسمرقند در طلب آں زرگر

۲
چونکہ سلطاں از حکیم آنرا شنید　　پند او را از دل و جاں گزید

۳
گفت فرماں ترا فرماں کنم　　ہر چہ گوئی آنچناں کن آں کنم

۴
پس فرستاد آں طرف یکدو رسول　　حاذقان و کافیاں و بس عدول

(۱) ترجمہ۔ اس زر کی طلب کے لئے بادشاہ کو قاصدوں کو سمرقند کی طرف بھیجنے کے بیان میں۔

ع۲ حل لغات۔ آنرا کا مرجع تدبیر ہے۔ شنید بالفتح (باقی صفحہ ۱۴۳ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۴۱ سے) زرگر چونکہ ایک مفلس آدمی ہے پھر اگرچہ وہ کتنا دانا بھی کیوں نہ ہو تاہم فوراً اسمیں پھنس جائیگا خصوصاً مفلس وہ تو جلد اسکا شکار ہو جاتا ہے کما قال علیہ السلام کاد الفقران یکون سواداً۔ کیونکہ اسے حلال و حرام کی تمیز نہیں ہوتی اس لئے صرف اپنے پیٹ بھرنے کی فکر میں ہوتا ہے یہ نہیں دیکھتا کہ اسمیں میرا انجام کیا ہے۔ ع۳ ترجمہ۔ اگرچہ زر عقل لاتی ہے لیکن اس کے لئے زرات عقل آدمی چاہیئے۔

فقیر اویسی غفرلہ

(بقیہ صفحہ ۱۴۲ سے) بمعنے سنا. بعض اس باب کو بالضم پڑھتے ہیں وہ غلط

ہے۔ اور اکا مرجع طبیب ہے۔

ترجمہ۔ جب کہ بادشاہ نے حکیم کی تدبیر سن پائی تو اس کی نصیحت کو

بدل و جان قبول کیا۔

۳ ترجمہ۔ بادشاہ نے کہا تیرے فرمان کے مطابق عمل کروں گا آپ

جس طرح فرمائیں گے کہ یوں کرنا ہے ویسے ہی کروں گا۔

شرح۔ پہلے مصرعہ میں دوسرا فرمان یا بمعنے فرمانبرداری ہے یا اپنے حکم سمجھ

کر یعنی جس طرح میں اپنے حکم کی جدوجہد کرتا ہوں تیرے حکم کی بھی اسی طرح کوشش

کروں گا یہ سالک کے ایک سبق کی طرف اشارہ ہے کہ شیخ کامل کے حکم کو

فرض عین سمجھ کر پابندی کرے خواہ اس میں جتنا نقصان بھی معلوم ہوتا۔ ورنہ تمام

پچھلا کیا کرایا ضائع ہو جائے گا۔ اور آئندہ ملنے والی نعمت سے محرومی۔

۴ حل لغات۔ حاذقان۔ زیرکاں۔ کافیاں کافی ہونے والے، عدول

بالفتح جس کی شہادت قابل قبول ہو۔

ترجمہ۔ پھر اس طرف ایک دو قاصد جو دانا اور نہایت کافی اور معتبر

بھیج دیئے۔

marfat.com

تا سمرقند آمدند آں دو امیر　　پیش آں زرگر ز شاہنشاہ بشیر

حل لغات۔ شاہنشہ دراصل شاہان شاہ تھا اسے اضافت مقلوبی کہتے ہیں کہ مضاف الیہ پہلے اور مضاف بعد میں یعنے شاہوں کے شاہ۔ بشیر خوشخبری سنانے والا۔

ترجمہ۔ یہاں تک کہ وہ دو امیر بادشاہ کی طرف سے زرگر کے پاس مژدہ سنانے کے لئے آئے۔

شرح۔ بعض لوگ شہنشاہ کا اطلاق غیر اللہ پر قبیح سمجھتے ہیں اور مولانا کے اطلاق کرنے پر جواب دیتے ہیں کہ جس حدیث میں غیر اللہ کو شاہنشاہ کہنے کی نفی آئی ہے وہ مولانا کے پاس نہیں پہنچی ہوگی اور اگر پہنچی ہوگی تو چونکہ یہ اطلاق کراہت تنزیہی ہے اور کراہت تنزیہی ضرورت شعری سے رفع ہوگئی پہلا جواب تو بالکل غلط ہے۔ ایسے متبحر شیخ پر نکتہ چینی کرنا کہ شاید یہ حدیث نہ پہنچی ہو۔ معاذ اللہ عارف رومی جنہوں نے عرصہ دراز مسند درس کو زیب بخشا کیا۔ انہوں نے بخاری شریف مسلم شریف و سنن ابوداؤد و جامع ترمذی جیسی معتبر کتب احادیث کو ہاتھ بھی نہ لگایا ہوگا۔ حالانکہ یہ حدیث ان پر چہار کتب میں موجود ہے اور ان کتب کا درس زمانہ قدیم سے بقاعدہ چلا آرہا ہے۔ دوسرا کراہت تنزیہی کا قول بے جا ہے کیونکہ متقدمین فقہائے کے القاب ملک الملوک کتب فقہ میں موجود ہیں جو کہ شاہنشاہ کا معنے ہے امام جلیل علاؤ الدین ابو العلائی ناصحی رحمہ اللہ تعالیٰ کا لقب شاہان شاہ ملک الملوک تھا۔ جسے فقہا کرام اپنی تصانیف میں بلا نکیر کرتے آئے ہیں۔ چنانچہ علاوہ دیگر فقہائے کے علامہ خیر الدین رملی استاد صاحب در مختار رحمہما اللہ (باقی صفحہ ۱۴۵ پر)

marfat.com

تعالےٰ نے فتاوٰی خیریہ میں تحریر فرماتے ہیں سئل ملک الملوک ابوالعلی الخ اگر کسی کا لقب شہنشاہ مکروہ ہوتا تو ایسے جلیل فقیہہ ایسے لقب کو کبھی قبول نہ فرماتے اور نہ ہی ایسے فقہا کسی پر اطلاق کرتے۔ تیری بات کہ نظم سے یہ کراہت اٹھ گئی حالانکہ نثر میں بھی سعدی شیرازی قدس سرہٗ جیسے جلیل القدر شاعر نے اس لفظ کو استعمال فرمایا چنانچہ اپنے مشہور کتاب گلستان میں اپنے بادشاہ کی تعریف میں فرماتے ہیں جمال الانام مفخر الاسلام سعد بن الاتابک الاعظم شاہنشاہ المعظم مالک رقاب الامم ملوک العرب والعجم۔ قال علیہ السلام اخنع الاسماء عند اللہ یوم القیامۃ رجل یسمی ملک الملوک رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی عن ابی ھریرۃ۔ اور حدیث شریف کے جس سے مولانا قدس سرہٗ کو اعتراض کا ہدف بنایا جا رہا ہے وہ بالاتفاق مؤول ہے اس کی علما نے دو تاویلیں کی ہیں (۱) مجازاً نام سے ذات مراد ہے یعنی روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب آدمیوں سے بدتر وہ شخص ہے جس نے اپنا نام شاہنشاہ رکھا۔ (۲) خبر میں حذف مضاف ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک روز قیامت سب ناموں سے بدتر یہ نام ہے۔ تاویل ثانی مصابیح۔ اشعۃ اللمعات سراج المنیر شرح جامع صغیر میں اور تاویل اول مفہم از امام قرطبی اور نووی شرح مسلم از امام نووی۔ منہاج وغیرہ میں ہے اس کی نفیس سیدی مولائی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ کے رسالہ جلیلہ "فقہ شاہنشاہ" میں دیکھو۔

marfat.com

١

کائے لطیف استاد کامل معرفت — فاش اندر شہرہا از توصفت

٢

نک فلاں شاہ شہ از برائے زرگری — اختیارت کرد زیرا مہتری

٣

اینک ایں خلعت بگیر و زرد سیم — چوں بیائی خاص باشی و ندیم

٤

مرد مال و خلعت بسیار دید — غرہ شد از شہر و فرزنداں برید

(١) حل لغات. کائے دراصل کہ اے تھا کہ بیانیہ ہے۔

ترجمہ. اے باریک کام کرنے والے کامل معرفت والے استاد تیری تعریف تمام شہروں میں مشہور و عام ہے۔ شرح. اس لمبی چوڑی خوشامد سے اسے پورا وثوق و اطمینان دلاتا ہے جس سے بیوقوف آدمی دھوکا اٹھاتا ہے شیخ سعدی فرماتے ہیں احمق را ستائش خوش آید چوں لاشہ کہ در کعبش دمی فربہ می نماید یعنی بے وقوف آدمی کو تعریف اچھی معلوم ہوتی ہے جیسے دبلا گدھا کہ اس کو ٹانگوں کے پاس دم سوٹی معلوم ہوتی ہے۔

٢ حل لغات. نک دراصل اینک تھا بمعنے اس وقت. زیرا دراصل زیرا کہ تھا. ترجمہ. اس وقت تجھے بادشاہ نے زیور کے کام کے لئے پسند فرمایا اس لئے کہ تو اس فن میں بلند مرتبہ ہے۔

٣ حل لغات. اینک بالکسر و فتح نون. ندیم ہمنشین امراء و سلاطین

ترجمہ. ابھی یہ پوشاک شاہی اور سونا چاندی لے لو جب (باقی صفحہ ١٤٧ پر)

marfat.com

۱
اندر آمد شادماں در راہ مرد　　بے خبر کاں شاہ قصد جانش کرد

۲
اسپ تازی بر نشست و شاد تاخت　　خونبہائے خویش را خلعت شناخت

۳
اے شدہ اندر سفر با صد رضا　　خود بپائے خویش تا سوء القضاء

۴
در خیالش ملک و عز و سروری　　عزرائیل گفت رَو آرے بری

(۱) حل لغات. شادماں اصل شاد بمعنے خوش ہے لفظ ماں زائد ہے جیسے الف و نون شاداں میں زائد ہے کاں دراصل کہ آں تھا۔ جانش نون کو ساکن پڑھا جائے۔

ترجمہ۔ خوش ہو کر زرگر روانہ ہو پڑا۔ اس سے بے خبر کہ بادشاہ (باقی صفحہ ۱۴۸ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۴۶ سے) شاہی دربار میں پہنچ گئے تو پھر بادشاہ کے خواص سے ہو جاؤ گے۔

۴ حل لغات. غرہ عربی لفظ ہے۔ غین کی کسرہ و فتح و راء مشدّد بمعنے فریفتہ ہونا

ترجمہ. مرد خلعت اور مال دیکھ کر فریفتہ ہو گیا۔ اور اپنے شہر اور اولاد سے کٹ گیا

شرح. یہی حالت سالک ہے کہ روح نے جب شیخ کامل سے تعلق جوڑ لیا تو نفس کی سکونی آسان نہیں اسی لئے جسطرح زرگر کو طمع و لالچ دے کر پھنسایا گیا اسی طرح نفس کو بھی خیالی دنیا جو روح کے قاصد ہیں طمع و لالچ میں پھنساتے ہیں کہ تو ولایت حاصل کرلے گا تو تمام لوگ تیرا منہ تکتے ہوں گے۔ اپنا مرشد سمجھیں گے وغیرہ وغیرہ جو ہر دراصل نفس کی خواہشات ہیں جسکو آگے چلکر ان تمام کو مٹا دیا جاتا ہے۔

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۴۷ سے) اسنے اس کی جان لینے کا ارادہ کیا ہے۔

شرح۔ بادشاہ کو بھی اگرچہ ابھی علم نہیں کہ زرگر کے ساتھ کیا ہوگا۔ لیکن چونکہ اس کا موجب وہی ہے اسی لئے اس کی نسبت اسی کی طرف ہو رہی ہے یہی حالت سالک کی ہے کہ نفس کی سرکوبی کراکر مقام فنا کو حاصل کرتا ہوا باقی باللہ کے مرتبہ سے مشرف ہوگا۔

(۲) حل لغات۔ اسپ تازی سے قبل لفظ بر مقدر ہے۔ خونبہا خون کا عوض یعنی وہ مال جو خون کے عوض مقتول کے ورثا کو دیا جاتا ہے۔

ترجمہ۔ عربی گھوڑے پر سوار ہوکر خوش چلا اپنے۔ اپنے خون کا عوض کو انعامی پوشاک جانا۔

شرح۔ اس میں اشارہ ہے کہ دنیا کے نشہ میں پڑنا انجام برباد ہوتا ہے۔

(۳) حل لغات۔ سوء القضاء بری قضا یعنی برا خاتمہ۔

ترجمہ۔ اے فلاں وہ زرگر بڑی خوشی سے چلا سفر کو اپنے ہاتھوں آپ بری موت کی طرف چلا۔ شرح (سوال) سفر کی موت شہادت ہے۔ (جواب) واقعی سفر کی موت شہادت ہے لیکن اس کا دار و مدار نیت پر ہے اگر کوئی شخص ڈاکہ زنی یا زنا یا چوری وغیرہ کے ارادہ پر سفر کرکے اور مر جائے۔ اسے شہادت کا مرتبہ نہیں ملے گا۔ اور یہ زرگر صرف حصول دنیا و طمع شہوانی کی خاطر چلا اور صوفیائے کرام کے نزدیک غرض دنیا بہت بڑا گناہ ہے اس معنے میں مولانا قدس سرہ کا اس کے لئے بری موت کا استعمال صحیح ہے اور اس حدیث کا ترجمہ ہے۔ قال علیہ السلام اذا قضی اللہ لعبد ان یموت بارض جعل لہ الیھا حاجۃ (رواہ احمد والترمذی۔ یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے متعلق فیصلہ کرتا ہے کہ فلاں زمین پر جاکر مرے تو اس کے لئے وہاں جانے کی لئے۔ (باقی صفحہ ۱۴۹ پر)

marfat.com

۱
چوں رسید از راہ آں مرد غریب — اندر آوردش بہ پیش شہ طبیب

۲
پیش شاہنشاہ بردش خوش بناز — تا بسوزد بر سر شمع طراز

۳
شاہ دید او را بسں تعظیم کرد — مخزن زر را بدو تسلیم کرد

۴
پس بفرمودش کہ برساز د ز زر — از سوار و طوق و خلخال و کمر

(۱) ترجمہ۔ جب وہ مسافر زرگر راہ طے کر کے پہنچا تو طبیب نے اسے بادشاہ کی دربار میں پہنچایا۔

شرح (سوال) قاصد تو بادشاہ کے تھے۔ انہوں نے کیوں براہ راست بادشاہ کے دربار میں نہ پہنچایا (جواب) چونکہ دراصل بلانے والا طبیب تھا۔ اسی لئے پہلے اس کی خدمت میں لے گئے اسی طرح سالک کی نفسیات کو روح کے قاصد مرد کامل کے حضور میں پیش کر کے پھر مرشد کامل روح کی رضا کے مطابق نفس کی سرکوبی کرتا ہے باقی صفحہ ۱۵۰ پر

(بقیہ صفحہ ۱۴۸ سے) کوئی ضرورت پیدا فرما دیتا ہے۔

۴ ترجمہ۔ زرگر کے خیال میں تھا کہ ملک اور عزت اور سرداری ملے گی عزرائیل نے فرمایا چلو چلو، ہاں ہاں حاصل کر لے گا۔

شرح۔ واقعی جاتے وقت اس کی خیالی دنیا کا کچھ اور ہی رنگ ہو گا۔ لیکن عزرائیل اس کی جان لینے کے لئے تیار تھے اور فرماتے ہوں گے کہ چلو تو سہی کہ آگے تمہارا کیا حشر ہو گا۔

marfat.com

۱
ہم زانواعِ اوانی بے عدد　　کانچناں در بزم شاہنشہ سزد

۲
زر گرفت آں مرد شد مشغول کار　　بیخبر از حالت ایں کار زار

۳
پس حکیمش گفت اے سلطان مہ　　آں کنیزک را بایں خواجہ بدہ

(۱) حل لغات۔ اوانی جمع ہے آنیہ اور آنیہ انا بمعنے برتن کی جمع ہے (باقی صفحہ ۱۵۱ پر)

(بقیہ ۱۴۹ سے) (۲) حل لغات۔ طراز بالکسر نقش و نگار ہر چیز اور ملک چین عدد ترکستان میں ایک شہر کا نام ہے جہاں کی عورت و مرد حسین ہوتے ہیں یہی پچھلا معنے مراد ہے۔ اور مقصود ہی کنیزک ہے۔

ترجمہ۔ طبیب اس زرگر کو بادشاہ کی خدمت میں بصد عز و ناز لے گئے تاکہ وہ زرگر اس لونڈی پر جلے۔

شرح۔ یعنی اس کے مرنے سے لونڈی یعنی عقل جزی کی شفا مقصود تھی جو دراصل بادشاہ یعنی روح کی ترقیوں کا موجب ہے اور مشاہدہ حق سے بہرہ ور ہونا ہے

(۳) ترجمہ۔ بادشاہ نے دیکھ کر بہت تعظیم کی اور سونے کے خزانے اس کے سپرد کر دیئے۔

(۴) حل لغات۔ سوار بالکسر کنگن۔ طوق بالفتح گلے کا زیور۔ خلخال بالفتح نے اور چاندی کا حلقہ جو پانی میں ہوتا ہے جسے اردو میں جھانجھ کہتے ہیں۔ کمر بفتحتین بمعنے

ترجمہ۔ پھر اسے حکم ہوا کہ اس سونے سے کنگن۔ طوق۔ جھانجھ۔ کمر بند تیار کرے۔

(بقیہ صفحہ ۱۵۰ سے) ترجمہ۔ قسم قسم کے بے شمار برتن تیار کرے جیسا کہ بادشاہ کی محفل کے لائق ہوں۔

شرح۔ (سوال) سونے چاندی کے برتن شرعاً استعمال کرنا ناجائز ہیں تو پھر بادشاہ نے کیوں تیار کرائے۔ (جواب) ابتداء قصہ میں ہم ذکر کر آئے کہ بادشاہ ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس سے پہلے کا ہے اور سابقہ امتوں کے لئے بعض وہ چیزیں جو ہمارے حرام ہیں ان کے لئے جائز تھیں جیسے شراب کا پینا پہلی امتوں کے لئے حلال تھا لیکن ہمارے لئے حرام۔ یا برتنوں وغیرہ کا صرف گھر کی زیب و زینت کے لئے بنوانا اور انہیں کھانے پینے کی استعمال میں نہ لانا جائز ہے۔ کما قال صاحب الدر المختار لہ ان یزین بیتہ بدیباج وتیجمل باوانی ذھب وفضۃ بلاتفلخر

(۳۳) حل لغات۔ کارزار بمعنے جنگ یا یہ کہ یہ کام اس کے لئے سخت ہلاکت میں ڈالنے والا تھا۔ ترجمہ۔ زرلے کر زرگر کام میں مشغول ہو گیا لیکن وہ اس اندرونی جنگ کی حالت سے بے خبر تھا۔

شرح۔ اسی طرح سالک کا نفس اوراد و وظائف پڑھنے کے ہدایات لے کر عمل میں شروع ہوتا ہے۔ نفس خوش ہوتا ہے کہ بس ابھی مرشد عالم بنتا ہوں لیکن اسے پتہ نہیں ہوتا کہ اولاً میں نے مٹنا ہے فنا کے بعد بقا ہو گی۔

(۳۴) حل لغات۔ مہ بکسر المیم بمعنے سردار۔ ش کا مرجع بادشاہ ہے۔

ترجمہ۔ پھر اس بادشاہ کو حکیم نے فرمایا کہ عالی مرتبت بادشاہ یہ لونڈی اس صاحب کو دے دے۔

شرح۔ یعنی اس لونڈی کا اس کے ساتھ نکاح کر دے یہ شرعاً جائز ہے کہ ایک کی لونڈی کا دوسرے سے نکاح کر لے اور مالک کی خدمت کرتی رہے (باقی صفحہ ۱۵۲ پر)

marfat.com

۱
تا کنیزک در وصالش خوش شود ۔ آب وصلش دفع آں آتش شود

۲
شہ بداد بخشید آں مہ روئے را ۔ جفت کرد ہر دو صحبت جوئے را

۳
مدت شش ماہ می راندند کام ۔ تا بصحت آمد آں دختر تمام

(۱) ترجمہ۔ تاکہ لونڈی اس زرگر کے وصال سے خوش ہو اس کے وصال کے پانی سے یہ آتش عشق فرد ہو گی۔

شرح لونڈی کا زرگر سے نکاح کر دینے کی بادشاہ کو علت بتائی کہ اگر اس کی صحت یابی کا پورا خیال ہو تو اس کا علاج یہی ہے کیونکہ یہ لونڈی اس کے عشق میں مبتلا ہے اور عشق مجازی کا علاج یہی ہے کہ عاشق کو معشوق ملا دیا جائے چنانچہ بادشاہ نے بلا تأمل نکاح کر دیا۔ کما قال۔

(۲) ترجمہ۔ بادشاہ نے وہ لونڈی اس زرگر کو بخش دی۔ اور ان ہر دونوں صحبت کے طلب گاروں کا نکاح کر دیا۔

شرح۔ (سوال) لونڈی تو زرگر کی متلاشی تھی جیسا کہ اس کے قصہ (باقی صفحہ ۱۵۳ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۵۱ سے) لیکن مالک جماع نہ کرے۔ اور بادشاہ کو اس کی شفا مقصود تھی اور اس کی شفا کا دار و مدار حکیم کی تجویز و تدبیر پر تھا۔ اور عشق مجازی سے شفایابی کا سب سے بڑا علاج معشوق کا وصال ہے چنانچہ طب اکبر میں ہے اور اسی طرح سالک جب شیخ کامل کے سامنے ہوتا ہے تو عقل کو نفس کے خیالات کے مطابق کر لیتا ہے لیکن چونکہ نفس اب شیخ کامل کے سامنے ہوتا ہے اس لئے خلاف ہرگز نہیں کر سکے گا۔

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۵۲ سے) ہا سے ظاہر ہے اور زرگر پر یہ اطلاق کیسا ہے (جواب) واقعہ
بیان کرنے سے پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ عشق اول در دل معشوق پیدا می شود. تو جس
طرح لونڈی صحبت کی طلب گار تھی اسی طرح زرگر بھی تھا. (ف) اس سے اشارہ کر دیا کہ سالک
اپنے پیر و مرشد کا ایسا فرمانبردار ہو جائے کہ اپنی ہر شے اس پہ قربان کر دے طبیعت چاہے
خواہ نہ چاہے دیکھو بادشاہ کو لونڈی سے کتنی محبت تھی اور دنیا کا قاعدہ ہے کہ ہر چیز دی
جا سکتی ہے لیکن اپنا معشوق کسی کو دینا کیا دکھانا بھی گوارا نہیں ہوتا لیکن بادشاہ صرف دکھانے
پر اپنی رضا نہیں دے رہا. بلکہ زرگر کے ساتھ نکاح کر دینے پر بجائے چین بجبیں ہونے کے
خوش ہو رہا ہے سالک کو چاہیے کہ اپنے پیر و مرشد کے سامنے اپنی ہر شے پیش کرنے کو اپنی
سعادت سمجھے.

ر۲ حل لغات. کام. مراد. مقصد وغیرہ. دختر. بالضم معنے معروف یہاں
کنیزک مراد ہے تمام کا تعلق صحت ہے.

ترجمہ. چھ ماہ تک ہر دو لوں مزے اڑاتے رہے یہاں تک کہ لونڈی رو بصحت
ہو گئی.

شرح. کیونکہ مجازی عشق تھا اور اس کا انجام بھی یہی ہے کہ بعد از وصال مٹ
جاتا ہے بخلاف عشق حقیقی کے کہ وہ سے کسیکہ روئے تو بیند نگاہ بکس نہ کند نہ عشق
سیر نہ گردد و ز عیش بس نہ کند. (ف) سالک کے عقل نے جبکہ اسے نفس سے پیار تھا
اس کے اخلاق ذمیمہ و خصائل رذیلہ کو غور سے دیکھا تو کامل کی نگاہ نے سمجھا دیا کہ اس
کی الفت و محبت بے سود ہے فلہذا عقل کو نفس سے تنفر آ گیا. اور اس سے ہٹ کر روح
کی ہو گئی اور نفس جو کہ عدو اللہ بلکہ اعدی عدوک کا فرمان اس کے لئے ہے کو پسپا کرنے
میں سہولت ہو گئی. کما قال العارف الرومی قدس سرہ.

marfat.com

۱

بعد ازاں از بہر او شربت بساخت　　تا بخورد و پیش دختر میگداخت

۲

چون ز رنجوری جمال او بماند　　جان دختر در وبال او نماند

۳

چونکہ زشت و ناخوش و رخ زرد شد　　اندک اندک در دل او سرد شد

۴

عشقہائے کز پئے رنگے بود　　عشق نبود عاقبت ننگے بود

(۱) ترجمہ۔ بعد ازاں اس زرگر کے لئے ایک شربت تیار کیا کہ جسے پی کر کنیزک کے سامنے گھلتا جاتا تھا۔

شرح۔ یعنے شدید ریاضت و سخت مجاہدے جو ہر چہار سلاسل قادریہ چشتیہ نقشبندیہ، سہروردیہ میں مشہور ہیں جس سے طالب کی ہستی مٹائی جاتی ہے۔

(۲) ترجمہ۔ جب بیماری کی وجہ سے زرگر کا حسن نہ رہا تو۔

(۳) ترجمہ۔ جب کہ وہ زرگر بدشکل اور ناپسندیدہ اور زرد ہو گیا تو آہستہ آہستہ لونڈی کے دل سے اس کی محبت ہٹ گئی۔

شرح۔ عشق مجازی کا چونکہ انجام برا ہے اس کے آخر میں سوائے رسوائی کے اور کچھ نہیں حاصل ہوتا۔ کما قال العارف الرومی قدس سرہٗ۔

(۴) ترجمہ وہ عشق جو صرف رنگ کی وجہ سے ہو وہ عشق نہیں ہوتا بلکہ اس کا نام ننگ سے عاقبت ہے۔

شرح۔ لونڈی کا عشق چونکہ رنگ کی وجہ سے تھا جب رنگ (باقی صفحہ ۱۵۵ پر)

marfat.com

۱

خون دوید از چشم ہمچوں جوئے او — دشمن جان وے آمد روئے او

۲

دشمن طاؤس آمد پر داز — اے بسا شہ را بکشتہ فر و ناز

ترجمہ:-
(۱) حل لغات۔ اس زر گر کی آنکھ سے نہر کی طرح خون نکل چلا اس کی جان کا دشمن خود اس کا اپنا رخسار ہوا۔

شرح۔ مصرعہ اول قصہ سابقہ کے بیان کے لئے ہے اور مصرعہ ثانیہ مولانا کا مقولہ ہے کہ وہ زرگر اپنی صورت کی وجہ سے مارا گیا نہ وہ حسین ہوتا نہ اتنی مصیبتیں جھیلتا اس مقولہ پر ایک مثال بیان فرماتے ہیں۔ (باقی صفحہ نمبر ۱۵۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۵۴ سے) روپ جاتا رہا تو لونڈی کا عشق بھی زائل ہو گیا۔ اب مولانا قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ جو عشق صرف رنگ و روپ کی وجہ سے ہوتا ہے اس کا نام عشق رکھنا بھی غلطی ہے۔ بلکہ وہ تو نرا ننگ و رسوائی ہے۔ (سوال) جب مولانا قدس سرہٗ عشق مجازی کو موصل الی الحقیقت کا درجہ دے آئے ہیں اب اس کی مذمت کیوں کرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے (جواب) ہم وہاں وضاحت سے کہہ آئے ہیں کہ عشق مجازی موصل الی الحقیقت نہیں ہوتا تاوقتیکہ مرشد کامل کی رہبری حاصل نہ ہو اس لئے وہاں عشق بازی کی اجازت صرف عارفین کے لئے فرمائی چنانچہ فرمایا ؎

عاقبت مارا بداں شہ رہبر است۔ اب وہ جو صرف ظاہر زنا صورت میں پھنس کر کسی عارف سے علاج نہیں کراتے ان کا انجام یہی ہے جیسے مولانا قدس سرہٗ نے فرمایا۔

چونکہ زرگر از مرض بد حال شد　　در گدازش شخص او چوں نال شد

گفت من آہوم کز ناف من　　ریخت آں صیاد خون صاف من

اے من آں روباہ صحرا کز کمین　　سر بریدندم برائے پوستین

اے من آں پیلے کہ زخم پیلباں　　ریخت خونم از برائے استخواں

آنکہ کشتستم پئے مادون من　　می نداند کہ نخسپد خون من

(۱) حل لغات ۔ گدازش از گداختن پگھلنا شخص بمعنے جسم قال السعدی
ع ایکہ شخص منت حقیر می نماید از شخوص بمعنے کسی چیز کا ظاہر ہونا (باقی صفحہ ۱۵۷ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۵۶ سے) ؎۲ ترجمہ ۔ مور کا دشمن خود اس کا اپنا پر ہوتا ہے
اسی طرح بہت سے بادشاہوں کو ان کے اپنے شان و شوکت نے قتل کروا دیا ۔
شرح ۔ تمثیل سے مطلب زیادہ ذہن نشین ہوتا ہے اسی لئے مولانا اکثر ہر
بات کے بعد مثال دیتے ہیں فرمایا زرگر کے حسن و جمال نے اسے مارا جیسے مور کو
اپنے پر نے ۔
اور بادشاہ کو اپنی شان و شوکت نے ۔

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۵۶ سے) نال. قلم تراشتے وقت جو ریشہ برآمد ہوتا ہے اسے نال کہتے ہیں۔ کماد کو بھی نال کہتے ہیں۔ اور وہ نے جو میانہ خالی ہو اسے بھی نال کہتے ہیں یہاں پہلا معنے مراد ہے۔

ترجمہ۔ جب زرگر مرض سے بدحال ہو گیا۔ گھلنے سے اس کا جسم قلم کے ریشہ کی مانند ہو گیا۔

شرح۔ طبیب غیبی کی مناسب تجویز سے اس کا حال زبون ہو گیا اسی طرح سالک بھی نفسانیت کو مغلوب کرنے میں رفتہ رفتہ مجاہدات و ریاضات سے اس کی انانیت کو مٹاتا جاتا ہے۔

(۲) ترجمہ۔ زرگر نے کہا میں وہ ہرن ہوں جس سے میرا شکاری نے خالص خون نکالا۔

(۳) میں وہ جنگل کی لومڑی ہوں جسے پوستین کی خاطر چھپ کی جگہ سے میرا سر کاٹ ڈالا۔

(۴) ترجمہ۔ میں وہ ہاتھی ہوں جو ہڈیوں کی خاطر پیلبان کے زخم نے مجھے مار ڈالا۔

(۵) ترجمہ۔ جس نے مجھے میرے کم رتبے کی خاطر مار ڈالا۔ یہ نہیں جانتا کہ میرا خون ہرگز نہیں سوئے گا۔ اسے عجز و انکسار سے کام لینا چاہیئے تھا۔ لیکن نہیں متکبر کا یہی کام ہے کہ مرتے دم تک بھی تکبر سے باز نہیں جیسے حدیث شریف میں ہے ابو جہل جب مر رہا تھا۔ تو کہتا تھا کہ میرا سر اونچا رکھنا کہ سردار کا سر معلوم ہو اسی لیئے نفس کو فرعون سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ؎ نفس ما را کمتر اض فرعون نیست. لیک او را عون ما را عون نیست۔ چنانچہ اب سرکش زرگر آخری چند وار کر کے مر مٹتا ہے۔

marfat.com

۱

بر منست امروز و فردا بروے آں | خون چوں من کس چنیں ضائع کے است

۲

گرچہ دیوار افگند سایہ دراز | باز گردد سوئے او آں سایہ باز

۳

ایں جہاں کوہ است و فعل ما ندا | سوئے ما آید ندا ہا را صدا

۴

ایں بگفت و رفت در دم زیر خاک | آں کنیزک شد ز درد و رنج پاک

۵

زانکہ عشق مردگاں پایندہ نیست | زانکہ مردہ سوئے ما آیندہ نیست

(۱) ترجمہ ۔ آج مجھ پر ہو رہی ہے کل قیامت میں اس کے ساتھ ہو گی کیونکہ مجھ جیسے انسان کا خون ضائع نہیں جاتا ۔ (شرح) ظاہر ہے کہ نفس اپنے سے کسی دوسرے کو بلند قدر نہیں سمجھتا جیسے قیامت کے بارے میں کہہ رہا ہے حالانکہ اس کا مارنا عین اسلام اور خلاصہ دین ہے ۔

(۲) ترجمہ ۔ اگرچہ دیوار پہلے قائم دور دراز تک سایہ پھیلاتی ہے لیکن وہ ہی سایہ شام کو اس کی طرف پھر لوٹ آتا ہے ۔ (شرح) زرگر کی موت کی خرابی واپس بادشاہ پر لوٹنے پر ایک مثال قائم کر دی کہ سایہ اگرچہ پہلے ٹائم بہت دور جا پڑتا ہے لیکن دوپہر کے وقت اس دیوار پر چڑھتا ہے یہی حالت بادشاہ کی ہو گی کہ میرے قتل کا تمام بوجھ بادشاہ سلامت قیامت میں اٹھائیں گے ۔

(۳) ترجمہ ۔ یہ جہاں پہاڑ کی طرح ہے اور ہمارے اعمال (باقی صفحہ ۱۵۹ پر)

marfat.com

۱
عشق زندہ در رَوان و در بصر ہر دمے باشد ز غنچہ تازہ تر

۲
عشق آں زندہ گزیں کو باقیست وز شراب جانفزایت ساقیست

۳
عشق آں بگزیں کہ جملہ انبیاء یافتند از عشق او کار و کیا

۴
تو مگو مارا بداں شہ بار نیست بر کریماں کارہا دشوار نیست

(۱) ترجمہ۔ زندہ معشوق کا عشق ہر دم جان و بصر میں ہے بلکہ ہر دم غنچہ سے بڑھ کر تازہ رہتا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۶۰ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۵۹ سے) ہماری آواز کی طرح ہے کہ جب پہاڑ میں آواز نکالی ہے تو وہ صدا گونج کر ہمارے پاس لوٹ آتی ہے۔ (شرح) یہ دو شعر ایک وجہ سے زرگر کی کہانی کی تمثیل ہے ایک وجہ سے عوام کو نصیحت ہے کہ اور ترجمہ ہے اس آیت کا "اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ" آج ہر جی اپنے کمائی کی جزا پائے گا۔

۴ ترجمہ۔ یہ کہہ کر اسی وقت مرگیا۔ اور مٹی کے نیچے چلا گیا۔ وہ کنیزک درد و رنج سے آزاد ہو گئی۔ (شرح) کنیزک کی شفایابی لازمی تھی کہ زرگر اس کا باعث رنج تھا۔ چنانچہ اس کی علت خود مولانا بیان فرماتے ہیں۔ ۵ ترجمہ۔ اسلئے کہ مردگان کی محبت دائمی نہیں اسلئے مردہ کا ہمارے پاس لوٹنا بالکل محال ہے (شرح) مصرعہ ثانی مصرعہ اول کی علت ہے اشارہ ہے کہ یہ عالم محض عدم ہے اور اسکے ساتھ محبت کرنا کم عقلی ہے فلہذا اس سے روگردانی کر کے خلیل علیہ السلام کی سنت ادا کرنا چاہیے۔

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۵۹ سے) شرح۔ قاعدہ ہے کہ عشق کا رتبہ معشوق کے مرتبہ کے مطابق ہے اسی لئے جب حی القیوم سے عشق ہوگا۔ تو بقا باللہ کا مرتبہ ملنا لازمی بات ہے۔

۲ ترجمہ۔ عشق زندہ معشوق کا قبول کرلے اس لئے کہ وہ باقی ہے اور جانفزا شربت سے تیرا ساقی ہے۔ شرح۔ جیسا معشوق ہوگا۔ نصیبہ دیدار بھی ویسا اب حی وقیوم سے محبوب سے الفت لازمی ہوئی کہ وہ دائم وقائم ہے جس سے بقا ہی بقا نصیب ہوگی۔

۳ حل لغات۔ کاروکیا۔ مرکب لفظ ہے بمعنے عزو شرف۔ کیا بالکسر بمعنے پہلوان۔ خداوند۔ امداد۔ ترجمہ۔ اس ذات کا عشق پسند کرو جس سے تمام انبیاء علیہم السلام عزت یاب ہوئے۔ (شرح) یہ شعر عشق حقیقی کی توثیق پر ایک دلیل قائم فرمائی کہ قاعدہ ہے کہ جس جنس کے خریدار بلند رتبہ لوگ ہوں اس جنس کی قدروقیمت کا کیا کہنا اور اس عشق حقیقی کے خریدار سادات انبیاء کرام ہیں اب اندازہ کرلو کہ اس کا کیا شان ہے۔

۴ ترجمہ۔ یہ نہ کہو کہ ہمیں اس بے مثل ذات سے رسائی نہیں کیونکہ کریموں کے ہاں ایسے کام مشکل نہیں ہوتے۔ (شرح) سالک کی تسلی کے لئے آخری بات کہہ دی کہ عشق حقیقی کی حامی ہم کس طرح بھر سکتے ہیں۔ جب کہ اس کی شان "لیس کمثلہ" ہے مولانا نے فرمایا ہمت نہ ہارو وہ تو ایسا کریم ہے کہ بندے کے وصال سے خود بندہ سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔ کما قال علیہ السلام مَنْ تقربَ اِلَیَّ شبرًا تقربْتُ اِلَیْہِ ذراعًا وَمن تقربَ اِلیّ ذِراعًا تقربْتُ الیہ باعًا وَمَن اتانی مَاشِیًا اتیتُ اِلَیْہِ ھَرْوَلۃ" یہ حدیث قدسی ہے جو شخص ایک بالشت۔ (باقی صفحہ)

marfat.com

۱ دربیان آنکہ کشتن مرد زرگر باشارۂ الٰہی بود نہ بخیال باطل

۲ کشتن آں مرد بر دست حکیم ... نے پئے امید بود و نے ز بیم

(۱) ترجمہ۔ اس بیان میں کہ مرد زرگر کا قتل اللہ تعالیٰ کے اشارا سے تھا۔ کہ باطل نہیں ہے۔

شرح۔ یہ بیان ایک مقدر سوال کا جواب نہیں ہے سوال کی (باقی صفحہ ۱۶۲ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۶۰ سے) پھر میری طرف بڑھتا ہے میں اس کی طرف ایک گز بڑھ جاتا ہوں اور جو ایک گز بڑھتا ہے میں دو گز تک سبقت کرتا ہوں اور میرے پاس آہستہ آہستہ چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ اب اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ سالک کی اپنی کمی ہے ورنہ بقول علامہ اقبال ؎

ہم تو مائل بکرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں ... راہ دکھلائیں کسے کوئی رہ رو منزل ہی نہیں

marfat.com

(بقیہ ۱۶۱ سے) تقریر یہ ہے کہ کسی کو ناحق قتل کرنا گناہ ہے اور بادشاہ اور طبیب غیبی نے ایسا ناجائز عمل کیوں کیا۔ جواب میں فرمایا کہ اس زرگر کو قتل کرنے کا حکم طبیب کو اللہ تعالیٰ نے دیا۔ جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو ایک معصوم بچے کو قتل کرنے کا حکم ہوا اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ قرآن سے ثابت ہے جس طرح ان پر اس قتل سے کوئی الزام نہیں۔ اسی طرح اس بادشاہ اور طبیب پر بھی کوئی الزام نہیں آتا علاوہ ازیں ابتدائے حکایت میں فقیر نے لکھ دیا ہے کہ زرگر سے مراد نفس امارہ ہے اور بادشاہ سے مراد روح انسانی ہے۔ اور طبیب سے مرشد کامل۔ اس بنا پر تو زرگر (نفس امارہ) کا مارنا ضروری اور لازم تھا۔ کیونکہ نفس امارہ عدو اللہ ہے اور عدو اللہ کو قتل کرنا قرآن سے ثابت ہے۔ لہٰذا اس تقریر سے کوئی خدشہ نہ رہا۔

۲ حل لغات۔ امید بضم اول وکسر میم ویائے مجہول اور کبھی میم کو مشدد اور یا کو معروف کر کے پڑھتے ہیں۔

ترجمہ۔ طبیب کے ہاتھ سے اس مرد زرگر کا مارا جانا تو کسی امید کی وجہ سے تھا۔ اور نہ ہی کسی خوف سے۔

شرح۔ یعنی طبیب کو یہ لالچ نہ تھی کہ لونڈی شفایاب ہوگی تو مجھے انعام ملے گا۔ اور نہ خوف تھا کہ اسے آرام نہ ہوا تو مجھ پر بادشاہ ناراض ہوگا۔ بلکہ امر الٰہی کی تعمیل تھی جو کر کے دکھلائی۔

marfat.com

۱

او نہ کشتش از برائے طبع شاہ تا نیامد امر و الہام از الٰہ

۲

آں پسر را کش خضر ببرید حلق سر آں را در نیابد عام خلق

۳

آنکہ از حق یابد او وحی و خطاب ہر چہ فرماید بود عین صواب

(۱) حل لغات. الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کار خیر یا شر کی خبر کا دل میں القا ہونا.

ترجمہ. حکیم نے زرگر کو بادشاہ کی طبع کی خاطر نہیں قتل کیا تھا. جب تک اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر و الہام نہ آیا تھا. (شرح) قاعدہ ہے کہ "الہام الولی کوحی النبی" ولی کا الہام ولی کا نبی علیہ السلام کی وحی کی طرح ہوتا ہے اسی بنا پر طبیب چونکہ ولی اللہ تھا اسی لئے اس کے اس فعل پر اس کو ملامت نہ دی جائے کیونکہ جو کچھ ہوا یا ارشاد الٰہی ہوا.

(۲) حل لغات. خضر بالکسر ایک پیغمبر علیہ السلام کا نام ہے باقی لغوی و معنوی تحقیق فقیر کی دلائل الخیرات کی شرح میں ہے.

ترجمہ. اس لڑکے کو کہ خضر علیہ السلام نے قتل کر دیا اس کے بھید سے عوام بیخبر ہیں.

شرح. طبیب چونکہ ایک ولی کامل تھا اسی لئے اس کے فعل کی برأت پر دلیل قائم کر کے پیش فرمادی کہ خضر علیہ السلام کا واقعہ قرآن میں ہے کہ اس نے بلا وجہ ایک لڑکے کو مار ڈالا لیکن کسی نے ان کے اس عمل پر اعتراض نہیں کیا اور نہ کر سکتے ہیں

marfat.com

اور اب اس ولی اللہ پر اعتراض نہیں (سوال) اس میں تو حضرت خضر علیہ السلام نے بیان فرمادی کہ اس کے والدین نیک صالح تھے۔ اور یہ لڑکا بڑا ہو کر انہیں رسوا کرے گا۔ اس لئے اس لڑکے کو مارنا مناسب سمجھا گیا۔ اور یہاں تو قتل کرنے کا کوئی موجب نہیں بتایا گیا۔ (جواب) واقعہ میں بیان ہو چکا ہے کہ بادشاہ نے کہہ دیا تھا کہ اگر یہ لونڈی مرگئی تو مجھے بھی مردہ سمجھنا یا اس کی موت میری موت ہے اور مسئلہ ہے کہ بادشاہ عادل کی جان بچانے کی خاطر رعایا میں سے کسی ایک کو قتل کر دینا جائز ہے جیسا کہ سعدی قدس سرہٗ نے بھی ایک واقعہ گلستان میں بیان فرمایا ہے اور کہا ہے کہ قاضی فتوٰی داد کہ خون یکے از رعیت ریختن سلامت نفس بادشاہ را روا باشد" بنا بریں اب کوئی محل اعتراض نہ رہا۔ باقی تفصیل قصہ خضر علیہ السلام اور ان میں عجیب نکات فقیر کی تفسیر میں دیکھو۔

۳ ترجمہ۔ جسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی اور خطاب حاصل ہوتا ہے وہ جو کچھ فرماتا ہے عین صواب ہوتا ہے۔

شرح۔ طبیب الٰہی کے الہام کی توثیق میں تائیدی جملہ اور عقیدہ کا مسئلہ بتایا کہ نبی علیہ السلام کی وحی اور ولی کامل کا الہام واجب العمل ہوتے ہیں چونکہ طبیب ولی کامل تھے اسی لئے ان کے الہام میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے۔

marfat.com

۱

آنکہ جاں بخشد اگر بکشد رواست　　　نائب است و دست او دست خداست

۲

ہمچوں اسماعیل پیشش سر بنہ　　　شاد و خنداں پیش تیغش جان بدہ

(۱) ترجمہ۔ وہ ذات جو جان بخشتی ہے اگر کسی کو قتل کر دیوے تو جائز ہے ولی اللہ تعالیٰ کا نائب ہے اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ (شرح) بخشد و بکشد کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے جو مارنے اور جلانے کا مالک ہے پھر خود تو کسی کو تلوار مار کر نہیں مارتا اسی لئے اپنے نائب کو مقرر فرمایا جو اس کے حکم کی تعمیل امر کرے اور پھر نائب کا کرنا (فعل) اصل کی طرف منسوب ہوتا ہے ظاہر میں وہ نائب کر رہا ہوتا ہے لیکن درحقیقت اصل کا فعل ہوتا ہے۔ کما قال تعالیٰ وَما رمَیت اذ رمَیت و لکن اللہ رَمیٰ۔ آپ نے جس وقت کنکریاں پھینکی تھیں وہ آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود پھینکی تھیں۔ مصرعہ ثانی علت ہے مصرعہ اول کا اور ترجمہ ہے " ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم کا یعنی بیشک وہ لوگ جو آپ سے بیعت ہوتے تھے وہ دراصل اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں کیونکہ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔ مولانا قدس سرہٗ اپنے پیر و مرشد سے مرید کو متعلق کرنے کے کتنا بڑے ٹھوس دلائل پیش فرما رہے ہیں وہ اس لئے کہ سالک جب تک ولی کامل سے اپنا رشتہ پورے طور نہ جوڑے کامیابی مشکل ہے دوسرا مطلب یہ ہے کہ بخشد و بکشد کا فاعل ولیٔ کامل ہے اور جان سے مراد معرفت ہے یعنی جو شخص مردہ دل کو معرفت الٰہی سے زندہ کرتا ہے۔ اگر وہ سالک کی ہستی کو مٹادے تو اس کے لئے روا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا نائب ہے اور نائب اصل

marfat.com

کے کام کر لیتا ہے۔

۱۲ ترجمہ۔ اسماعیل علیہ السلام کی طرح اس کے سامنے سر رکھ کر خوشی سے اس کے تلوار کے نیچے جان دے دے۔

شرح۔ وحی والہام الٰہی کی دلیل اور سالک کو راہ حق پر جان دینے کی ایک تمثیل دی کہ اگر وحی والہام عین صواب نہ ہوتے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا "یبنی انی اری فی المنام انی اذبحک" اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کرتا ہوں فانظر ماذی تری" بتا تیری کیا رائے ہے تو اسماعیل علیہ السلام نے کہا " یابت افعل ما تؤمر" ابا جان جو آپ کو حکم ہوا ہے وہ ضرور کیجئے چنانچہ ذبح ہونے کے لئے حاضر بھی ہو گئے اور چھری بھی گلے پر پھر گئی اب سالک کو نصیحت فرمائی کہ تو بھی مرشد کامل کے سامنے نفس کشی کے لئے حاضر ہو جا پھر جس طرح حضرت اسماعیل نے دائمی زندگی حاصل کر لی اور رتبۂ نبوت پالیا تجھے بھی مرتبۂ فنائیت کے بعد بقا باللہ کی شان نصیب ہو گی۔

چنانچہ اگلے شعر میں خود مولانا ارشاد فرماتے ہیں۔

(فقیر اویسی غفرلہ)

marfat.com

۱

تا بماند جانت خنداں تا ابد   ہمچوں جان پاک احمد با احد

۲

عاشقاں جام فرح آنگہ کشند   کہ بدست خویش خوباں شاں کشند

(۱) ترجمہ ۔ تاکہ تیری جان ہمیشہ تک مسرور رہے جیسے سیدنا احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان مبارک اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش ہے ۔

شرح ۔ شعر اول میں جان دینے کی دوسری تعلیل و تمثیل ہے کہ سید الانبیائ صلے اللہ علیہ وسلم کا قرب حق تمام انبیائ علیہ السلام سے بڑھ کر ہے لیکن وہ رتبہ بھی اسی وجہ سے ہوا کہ آپ نے ماسوی اللہ سے منہ پھیر لیا ۔ اسی طرح اے سالک تو بھی ماسوی اللہ سے منہ پھیر لے پھر اپنی شان دیکھ ۔

(۲) حل لغات ۔ پہلا کشند بالفتح دوسرا بالضم ۔

ترجمہ ۔ عاشق لوگ خوشی کا پیالہ اس وقت پیتے ہیں جب کہ انہیں اپنے محبوب اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالیں ۔

شرح ۔ یعنی تمہیں تو قتل ہونا ایک سخت امر معلوم ہوتا ہے لیکن عشاق سے پوچھو تو وہ کہیں گے کہ ہمیں حقیقی خوشی اس وقت نصیب ہوتی ہے جب معشوق اپنے ہاتھ سے قتل کرے اسی طرح سالک کی ریاضات بظاہر دکھ بھری معلوم ہوتی ہیں لیکن اس سے پوچھو تو وہ .... اس ریاضت کو راحت جانتی سمجھتا ہے

marfat.com

۱

شاہ آں خون از پئے شہوت نکرد　　　　تو رہا کن بدگمانی و نبرد

۲

تو گماں کردی کہ کرد آلودگی　　　　در صفا غش کے ہلد پالودگی

۳

بہر آنست ایں ریاضت ویں جفا　　　　تا برآرد کورہ از نقرہ جفا

(۱) حل لغات . نبرد بفتح اول و ثانی جنگ و جدال . (ترجمہ) بادشاہ نے بھی شہوت کی بنا پر زرگر کو قتل نہیں کیا تھا تو ایسی بدگمانی اور چھیڑ چھاڑ چھوڑ دے .

شرح . طبیب کی برات کے بعد اب بادشاہ کی برأت بیان کرتے ہیں کہ اصل میں قتل کرانے والا وہی تھا . اب فرماتے ہیں اس کے لئے بھی بدگمانی نہ کرو اس کا فعل بھی الہام حق سے خالی نہیں تھا .

(۲) حل لغات . غش بالکسر و تشدید شین لیکن فارسی میں عموماً بلا تشدید ہوتا ہے بمعنے کدورت اور بالفتح بمعنے جو کچھ دل میں ہو اس کے خلاف ظاہر کرنا و خیانت کرنا وغیرہ . ہلد مضارع از ہلیدن . پالودگی از پالودن بمعنے صاف ہونا . ترجمہ . تو نے گمان کیا ہے کہ بادشاہ نے کسی خرابی کی ملاوٹ کی ہے صاف شئے میں صفائی کھوٹ کو کب چھوڑتی ہے . شرح . بادشاہ ایک پاکباز انسان تھا اس نے لونڈی کی محبت میں آکر زرگر کو قتل کر دیا . یہ امر بظاہر ناجائز ہے لیکن تمہیں کیا پتہ کہ اس میں راز کیا ہے یعنی روح جو کہ تمام جسم کا بادشاہ ہے اس نے نفس زرگر کی خواہشات ولی کامل کے ذریعہ یا اس کی ہستی موہوم کے پردے چاک کر ڈالے تو تم کیوں بدگمان ہو رہے ہو یہی تو اصل مقصد تھا اگر روح ولی کامل کے وسیلہ سے ایسا نہ کرتے . مشاہدات حق سے کب (باقی صفحہ ۱۶۹ پر)

marfat.com

۱
بہر آنست امتحان نیک و بد تا بجوشد بر سر آرد زر زبد

۲
بگذار ظن خطا اے بدگماں اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ را بخواں

(۱) حل لغات۔ زبد بفتحتین جھاگ خواہ پانی کی ہو یا دودھ کی یا سونے و چاندی کی یہاں آخری معنی مراد ہے۔ (ترجمہ) نیک و بد کا امتحان اسی لئے مقرر ہے تاکہ سونا جوش کرکے اپنی جھاگ باہر ظاہر کردے۔ (شرح) پہلے شعر کے مضمون کی طرح ہے دراصل مولانا قدس سرہٗ آیت قرآنیہ کی ترجمانی فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومما یوقدون علیہ فی النار ابتغاء حلیۃ او متاع زبد مثلہ کذالک یضرب اللہ الامثال " یعنی یہ لوگ جو زیور یا دوسرے سامان کے لئے دھاتوں (باقی صفحہ ۱۷۰ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۶۸ سے) شرف پاتے کما قال عارف الرومی قدس سرہٗ ۳؎ حل لغات پہلا جفا بالفتح بمعنے ظلم و ستم دوسرا جفا بالضم بمعنے سونے و چاندی کی میل کچیل۔ کورہ بالضم لوہار و سنار کی بھٹی یعنے آتش داں۔ ترجمہ۔ اسی لئے ریاضت اور جفا حرج کشی مقرر ہے تاکہ بھٹی چاندی سے میل کچیل کو ہٹا دے۔ شرح۔ اوپر والے مسئلہ کو ایک مثال دے کر سمجھاتے ہیں۔ کہ جس طرح سنار چاندی سونے کو آگ کی بھٹی میں رکھ کر اس کی میل کچیل دور کرتے ہیں اسمیں سونے چاندی کی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے اسی طرح انسان بھی سونے چاندی کی طرح قیمتی جوہر ہے کیونکہ خالق لم یزل کا خلیفہ ہے لیکن اس پر معاصی کی کدورت غالب ہو گئی اب مرشد کامل نے ریاضت شاقہ کی بھٹی میں ڈالا اور ذکر الٰہی کے چلے کٹوائے جس سے سونے چاندی کی طرح صاف و شفاف ہو گیا۔

marfat.com

۱ (بقیہ صفحہ ۱۶۹ سے) کو آگ میں تپاتے ہیں اس میں بھی اسی طرح کا جھاگ یعنی کھوٹ ملا ہوا ہوتا ہے اور وہ کھوٹ تپانے سے الگ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ حق و باطل کی مثال بیان کرتا ہے پھر جھاگ تو ضائع ہو جاتی ہے اور جو شے کام آتی ہے وہ زمین میں ٹھہری رہتی اللہ تعالیٰ اسی طرح مثالیں بیان فرماتا ہے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ قرآنی آیت میں سونے چاندی کی دھاتوں سے انسانی اخلاق اور ان کے میل کچیل سے اخلاق رذیلہ مراد ہیں اور آگ میں اور آگ میں تپانا ریاضات و مجاہدات مراد ہیں کیونکہ انسان کی بد و نیک خصلتوں کا شریعت کی پابندی و ریاضت و مجاہدہ سے لیا جاتا ہے تاکہ ریاضت کا تاؤ اوصاف نورانیہ کو صفات ظلمانیہ سے جدا کر دے اور اس میں صرف اوصاف نورانیہ رہ جائیں۔

۲ ترجمہ اے بدگماں بدگمانی چھوڑ دے قرآن کا حکم ان بعض الظن یعنی بعض گمان گناہ ہیں۔

شرح۔ بادشاہ پر بدگمانی کرنا گناہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بدگمانی مت کرو۔ اور صوفیہ کا کلیہ قاعدہ ہے "ان الظن الخبیث ینبت من القلب الخبیث" بدگمانی خبیث قلب سے پیدا ہوتی ہے۔ اب تم خود سوچ لو کہ بدگمانی کرنا کتنا خرابی ہے کہ انسان خود اپنی شہادت دے رہا ہوتا ہے۔ کہ میں خبیث القلب ہوں۔

marfat.com

۱
گر نبودے کارش الہام آلہ ‏ ‏ او سگے بودے درانندہ نہ شاہ

۲
پاک بود از شہوت و حرص و ہوا ‏ ‏ نیک کرد او لیک نیک بد نما

۳
گر خضر در بحر کشتی را شکست ‏ ‏ صد درستی در شکست خضر ہست

(۱) حل لغات ۔ درانندہ میں الف تعدیہ کا ہے جسے فقیر نے اویسی نامہ میں بیان کر دیا ہے یعنی اور شاہ یہاں پر بمعنے خلیفہ برحق ہے (ترجمہ) اگر اس بادشاہ کا الہام الٰہی سے کام نہ تھا تو وہ پھاڑ کھانے والا کتا تھا نہ کہ خلیفہ برحق۔ (شرح) اسے خلیفہ برحق اس لئے کہا جا رہا ہے کہ حدیث شریف میں ہے ۔" ان عدل فھو خلیفۃ رسول اللہ وان جار فھو خلیفۃ الشیطان " اگر وہ بادشاہ عدل کرے تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے اگر وہ ظلم کرے تو وہ شیطان کا خلیفہ ہے اور وہ بادشاہ چونکہ عادل بادشاہ تھا اس لئے بہ بنائے حدیث شریف بدگمانی نہ کرنی چاہیئے اسی طرح جب سالک ولی کامل کی صحبت کاملہ حاصل کر لیتا ہے تو نائب رسول ہوتا ہے

(۲) ترجمہ ۔ وہ شہوت و حرص و ہوا سے بالکل پاک تھا یہ کام بھی نیکی کی بنا پر کیا لیکن یہ ایک ایسی نیکی ہے جو بری معلوم ہوتی ہے ۔

(۳) حل لغات ۔ دوسرا شکست ماضی بمعنے مصدر ۔ (ترجمہ) اگر خضر علیہ السلام نے کشتی دریا میں توڑی تو ان کے اس توڑنے میں صد تعمیر مضمر تھی ۔ شرح ۔ گذشتہ شعر کے دوسرے مصرعہ کے لئے ایک دلیل پیش کر دی کہ بہت امور ایسے ہوتے ہیں جو بظاہر برے معلوم ہوتے ہیں لیکن درحقیقت (باقی صفحہ ۱۷۲ پر)

marfat.com

۱

وہم موسیٰ باہمہ نور و ہنر شد ازاں محجوب تو بے پر مپر

۲

آں گل سرخست تو خونش مخواں مست عقلست او تو مجنونش مداں

۳

گر بدے خون مسلماں کام او کافرم گر بردے من نام او

۴

می بلرزد عرش از مدح شقی بدگماں گردد ز مدحش متقی

(۱) ترجمہ ۔ اور خود موسیٰ علیہ السلام بھی باوجود نور اور ہنر کے معدن ہونے کے اس کے پردہ ڈالتے گئے تو پھر تو کون ہے فلہذا تو بغیر پر کے نہ اڑ ۔ (شرح) یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ برگزیدہ نبی علیہ السلام تھے ۔ انہیں بھی یہ راز معلوم (باقی صفحہ ۱۷۳ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۷۱ سے) ان میں بہت حکمتیں مضمر ہوتی ہیں چنانچہ ان میں سے ایک واقعہ قرآنی بھی ہے ۔ کہ اس زمانہ میں ایک ظالم بادشاہ اچھی کشتیوں کو اپنے کام کے لئے پکڑوا لیتا تھا جب خضر علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ جس کشتی میں سوار ہوں یہ ایک غریب بیچارہ کی ہے کہ جس نے گذر اوقات سوائے اس کشتی کے اور کوئی نہیں ہے تو آپ نے کشتی کا ایک تختہ توڑ دیا اب خضر علیہ السلام کا تختہ توڑنا بظاہر برا ہے ۔ لیکن بہت فوائد مضمر تھے ۔ ظالم ظلم سے بچ گیا اور مسکین کی کشتی اپنے کاروبار کے لئے اپنے گھر رہ گئی ظالم کے پنجہ سے محفوظ ہو گئی وغیرہ وغیرہ ۔

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۷۲ سے) نہ ہو سکا تو پھر ہم تم کس شمار میں ہیں کہ خیالات فاسدہ کو سامنے لائیں۔ (سوال) معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا تو پھر موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر واقعہ سے کیوں بے خبر تھے۔

(جواب) حضرات انبیاء علیہ السلام کو علوم تدریجی طور حاصل ہوتے ہیں۔ اس وقت آپ کو اس کا علم نہ ہونا ہمارے مقصد کے خلاف نہیں باقی بہترین جواب ہم نے کتاب علم غیب میں لکھ دیئے ہیں۔

۲ ترجمہ۔ وہ گلاب ہے تو اسے خون مت کہہ وہ عقل سے مست ہے تو اسے پاگل نہ سمجھ۔

شرح۔ یہ صرف ظاہری رنگ و روپ کو دیکھ کر فتویٰ نہ لگا دینا چاہیئے جب تک اس کی تحقیق نہ ہو۔

۳ اگر اس بادشاہ کا کام کسی مسلمان کا خون ناحق گرانا مقصود ہوتا تو میں اس کا ہرگز ہرگز نام تک بھی نہ لیتا۔

۴ ترجمہ۔ بدبخت کی تعریف کرنے سے عرش جنبش میں آجاتا ہے۔ متقی آدمی اس کی تعریف سے بدگماں ہو جاتا ہے۔

شرح۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ قال علیہ السلام اذا مدح الفاسق غضب الرب۔ جب فاسق کی تعریف کی جائے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں

فقیر اویسی غفرلہ، سیرانی مسجد بہاولپور

marfat.com

۱

شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود　　خاص بود و خاصۂ اللہ بود

۲

آں کسے را کش چنیں شاہے کشد　　سوئے تخت و بہتریں جاہے کشد

۳

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد　　آنچہ در وہمت نیاید آں دہد

۴

قہر خاصے از برائے لطف عام　　شرع میدار د روا بگذار گام

(۱) ترجمہ. وہ بادشاہ تھا لیکن باخبر بادشاہ تھا. وہ خاص آدمی تھا بلکہ از خاصان خدا تھا.

شرح. یعنی بدگمانی اس کے لئے ہرگز درست نہیں کیونکہ وہ بادشاہ اللہ کا پیارا ولی تھا یعنی وہی انسان خدا تو ہوتا ہے جو اپنے نفس کی برائیوں کی بیخ کنی ولیٔ کامل سے کرا لے. ۲ شرح. جسے ایسا بادشاہ قتل کرے وہ تو تخت اور بہترین مرتبہ کیطرف لے جاتا ہے. شرح. ہاں ہاں اگر نفس کی خرابیاں نہ مٹ مرتیں تو انسان مستحق عذاب ہوتا ہے اب چونکہ اس ولی کامل نے تمام خواہشات نفسانیہ مٹا دیئے یا تو مشاہدۂ حق ہی کا مستحق ہو گیا جسے مولانا بہترین جاہ وغیرہ سے تعبیر فرما رہے ہیں.

۳ ترجمہ. آدھی جان لیتا ہے تو سو جان دیتا بھی ہے. وہ مرتبہ دیتا ہے جس کا ہمارے خیال و گمان میں بھی نہیں آتا. (شرح) واقعی فنا فی اللہ سے بقا باللہ نصیب ہوتا ہے جو اس دنیوی زندگی کو اس سے نیم جان کی مشابہت دینا بھی شایاں نہیں

مصرعہ دوم حدیث ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا (باقی صفحہ ۱۷۸ پر)

marfat.com

۱
گرندیدے سودا ودر قہر او | کے شدے آں لطف مطلق قہر جو

۲
طفل میلرزد زنیش احتجام | مسا در مشفق دراں غم شاد کام

۳
تو قیاس خویش میگیری ولیک | دور دور افتادۂ بنگر تو نیک

۴
پیشتر آتا بگویم قصۂ | بو کہ یابی از بیانم حصۂ

(۱) ترجمہ ۔ اگر اس کے مار دینے میں کوئی فائدہ نہ پاتا تو وہ سراپا لطف ایسے ظلم کا مرتکب کب ہوتا۔

شرح ۔ چونکہ ولیؒ کامل مظہر حق ہوتا ہے جو سراپا رحمت ہی رحمت ہوتا ہے اگر نفس کشی میں کوئی فائدہ نہ ہوتا تو ایسے ولی کا ایسے فعل کا ارتکاب ہرگز ہرگز نہ کرتا۔

(۲) بچہ اگرچہ پچھنے لگوانے کے زخم سے ڈرتا ہے۔ لیکن مشفق ماں اس کے اس درد میں بہت خوش ہوتی ہے۔

شرح ۔ سالک کا نفس امارہ کے قتل سے دل دھڑکتا ہے لیکن مرشد شفیق اس کے نیک انجام کی وجہ سے خوش ہوتا ہے۔ (باقی صفحہ ۱۷۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۷۴ سے) خطر علیٰ قلب بشر کا ترجمہ ہے۔ ۴؎ عام لوگوں کے فائدہ کے لئے کسی خاص پر ظلم وستم شرع بھی جائز رکھتی ہے تو اے مخاطب اعتراض کے قدم رکھنا چھوڑ دے۔ (شرح) چنانچہ حدیث شریف اہل عرینہ کا (باقی صفحہ ۱۷۶ پر)

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۷۶ اسے) قصہ مشہور ہے کہ وہ جب مدینہ طیبہ میں آئے تو انہیں یہاں کا پانی وغیرہ موافق نہ ہوا تو جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فلاں وادی میں غنیمت کے اونٹ چر رہے ہیں جا کر ان کے پیشاب اور دودھ وغیرہ پی لو آرام ہو جائے گا۔ چنانچہ اہل عرینہ وہاں پہنچ کر پیشاب اور دودھ پیا۔ چند روز بعد آرام ہو گیا تو ان نیتوں نے چرواہوں کو مار ڈالا اور غنیمت کے اونٹ لے چلے۔ سرور عالم کو اطلاع ملی تو آپ نے انہیں بری طرح مرڈالا۔ اس سے معلوم ہوا کہ شرع میں عوام میں کے لئے خاص رہزنوں کو مارنا جائز ہے۔ چونکہ نفس ایک ڈاکہ ہے اگر اسے شیخ کامل مروا دے تو کیا مضائقہ ہے

(بقیہ صفحہ ۱۷۵ اسے) ۳ (ترجمہ) تو ان اسرار کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے لیکن تو تو بہت دور پڑا ہوا ہے اس میں غور کر کے دیکھ۔

شرح۔ ہر کسی کے فعل کو اپنے اوپر قیاس کر ضلالت و گمراہی ہے اولیاء کرام کے اسرار و اطوار کے اپنے اوپر قیاس کرنا حقیقت سے بیگانگی کا ثبوت دینا ہے چنانچہ اس پر مولانا قدس سرہٗ ایک حکایت تمثیلی بیان فرماتے ہیں۔ کما قال۔

۴ حل لغات۔ تو لود کا مخفف ہے یعنی بمعنے شاید

ترجمہ۔ آگے آ دیں تجھے ایک قصہ سناؤں شاید میرے سے تجھے کچھ حصہ نصیب ہو جائے۔

marfat.com

۱ حکایت مرد بقال و روغن ریختن طوطی

۲
بود بقالے و ورا طوطیے — خوش نوائے سبز و گویا طوطیے

۳
بر دکان بودے نگہبان دکان — نکتہ گفتے با ہمہ سوداگراں

در خطاب آدمی ناطق بدے — در نوائے طوطیاں حاذق بدے

(۱) حل لغات۔ بقال عرف فارسی میں سبزی و میوہ فروش کو کہتے ہیں اور عطر فروش کو بھی کہا جاتا ہے۔ بہار عجم۔ (ترجمہ) مرد عطار اور اس کی طوطی کے تیل گرانے کا واقعہ۔

شرح۔ اس حکایت کا ماقبل سے ربط ظاہر ہے کہ اولیاء کرام کے افعال و اسرار کو اپنے پر قیاس کرنا غلطی ہے جیسے اس طوطی نے ایک درویش پر قیاس کیا۔

۲ (حل لغات) طوطیے کا ہمزہ وحدت کا ہے۔ خوش نوا۔ خوش آواز سبز۔ سبز رنگ۔ گویا بولنے والا طوطا۔ (ترجمہ) ایک عطر فروش تھا اور اس کا ایک طوطا تھا۔ خوش آواز۔ خوش رنگ اور بولنے والا۔

شرح۔ شعر کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک آدمی کا پالتو طوطا ہمیشہ (باقی صفحہ ۱۸۰ پر)

marfat.com

دوکان کی محافظت کے لئے دوکان میں رہتا تھا اور میٹھی میٹھی باتیں سناتا جس کی وجہ سے گاہک بکثرت آتے ایک دن مالک گھر گیا تو بلی نے دوکان میں چھلانگ لگائی طوطا ڈر کے مارے بھاگا تو تیل کی بھری ہوئی شیشیاں ٹوٹ گئیں اور دوکان میں تیل کے نالے بہہ گئے۔ واپسی پر دوکاندار نے دوکان کی خراب کی حالت دیکھ کر طوطی کو خوب پیٹا جس کی وجہ سے طوطا گنجا ہوگیا۔ اب طوطا بولتا نہیں۔ دوکاندار بڑا پریشان کیونکہ گاہکوں کی آمد میں کمی ہوگئی۔ ایک روز سر مونڈا درویش دوکان سے گذرا تو طوطا بول پڑا کہنے لگا کہ معلوم ہے کہ تو نے بھی کسی کی شیشیاں توڑی ہوں گی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جس طرح طوطے نے اپنے گمان سے درویش کو اپنے جیسا سمجھا اور وہ نہایت غلط تھا۔ اور اسی طرح ہمیں بھی اولیاء و انبیاء عظام کے اسرار و بھیدوں کو اپنے اوپر قیاس نہ کرنا چاہیئے۔

۳ (ترجمہ) دوکان پر دوکان نگہبان رہتا۔ تو سوداگروں سے عجیب وغریب باتیں کرتا۔

۴ ترجمہ۔ آدمیوں سے کلام کرنے میں باتیں کرتا تھا اور طوطیوں کی آواز میں بھی بڑا ماہر تھا۔

marfat.com

۱

خواجہ روزے سوئے خانہ رفتہ بود　　در دکاں طوطی نگہبانی نمود

۲

گربہ بر جست ناگہ از دکاں　　بہر موشے طوطیک از بیم جاں

۳

جست از صدر دکاں بہر گریخت　　شیشہائے روغن بادام ریخت

۴

از سوئے خانہ بیامد خواجہ اش　　بر دکاں بنشست فارغ شاد و خوش

۵

دید پر روغن دکاں و جاش چرب　　بر سرش زد گشت طوطی کل ز ضرب

(۱) ترجمہ۔ مالک گھر گیا ہوا تھا۔ طوطا دکان میں دکان کا نگہبان تھا شرح۔ اس کی نگہبانی صرف اتنا تھی کہ جب کوئی غیر آدمی اندر آتے دیکھتا تو وہ شور دغل مچاتا جس سے آس پاس والے جمع ہو جاتے (۲-۳) کا (حل لغات) جست بالفتح طوطیک میں کاف تصغیر کا ہے۔ (ترجمہ) بلی چوہے کی خاطر اچانک دکان سے اچھلی اور طوطا اپنی جان بچانے کے لئے صدر دکان سے بھاگا۔ جس سے روغن بادام کی شیشیاں ٹوٹ پڑیں اور تیل ضائع ہو گیا۔ (شرح) یہ دو شعر بطور قطعہ کے ہیں یعنی دونوں کو ملا کر مطلب نکالا جاتا ہے۔

۴ (ترجمہ) طوطے کا مالک گھر سے واپس آ کر دکان میں فارغ بال اور خوش ہو کر بیٹھ گیا۔

۵ حل لغات۔ کل بالفتح و سکون لام بمعنے گنجا جس کے سر کے بال نہ ہوں ...

marfat.com

۱

روزکے چندے سخن کوتاہ کرد — مرد بقال از ندامت آہ کرد

۲

ریش میکند ید و میگفت اے دریغ — کافتاب نعمتم آمد بہ میغ

۳

دست من بشکستہ بودے آں زماں — چوں زدم من بر سر آں خوش زباں

۴

ہدیہ ہا میداد ہر درویش را — تا بیابد نطق مرغ خویش را

(۱) حل لغات ۔ روزکے میں کاف تصغیر کا ہے لیکن زائد ہے ۔

ترجمہ ۔ چند دن طوطے نے بولنا چھوڑ دیا ۔ مرد عطار رسوائی سے بہت افسوس کیا

(۲) ترجمہ ۔ داڑھی نوچ کر کہتا تھا ہائے افسوس میری نعمت کا آفتاب بادل تلے آگیا ۔

شرح ۔ چونکہ اس کی طوطی کی رونق سے گاہک پر گاہک گرتا تھا اب کمائی کا سلسلہ منقطع ہوگیا جس سے افسوس کے ہاتھ ملنے پڑے اور اسے نعمت کے آفتاب کو بادل (باقی صفحہ ۱۸۲ پر)

(بقیہ صفحہ ۱۷۹ سے) ترکی لفظ ہے (ترجمہ) مالک نے دیکھا تو دوکان تیل سے بھرا ہوا تھا ۔ اور بیٹھنے کی جگہ بھی تیل سے تر تھی اس پر طوطی کو کچھ مارا ۔ طوطا مار سے گنجا ہوگیا ۔

شرح ۔ یہی حال علما اور ان پیروں کا ہے جو محافظ اسلام ہیں لیکن جب اسلام کے ماننے والوں کو جہنم میں دیکھیں گے تو محشر کے میدان میں اپنے مالک سے سزا پائیں گے ۔

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۱۸۰ سے) کے نیچے آجانے سے تعبیر کیا۔

۳ ترجمہ۔ اس وقت میرا ہاتھ ٹوٹ جاتا جب کہ میں نے اس خوش زبان کے سر پر مارا۔

۴ ہر فقیر کو تحفے تحائف دیتا تھا تاکہ اپنے پرندے کی خوشنوائی سن لے۔

شرح۔ ہر مشکل میں صدقہ دینا مشکل آسان ہوتی ہے۔ کما قال علیہ الصلوٰۃ و السلام الصدقۃ تطفیٔ غضب الرب" صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو سرد کرتا ہے یا یہ کہ درویش ولی کامل کے حضور میں تحائف پیش کر کے اللہ تعالیٰ سے منگوائے تاکہ مشکل حل ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کے حضور میں نذرانے پیش کرنے سے مشکلیں حل ہوتی ہیں

(ف) سالک کے لئے سبق ہے کہ جب دل ذکر الٰہی سے غافل ہو جائے تو ولی کامل سے دعائیں منگوائے۔ تاکہ دل کا طوطا ذکر خداوندی سے بول پڑے۔

فقیر اویسی غفرلہ' سیرانی مسجد شریف بہاولپور

marfat.com

۱
بعد سہ روز و سہ شب حیران و زار بر دکان بنشستہ بد نومید دار
۲
با ہزاراں غم و غصہ گشت جفت کاے عجب ایں مرغ کے آید بگفت
۳
مینمود آں مرغ را ہر گوں شگفت در تعجب لب بدنداں می گرفت
۴
دمبدم میگفت از ہر در سخن تاکہ باشد کاندر آید در سخن
۵
بر امید آنکہ مرغ آید بگفت چشم او درا با صور میکرد و رست

(۱) ترجمہ ۔ تین دن اور تین راتوں کے قیام کے بعد حیران و پریشان ناامید ہو کر دوکان پر بیٹھا تھا ۔

شرح ۔ اس شعر کے ساتھ چار دیگر اشعار شرط ہیں ۔ پھر چھٹا شعر ان کی جزا ہے یعنی تین شب و روز تک طوطے کے بولنے کے لئے کئی حیلے حوالے کرتا رہا ۔ یہاں تک کہ سر مونڈے فقیر کو دیکھ کر بول پڑی ۔

(۲) ترجمہ ۔ ہزاروں رنج و غم کا ساتھی تھا کہ ہائے افسوس کب یہ پرندہ بولے گا ۔

(۳) ہر طرح کی عجیب باتیں طوطی کو سناتا ۔ دکھاتا ۔ تاکہ کسی طرح وہ طوطی بول پڑے ۔

(باقی صفحہ ۱۸۴ پر)

marfat.com

۱
ناگہانے جوالقئے می گذشت | باسرِ بے مو لبسان طاس وطشت

۲
طوطی اندر گفت آمد در زمان | بانگ بر زد بگفتش دسعیاں

۳
گرچہ اے کل باکلاں آمیختی | تو مگر از شیشہ روغن ریختی

۴
از قیاسش خندہ آمد خلق را | کو چوں خود پنداشت صاحب دلق را

۵
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر | گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

(۱) حل لغات۔ جوالقی بھٹی پرانی گدڑی پہننے والا۔ قلندر جو بال نہ رکھتا ہو جوالق گوال کا معرب ہے بمعنے گونی جس میں غلہ وغیرہ بھر کر گدھے پر نیز جوال بمعنے گدڑی ایک سخت اور موٹی قسم کا کپڑا جو فقیر کا (باقی صفحہ ۱۸۵ پر)

(بقیہ ص ۱۸۳ سے) ترجمہ۔ ہر قسم کی عجیب وغریب چیزیں طوطے کو دکھاتا اور تعجب سے دانتوں کو چباتا۔

۲ حل لغات۔ پہلا در بمعنے دروازہ دوسرا در زائدہ ہے۔

ترجمہ۔ ہر لحظہ ہر قسم کے سخن کہہ سناتا۔ تاکہ طوطا کسی طرح بول پڑے۔

۵ ترجمہ۔ اس امید پر کہ پرندہ کلام کرے اس کی چشم کے بالمقابل مختلف صورتیں پیش کرتا

فقیر اویسی غفرلہٗ، سیرانی مسجد بہاولپور

marfat.com

پہناوا ہے۔ طاس یہاں بمعنی کاسہ گھڑی لگن ایک برتن ہے طشت بمعنی ایک برتن کا نام ہے۔ قلندر کے سر گول ہونے میں طاس کاسہ گھڑی سے بالوں کے بغیر ہونے میں طشت سے تشبیہہ دی گئی ہے (مرقوم)

ترجمہ :۔ اچانک ایک گدڑی پوش جا رہا تھا۔ جس کا سر بالوں کے بغیر طاس و طشت کی طرح تھا۔

۲ے (ترجمہ) اس وقت طوطی بولنے شروع ہوگئی اور اس گدڑی پوش کو کھلم کھلا کہنے لگی۔

۳ے (ترجمہ) کس لئے اے گنجہ تو گنجوں میں شامل ہوا معلوم ہوتا ہے شاید تو نے بھی شیشی توڑ کر روغن کو ڈول دیا ہے۔

۴ے (ترجمہ) اس کے قیاس پر لوگ ہنس پڑے کیونکہ اس نے گدڑی پوش کو اپنے جیسا سمجھ لیا۔

شرح :۔ یہاں تک واقعہ ختم ہوا نتیجہ یہی ہے کہ ظاہر پرست اولیاء کرام کے اسرار سے بے خبر ہو کر اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں حالانکہ یہ ان کی فہم کا قصور ہے ورنہ "چہ نسبت خاک را بعالم پاک" اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے چند نقلی و عقلی ٹھوس دلائل بیان فرماتے ہیں۔

۵ے حل لغات :۔ سیر بالکسر و یائی معروف بمعنے لہسن

ترجمہ :۔ پاک لوگوں کے معاملہ کو اپنے اوپر قیاس مت کرو۔ اگرچہ لکھنے میں شیر اور شیر ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں۔

۱۸۵

شرح :۔ بعض نسخوں میں شیر شیر ہے اس میں زیادہ لطافت ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

marfat.com

۱

شیر آں باشد کہ مردم را میدرد شیر آں باشد کہ مردم میخورد

۲

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد

۱۔ ترجمہ :۔ شیر وہ جانور ہے جو لوگوں کو پھاڑ کھاتا ہے۔ شیر دودھ ہے کہ لوگ اسے پیتے ہیں۔

۲۔ ترجمہ :۔ اسی وجہ سے تمام جہاں گمراہ ہوا۔ بہت کم ایسے ہیں۔ کہ جن کو اللہ تعالیٰ کے ابدال کا پتہ ہے۔

شرح :۔ ابدال اولیاء اللہ کا ایک گروہ ہے جن کے وجود سے زمین و آسمان قائم ہے کما قال علیہ السلام لا یزال اربعون رجلاً یحفظ اللہ بہم الارض اور ان کی وجہ تسمیہ بھی حدیث میں بتائی گئی کہ کلما مات منہم واحد ابدل اللہ مکانہ رجلاً۔ اس کے علاوہ دیگر وجوہ علامہ ابن عابدین المعروف شامی رحمۃ اللہ علیہ

باقی بر صفحہ ۱۸۷

(بقیہ پچھلے صفحہ ۱۸۴ سے)

کیونکہ وہاں نقطوں کا فرق ہے اور یہاں نقطے اور الفاظ ہر دونوں برابر ہیں مقصد ایک ہے وہ یہ کہ مولانا حکایت کے بعد اصلی غرض کی طرف انتقال فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ صرف ظاہر کو دیکھ کر فتویٰ نہ جڑ دیا جائے۔ بلکہ ذرا حقیقت کو سمجھ لینا چاہیے۔ دیکھو شیر اور شِیر ایک لفظ ہے صرف یاء معروف زمین و آسمان کا فرق نکل آیا۔ شیر بمعنی پھاڑ کھانے والا جانور اور شِیر دودھ کہ جس سے آدمی کو بیشمار فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

ہمسری با انبیا برداشتند　　اولیاء را ہمچوں خود پنداشتند

۲

گفتہ اینک ما بشر ایشاں بشر　　ما و ایشاں بستۂ خوابیم و خور

ترجمہ :- انبیا علیہم السلام کے ساتھ برابری کا دعویٰ کھڑا کر دیا اور اولیاء کرام اپنے جیسا سمجھ بیٹھے **شرح** :- اگر مولانا اقدس سرہٗ ہمارے زمانہ میں ہوتے تو خون کے آنسو بہاتے جبکہ اسلام کے مدعی توحید کو رسوا کرنے والے نام نہاد امتی کہلوانے والے

بقیہ پچھلے صفحہ ۱۸۵ سے آگے

بیان فرماتے ہیں کہ ابدال وہ اولیاء ہیں جو کسی دوسرے شخص کو اپنی شکل و صورت میں تبدیل کر سکتے ہیں یہاں تک کہ دیکھنے والے کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ حضرات برے عادات و اخلاق کو نیک خصلتوں سے تبدیل کر سکتے ہیں۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جانشین و وارث ہیں ان کی تعداد سات ہے۔ جو اقلیم سبعہ میں مقیم ہیں۔ نقباء کو ابدال کہتے ہیں وہ بارہ ہیں اور اُن کو بھی ابدال کہتے ہیں وہ چالیس ہیں وغیرہ وغیرہ زیادہ تحقیق شامی رحمۃ اللہ علیہ کی اجابۃ الغوث اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے رسالہ الخبر الدال میں ہے جو شخص دن یا رات میں دس بار یہ دعا پڑھ لیا کرے اسے قیامت میں ابدالوں سے اٹھایا جائے گا۔ وہ دعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اصلح امۃ محمد ، اللھم فرج عن امۃ محمد ۔ اللھم ارحم امۃ محمد

شعر میں ، تو گذشتہ اقسام سے کوئی قسم مراد ہے یا مطلق ولی (باقی اگلے صفحہ ۱۸۷ پر)

marfat.com

(صفحہ ۱۸۶ سے آگے) بڑے زور سے مسلمانوں سے اپنے غلط عقائد منوانے پر تلے ہوئے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام ہماری مثل ہیں۔ وہ بڑے بھائی ہیں اور ہم چھوٹے بھائی فرق فقط نبوت کا ہے۔ اور بس۔ مولانا قدس سرہٗ تو اولیاء کی برابری کے دعویٰ کو بھی گمراہی سمجھتے ہیں لیکن آج کل کے لوگ انبیاء بالخصوص سردر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمسری کو توحید سے موسوم کرتے ہیں۔

۲۔ **ترجمہ**:۔ کہتے ہیں ہاں ہم بھی بشر ہیں وہ بھی بشر تھے۔ ہم اور وہ خوراک و خواب کے پابند ہیں۔

آجکل کے مسلمانوں کے بلاکم وکاست یہی الفاظ سننے میں آرہے ہیں۔ ایک فرقہ کھڑا ہوا کہتا ہے کہ حدیث کی کیا وقعت ہے کیونکہ ہمارے جیسے ایک انسان کی زبان سے نکلا ہوا کلمہ ہے فلہذا غیر قابل قبول ہے۔ دوسرا ایک اور آگیا کہنے لگا میں وقت کا نبی ہوں کیونکہ پہلے جو انبیاء تھے وہ بھی تو ایک بشر تھے میں بھی بشر ہوں، فلہذا نبوت مجھے ملنی تھی سو مل گئی۔ تیسرا اور آگیا کہنے لگا۔ نبی اور ولی ایک انسان تھے اور عاجز بندے فلہذا ان کی عزت و وقار اتنا بڑی نہیں صرف بڑے بھائی جتنا ہی سمجھ لو۔ ھم رجال" ونحن رجال" مولانا قدس سرہٗ نے فرمایا انبیاء و اولیاء کو اپنے جیسا سمجھنا گمراہی و بے دینی ہے یہ تو کافر کہتے تھے کہ وہ بھی بشر اور ہم بھی بشر قال عزوجل "مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا" یہ قولہ کفار کا ہے یعنی علیہم السلام کو کافر کہتے کہ تم تو ہمارے جیسے آدمی ہو۔ اب مصنفؒ اس خیال کے لوگوں کی تردید میں چند دلائل پیش فرماتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اگرچہ اصطلاح کے خلاف ہے یعنی اگر اہل عام اولیاء اللہ کو اپنے سے بہتر سمجھ کر اللہ ابدال حق کو پوری طرح پہچان کر ان سے فیوضات و برکات حاصل کرتے تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہوتے۔

marfat.com

۱
ایں نداندستند ایشاں از عمی ہست فرقے درمیاں بے انتہاء

۲
ہر دو گوں زنبور خوردند از محل لیک شد زاں نیش و زاں دیگر عسل

۳
ہر دو گوں آہو گیاہ خوردند و آب زیں یکے سرگیں شد و زاں مشک ناب

۴
ہر دو نے خوردند از یک آبخور آں یکے خالی و آں پر از شکر

۵
صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں

۱۔ ترجمہ :۔ (لیکن) اپنی کور باطنی سے یہ نہ سمجھ سکے کہ ان کے اور ہمارے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔

۲۔ ترجمہ : ہر دو نوں قسم کے بھڑوں نے ایک ہی جگہ سے کھایا لیکن ایک سے نیش پیدا ہوا دوسرے سے شہد

۳۔ ترجمہ :۔ دونوں قسموں کے ہرن نے گھاس چرا اور پانی پیا لیکن ایک سے مینگنیاں دوسرے سے مشک

۴۔ ترجمہ :۔ دونوں قسم کے نے ایک ہی گھاٹ سے پانی پیتے ہیں لیکن ایک بالکل خالی اور دوسرا شکر سے بھرا ہوا۔

حل لغات :۔ "آبخور" کے کئی معانی ہیں بمعنی نصیب۔ قسمت۔ "رود خانہ"

تالاب ۔ اور وہ نہر کہ جس سے لوگ اور جانور پانی پیئیں (غیاث) یہاں بمعنی گھاٹ یعنی پانی کی جگہ مراد ہے (امداد)

۵ حل لغات :۔ اشباہ ۔ امثال و نظائر۔

ترجمہ :۔ ایسی لاکھوں مثالیں دیکھو گے ان میں ستر برس کی راہ کا فرق پاؤ گے ۔

شرح : صرف ظاہری شکل و صورت کو دیکھ کر ہمسری کا دعویٰ کرنا بیوقوفی کا ثبوت دینا ہے ۔ جیسے کہ " زنبور" کو دیکھیے کہ ایک ہی لفظ ہے اور ایک ہی قسم کیلیے مستعمل ہوتا ہے اور وہ ایک ہی جگہ سے کھاتے پیتے ہیں لیکن ایک کی حالت یہ ہے کہ ڈنگ لگائے تو پناہ بخدا لیکن دوسرے کی یہ حالت ہے کہ شہد عطا کرے کہ جس میں لاکھوں بیماریوں کی شفا ملے ۔ اور قرآن فرماتا ہے فیہ شفاء للناس اور دوسری مثال ہرنوں کی دی گئی کہ ان کی شکل و صورت ایک ہے لیکن ایک سے صرف مینگنیاں اور دوسرے سے وہ عطر و خوشبو کہ جس کے لئے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حبب الی من دنیاکم ثلث النساء والطیب و قرۃ عینی فی الصلوٰۃ ۔

تیسری مثال بھی اسی قسم کی ہے کہ نے دو ہیں ۔ لیکن ایک خالی ہے دوسرے میں مٹھاس وغیرہ وغیرہ

اسی طرح انبیاء علیہم السلام بشری لباس میں ملبوس ہیں ۔ ظاہری شکل و صورت کو دیکھ کر لوگ بھول کر اپنے جیسے گمان کر کے گمراہ ہو جاتے ہیں ۔

marfat.com

۱
ایں خورد گردد پلیدی زد جدا   واں خورد گردد ہمہ نور خدا

۲
ایں خورد گردد ہمہ بخل و حسد   واں خورد گردد ہمہ عشق احد

۳
ایں زمیں پاک و آں شوراست و بد   ایں فرشتہ پاک و آں دیوست و دد

۴
ہر دو صورت گر بہم ماند رواست   آب تلخ و آب شیریں را صفات

۵
جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد طعوم   شہد را نا خوردہ کے داند ز موم

---

۱. ترجمہ: یہ غذا کھاتا ہے تو اس سے پلیدی خارج ہوتی ہے۔ اور وہ غذا کھاتا ہے تو اس سے خدا کا نور ظاہر ہوتا ہے۔

۲. ترجمہ: یہ غذا کھاتا ہے تو اس سے تمام بخل و حسد پیدا ہوتا ہے اور وہ کھاتا ہے تو اس سے تمام عشق الٰہی ظاہر ہوتا ہے۔

شرح:۔ غذا ایک ہے۔ ایک ہی طبق ہے لیکن اس سے نور ظاہر ہو رہا ہے اور اس سے نجاست

۲۔ حل لغات: "فرشتہ" بکسر فاء و راء در اصل فرشتہ بسین اسم مفعول از فرستادن بقاعدہ سین کو شین سے تبدیل کیا گیا [illegible] بفتح اول و سکون ثانی و جیم [illegible] جو درندہ ہو جیسے شیر گرگ وغیرہ (باقی اگلے صفحہ پر)

سحر را با معجزہ کردہ قیاس ہر دو را بر مکر بنہادہ اساس

حل لغات :۔ "سحر" بالکسر افسون و جادو کرنا۔ "اساس" بر وزن سحاب معنی بنیاد

ترجمہ : جادو کا معجزہ پر قیاس کر کے ہر دونوں (جادو معجزہ) کی بنیاد دھوکہ پر رکھی یعنی ظاہربینی ایک ایسی بری مرض ہے کہ جادو و معجزہ کو ایک سے سمجھ کر دھوکہ و فریب پر محمول کیا حالانکہ حقیقۃً ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔

فرق مابین سحر و معجزہ : ا۔ سحر میں خیال میں صورت پیدا ہو جاتی ہے

باقی صفحہ ۱۹۳ پر

بقیہ پچھلے صفحہ کا :۔ ترجمہ :۔ یہ پاک زمین ہے اور زمین شور اور بد ہے یہ پاک فرشتہ ہے اور وہ شیطان اور درندہ ہے۔

شرح : ولی اور عامی کی مثال ہے۔

۴. ترجمہ :۔ یہ دونوں صورتیں اگر ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں تو جائز ہے جیسے کڑوے اور میٹھے پانی میں صفائی موجود ہے

شرح :سوال کا جواب بھی ہے اور سابقہ بیان کے مطابق مثال بھی سوال یہ تھا کہ اگر انبیاء و اولیاء ہم جیسے نہیں تو پھر ان کو ہماری شکلوں پر کیوں پیدا کیا گیا جواب دیا کہ ایک شکل کے ہونا برا نہیں جیسے کہ میٹھا اور کڑوا پانی ایک شکل کے ہیں لیکن مزا ہر ایک کا اپنا اپنا ہے۔

حل لغات :۔ جز کہ میں کہ زائد ہے دوسرا کہ معنی کہ اسم کون

ترجمہ :۔ صاحب حس کے سوا ذائقوں کو کون پہچان سکتا ہے جس نے شہد نہ پیا ہو وہ شہد اور موم کے مابین کب فرق کر سکتا ہے

شرح :۔ یعنی جس طرح کڑوے اور میٹھے کے لئے ذوق کی ضرورت ہے اسی طرح انبیاء و اولیاء کرام کی معرفت کے لئے ذوق باطن چاہیے

marfat.com

بقیہ صفحہ ۱۹۱ : اور معجزہ سے شے کا وجود خارج میں فی الواقع موجود ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں فرعون کے جادوگروں کے متعلق فرمایا گیا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے زور سے ان کے خیال میں دوڑتی ہوئی معلوم ہوئیں۔ الفاظ یخیل سے پتہ چلتا ہے کہ وہ رسیاں اور لاٹھیاں فی الواقع سانپ نہیں ہوئیں بلکہ صرف لوگوں کی نظر بندی کر کے ان کے خیال میں رسیاں اور لاٹھیاں سانپ معلوم ہوتی تھیں۔ بخلاف موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے جب آپ نے عصا ڈالا تو " تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُوْنَ " ان کی لاٹھیوں کو نگلنے لگا۔ معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کا عصا فی الواقع سانپ بن گیا۔ جس کی کھلی شہادت یہی ہے کہ ان جادوگروں کی لاٹھیوں اور رسیوں کو نگل گیا۔ تب ہی تو وہ جادوگر غائب ہو گئے۔ ۲۔ معجزہ کا اثر عالم علوی۔ سفلی۔ اجسام عنصری۔ اجرام سماوی پر یکساں ہوتا ہے۔ بخلاف جادو کے کہ وہ عالم سفلی اور وہ بھی محدود اور مکر و فریب سے۔ چنانچہ جب کفار ہمارے آقا و مولا سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ سے عاجز آ گئے تو چاند کو دو ٹکڑے کرانے پر مجبور ہو گئے اور آقا و مولا نے بھی چاند دو ٹکڑے کر کے دکھلایا

فائدہ: معجزہ و سحر خرق عادت کا نام ہے اسی لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خرق عادت کے اقسام لکھ دیئے جائیں۔ تاکہ مزید وضاحت حاصل ہو جائے۔ خرق عادت سات قسم ہے۔

۱۔ معجزہ : انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے
۲۔ کرامت : اولیائے کرام سے ظاہر ہوتی ہے

marfat.com

۳۔ معونت عام مومنین (جو نہ ولی ہوں نہ فاسق) سے ہوتی ہے

۴۔ ارہاص۔ انبیاء علیہم السلام سے بطور کرامت قبل از دعویٰ نبوت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل از دعوئے نبوت حجر و شجر سلام عرض کرتے بعض لوگوں نے اسے کرامت میں داخل کیا اور بعض نے مجازاً معجزہ

۵۔ استدراج کافر اور فاسق و فاجر سے ظاہر ہوتا ہے تاکہ وہ اس فعل سے اپنے کفر و فسق پر ڈٹا رہے اور دوزخ میں پہنچے

۶۔ اہانت کافر و فاسق سے ظاہر ہوتی ہے۔ تاکہ اس کی رسوائی و ذلت ہو جیسے مسلیمہ کذاب اعور کی آنکھوں پر ہاتھ لگاتا تو الٹا وہ نابینا ہو جاتا۔

۷۔ سحر و جادو و شریر نفس سے شیطان کی اعانت سے اعمال مخصوصہ کے ذریعہ ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن اسے بعض لوگوں نے خرق عادت میں شمار نہیں کیا کیونکہ یہ اعمال عادت سے حاصل ہوتے ہیں کہانت بھی اسی سے ہے وہ یہ کہ جنات سے غیبی خبر سن کر بیان کیا جائے۔ مولانا اقدس سرہٗ اُن لوگوں کی تردید فرما رہے تھے جو انبیاء و اولیاء کو اپنے جیسا سمجھتے تھے۔ درمیان میں بجملہ معترضہ کے طور کچھ کہہ کر فرماتے ہیں کہ ظاہر بیں جیسے سحر کو مکر و فریب سمجھتا ہے اسی طرح معجزہ کو بھی اس پر محمول کرتا ہے اب جس طرح معجزہ و سحر کو ایک شے سمجھنا گمراہی دے دینی ہے اسی طرح انبیاء و اولیاء کو بھی اپنا جیسا سمجھنا گمراہی و بے دینی ہے۔

marfat.com

۱
کافراں اندر مرے بوزینہ طبع　　آفتے آمد درونِ سینہ طبع
۲
ہر چہ مردم میکند بوزینہ ہم　　آں کند کز مردم بیند دمبدم
۳
او گماں بردہ کہ من کردم چو او　　فرق را کے بیند آں استیزہ جو

۱۔ حل لغات: مرے بکسر اول و یائے مجہول دراصل مراء بروزن فعال تھا، بمعنی برابری کا دعویٰ کرنا۔ پھر بقاعدہ معلومہ امالہ کر کے مراء سے مرے پڑھا گیا۔ بوزینہ بمعنی بندر بعض کہتے ہیں کہ یہ ابوزنہ تھا (بمعنی تہمت والا) پھر مخفف کر کے بوزنہ بکسر زا ہو کر زاء میں اشباع کیا گیا، بوزینہ ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ بقاعدہ عربیہ نون مشدد کو یاء سے تبدیل کیا گیا جیسے دُنّا میں نون ثانی کو یاء سے تبدیل کیا گیا۔

ترجمہ: کافر برابری کے دعویٰ میں بندر کی طبیعت رکھتے ہیں۔ یہ عادت سینے میں ایک بلا ہے۔

شرح: ہمسری کرنے والوں کی خوب خبر لی پہلے دلائل نقلیہ و عقلیہ سے سمجھایا اب تمثیلات و تشبیہات سے بتایا کہ بندر کے گمان میں ہے کہ میں بھی آدمی کا ہمسر ہوں۔ چنانچہ اس باطل گمان کے برابری کے کردار ظاہر کرتا ہے۔ لیکن یہ اس کا خام خیال ہے۔ اسی طرح جو لوگ انبیاء و اولیاء کی ہمسری کے مدعی ہیں ان کے اندرونی مرض ہے جو لاعلاج ہے (دیکھا اس میں) (باقی اگلے صفحہ پر) ۱۹۵

marfat.com

۱

ایں کند از امر و آں بہر ستیز — بر سرِ استیزہ رویاں خاک ریز

۲

آں منافق با موافق در نماز — از پئے استیزہ آید نے نیاز

۳

مومناں را برد باشد عاقبت — با منافق مات اندر آخرت

۱۔ ترجمہ:۔ یہ (نبی و ولی) تو امرِ الٰہی سے عمل کر رہا ہے لیکن (وہ ہمسری کرنے والا کافر) جرأت مقابلہ کی غرض پر عمل کرتا ہے۔ تو (اے مخاطب) جھگڑالو لوگوں کے سروں پر مٹی ڈال۔

شرح:۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ عادات و اخلاق بظاہر اگرچہ برابر ہیں لیکن حقیقت ہر ایک کی علیحدہ ہے۔ بنا بریں حرف ظاہر فتویٰ پر نہیں ہوتا بلکہ حقیقت پر موقوف ہے

(بقیہ ص ۱۹۴ سے)

الٹا اضافہ ہو رہا ہے۔ کما قال عز و جل فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا و لھم عذاب الیم بما کانو یکذبون

۲۔ حل لغات: "مردم" واحد اور جمع دونوں کے لیے مستعمل ہوتا ہے

ترجمہ:۔ جو کچھ آدمی کرتا ہے۔ بندر بھی وہی کرتا ہے اور جو کچھ آدمی سے دیکھتا ہے بندر بھی وہی کرتا ہے

شرح:۔ اس شعر میں بندر کی عادت و خصلت کا ذکر کر کے تنبیہ فرمائی کہ انبیاء و اولیاء کے ہمسری کے مدعی بھی فطرتاً ایسے ہی ہیں۔ ۳۔ ترجمہ:۔ وہ گمان کرتا ہے کہ میں نے اس کی طرح کر لیا لیکن وہ جنگجو فرق کو کب دیکھ سکتا ہے۔ شرح:۔ یعنی صرف ظاہری حالت کو دیکھ کر فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ چنانچہ تحذیر الناس ص میں لکھ دیا۔

marfat.com

لیکن یہ اس وقت جب مقابلہ مقصود ہے۔ اگر اس نقل سے اتباع مطلوب ہے اور محویت کا حصول مرغوب تو عین مدعیٰ یہی ہے۔ اسی نقل سے تو فنائیت حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے سالک کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ شیخ کے قدم بقدم بلکہ اس کی صورت و سیرت کا ایسا نقشہ جائے کہ شیخ کا مظہر بن جائے اس بحث کو مولانا قدس سرہٗ آگے چل کر مفصل بیان فرمائیں گے۔

۲۔ ترجمہ :۔ وہ منافق موافق (مؤمن) کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے (لیکن) وہ تو مقابلہ کے لئے پڑھ رہا ہے۔ نہ کہ نیاز کی خاطر۔

شرح :۔ تمثیل قول سے فارغ ہو کر شرعی مسئلہ کو لے کر سمجھاتے ہیں کہ دیکھئے کہ نماز اعلیٰ عبادت ہے لیکن مومن و منافق ایک ہی صف میں ایک ہی امام کے پیچھے یا ایک وقت دونوں نمازیں پڑھ رہے ہیں مگر مومن کیلئے تو فرمایا قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون اور منافق کے لئے واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ جس سے نتیجہ نکلا کہ مؤمن صرف معبود حقیقی کے دیدار کے شوق میں سربسجود ہے لیکن منافق کا مقصود فساد و عداوت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قبیح عادت کا تذکرہ تیسرے پارہ میں بیان فرمادیا وقالت طائفۃ من اھل الکتاب الخ م حل لغات :۔ برد۔ مات یہ دونوں لفظ جیت و ہار کے لئے مستعمل ہوئے۔ اور دراصل یہ الفاظ اصطلاح شطرنج کے ہیں۔

ترجمہ :۔ آخر مومنوں کو فتح نصیب ہو گی اور قیامت میں منافق کو خسارہ نصیب ہو گا۔

شرح :۔ یعنی ظاہری اعمال کا انجام کار قیامت میں ظاہر ہو گا کہ مومن کیلئے تو فرمایا لھم دار الخلد جزاء بما کانو یکسبون اور منافق کیلئے فرمایا ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔

۱
گرچہ ہر دو بر سرِ یک بازی اند　　لیک باہم مرغزی و رازی اند

۲
ہر یکے سوئے مقامِ خود رود　　ہر یکے بر وفق نامِ خود رود

۳
مومنش خوانیش جانش خوش شود　　ور منافق تند و پر آتش شود

۱۔حل لغات :۔"مرغزی" بفتح میم و سکون مراد فتح غین ۔ملک فارس میں ایک شہر کا نام ہے ۔"رازی" دراصل رے شہر بخلاف قیاس زائے کو بڑھایا گیا اس سے دوری کا معنی مقصود ہے

ترجمہ :۔اگرچہ دونوں ایک ہی بازی میں ہیں لیکن تفاوت کی وجہ سے ایسے ہیں گویا مرغز اور رے کے باشندے ہیں۔

شرح :۔ یہ شعر مومن و منافق کے مابین فرق کی پہلی دلیل ہے۔

۲۔حل لغات :۔مقام بصیغہ اسم مفعول بمعنے قیام گاہ ۔ وفق بمعنی موافق

ترجمہ :۔ہر ایک اپنی قیامگاہ کی طرف جارہا ہے اور ہر ایک اپنے نام کے موافق جارہا ہے۔

شرح :۔ شعر گذشتہ کی وضاحت میں لائے کہ اب تو ایک ہی جگہ نماز میں ہیں لیکن از روئے انجام ایک دوسرے سے بہت دور ہیں کیونکہ مومن کی قیامگاہ بہشت ہے وہ اعلیٰ علیین میں ہے اور منافق کا ٹھکانہ جہنم میں ہے۔ اور وہ سجین ہے۔ اور ان کے مابین بہت بڑا فاصلہ ہے۔ اسی لئے فرمایا (باقی صفحہ ۱۹۸ پر)

marfat.com

۱

نام آں محبوب از ذات ویست ۔ نام ایں مبغوض از آفات ویست

۲

میم وواو ومیم ونون تشریف نیست لفظ مومن جز پئے تعریف نیست

۳

گر منافق خوانیش ایں نام دون ہمچوں کژدم مے خلد دراندروں

۴

گرنہ آں اشتقاقِ دوزخ است پس چرا دروے مذاقِ دوزخ است

۱۔ ترجمہ :۔ یہ نام (مومن) اس کی ذات کی وجہ سے پیارا ہے اور یہ نام (منافق) اس کی آفتوں کی وجہ سے برا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۹۷) ہر یکے سوئے مقام الخ

۲۔ ترجمہ :۔ اسے مومن کے نام سے پکارو تو وہ خوش ہو جاتا اور اگر منافق کے نام سے پکارو تو غضبناک اور آگ سے پُر ہو جاتا ہے۔

شرح :۔ یہ شعر مومن و منافق کے فرق کی دوسری دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ الفاظ میں بوجہ اندرونی حقیقت کے تاثیر ہوتی ہے۔ اسی لیے تعویذات اور دم درود کی تاثیر حق مانی جاتی ہے جو لوگ اس حقیقت کے منکر ہیں انہیں اس حقیقت سے آگاہ ہونا چاہیئے۔ (لطیفہ) کوئی شخص نہ مانے تو اسے دو چار گالی جڑ دو۔ پھر دیکھو کیسا نیلا پیلا ہوتا ہے۔ پھر وہ سبب پوچھے تو بتا دو کہ الفاظ میں تاثیر ہوتی ہے۔ جیسے تجھے ان الفاظ کے سننے سے غصہ بھر آیا۔

marfat.com

شرح :۔ یعنی الفاظ کی تاثیر دراصل اس کے باطنی امور کی وجہ سے ہے جیسے لفظ مومن و منافق سے پتہ چلتا ہے۔

۲۔ ترجمہ :۔ میم واو اور میم نون (مومن) کا لفظ موجب بزرگی نہیں لفظ مومن تو سوائے تعریف کے کسی کام کا نہیں

شرح :۔ پہلے شعر کی توجیہہ کے لئے ہے کہ صرف الفاظ موجب تاثیر نہیں بلکہ ان کے اندر جو معنی و مطلب ہے وہی تاثیر کا موجب ہے۔ جیسے لفظ مومن کو اس کی ترکیب لفظی میں تو کچھ نہیں البتہ اس لفظ کا جو موضوع رہے۔ وہی تاثیر پیدا کر رہا ہے۔

۳۔ حل لغات : دوں بالضم بیاں خسیس و سفلہ کے معنی میں۔ کژدم بفتح کاف بچھو۔

شرح :۔ اس خسیس نام والے کو اگر منافق کے نام سے پکارو گے تو بچھو کی طرح اس کے دل میں کھٹکتا ہے۔

۴۔ حل لغات :۔ اشتقاق مصدر افتعال بمعنی لکڑی وغیرہ چیرنا۔ اور اصطلاح حرف میں ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ سے بنانا۔ یہاں مصدر بمعنی اسم فاعل یعنی مشتق اور مراد اس سے مناسب ہے۔

ترجمہ :۔ اگر اسے دوزخ سے مناسبت نہیں ہے۔ تو پھر اس میں دوزخ کا مذاق کیوں ہے۔

شرح :۔ یعنی منافق کو اس نام سے اس کے دل میں آگ بھڑک اٹھتی ہے یہی بات دلالت کرتی ہے کہ اسے دوزخ سے مناسبت ہے۔ کیونکہ کل شیئ یرجع الیٰ اصلہ

marfat.com

۱
زشتی ایں نام بد از حرف نیست تلخی آں آب بحر از ظرف نیست

۲
حرف ظرف آمد درو معنی چو آب بحر معنی عندہٗ ام الکتاب

۳
بحر تلخ و بحر شیریں در جہاں درمیاں شاں برزخ لا یبغیان

۱۔ ترجمہ:۔ اس نام بد کی خرابی حرف سے نہیں جیسے سمندر کے پانی کی تلخی برتن سے نہیں۔

شرح:۔ اس کی تقریر بھی لفظ مؤمن کی تقریر کے مطابق ہے۔

۲۔ ترجمہ:۔ حرف بمنزلہ ظرف کے ہے اور اس میں معنی بمنزلہ پانی کے ہے۔ معنی کا دریا وہ ہے جس کے پاس ام الکتاب ہے۔

شرح:۔ مولانا قدس سرہٗ کی ایک عادت ہے کہ کہیں بھی توحید کے مضمون سے کوئی مناسب بات مل جاتے تو اصل مضمون چھوڑ کر توحید کو بیان کرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں بھی ایسے ہی ہوا کہ لفظ مؤمن و منافق کی تاثیر معنی کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ تو ایک ظرف کی طرح ہیں اور ظرف میں سے وہی ظاہر ہوتا ہے جو اس میں ہے۔ اور پھر یہ معانی بھی دراصل ایک سمندر بیکنار سے آ رہے ہیں۔ یعنی وہ ذات مطلق کہ جس کے پاس ام الکتاب ہے۔ مولانا عبدالعلی بحرالعلوم شرح مثنوی میں فرماتے ہیں۔ کہ "بعندہٗ ام الکتاب" سے مراد یا تو انسان کامل ہے کہ اس کے سامنے لوح محفوظ مکشوف ہے یا باری تعالیٰ کی ذات مراد ہے یہی زیادہ مناسب ہے

marfat.com

۱
دال کہ ایں ہر دو زیک اصلے رواں　　در گذر زیں ہر دو تا معنی آں

۲
زرِ قلب و زرِ نیکو در عیار　　بے محک ہرگز ندانی اعتبار

۱۔ ترجمہ :۔ جان لے یہ دونوں ایک چشمہ سے جاری ہیں۔ ان دونوں سے گذر کر حقیقت تک پہنچ جاؤ۔

شرح :۔ یہ شعر اور اسی جیسے اور اشعار مثنوی شریف کی جان ہیں اور اصل مقصد مولانا قدس سرہٗ کا بھی یہی ہے کہ یہ دو اسم مضل و ہادی جن کے آثار اوصاف (باقی ص ۲۰۲ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ ۲۰۰ کا :۔ کیونکہ نص قطعی کے موافق ہے

۳۔ حل لغات :۔ برزخ بالفتح وزاء معجمہ مفتوح وہ شے کہ وہ چیز (جو آپس میں ایک دوسرے کی مخالف ہیں) کے مابین حائل ہوں خواہ ان کے مابین کوئی مناسبت ہو یا نہ ہوں جیسے اعراف بہشت و دوزخ کے لئے برزخ ہے۔ اور نیدر انسان و حیوان کا برزخ ہے اسی طرح عالم مثال کو بھی عالم برزخ کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ

ترجمہ :۔ دریا شور اور دریائے شیریں جہاں میں ہیں اور ساتھ ساتھ چل رہے ہیں لیکن ان کے مابین ایک برزخ ہے جو ایک دوسرے سے نہیں ملتے۔ شرح :۔ دریائے شور سے اوصاف رذیلہ اور دریائے شیریں سے اخلاق حمیدہ مراد ہیں یعنی اگرچہ اوصاف ذمیمہ اسم مضل کے آثار ہیں اور اخلاق حمیدہ اسم ہادی کے آثار ہیں لیکن دوسرے پر غالب نہیں ہو سکتے کیونکہ قدرت کاملہ سے ان کے مابین ایک برزخ مقرر ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۰۱

ذمیمہ و اخلاق حمیدہ ہیں۔ اگرچہ یہ متضاد صفتیں ہیں لیکن ان کا اصل و چشمہ ایک ہی یعنی ذات حق یہی وہ ذات ہے جو کائنات میں ظاہر ہوئی ہے اور یہی ذات متقابلہ اسماء سے موصوف ہے اور یہ اسماء اس ذات سے ہیں پس اسی ذات کو طلب کرنا چاہیئے کیونکہ یہ اسماء اس کے منظہر ہیں اگر سالک مظاہر کے خیال میں رہا اور مشاہدہ وحدت سے محروم رہا۔ تو   غفی میں مبتلا ہوگا۔ (بحر العلوم)

۲ حل لغات :- زر پر دونوں زر میں راء مشدد ہے۔ بوجہ ضرورت شعری قلب کے بہت معانی ہیں۔ یہاں بمعنی زر غیر خالص یعنی کھوٹا۔ عیار بالکسر معنی پرکھنا

ترجمہ :- کھوٹے سونے اور کھرے سونے پر کھنے میں کسوٹی کے بغیر اعتبار مت کرنا۔

شرح :- اس شعر کا تعلق ۵ بحرِ تلخ و بحرِ شیریں الخ سے ہے۔ زر قلب سے اوصاف ذمیمہ اور زر   سے اخلاق حمیدہ مراد ہے۔ جس طرح سونے پر کھنے کے لئے کسوٹی ضروری ہے اسی طرح اخلاق حمیدہ و اوصاف ذمیمہ کے لئے ایک کسوٹی چاہیئے۔ جس سے پتہ چلے کہ یہ اعمال سلوک میں مفید ہیں۔ اور یہ مضر۔ اگرچہ ظاہراً شرع مطہرہ کے مطابق ہر ایک کو پتہ چل سکتا ہے لیکن کسوٹی (پیر کامل) کے بغیر کارگر نہیں مثلاً ہم تم سب نماز و روزہ و دیگر اعمال کے پابند تو ہیں لیکن اس میں بہت سی باطنی خرابیاں موجود ہیں۔ جو کہ ہمیں راہِ حق سے حائل ہیں۔ مثلاً عبادت کرتے کرتے ریا پیدا ہوگیا یا عجب اور خود بینی وغیرہ وغیرہ سرایت کر گئی تو وہ اعمال بے کار و اکارت گئے تو ان بیماریوں کے لئے کسوٹی (پیر کامل) کی ضروری ہے جیسا کہ آگے چل کر مولانا قدس سرہ بیان فرمائیں گے۔

فقیر اویسی غفرلہ سیرانی مسجد بہاول پور

marfat.com

۱

ہر کرا در جاں خدا بنہد محک ۔۔۔ ہر یقیں را باز داند او زشک
آنکہ گفت اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ مصطفےٰ ۔۔۔ آں کسے داند کہ پُر بود از وفا

ترجمہ :۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کسوٹی رکھ دیتا ہے وہ ہر یقین اور شک کی پرکھ اور تمیز کرسکتا ہے۔

شرح :۔ محک سے مراد وہ نور عرفانی جو انبیاء و اولیاء کو حاصل ہوتا ہے یعنی اعمال کے نفع و نقصان کی تمیز وہ کرسکتا ہے۔ جسے نور عرفانی حاصل ہے۔ کما قال یعنی جیسے خود مولانا اقدس سرہٗ نے دوسرے شعر میں بیان فرمایا

۲۔ ترجمہ : وہ نبی پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ اپنے دل سے فتویٰ طلب فرمایا ہے۔ یہ وہ جانتا ہے جو وفا سے بھرپور ہے۔

شرح :۔ یہ شعر ایک سوال کا جواب ہے۔ اور گذشتہ شعر کی توضیح کے لیے بیان فرمایا۔ سوال کی تقریر یہ ہے کہ مولانا قدس سرہٗ نے حق و باطل کی تمیز صرف مخصوص لوگوں کے لئے منحصر کردی حالانکہ صحیح حدیث میں اسے عام رکھا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ۔ یا وابصۃ جست تسألُ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ ۔ اے وابصہ تو نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھتا ہے۔ وابصہ کہتے ہیں میں نے عرض کی ہاں۔ آپ نے اپنی انگلیاں جوڑ کر سینے پر ماریں اور فرمایا " اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ " اپنے دل سے پوچھ الخ اس سے ثابت ہوا کہ یہ حکم عام ہے جواب میں فرمایا کہ واقعی یہ حکم خاص لوگوں کے لئے ہے یعنی وہ حضرات جو اہل وفا جیسے بحر العلوم میں وفائی تفسیر تصوف کی ہے

marfat.com

کیونکہ وہی لوگ اس کے اہل ہیں کہ جو دل فتویٰ دے وہی حق ہے۔ اگرچہ علماء ظواہر اس کے خلاف کہیں اس کی ایک وجہ ہے وہ یہ کہ یہ حضرات دل کو غیریت سے پاک وصاف رکھتے ہیں۔ ان کے دل کا آئینہ لوح محفوظ کے محاذی ومقابل ہوتا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لکل شیئ مصقلۃ ومصقلۃ القلب ذکر اللہ ہر شئے کا مصقلہ ہوتا ہے۔ اور دل کا مصقلہ ذکر اللہ ہے۔ اور فرمایا یا قلب المؤمن عرش اللہ بنا بریں ولی کامل کا قول اہل ظواہر سے زیادہ معتبر اور زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ **سوال**:۔ اصول فقہ میں ہے کہ جب دو قیاس ایک دوسرے کے خلاف آئیں تو اس وقت ان دونوں کو ضائع کیا جائے بلکہ دل سے گواہی لی جائے جس پر دل کا وثوق ہو جائے اسے لیا جائے اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کا دل فتویٰ دینے کے قابل ہے۔

جواب:۔ یہاں پر ایک قاعدہ یاد رکھو۔ وہ یہ کہ ہر ایک انسان کا دل لطیفہ ربانی ہے اور مہبط اسرار یزدانی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس پر کفر و نفاق، فسق وفجور معاصی و آثام صغائر و کبائر کے ڈھیر جمے ہوئے ہیں دل کا وہ اصلی لاؤ روشنی تاریکی میں ہے۔ اب ہر ایک کے لئے یہ بات کیسے مانی جا سکتی ہے۔ البتہ جس کا دل آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہے۔ جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا وہ فتویٰ دینے کے قابل ہے۔ اصول فقہ کا یہ قاعدہ بھی صرف مجتہد کے لئے ہے کہ جس کا دل حق تعالیٰ کے نور سے منور ہے۔

marfat.com

۱

در دہاں زندہ خاشاکے جہد　　　　آنگہ آرامد کہ بیرونش نہد

۲

در ہزاراں لقمہ یک خاشاک خورد　　　　چوں درآمد حس زندہ پے ببرد

۱۔ حل لغات :۔ خاشاک ۔ تنکا جہد مضارع از جستن کودنا ۔ آرامد ۔ مضارع از آرامیدن ۔ آرام کرنا

ترجمہ :۔ کسی کے منہ میں اگر تنکا پڑ جائے تو وہ اس وقت آرام پائے گا ۔ جبکہ اس سے باہر نکالا جائے ۔

شرح :۔ پچھلے جواب کی توضیح میں فرمایا کہ ہم نے امتیاز کے لئے مخصوص لوگوں کا نام اس لئے لیا کہ وہ لوگ زندہ دل ہوتے ہیں ۔ انہیں نہ صرف گناہ کا احساس ہوتا ہے بلکہ وہ گناہوں کو آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں ۔ چنانچہ سیدنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وضو کرتے وقت گرتے پانی کو دیکھ کر بتا دیتے اس میں سے گلہ جا رہا ہے ۔ یہ چغلی ہے ۔ یہ جھوٹ وغیرہ وغیرہ اسی لئے انہوں نے پانی مستعمل کو نجاست مغلظہ کا حکم دیا ہے ۔ اور ہم تم عوام مردہ دل ہیں ہمیں گناہوں کا کوئی پتہ نہیں چلتا ۔ چنانچہ اسے ایک حسی مثال سے سمجھئے کہ منہ میں لقمہ کتنا بڑا کیوں نہ ہو ۔ کچھ خبر نہیں چلتی لیکن جب ایک باریک تنکا اڑ جائے تو جب تک اسے نکالا نہ جائے تب تک آرام نہیں ہوتا ۔ اسی طرح ولی کامل کے سامنے گناہوں کی کیفیت ہے ۔

۲۔ ترجمہ :۔ ہزار لقموں میں جب ایک چھوٹا تنکا آیا تو (باقی ۲۰۶ پر)

marfat.com

۱
حس دنیا نردبانِ ایں جہاں　　حس عقبیٰ نردبانِ آسماں

۲
صحت ایں حس بجوئید از طبیب　　صحت آں حس بجوئید از جلیب

۳
صحتِ ایں حس ز معموریِ تن　　صحت آں حس ز تخریبِ بدن

۴
شاہِ جانِ جسم را ویراں کند　　بعد ویرانیش آباداں کند

۱حل لغات:- نردبان۔ بالفتح سیڑھی۔

ترجمہ:- دنیا کی حس اس جہاں دنیا کی سیڑھی ہے اور عقبیٰ کی حس آسمان کی سیڑھی ہے

شرح:- حس دس قسم پر منقسم ہے۔ پانچ ظاہرہ (۱) سامعہ (۲) باصرہ (۳) ذائقہ (۴) شامہ (۵) لامسہ پانچ باطنہ (۱) متخیلہ (۲) متفکرہ (۳) واہمہ (۴) حافظہ (۵) حس مشترک۔ ان کی تفصیل کتب طب و علم کلام میں ہے۔ یہی حس دنیا ہیں اور آخرت کی حس بھی یہی ہیں۔ اگر عالم قید سے ترقی پاکر عالم اطلاق کو پالیں یعنی حس دنیا سے انسان دنیوی امور میں ترقی حاصل کرلیتا ہے جیساکہ آج کل امورِ دنیویہ کو ترقی

باقی اگلے صفحہ پر

(بقیہ صفحہ ۲۰۵ سے)

زندہ آدمی کی حس نے اسے محکوم کرلیا۔ شرح:- جس طرح زندہ آدمی لقمہ سے تنکا کا امتیاز رکھتا ہے اسی طرح نورِ عرفاں جسے حاصل ہے۔ اسے حق و باطل اور نیک و بد کی تمیز ہوتی ہے۔

marfat.com

۱
اے خنک جائیکہ بہرِ عشقِ حال — بذل کرداد خانمان و ملک و مال

۲
کرد ویران خانہ بہرِ گنجِ زر — وز ہماں گنجش کند معمور تر

۳
آب را ببرید و جو را پاک برد — بعد ازاں در جو رواں کرد آبخورد

۴
پوست را بشگافت پیکاں زا کشید — پوست تازہ بعد ازانش بردمید

حلِ لغات :- خنک بفتحتین بمعنی خوش و خرم۔ خانماں مخفف از خانہ بمعنی گھر و ماں بمعنی اسباب
(باقی بر صفحہ ۲۰۸)

(بقیہ پچھلے صفحہ کا)
انہی کے ذریعہ سے ہے اور عالم عقبیٰ کی ترقی کا ذریعہ یہی ہے کہ انسان حق و باطل کی تمیز کا فن سیکھ لے۔ ترجمہ :- اس جسمانی حس کی صحت طبیب سے طلب کرو لیکن اے روحانی حس کی صحت حبیب ولی کامل سے پوچھو۔ شرح :- مقصد کو دو مثال سے ثابت کر کے اب روحانی معالجہ کے معالج کی رہبری فرمائی ۳۔ ترجمہ :- اس جسمانی حس کی صحت جسم کو موٹا تازہ رکھنے سے ہے اور اس روحانی حس کی صحت الٹا جسم کو پامال کرنے سے (شرح) ولی کامل کی طرف راہبری کر کے اب اس کے علاج کا خلاصہ بھی بتا دیا کہ روحانی ترقی صرف اسی میں ہے کہ اس جسم سنتین کو فنا کر کے بقائے دائمی و حیاتِ جاودانی حاصل کر لو کما قال۔ ۴ حل لغات :- شاہِ جہان سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ بعض شارحین نے خود روح بھی مراد لیا ہے (بحر) آبادان بمعنی آباد (ترجمہ) :- جان کا مالک جسم کو ویران کرتا ہے لیکن ویرانی کے بعد اسے آباد بھی کرتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ کے نیچے ہے)

marfat.com

بقیہ صفحہ ۲۰۸ کتنی خوشی ہے اس دل کو کہ جس نے عشق کی کیفیت کے حصول کے لئے ملک مال اور گھر کا تمام اسباب خرچ کر دیا

شرح :- سالک کو اس کورس میں داخلہ کی ترغیب و تحریص دلاتے ہیں - پھر آگے اسے مثالوں سے سمجھاتے ہیں

۲۔ ترجمہ :- سونے کے خزانے کی خاطر پہلے گھر کو ویران کیا پھر اسی خزانہ سے اس سے کہیں زیادہ اعلیٰ تعمیر کرایا

شرح :- جسم کو فنا کر کے دائمی بقا میں فائدہ یہ ہے کہ مثلاً کسی کو پتہ چل جائے کہ میرے مکان کے نیچے سونے کا خزانہ ہے تو وہ مکان اگرچہ کتنا قیمتی ہو اسے گرا دے گا۔ اور پھر سونا نکال کر اس کی اچھے سے اچھی تعمیر کرائے گا۔ یونہی جسم کو مجاہدات و ریاضات سے فنا کر کے دائمی بقا حاصل کر لی جائے۔

۳۔ ترجمہ :- پانی کو بند کر کے نہر کو صاف کر لیا۔ اس کے بعد نہر میں پانی جاری کیا

شرح :- فنا کے بعد بقا ملنے کی دوسری مثال ہے کہ جس طرح پہلے نہر سے پانی بند کرنے سے نقصان معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی صفائی کے لئے بند کرنا اور پھر صفائی کے بعد بہت پانی بہنا کتنا سودمند بات ہے اسی طرح نفس سے رذائل و خسائس کو دور کرنے کے بعد جلا اور روشنی پیدا کرنے سے نفس کو الٹا فائدہ ہے نہ کہ نقصان۔ (باقی صفحہ ۲۰۹ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ ۲۰۷ کا

شرح :- سالک نے جب سنا کہ اس جسم کو تباہ کرنے سے کیا فائدہ ہے۔ اس سے گویا سالک کو تسلی دلاتے ہیں کہ جسم کی اب کی آبادی تو عارضی ہے کیونکہ بعد مرگ اسے مٹی کا لقمہ ہونا ہے لیکن جب ولی کامل کے ہاتھ میں آ کر فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہو جائیگا تو پھر وہ آبادی دائمی و سرمدی ہے۔

marfat.com

۱۔

قلعہ ویراں کرد از کافر ستد بعد ازاں بر ساختش صد برج و سد

ترجمہ :۔ قلعہ کو ویران کر کے کافر سے چھین لیا۔ اس کے سینکڑوں برج و فصیل تیار کیۓ۔ شرح :۔ کافر سے قلعہ چھینا یعنی نفس کو ریاضتوں و مشقتوں میں لگانا۔ اس کی انانیت مٹا کر صد جان حاصل کر لینا راہ سلوک کا ایک کرشمہ ہے۔ مضمون سابق کی یہ چوتھی مثال ہے۔

خلاصہ :۔ ان ہر چہار امثلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بظاہر سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ لیکن اس نقصان کو گوارہ کرنے سے بیشمار فوائد حاصل ہو گئے۔ ان کے ظاہری نقصانات سے تنگدل وہی ہوتا ہے۔ جو انجام سے بے خبر ہوتا ہے اسی طرح بدن کی ویرانی سے روح کو ترقی ملتی ہے۔ جس کی حقیقت سے بے خبر سالک پریشان ضرور ہوتا ہے۔ لیکن جب مرشد کامل کے دامن میں ہاتھ ہو گا۔ تو اس وقت یہ نقصانات سراسر راحت و سرور بن جائینگے

سوال :۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم (باقی صفحہ ۲۱۱ پر)

(بقیہ صفحہ ۲۰۸ سے) ۴۔ ترجمہ :۔ چمڑے کو چیر کر بھال (تیر کی نوک) نکالی۔ اس کے بعد تازہ چمڑا اگا۔ (شرح) فناہیت کے فائدہ کی تیسری مثال ہے۔ کہ مثلاً کسی کو تیر کی بھال جسم میں ہو اور وہ چمڑا بھال کی وجہ سے خراب ہو گیا ہو گا۔ اس کو چیرنے سے جسم کو ایذا بھی پہنچیگا اور جسم کو کاٹا بھی جائیگا۔ لیکن یہ بات مضمر ہے کہ اس کے کاٹنے سے جسم کی صحت بھی ہے اور یہ خراب آپٹھا دور ہو کر تازہ چمڑا پیدا ہو جائیگا اسی طرح سالک کی فناہیت سے بقا جاودانی کا ملنا۔

marfat.com

اور فرمایا لا تحرموا ما احل اللّٰہ لکم ولا تعتدوا اور حدیث شریف میں ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو کو فرمایا۔ جبکہ وہ رات کا قیام اور دن کا روزہ علی الدوام کرتے آپ نے فرمایا۔

لا تفعل صم وقم ونم فان لجسدک علیک حقا وان لنفسک علیک حقا وان لزوجک علیک حقا الحدیث آیات و حدیث سے ثابت ہوا کہ سالک کے مجاہدات و ریاضات مقرر کرنا سراسر غلط و بے بنیاد ہیں۔ علاوہ ازیں عقلی حیثیت سے بھی یہ بات ناجائز ہے کیونکہ مجاہدات و ریاضات سے مستحبات کا اضافہ مقصود ہے اور جب انسان کو ریاضت و مشقت سے کمزوری لاحق ہو جائے گی۔ تو وہ فرائض و سنن کی ادائیگی سے بھی عاجز آجائے گا۔ فلہذا ایسے مجاہدات کا ترک اولیٰ ہے۔

جواب:۔ جب قرآن سے ثابت ہے کہ "ان النفس لامارۃ بالسوء" اور حدیث میں بھی ہے۔ کہ اعدیٰ عدوک نفسک التی بین جنبیک" تو اسے حد اعتدال میں لانا ضروری ہوا جس کے علاج کے لئے تدبیر یہی ہے جو سلف صالحین نے مجاہدات مقرر فرمائے کہ جن کے استعمال سے محبوب حقیقی کے عشق و لذت ذوق میں ایسی محویت نصیب ہو جاتی ہے کہ جس پر خود نفس ان کو ترک اپنے لئے ضروری سمجھتا ہے اب گویا اس کی نہ تو یہ لذائذ غذا رہے۔ اور نہ اس کا یہ حقوق اور نہ ہی وہ ان کا طالب۔ یہ ایسے ہے جیسے مریض کے آگے مکلف اغذیہ کہ وہ اپنی طبع ناسازی کی وجہ سے نہ صرف ان سے متنفر ہے۔ بلکہ انہیں الٹا اپنا جانی نقصان سمجھتا ہے۔

۱
کار بیچوں کہ کیفیت نہد　　　اینکہ گفتم ہم ضرورت میدہد

۲
کہ چنیں بنماید و گہ ضد ایں　　　جز کہ حیرانی نباشد کار دیں

۳
نے چناں حیراں کہ پشتش سوئے اوست　　　بل چنیں حیراں کہ غرق و مست دوست

۱۔ ترجمہ :- بے چوں ذات کے بھید بیان کرنے کی کس کو طاقت ہے یہ جو میں نے بیان کیا ہے یہ جو میں نے کہا ہے صرف ضرورت کے مطابق ہے۔

شرح :- یعنی وصول الی اللہ کا طریقہ ریاضات و مجاہدات میں منحصر نہیں اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے جس طرح بندہ کو اپنا راہ بتا دے۔ وہ قادر ہے لیکن چونکہ یہ طریقہ موصل الی اللہ ہے اور سلف صالحین کا مجرب ہے۔ اسی لئے بنا بر ضرورت میں نے بیان کر دیا ہے۔

۲۔ ترجمہ :- کبھی یونہی جلوہ کرتا ہے اور کبھی اس کے خلاف حیرانی کے سوا دین کا کام نہیں ہے۔

شرح :- جونکہ مقصود وصول الی الحق ہو جائے اس کا کوئی خاص طریقہ نہیں اب اس کے متعلق فرمایا کہ تجلی حق کبھی کسی ایک تجلی میں متجلی ہوئے پھر اس کے برعکس دوسرے اسم جو پہلے کے متضاد میں ظاہر ہوئے اس سے عارف کو حیرت ہوتی ہے لیکن حیرت ایک [illegible] ہے مولانا قدس سرہ آگے بیان فرماتے ہیں۔ بلکہ [illegible] [illegible] بیان [illegible] کر دیا کہ دین میں خود حیرت ہی حیرت ہے [illegible]

marfat.com

۱
آں یکے را روئے او شد سوئے دوست
ویں یکے را روئے او خود روئے اوست

۲
روئے ہر یک مے نگر می دار پاس
بو کہ گردی تو ز خدمت بو شناس

۱۔ ترجمہ :۔ ایک وہ ہے جس کا منہ دوست کی جانب ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ اس کا منہ خود دوست کا منہ ہے۔

شرح :۔ حیرت کے اقسام کے بعد اب حیرت محمودہ کے اہل کے اقسام بیان فرمائے۔ فرمایا کہ حیرت زدہ عرفاء بھی دو قسم ہیں۔ پہلا یہ کہ اسے تجلیات کے نظارے گوناگوں ہوتے ہیں۔ یہ مرتبہ عین الیقین کا ہے (باقی صـ ۲۱۳ پر)

بقیہ: ۔۔۔ ۔ کار دین بمعنی سیر در راہ سلوک اور اس میں حیرت ضروری ہوتی ہے۔ جیسا کہ سالکین راہ حق سے مخفی نہیں۔ ۲۔ نہ ایسے حیران کہ اس کی پیٹھ اس کی طرف ہو۔ بلکہ ایسا حیران کہ اس میں غرق اور اس سے مست ہے۔

شرح :۔ شعر سابق میں حیرت کو سیر سلوک کا موقوف علیہ قرار دیا اب حیرت کے اقسام بیان فرمائے۔ کہ حیرت دو قسم ہے۔ (۱) حیرت مذموم (۲) حیرت محمودہ۔ حیرت محمودہ تو از کثرت توالی تجلیات انوار شاہد حقیقی پیغمبران اور واصلان حق کو نصیب ہوتی ہے۔ اور حیرت مذمومہ تصادم ادلہ و براہین کی وجہ سے حکماء و نظار کو درپیش ہوتی ہے اور پشت بودن سے مراد جہل و عدم مشاہدہ ہے یعنی عارفین کی حیرت یوں نہ سمجھنا کہ اس حیرت سے محبوب حق کے مشاہدہ سے جاہل و بے خبر ہیں بلکہ ان کی حیرت تو یہ ہے کہ اس کے مشاہدہ میں ایسے مستغرق ہیں کہ اپنی بھی انہیں خبر نہیں۔

marfat.com

۱۔ در فرق میان محقق و مدعی مبطل

۲۔

چوں بسے ابلیس آدم روئے ہست　　پس بہر دستے نشاید داد دست

۱۔ ترجمہ:۔ اہلِ تحقیق اور صرف مدعی جھوٹے کے مابین فرق۔

(ربط) قبل ازیں روحانی امراض کے علاج کے لئے فرمایا تھا ع

صحت ایں حس بجوئید از جبیب ۔ اب اس معالج روحانی کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ دو قسم کے ہوتے ہیں ۔ اہل تحقیق کے بھید میں جھوٹے مدعی ہوتے ہیں ۔

(بقیہ صفحہ ۲۱۲ سے) دوسرا یہ بحرِ شہود میں ایسا غرق ہے کہ اسے اپنی خبر بھی نہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو اور دوست کو ایک ہی سمجھتا ہے۔ کما قال انا احمد بلا میم اور فرمایا من راٰنی فقد راٰی الحق یہ مرتبہ عین الیقین کا ہے۔

۲۔ حل لغات:۔ پاس بمعنی پاسداری و لحاظ ادب ۔ بو (اول) بود کا مخفف ہے

ترجمہ:۔ ہر ایک کے منہ کو تکتے رہو۔ (لیکن) پاسداری ادب ملحوظ رہے۔ ہو سکتا ہے تو بھی خدمت سے محبت شناس ہو جائے ۔

شرح:۔ یعنی حیرت زدگان کے مراتب سے اعلیٰ و ادنیٰ کے فیصلہ میں نہ رہنا بلکہ ان ہر ایک کی خدمت و پاس ادب رکھو۔ ایک وقت آجائے گا کہ تجھے بھی یہی نعمت نصیب ہو جائے ۔

؎ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔ الخ اسی کا ترجمہ ہے۔

marfat.com

(بقیہ ص ۲۱۳ سے :۔)

ان سے بچ کر رہنا۔ خلاصہ یہ کہ بعیت کی ترغیب دلاکر اب شیخ کامل کی تلاش اور جھوٹے مکّار پیر سے بچنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

۲۔ ترجمہ :۔ چونکہ بہت سے ابلیس آدم کی صورت میں ہوتے ہیں فلہذا ہر شخص کے ہاتھ پر بعیت نہ کرنی چاہیئے۔

شرح :۔ آدم سے مراد حقیقت آدم یعنی انسان کامل ہے۔ اور آدم رُو سے مراد یہ ہے کہ بظاہر ایسا آراستہ و پیراستہ اور مجبّب و مقتّب ہو کہ لوگ اسے دیکھ کر شیخ کامل تصور کریں لیکن باطن اس کا ایسا ہو کہ اس کے کردار سے شیطان بھی پناہ مانگے۔ گویا یہ مصرعہ یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس اور شیاطین الانس والجن کا ترجمہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شیخ کامل تلاش کر کے بعیت کرنا لازمی ہے۔ لیکن افسوس کہ آج کل تو بعیت کا جنازہ نکل رہا ہے۔ اولاً تو بعیت ہونے والے مریدوں میں یہ تمیز نہیں رہی اور ادھر ہر شخص پیر و شیخ بنا بیٹھا ہے اور مریدوں میں اتنا اندھا دھند ہے کہ پیر کی صریح برائیاں دیکھ رہے ہیں لیکن پھر بھی کہتے ہیں کہ اس میں راز ہوگا۔ اور پیر بھی ایسے کمال تک پہنچے ہوئے کہ دنیا کی کوئی برائی نہیں ہوگی جو ان سے سرزد نہ ہو رہی ہو۔ آج کل گویا پیری مریدی دکانداری ہے حالانکہ اس سے مقصود یہ تھا کہ راہ سلوک آسانی سے طے ہو سکیں پس مرید اس کا ہونا چاہیئے جو خود راہ سلوک طے کر چکا ہو۔ جو مرنے سے اس راہ کا واقف بھی نہ ہو۔ اس کی بعیت کیا ہے کی۔

ے آں خود گم است کرا رہبری کند

marfat.com

۱
زانکه صیاد آورد بانگِ صفیر ۔۔۔ تا فریبد مرغ را آں مرغ گیر

۲
حرفِ درویشاں بدزدد مردِ دوں ۔۔۔ تا بخواند بر سلیمے زاں فسوں

۳
کارِ مرداں روشنی و گرمی است ۔۔۔ کارِ دوناں حیلہ و بے شرمی است

۱۔ حلِ لغات:۔ صفیر آواز۔ طراں آوردہ آواز جس کے ذریعہ پرندوں کو پکڑتے ہیں۔ سپیل کا معرب ہے۔

ترجمہ:۔ اس لئے کہ شکاری بھی پرندے کی آواز نکالتا ہے تاکہ وہ پرندہ پکڑنے والا پرندہ کو دھوکہ دے۔

شرح:۔ دھوکہ باز پیر کے لئے مثال اول بیان فرمائی کہ یہ دھوکہ باز اس شکاری کی طرح ہے جو پرندہ کی سی آواز بنا لیتا ہے۔ دھوکہ باز بھی شیخ کامل کی صورت و شکل اختیار کر کے لوگوں کو پھنساتا ہے۔

۲۔ ترجمہ:۔ یہ کمینہ مرد فقیروں کے اقوال چراتا ہے تاکہ انہیں پڑھ کر سیدھے سادھے آدمی پر یہ منتر پھونکے۔

شرح:۔ بعض لوگ جس کے کلام اور دم درود میں زیادہ اثر ہو اس کے مرید ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ پتہ نہیں کہ یہ تو منتر یا اقوال صالحین کا چور ہے جو تم پر وار کر رہا ہے۔ (باقی بر صفحہ ۲۱۶)

marfat.com

۱
شیر پشمیں از برائے گد کنند
بو مسیلم را لقب احمد کنند

۲
آں شرابِ حق ختامش مشک ناب
بادہ را ختمش بود گند و عذاب

۱۔ حل لغات :۔ شیر پشمیں۔ ایک ولایت میں ایک طریقہ یہ ہے کہ گدائی کیلئے اون کا شیر بنا کر لکڑی پر لٹکاتے ہیں۔ گد۔ گدائی و گداگری کا مخفف ہے۔ بو مسیلم مسیلمۃ الکذاب کا مخفف ہے۔ اور بو لفظ زائد ہے۔

ترجمہ :۔ بھیک مانگنے کے لئے گداگروں کا شیر بنا لیتے ہیں مسیلمہ کا لقب احمد مشہور کر دیتے ہیں

شرح :۔ جس طرح اون کے شیر بنانے سے جب دنیا و مکاری و غداری مقصود ہے اسی طرح شیخ کی صورت و شکل اختیار کر کے دنیا حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے

(باقی صفحہ ۲۱۷ پر)

(بقیہ صفحہ ۲۱۵ سے)

۳۔ ترجمہ :۔ اولیاء کا کام روشنی اور گرمی ہے اور کمینوں کا کام حیلہ و بے حیائی ہے۔

شرح :۔ روشنی سے رونق ایمان اور گرمی سے عشق مراد ہے۔ پیر کامل اور غدار پیر کا اجمالی نقشہ کھینچا ہے فقیر نے اس کی تفصیل ابتدا میں بیان کر دی ہے۔ خلاصہ یہ کہ شیخ کامل کی علامت یہ ہے کہ اس کی صحبت میں روز بروز ایمان کی رونق اور عشق میں اضافہ نصیب ہوتا ہے۔ خواہ اس کے اعمال سے پتہ چلے یا اس کی گفتار بتائے اور مکار پیر کی علامت یہ ہے کہ اسے جلب دنیا اور حصول عز و جاہ مقصود ہے۔ یہ بھی اس کے کردار و گفتار خود بتائیں گے۔

marfat.com

داستان بادشاہ جہوداں کہ نصرانیاں را می کشت بہر تعصب۱ ملتِ خود و حکایت آں استاد و شاگرد

۲ بود شاہے در جہوداں ظلم ساز — دشمن عیسیٰ و نصرانی گداز

۱ ترجمہ :۔ اس یہودیوں کے بادشاہ کا قصہ جو کہ اپنے دین کے تعصب کی بناء پر نصرانیوں کو قتل کرتا تھا اور استاد و شاگرد کی حکایت (باقی بر صفحہ ۲۱۸)

بقیہ ص۲۱۶ سے :۔ پھر پیر نمی پرند مریداں می پرانند کے لحاظ سے اندر جو کچھ ہے لیکن اب بڑے بڑے القاب سے نوازے جاتے ہیں جیسا کہ ہم آج کل کے پیروں کو دیکھ رہے ہیں۔

مسیلمہ کذاب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دعوی نبوت کا حامل تھا حضرت صدیق اکبر کے زمانہ میں مارا گیا۔

۲۔ حل لغات :۔ ختام۔ شراب کے سبو کا ڈھکنا۔ مشکناب۔ خالص مشک گند۔ بدبو کو کہتے ہیں

ترجمہ :۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ شراب حق ہیں جس کی مہر خالص مشک کی ہے۔ اور اس مسیلمہ بدبخت کی مہر بدبو اور عذاب کی ہے۔

شرح :۔ پیر کامل اور غدار پیر کا فرق اور علامات ذکر فرماتے کہ پیر کامل کی گفتار سے تو تجلیات ربانی نمودار ہوتے ہیں لیکن بد باطن غدار سے ... کی بدبو آتی ہے جو الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب کے ... ہے۔

marfat.com

(ربط) اس کا ربط چوں بسے ابلیس الخ سے ہے چنانچہ وزیر مکار کی حکایت سے ظاہر ہوتا ہے

۲۔ ترجمہ:۔ یہودیوں کا ایک ظالم بادشاہ تھا جو عیسٰی علی انبیا و علیہ السلام کا دشمن اور نصرانیوں کو تباہ کرنیوالا

شرح:۔ حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہ یہودی کو دین عیسٰی سے بڑا تعصب تھا نصرانیوں کو جہاں دیکھتا مروا دیتا۔ وزیر نے ایک تدبیر بتائی وہ یہ کہ میرے کان ناک کاٹ کر مجھے پھانسی پر لٹکانے کے لیے لے آؤ۔ لیکن کوئی تم سے سفارش کر کے مجھے بچالے۔ پھر مجھے کہیں دور چوراہے پر بٹھادو پھر دیکھ لینا کہ میں نصرانیوں کو کیسے پاش پاش کرتا ہوں چنانچہ ایسے ہی کیا گیا نصرانیوں نے اس مظلوم وزیر سے واقعات پوچھے وزیر نے اظہار کیا کہ میں چونکہ دین عیسٰی کا خیرخواہ ہوں بادشاہ نے مجھے ایسا ہی کیا ہے اب نصرانیوں نے اسے اپنا مقتدا بنالیا اور ہر حکم اس کا عین دین سمجھنے لگے لیکن سمجھدار تھے وہ منحرف ہو گئے۔ بالآخر اس نے بارہ سبطوں میں علیحدہ علیحدہ احکام انجیل کو تحریف کر کے جاری کیے اور خود خلوت گزیں ہو گیا۔ مریدوں نے ہر چند خلوت سے باز رہنے کو کہا۔ ایک نہ مانی۔ البتہ اتنا ضرور کیا ہے کہ ان بارہ سبطوں میں علیحدہ علیحدہ اپنا ایک ایک ولیعہد مقرر کر دیا۔ اور خود کو خلوت میں قتل کر دیا۔ اب سجادگی کا سوال پیدا ہوا بارہ سبطوں میں سے ہر ایک نے دعوٰی کیا اور بڑی جنگ شروع ہوئی خونریزی کی انتہا نہ رہی بیشمار جانیں تلف ہو گئیں (نتیجہ)

نتیجہ:۔ اسی طرح مکار پیر دنیا پرست شیخ جب دنیا کی لالچ میں خلق خدا کو اپنے پھندے میں لانا شروع ہوتا ہے تو اول سے اپنے مرید بڑھانے کی فکر ہو گی اور قاعدہ ہے کہ مرید جب کسی کا دامن لیتا ہے تو کسی دوسرے کے پاس نہیں جاتا اسی طریق سے اس غدار کے ہاتھوں کئی سالکین راہ رہ جاتے ہیں ان سب کا وبال اسی غدار اور مکار پر عاید ہو گا۔

marfat.com

۱
عہدِ عیسیٰ بود نوبت آنِ او ۔ جانِ موسیٰ او، موسیٰ جانِ او

۲
شاہ احول کرد در راہِ خدا ۔ آں دو دمساز خدائی راجدا

۱۔ حلِ لغات:۔ نوبت بمعنی وقت، مصیبت، مرتبہ، نقارہ، خیمہ۔ آن عربی لفظ ہے بمعنی وقت اور فارسی میں بمعنی مال و ملکیت۔ (ترکیب) مصرع اول میں لفظ آو کے متعلق دو احتمال ہیں (۱) اس کا مرجع بادشاہ ہو (۲) اس کا مرجع حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام ہوں۔ اگر احتمال اول لیا جائے تو ترکیب کے اعتبار سے نوبت آں او مبتدا اور عہدِ عیسیٰ اس کی خبر مقدم اب معنی یہ ہوگا کہ اس بادشاہ یہود کا نقارہ شاہی عیسیٰ کے زمانہ میں بج رہا تھا اور اگر احتمال ثانی کو لیا جائے تو "عہد آں شاہ" مبتدا محذوف ہوگا۔ اور عہد عیسیٰ خبر اول اور نوبت آں او خبر ثانی اب معنی یہ ہوگا اس بادشاہ کا زمانہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ اور ان کی شاہی کا دور تھا۔

ترجمہ:۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ اور ان کی رسالت کا دور تھا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کی جان تھے اور موسیٰ علیہ السلام ان کی جان تھے۔

شرح:۔ یعنی وہ بادشاہ عیسیٰ علیہ السلام کے اس دور میں پیدا ہوا جب کہ ان کی رسالت کے احکامات جاری تھے اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کی تورات کے احکام منسوخ ہو چکے تھے لیکن چونکہ ان ہر دو کی غرض و غایت ایک تھی دو جسم اور یکجان تھے کیونکہ قرآن کا فرمان لانفرق بین احد من رسلہ

۲۔ حلِ لغات:۔ احول اسے کہتے ہیں جسے ہر چیز کی دو نظر آئے (باقی بر صفحہ ۲۲۰)

حکایت

۱
گفت استاد احولے را کاندرا ۔۔۔ رو بروں آر از وثاق آں شیشہ را

۲
چو دروں خانہ احول رفت زود ۔۔۔ شیشہ پیش چشم او دو می نمود

۳
گفت احول زاں دو شیشہ تا کدام ۔۔۔ پیش تو آرام بکن شرح تمام

۴
گفت استاد آں دو شیشہ نیست رو ۔۔۔ احولے بگذار افزوں بیں مشو

حل لغات:۔ وثاق واو کی ہر سہ حرکت لیکن مشہور بکسر ہے معنی گھر

ترجمہ:۔ استاد صاحب نے بھینگے شاگرد کو کہا آؤ اندر گھر میں جا کر شیشہ لاؤ۔

ربط:۔ بادشاہ نے ایک حقیقت کو دو سمجھ کر نہ صرف خلق خدا کو دکھ پہنچایا بلکہ اپنے

(بقیہ صفحہ ۲۱۹ سے) ۔ ایک کے دو نظر آئیں جسے ہم بھینگا کہتے ہیں۔ دمساز۔ مصاحب۔ رفیق **ترجمہ**:۔ بھینگے بادشاہ نے ان دونوں رحمانی رفیقوں کو راہِ خدا میں جدا (خیال) کر لیا **شرح**:۔ موسیٰ و عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی دین کے حامی و ناصر تھے۔ گویا لفظاً عیسوی یا موسوی دین جانتے ورنہ حقیقتاً ایک تھے لیکن اس کا پتہ اسے ہے۔ جسے بصیرت کی آنکھ نصیب ہے۔ اور جو اس ایک کو دو جانے وہ بھینگا ہی ہے۔ جیسے بادشاہ کو احول سے تعبیر کیا گیا ورنہ وہ بادشاہ احول نہیں تھا اگر حقیقت کو ایک تمثیلی حکایت سے سمجھاتے ہیں۔

marfat.com

۱
گفت استا مرا طعنہ مزن گفت استازاں دو یکے را بر شکن

۲
چوں یکے بشکست ہر دو شد ز چشم مرد احول گردد از میلان و خشم

۳
شیشہ یک بود و بچشمش دو نمود چوں شکست آں شیشہ را دیگر نبود

۴
خشم و شہوت مرد را احول کند زاستقامت روح را مبدل کند

۱۔ حل لغات :۔ استا۔ استاد کا مخفف ہے۔ فارسی کا قاعدہ ہے کہ (باقی اگلے صفحہ پر)

(بقیہ صفحہ ۲۲۶ سے) ۔ بھی بڑا غرق کیا جیسے اس شاگرد کی حکایت سے ظاہر ہے کہ بحیثیت احوال باطن وجود واحد کو دو اور عالم کو غیر حق سمجھنا یہی نتیجہ بر آمد ہوتا ہے جیسے اس احول کو سامنے آیا۔ (امداد)

۲۔ ترجمہ :۔ جب وہ بھینگا فوراً گھر کے اندر گیا تو اس کے آگے ایک شیشہ کے بجائے دو نظر آئے

شرح :۔ اسی طرح ہم لوگ دل کے آئینے کو بھینگا بنائے ہوئے ہیں ایک حقیقت کو دو سمجھ رہے ہیں پھر یا تو مرشد کامل کی برکت سے دل کی صفائی ہو گئی یا عرفان کی لذت سے محروم رہے۔

ترجمہ :۔ بھینگے نے کہا ان دو شیشوں میں کو نسا لے آؤں آپ اس کی پوری وضاحت فرمائیں

شرح :۔ اسی طرح جب اہل حق ایک حقیقت کی پتہ دیتے ہیں تو ہم جھٹ بول پڑتے ہیں کہ یہ عالم کائنات جو ظاہر ہے یہ کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ترجمہ :۔ استاد نے فرمایا دو شیشے نہیں جاؤ بھینگا پن کو چھوڑ دو اور زیادہ دیکھنے والا نہ ہو

شرح :۔ اسی طرح ہمیں اہل حق سمجھاتے ہیں اور سبق دیتے ہیں کہ دل سے غیر حق کے تصور نکال کر ایک دیکھو اور سب کچھ ایک خدا کو جانو۔

marfat.com

(بقیہ ۱۸ ص ۲۲۱ سے)

ابھی آخری حرف کو گرا دیتے ہیں. جیسے دختر سے دخت . ترجمہ : بھینگے نے کہا استاد جی مجھے مطعون نہ کیجیو (دو شیشے ہیں) استاد صاحب نے فرمایا اچھا دو ہیں تو ان میں سے ایک کو توڑ دے۔ (شرح) اسی طرح ہم بھی عارفین کے سامنے بھینگے کی طرح اڑے رہتے ہیں اور اگر وہ بھینگا واپس استاد صاحب سے اس کی تدبیر پوچھ لیتا تو شیشے نہ ٹوٹتے اگر ہم بھی اہلِ حق سے اس کا حل سمجھ لیتے تو دائمی بقا سے محروم نہ رہ جاتے . ۲. ترجمہ . جب ایک توڑا تو دونوں آنکھوں سے غائب ہو گئے. مرد محبت اور غصے سے بھینگا ہو جاتا ہے . شرح :. واقعہ ختم کرنے کے بعد بھینگا ہونے کا موجب و سبب بتایا. وہ ہے میلان طبعی جو اپنے نفس کی پیروی میں کرتا ہے کہ افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ کا مصداق بن جاتا ہے پھر اسے راہِ حق نہ صرف بھول جاتا ہے بلکہ اس کی طرف جانا عبث سمجھتا ہے اسی طرح خشم غصہ انسان کو راہِ سلوک میں کوہ بن کر سامنے آتا ہے. اگر اسے مٹا دے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین کا مصداق بن جاتا ہے. ۳. ترجمہ شیشہ تو ایک تھا لیکن اس کے سامنے دو نظر آئے جب ایک توڑا تو دوسرا بھی غائب۔ شرح :. اسی طرح وہ بادشاہ دو حقیقتوں کو مخالف سمجھ رہا تھا اور خیال یہ تھا کہ دین عیسوی کی مخالفت سے دین موسوی کا حامی و ناصر بنوں گا. لیکن اسے کیا خبر کہ یہ بھی ہاتھ سے چلا جائے گا. اسی طرح ہم ہیں کہ حقیقت سے دور رہ کر زید عمر کے جھگڑوں میں پڑے رہے اب دینوی امور کیسے سکے اور نہ حقیقت کے پردے اٹھا سکے ہم. ترجمہ ۴

غصہ اور شہوت مرد کو بھینگا بنا دیتے ہیں روح کو راستی سے باز رکھتے ہیں شرح :. جیسے پہلے

۱۰-

گذر چکا کہ انسان مادی طبیعی ہی ایسا ہنساتی ہے کہ اس کو فیصلہ [illegible] ہے کہ وہ حقیقت کو بھی نظر انداز کر دیتا

marfat.com

۱

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد — صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

۲

چوں دہد قاضی بدل رشوت — کے شناسد ظالم از مظلوم زار

۳

شاہ از حقد جہودانہ چناں — گشت احول الامان و کالاماں

۴

صد ہزاراں مؤمن مظلوم گشت — کہ پناہم دین موسیٰ را وپشت

۱۔ ترجمہ:۔ جب غرض درمیان میں آگئی تو ہنر گمنام ہوگیا۔ بیشمار پردے دل سے آنکھوں پر آگئے۔ شرح:۔ اس سے قبل ایک مضمون میں گذرا ہے کہ دل اگر صاف ہو تو اس کا براہ راست تعلق لوح محفوظ سے ہوتا ہے۔ اسی لئے اسے عرش اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن دل جب دنیوی آلائش سے ملوث ہوتا ہے تو نہ صرف خود خراب ہو جاتا ہے بلکہ تمام اعضا اس کے ساتھ ساتھ خرابی میں مبتلا ہوتے ہیں اس لئے حدیث شریف فرمایا گیا" اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب" مولانا قدس سرہٗ اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ انسان کا جب خواہش نفسانی مطمح نظر ہو تو تمام اعضاء احکامِ الٰہی بجا لانے سے محروم ہو جاتے ہیں اسے ایک مثال سے سمجھاتے ہیں۔

۲۔ ترجمہ:۔ جب قاضی صاحب (جج وغیرہ) رشوت لیکر دل میں ٹھان لے تو وہ ظالم اور مظلوم فریادی کی تمیز کب کر سکے گا۔ [illegible]

۱ حکایت وزیر بادشاہ و مکر او در تفریق ترسایاں

---

۲ او وزیرے رہزن عشوہ دہ — کو بر آب از مکر بر بستے گرہ

۳ گفت ترسایاں پناہ جاں کنند — دین خود از ملک پنہاں کنند

۴ با ملک گفت اے شہ اسرار جو — کم کش ایشاں را دو دست از خون بشو

---

۱ حل لغات۔ ترسایاں۔ ترسا کی جمع ہے یہ رومی لفظ ہے بمعنی اور آتش پرست

ترجمہ:۔ بادشاہ کے وزیر کی حکایت اور مکر سے نصاریٰ میں تفریق ڈالنے کا بیان

شرح:۔ حکایت کا بقیہ بیان فرماتے ہیں اور اسی سے مولانا قدس سرہٗ کا مقصود ہے کہ جھوٹے اور مکار پیروں کے پیچھے پڑنے سے بربادی و ہلاکت ہے (باقی ص ۲۲۵ پر)

(بقیہ ص ۲۲۳ سے)

شرح:۔ اسی طرح جب انسان اپنے آقا کی عبادت سے روگردانی کرے تو اسکے سامنے حق و باطل کی تمیز کب ہو سکے گی۔ آمدم بر مطلب خود۔ ۳۔ ترجمہ:۔ بادشاہ یہودیوں جیسے کمینے سے ایسا احول ہوا کہ پناہ بخدا۔ شرح:۔ یہودی ویسے ہی کمینے ور مشہور ہیں۔ کما قال و تجلد اشد الناس عداوۃ الذین آمنوا الیہود۔ اور پھر مقابلہ میں پناہ بخدا جس طرح آئندہ شعر میں فرمایا۔ ۴۔ ترجمہ:۔ بیشمار لاکھوں مظلوم مومنوں کو مروا ڈالا۔ اس خیال میں موسیٰ علیہ السلام کے دین کا پشت پناہ ہوں۔ شرح:۔ حالانکہ دین موسیٰ کی اس میں پناہ نہ تھی (باقی اگلے صفحہ کے نچلے صفحہ پر)

marfat.com

بقیہ پچھلے صفحہ کا:۔ جیسے نصاریٰ اس وزیر عیار کے پیچھے پڑے اور ذلیل وخراب ہوئے

۲۔ حل لغات:۔ عشوہ ۔ بہرسہ حرکت وسکون شین لیکن کسرہ افصح ہے بمعنی معشوق کا اشارہ یہاں دھوکہ مراد ہے۔

ترجمہ:۔ وہ بادشاہ ایک وزیر راہزن اور دھوکہ باز رکھتا تھا۔ وہ وزیر ایسا تھا کہ پانی پر گرہ لگا دیتا تھا

شرح:۔ بعض شارعین لکھتے ہیں کہ اس وزیر سے پولوس مراد ہے جس کی انجیل مشہور ہے اور اسی سے نصرانی احکام مرتب کرتے ہیں لیکن انہیں خبر نہیں کہ پولوس ان کا الٹا دشمن وبد باطن تھا۔

۳۔ ترجمہ:۔ وزیر نے کہا کہ نصرانی تو اپنی جان بچانے کے لئے اپنا دین بادشاہ سے چھپائیں گے۔

شرح:۔ یعنی منافقت کرکے یہودیت کو قبول کرلیں گے اور پھر جب تیرا سکہ مٹ گیا پھر اپنا دین ظاہر کردیں گے۔ فلہذا انہیں قتل مت کرو۔ ان کے مٹانے کی اور تدبیر ہے وہ آگے چل کر بیان کریگا۔ ۴۔ ترجمہ:۔ وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ طالب اسرار ان کو قتل نہ کرو۔ اور ان کے خون سے باز آجا۔ (سوال) بادشاہ گمراہ تھا اب اس پر طالب اسرار کا اطلاق کیسا (جواب) اسرار سر کی جمع ہے۔ پوشیدہ بات کو کہتے ہیں خواہ وہ ذوشان ہو یا نہیں۔ اگرچہ اس کا اطلاق ذوشان پر ہوتا ہے لیکن کبھی پر ہوتا ہے۔ بادشاہ بھی اسی ٹوہ میں تھا کہ کسی طرح نصرانیوں کی بیخ کنی کی تدبیر ملجائے بنا بریں اس پر اسرار کا اطلاق کیا ؛

بقیہ پچھلے صفحہ کا:۔ (۲۲۴) بلکہ الٹا تکذیب وتخریب تھی کیونکہ اس نے عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی اور ایک رسول کی تکذیب سے سب رسولوں کی تکذیب لازم آتی ہے۔

marfat.com

۱
کم کش ایشاں را کہ کشتن سود نیست　　دیں ندارد بوئے مشک و عود نیست

۲
سرِ پنہانست اندر صد غلاف　　ظاہرش با تست و باطن بر خلاف

۳
شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست　　چارۂ ایں مکر و تزویر چیست

۴
تا نماند در جہاں نصرانئے　　نے ہویدا دین و نے پنہانئے

۱۔ ترجمہ :۔ انہیں قتل مت کرو کیونکہ ان کے قتل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔ دین میں کوئی بُو تو نہیں اور نہ ہی وہ مشک و عود ہے۔

شرح :۔ پہلے شعر کی تاکید ہے۔ اور پھر دلیل سے سمجھایا کہ قتل نہ کیجئے کیونکہ اگر یہ لوگ اپنا دین چھپا لیں اور صرف زبان سے تیرے دین کے مقر ہو جائیں اب تجھے کیسے پتہ چلے گا۔ ۲۔ ترجمہ :۔ دین ایک راز پنہانی ہے سو پردوں میں چھپا ہوا۔ اس کا ظاہر تو تیری طرف ہے لیکن اس کا باطن تیرے مخالف ہے۔

شرح :۔ لیکن شان مخصوص ہمارے نبی علیہ السلام کی تھی کہ منافقین کی منافقت نہ صرف آپ پر ڈھکی چھپی رہی بلکہ صحابہ کرام علیہم السلام الرضوان پر بھی واضح کر دی۔

حل لغات :۔ تزویر :۔ جھوٹ کو آراستہ کرنا۔ مکر و فریب

۳۔ ترجمہ :۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا۔ اب اس کی کیا تدبیر ہے۔ اس مکر و فریب [illegible]

گفت اے شاہ گوش و دستم می ببر | بینیم بشگاف و لب از حکم مُر

۲
بر منادی گاہ کن ایں کار تو | بر سر راہے کہ باشد چار سُو

۳
آنگہم از خود بران تا شہر دور | تا در اندازم در ایشاں صد فتور

۴
چوں شوند آں قوم از من دیں پذیر | کار ایشاں سر بسر شوریدہ گیر

۵
در میاں شاں فتنہ و شور افگنم | کاہرمن حیراں شود اندر فنم

۶
آنچہ خواہم کرد با نصرانیاں | آں نمی آید کنوں اندر بیاں

ا۔ حل لغات:۔ مُر۔ یا تو امر ہے از اَمر بکسے معنی تلخ ہے۔ اور فارسی میں اسے مخفف کر کے پڑھتے ہیں ترجمہ:۔ وزیر نے کہا کہ اے بادشاہ اپنے سخت حکم سے میرے کان اور ہاتھ کاٹ کر دے اور میری ناک اور لب بھی چیر دے۔

۲۲۸
۲۔ ترجمہ:۔ یہ کام عام اعلان میں ہو اور ایسا شارع عام ہو کہ (اگلے صفحہ پر)

۶۔ ترجمہ:۔ تاکہ جہان میں کوئی نصرانی بھی نہ رہے۔ نہ ظاہر دین والا اور منافق ہو کر۔

چوں شمارندم امین و رازداں　　دام دیگرگوں نہم در پیش شاں

۲

وز حیل بفریبم ایشاں را ہمہ　　واندریشاں افگنم صد دمہ

۳

تا بدست خویش خون خویشتن　　بر زمیں ریزند کوتہ شد سخن

۱۔ ترجمہ:۔ جب وہ مجھے مقتدا اور امین سمجھنے لگ جائیں گے تو اُن کے لئے عجیب و غریب قسم کا جال بچھاؤں گا۔ (باقی ص۲۲۹ سے)

(بقیہ پچھلے صفحہ کا) جہاں ہر طرف سے راستے ہوں۔ ۲۔ ترجمہ:۔ بعد ازاں مجھے اپنے سے ہٹا کر کہیں دور ڈال دے تاکہ میں ان میں شر و فساد برپا کروں۔ ۴۔ ترجمہ:۔ جب وہ لوگ مجھ سے دین سیکھنا شروع ہو جائیں تو سمجھ لینا کہ ان کا کام اب تمام ہو گیا۔ ۵۔ حل لغات:۔ اہرمن کے متعلق مختلف الفاظ مستعمل ہوتے ہیں (۱) اہرامن بروزن تردامن (۲) بفتح ثالث (اہرمن بروزن کرگدن) (۳) اہرمن بروزن بہمن (۴) اہرمن بروزن اخزیدن (۵) اہرمن بروزن جانِ من۔ (۶) آہرمن بمدالف و فتح ہائے بروزن آگندن (۷) اہرمیہ بروزن پشمینہ (۸) اہرم بروزن ہمدم (برہان قاطع) برائی کا رہنما۔ قاضی بیضاوی فرماتے ہیں کہ ایرانی آتش پرستوں کے عقیدے ہیں کہ خدا دو ہیں۔ (۱) خالق خیر جس کا نام یزداں ہے، (۲) خالق شر جسے اہرمن کہتے ہیں یہاں پر مطلق شیطان مراد ہے۔ ترجمہ:۔ میں ان کے مابین دین بہانہ فتنہ و فطور برپا کروں گا کہ شیطان بھی میری کارروائی پر حیران رہ جائے ۶۔ ترجمہ:۔ جو کچھ میں ان عیسائیوں سے کرنا چاہتا ہوں وہ اس وقت میں بیان نہیں کر سکتا۔

marfat.com

۱ تلبیس اندیشیدن وزیر با نصاریٰ و مکرِ او

۲ پس بگویم من بسر نصرانیم ‏ ‏ ‏ ‏ اے خدا رازداں می میدانیم

۳ شاہ واقف گشت از ایمانِ من ‏ ‏ ‏ ‏ وز تعصب کرد قصد جانِ من

۴ خواستم تا دیں زشہ پنہاں کنم ‏ ‏ ‏ ‏ آنچہ دینِ اوست ظاہر آں کنم

۵ شاہ بوئے برد از اسرارِ من ‏ ‏ ‏ ‏ متہم شد پیش شاہ گفتارِ من

۶ گفت گفتِ تو چو نان در سوزن است ‏ ‏ ‏ ‏ از دلِ من تا دل تو روزن است

۱۔ لغات :۔ تلبیس دراصل کپڑا پہننے کو کہتے ہیں (باقی

۲۲۸

(بقیہ پچھلے صفحہ کا) حِیَل بکسر اول و فتح ثانی حیلہ کی جمع ہے۔ (دمدمہ) بفتح ہر دو دال فریب چاپلوسی مکر حیلہ۔ آواز نقارہ اور عربی میں بمعنی ہلاک اور زلزلہ۔ تذاب

۲۔ ترجمہ :۔ تاکہ اپنے ہاتھوں اپنا خون خود بہائیں۔ بات ختم ہوئی

شرح :۔ تا بدست الخ سابق مضمون کی علت ہے۔ یعنی میں ایسی تدبیر بناؤں گا۔ کہ میرا نام بھی درمیان میں نہیں آئے گا۔ وہ خود آپس میں کٹ مریں گے۔

marfat.com

من ازاں روزن بدیدم حالِ تو　　حال دیدم کے نیوشم قالِ تو

۲

گر نبودے جانِ عیسےٰ چارہ ام　　او جہود انہ بکردے پارہ ام

۳

بہرِ عیسےٰ جاں سپارم سر دہم　　صد ہزاراں منتش بر جاں نہم

۴

جاں دریغم نیست از عیسےٰ ولیک　　واقفم بر علم دینش نیک نیک

۵

حیف می آید مرا کاں دین پاک　　درمیانِ جاہلاں گردد ہلاک

ا۔ ترجمہ:۔ میں نے اس دریچہ سے تیرا حال دیکھ لیا۔ جب میں نے حال دیکھ لیا ہے۔ اب تیری بات کیوں سن کر اعتبار کروں۔

۲۔ ترجمہ:۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کی روح میری چارہ گر نہ ہوتی تو وہ یہودیوں جیسے میرے جسم کو ٹکڑے کر دیتا　　باقی اگلے صفحہ کے اوپر کے حصہ پر)

(بقیہ ۲۲۹ سے)۔ اور یعنی مکر و فریب مناسبت ظاہر ہے کہ جس طرح کپڑے سے انسان چھپ جاتا ہے۔ اسی طرح مکر و فریب سے بھی انسان اپنے ارادہ کو پوشیدہ رکھتا ہے۔

(۱) ترجمہ:۔ وزیر عیسائیوں سے دھوکہ دینے کی تجویز اور (باقی ۲۳۱ پر)

marfat.com

(بقیہ ص ۲۳۰ سے)

شرح :۔ یہ سوال مقدر کا جواب ہے ۔ سوال کی تقریر یہ ہے کہ اے وزیر وہ بادشاہ ایسا دشمن دین عیسوی ہے اور تیرا اسے علم بھی ہو گیا ۔ پھر تیرے گریبان تک کیسے پہنچ گیا ۔ اس کے جواب میں فرمایا اگر جان عیسٰی الخ

۳۔ ترجمہ :۔ میں عیسٰی علیہ السلام کی جان اور سر قربان کروں گا ۔ اسے لاکھ لاکھ منت سمجھوں گا کہ اس نے میری جان قبول کر لی ۔

۴۔ حل لغات :۔ دریغ بکسر تین بمعنی مضائقہ ۔

ترجمہ :۔ عیسٰی علیہ السلام پر جان دینا حرج تو کوئی نہیں لیکن میں اس کے دین کا زیادہ واقف ہوں ۔ شرح :۔ یہ شعر بھی سوال مقدر کے جواب میں ہے سوال یہ ہے کہ جب تو عیسٰی علیہ السلام کا اتنا جاں نثار ہے تو پھر جان بچانے کو کیوں غنیمت سمجھا اس کے جواب میں کہا کہ جان بچانا بھی عیسٰی علیہ السلام کے دین کی خاطر تھا ۔ ان کے دین کی واقفیت جتنا مجھے حاصل ہے ۔ کسی کو نہیں ۔ پھر اگر میں مرجاتا تو ان کے دین کی تربیت کون کرتا کما قال

۵۔ ترجمہ :۔ مجھے افسوس ہے کہ دین پاک جاہلوں میں برباد و ضائع ہو رہا ہے ۔

۲۳۱

بقیہ پچھلے صفحہ کا :۔ اس کے مکر کا بیان ۔ ۲۔ ترجمہ :۔ بعد ازاں میں کہوں گا کہ میں نصرانی زادہ ہوں ۔ اور قسم کھا کر کہوں گا کہ اے خدائے راز دان تو مجھے جانتا ہے ۔

۳۔ حل لغات :۔ تعصب اپنے دین کی پشت پناہی ترجمہ :۔ بادشاہ میرے عقیدے سے باخبر ہو کر تعصب سے میرے مروانے کی ٹھان لی تھی ۴۔ ترجمہ :۔ میں نے چاہا کہ اپنا دین چھپا کر بادشاہ کا دین ظاہر کر دوں ۔ ۵۔ ترجمہ :۔ بادشاہ نے میرے اسرار کی سراغرسانی کر لی اور بادشاہ کے سامنے میری بات بے اعتبار ہو گئی ۶۔ ترجمہ :۔ بادشاہ نے کہا تیری باتیں ایسی ہیں جیسے روٹی میں سوئی ۔ میرے دل سے تیرے دل تک کھڑکی ہے ۔

marfat.com

شکرِ یزداں را و عیسیٰ را کہ ما　　گشتہ ایم ایں دین حق را رہنما

۲
از جہوداں وز جہودی رستہ ایم　　تا بزناری میاں را بستہ ایم

۳
دورِ دوراں عیسیٰ است اے مرداں　　بشنوید اسرارِ کیشِ او بجاں

۴
کایں شہِ بیدین و ظالم بس عدوست　　میداندیچ دشمن را ز دوست

۵
ایں نسق میگفت با نصرانیاں　　یک بود شد دل بسوئے شہ کشاں

---

۱. ترجمہ:- اللہ تعالیٰ اور عیسیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس دین حق کے رہنما بن گئے

۲. ترجمہ:- یہودیوں اور یہودیت سے ہم نجات پا گئے جب سے ہم نے کمر میں زنارِ عیسوی باندھا ہے

شرح:- یعنی جب سے ہم تہِ دل سے عیسائیت کو قبول کیا ہے تب سے ہمیں یہودیت اور یہودیوں سے نجات ملی ہے۔ یہ صرف اس لئے کہا کہ نصرانیوں کو نصرانیت کے برکات کی پتہ چل جائے۔ زنار بندی کے متعلق شارحین نے مختلف خیال ظاہر کئے لیکن فقیر کے ذہن میں یہی مرادی معنے صحیح ہے تاکہ شارحین کی مراد پر جو سوالات عائد ہوتے ہیں اس سے بچ جائیں۔

۳. ترجمہ:- اے لوگو! یہ زمانہ عیسیٰ علیہ السلام (باقی ص ۲۳۳ پر)

marfat.com

۱
گفت شہ را کاے شہنشہ صبر کن — تا من ایشاں را کنم از بیخ و بن

۲
چوں شمارندم امین و مقتدا — سر نہندم جملہ جویند اہتدا

۳
چوں وزیر آں مکر را بر شہ شمرد — از دلش اندیشہ را کلی ببرد

۴
کرد با وے شاہ آں کاریکہ گفت — خلق حیراں ماند زاں رازِ نہفت

۵
کرد رسوائش میانِ انجمن — تا کہ واقف شد ز حالش مرد و زن

۶
راند او را جانبِ نصرانیاں — کرد در دعوت شروع او بعد ازاں

۷
چوں چناں دیدند ترسایانش زار — میشدند اندر غمِ او اشکبار

۸
حال ایں عالم چنیں است اے پسر — از حسد میخیزد اینہا سر بسر

۱۔ترجمہ :۔ وزیر نے کہا۔ بادشاہ سلامت ذرا صبر کرنا (باقی اگلے صفحہ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ ۲۳۲ بجلکی شریعت کا ہے تم ان کے مذہب کے بھید دل و جان سے سُن لو۔ ۲۔ترجمہ :۔ یہ بادشاہ تو بے دین اور بڑا ظالم ہے

marfat.com

بقیہ پچھلے صفحہ کا :۔ اور دیکھ لینا کہ میں ان کی بیخ کنی کیسے کرتا ہوں۔ ۲۔ ترجمہ جب وہ مجھے اپنا امین اور مقتدا سمجھیں گے تو میرے سامنے سر جھکائیں گے۔ اور ہدایت کے راہ پوچھیں گے۔

شرح :۔ یہ تقریر بد تدبیر بادشاہ کو تسلی کے لئے تھی تاکہ بادشاہ سمجھ لے کہ واقعی میرا وزیر اپنی کوشش میں کامیاب ہو جائے گا۔

۳۔ ترجمہ :۔ جب وزیر نے اپنا مکر و فریب دحیلہ بادشاہ کو سنایا تو بادشاہ کے دل سے تمام فکر دور ہو گیا

شرح :۔ بادشاہ کو فکر پڑ گئی کہ بقول وزیر واقعی یہ لوگ منافقت کر کے نصرانیت کو بچا لیں گے۔ اب ان کے لئے کیا کیا جائے۔ وزیر نے جب یہ تقریر سنائی تو بادشاہ کو تسلی ہو گئی

۲۳۵

۴۔ ترجمہ :۔ جس طرح وزیر نے کہا تھا بادشاہ نے ویسے ہی کیا (باقی اگلے صفحہ پر)

بقیہ صفحہ ۲۳۳ سے :۔ اور دشمن دین عیسیٰ ہے اور اسے دشمن و دوست کی کوئی پہچان نہیں ۵ حل لغات :۔ نسق بفتحتین طریقہ۔ ترجمہ :۔ اسی طرح نصرانیوں سے کہتا تھا لیکن اس کا دل بادشاہ کی جانب کشاں کشاں تھا۔ شرح :۔ یہ مقولہ مولانا قدس سرہٗ کا ہے اور گویا سوال کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ یہ تدبیر تو ابھی بادشاہ کو سنا رہا ہے اور نصرانیوں تک پہنچا نہیں اور پھر بادشاہ کو ایسی بری باتیں کہہ رہا ہے اور بادشاہ اسے برداشت کر رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے جواب میں فرمایا چونکہ بادشاہ جانتا تھا کہ اس کا دل تو میرا گرویدہ ہے صرف باتوں سے کیا ہوتا ہے اگر وہ صرف میرے لئے مجھے کچھ کہہ رہا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ وزیر نے تسلی آمیز تقریر کر بھی سنائی۔

marfat.com

۱ جمع آمدن نصاریٰ با وزیر و راز گفتن او با ایشاں

۲ صد ہزاراں مرد ترسا سوئے او   اندک اندک جمع شد در کوئے او

۳ او بیاں میکرد با ایشاں باراز   سرِ انگلیون و زنار و نماز

۴ او بیان می کرد با ایشاں فصیح   دائما از اقوال و افعال مسیح

۵ او بظاہر واعظِ احکام بود   لیکن در باطن صفیر و دام بود

۱۔ ترجمہ :۔ عیسائیوں کا وزیر کے ہاں جمع ہونا اور اسکا انکو راز بیان فرمایا (باقی صہ ۲۳۶ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ کا : اس مخفی راز سے مخلوق ششدر رہ گئی ۔ ۵۔ ترجمہ :۔ عام امر یا تزار وزیر کو بادشاہ نے ذلیل کیا یہاں تک کہ اس کے حال کا ہر ایک کو پتہ چل گیا ۶۔ ترجمہ پھر اسے عیسائیوں کی طرف روانہ کر دیا. وزیر نے بھی اس کے بعد اپنی دعوت نصرانیت کا اعلان کر دیا ۔ ۷۔ ترجمہ :۔ نصرانیوں نے جب اسے ایسا بدحال دیکھا تو اس کے غم سے آنسو بہانے لگے ۔ ۸۔ اے بیٹے دنیا کا تمام حال ایسے ہی ہے. حسد سے ایسے برے حال بھڑک اٹھتے ہیں. شرح :۔ واقعہ کے بعد مولانا قدس سرہٗ نے نصیحت بھی فرما دی کہ وزیر بدبخت نے جو کچھ کیا فقط حسد سے کیا کہ نصرانیت کو اتنا فروغ نہ ہو۔

marfat.com

۱
بہرایں معنی صحابہ از رسول ملتمس بودند مکرِ نفسِ غول
۲
کوچہ آمیزد از اغراض نہاں در عبادتہا و در اخلاصِ جاں
۳
فضلِ طاعت نجستند مے ازو عیب ظاہر نجستندے کہ گو

۱حل لغات :- صحابہ ۔ وہ حضرات جن کو حضور رسول اکرم کی بحالت ایمان زیارت اور صحبت نصیب ہوئی اور ایمان پر خاتمہ ہوا ہو۔ (باقی اگلے صفحہ پر ۲۳۷)

بقیہ پچھلے صفحہ کا ۲۳۵: ۔ ترجمہ :- لاکھوں عیسائی اس کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر جمع ہو گئے ۳ ۔ حل لغات :- انگلیون ۔ بفتح اول و سکون ۔ نون و کاف فارسی مفتوح و سکون لام و بضم الیاء و واو معروف بروزن عنبرگون انجیل کا نام ہے اور انجیل اسی کا معرب ہے ۔

ترجمہ :- خلوت میں ان کو انجیل اور زنار و نماز کے راز بیان کرتا تھا۔ ۴ ترجمہ : ان کو فصاحت سے ہمیشہ عیسٰی علیہ السلام کے اقوال و افعال بیان کرتا تھا

۵۔ ترجمہ :- وہ بظاہر تو احکام کا واعظ تھا لیکن باطن میں (شکاری کی) سیٹی اور پھانسی تھا شرح :- یعنی احکام سنانے سے اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ میرے دام میں آجائیں۔ اور میں انہیں دکھ پہنچاؤں ۔ ایسے ہی مکار پیر کی غرض ہوتی ہے ۔ کہ کسی طرح یہ لوگ میرے دام میں آجائیں ۔ اور میں انہیں لوٹ مار کر لوں ۔

marfat.com

بقیہ پچھلے صفحہ کا:۔ غول یاد معروف عربی میں جن اور بھوت کا ایک قسم ہے جو جنگلوں اور پہاڑوں میں ہوتا ہے۔ اسے قدرت حاصل ہے کہ جس شکل میں متشکل ہو کر آئیں اور مولانا بحر العلوم فرماتے ہیں کہ لوگوں کو بہکا کر غلط راستہ پر لے جا کر ہلاک کر دیتے ہیں (غیاث و بحر العلوم)

ترجمہ:۔ اسی معنی سے صحابہ کرام علیہم الرضوان رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے نفس بدبخت کے مکر و فریب کے بارہ میں سوال کرتے رہتے تھے

شرح:۔ بسا اوقات مخالف کی مخالفت کا علم نہیں ہوتا جیسے ان نصاریٰ کو مکار وزیر کے ہتھکنڈوں سے لاعلمی تھی جس کی وجہ سے انسان تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور نفس چونکہ انسان کا بہت بڑا دشمن ہے۔ اور ہے بھی ہر وقت ساتھ اور پوشیدہ کہ جس کی کچھ بھی پتہ نہ چل سکے۔ اسی لئے صحابہ کرام اس کے متعلق پورا کھوج نکالتے تھے (ف) یہ بیت اس حدیث شریف کا ترجمان ہے۔ جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کما قال۔ کان الناس مسئلون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الخیر واسالہ من الشر مخافۃ ان یدرکنی یعنی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خیر کے متعلق سوال کرتے تھے لیکن میں برائی کے معاملہ میں پوچھتا تھا اس خوف سے کہ شاید وہ برائی میرے پیش آ جائے۔

۲۔ ترجمہ: کہ وہ نفس عبادت اور اخلاص میں کون کون سے پوشیدہ غلط اغراض ملا دیتا ہے۔ شرح: نفس کی تدبیریں عجیب قسم کی ہوتی ہیں۔ کہ ہر ایک کو اپنے مقام پر گمراہ کرتا رہتا ہے۔ بسا اوقات تم نے دیکھا ہوگا۔ کہ عبادت میں مصروف کر دیتا ہے لیکن اس سے اعلیٰ عبادت سے محروم کر دیتا ہے مثلاً ایک کو تہجد کے نوافل کے لئے کھڑا کر دیتا ہے صبح سے پہلے تھوڑے (باقی اگلے صفحہ پر)

marfat.com

۱
مو بمو و ذرہ ذرہ مکرِ نفس ۔۔۔ می شناسیدند چوں گل از کرفس

۲
گفت زاں فصلے حذیفہ با حسن ۔۔۔ تا بداں شد وعظ و تذکرش حسن

۳
مو شگافانِ صحابہ جملہ شاں ۔۔۔ خیرہ گشتندے دراں وعظ و بیاں

۱۔ حل لغات۔ کرفس: بفتحتین و سکون فا، ولایتی اجوائن کی طرح ایک قسم کی دوائی ہے کہ جس کی بدبو بہت گندی اور تیز ہوتی ہے اور تھوم کو بھی کہتے ہیں۔

ترجمہ ۱: صحابہ کرام نفس کے مکر کو ذرہ ذرہ اور مو بمو ایسے پہچانتے تھے جیسے کرفس سے گلاب کو۔ (باقی صہ ۲۳۹ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ کا:۔ سے آرام کے بہلنے نماز با جماعت سے محرومی اور پھر رات کو اٹھنے کے لئے قیلولہ کے بہلنے سے ظہر کی نماز با جماعت ختم۔ ایسے بدمست عابد میں نے بہت سے دیکھے ہیں۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ ۳۔ اطاعت کے ثواب کے متلاشی نہیں ہوتے بلکہ وہ عیب جو نفس کا آپ کے سامنے ظاہر ہوتا تھا۔ اس کے متعلق زیادہ جستجو کرتے ہوئے عرض کرتے تو حضور فرماتے۔ شرح: بعض نسخوں میں عیب باطن الخ آیا ہے حاجی صاحب کے نسخے میں یونہی ہے۔ اور توجیہہ یہی ہے کہ وہ عیوب نفس جو لوگوں سے سرزد ہوتے اور انہیں صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے اس کے متعلق سوال کیا کرتے مولانا بحر العلوم کے نسخے میں گذشتہ دو شعر نہیں۔

marfat.com

۱ متابعت نصاریٰ آں وزیر جہود را

۲ دل بدو دادند ترسایاں تمام — خود چہ باشد قوتِ تقلید عام

۳ در درونِ سینہ مہرش کاشتند — نائبِ عیسیٰش می پنداشتند

۴ او بسر دجال یک چشم لعین — ایخدا فریاد رس نعم المعین

۱۔ ترجمہ:۔ متابعت کرنے نصاریٰ کی اُس یہودی وزیر کے بیان میں (باقی صفہ ۲۴۰ پر)

بقیہ شرح (۲۳۸ سے) حلِّ لغات:۔ حذیفہ صحابی اور پہلے حسن سے مراد حضرت حسن بصری ہیں اور دوسرے حسن سے مراد خوب اور اچھا۔ ترجمہ: اسی باب سے حضرت حذیفہ نے حضرت حسن کو بیان فرمایا جس کی وجہ انکا وعظ و نصیحت خوب مشہور ہو گیا۔ شرح بعض شراح نے حضرت حسن سے حسن بن علی رضی اللہ عنہما مراد کیا ہے۔ لیکن قرائن سے بلکہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سے حضرت حسن بصری مراد ہوں تاریخی حیثیت سے اگرچہ ملاقات حاصل نہ ہوئی ہو لیکن بحیثیت روحانیت جیسا کہ اولیاء کرام کو ہوا کرتا ہے ملاقات حاصل ہو یا مولانا قدس سرہٗ نے بالواسطہ امر کو بلا واسطہ سے تعبیر فرمایا ہے لیکن میرے نزدیک روحانی ملاقات کی تقریر زیادہ موزوں ہے کیونکہ حضرت حسن بصری جس طرح نسبتاً اویسی ہیں اسی طرح ان کے شان کے لائق ہے کہ [illegible] ہم اویسی ہوں ۳۔ ترجمہ وہ [illegible] جو کہ [illegible] حضرات [illegible] سے دنگ رہ جاتے تھے۔ شرح: حسن بصری نے بہت [illegible] پالیا [illegible] گشتند ے الخ [illegible] ہے

(بقیہ پچھلے صفحہ ۲۳۹)

۲۔ ترجمہ :۔ دل سے تمام عیسائی اس کے معتمد ہوگئے درحقیقت تقلید عام کوئی طاقت نہیں ہے۔ ۳۔ ترجمہ :۔ انہوں نے اپنے سینہ میں اس کی محبت کا بیج بویا کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا نائب تصور کرتے تھے۔

سوال :۔ مولانا قدس سرہ تو تقلید کو لاشئی قرار دے رہے ہیں اور آج کل تو تقلید سے ہی کام ہے۔

جواب :۔ مولانا قدس سرہ نے تقلید عام کو لاشی قرار دیا ہے اور واقع تقلید بے کار ہے اور تقلید عام یہ ہے کہ کوئی بات عام رواج میں ہو پھر ہر ایک اسی کے مطابق عمل شروع کر دے مثلاً آج کل ظہر۔ مغرب۔ عشاء کی نماز میں دو دو نفلیں بیٹھ کر عام طور پر پڑھی جاتی ہیں اور ہم سب دیکھا دیکھی بیٹھ کر نفل پڑھتے ہیں حالانکہ نوافل خواہ کیسی ہو کھڑے ہو کر پڑھنے میں نسبت بیٹھ کر دوہرا ثواب ہے

حل لغات :۔ بسر۔ بالفتح بمعنی راز بالکسر مخفف بمعنی باطن ایک چشم دجال کی صفت ہے کہ اس کی ایک آنکھ بالکل نہیں ہو گی اسی لئے اسے مسیح بمعنی ممسوح العین کہتے ہیں۔ نعم المعین عربی لفظ ہے۔ نعم فعل مدح اور المعین فاعل ہے اور مخصوص بالمدح محذوف ہے۔ یعنی ھو جیسے نعم المعین میں محذوف ہے۔

ترجمہ :۔ وہ باطنا کانا دجال ملعون تھا۔ اے اچھے مددگار ہماری فریاد کو پہنچ۔

شرح :۔ دجال ملعون ہے تعبیر اس لئے کر دیا کہ وہ لوگ اس کے ظاہر کو دیکھ کر نائب عیسیٰ تصور کرنے لگے مولانا نے فرمایا یہ صرف انکی خوش عقیدت تھی ورنہ وہ تو باطن میں دجال ملعون ہی تھا۔ اور چونکہ ہمارے نفس امارہ بھی اس سے کچھ کم نہیں اسی لئے مولانا نے اپنے وطیرہ کے مطابق ہمیں سمجھا گئے کہ اب تمہیں آگاہ ہونا چاہیئے کہ یہ نفس بھی اس وزیر سے کچھ کم نہیں اب اس کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ ہی سے مدد لینی چاہیئے۔

marfat.com

۱
صد ہزاراں دام و دانہ است اے خدا ما چوں مرغانِ حریصِ بے نوا

۲
دمبدم پابستہ دامِ نو ایم ہر یکے گر بازو سیمرغے شویم

۳
میرہانی ہر دمے مارا و باز سوئے دامے میرویم اے بے نیاز

۱۔ ترجمہ:۔ لاکھوں دام اور دانے پڑے ہوئے ہیں اے خدا ہم تو حریص بے نوا پرندوں کی طرح ہیں

شرح:۔ وزیر مکار کو نفس امارہ سے تشبیہ دے کر اس سے مطابقت دے رہے ہیں کہ اس وزیر نے عیسائیوں کی بابت بادشاہ کو کہہ دیا ہے ع دام دیگر گوں نہم پیش پا الخ. اور ہمارے نفس بھی ہمیں مشاہدہ ربانی سے باز رکھنے کی کئی جال پھنسائے ہوئے ہیں اور ہم بھی حرص و ہوا کے ہیں پھنسنے سے دیر نہیں کرتے اب سوائے لطف ایزدی کے کون ہمارا فریاد رس ہے (ف) دام و دانہ اشارہ ہے اس حدیث کے مضمون کی طرف کہ جبکہ جنت و دوزخ کو پیدا کیا گیا تو جبرائیل علیہ السلام ان دونوں کے منظر دیکھ کر کہہ دیا کہ جنت میں کوئی نہیں جائے گا اور دوزخ میں ہر ایک داخل ہوگا۔ (رواہ الترمذی عن ابو ہریرہ)

۲۔ حل لغات: سیمرغ اسے اس نام سے اس لئے موسوم کرتے ہیں کہ اسمیں ہر پرندے کے رنگ کا ایک پر ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صرف نام ہی ہے ورنہ اس قسم کا کوئی پرندہ نہیں ہے بعض کہتے ہیں عنقا (باقی صفحہ ۲۴۲ پر)

marfat.com

۱
ما دریں انبار گندم می کنیم　　گندم جمع آمدہ گم می کنیم

۲
می بیندیشیم آخر ما بہوش　　کایں خلل در گندمست از مکر موش

۳
موش تا انبان ما حفرہ زدہ است　　وز فنش انبارِ ما خالی شدہ است

۴
اول ایجاں دفعِ شرِّ موش کن　　وانگہ اندر جمع گندم جوش کن

---

۱ ترجمہ: ہم اس انبار میں گندم جمع کرتے ہیں پھر جمع کردہ گندم کو ضائع کر دیتے ہیں (باقی اگلے صفحہ پر) ۲۴۴

بقیہ پچھلے صفحہ سے: کا دوسرا نام سیمرغ ہے اس کی رہائش کوہ قاف میں ہے۔

ترجمہ:۔ دمبدم ہم نئے جال میں گرفتار ہیں۔ اگرچہ ہم سب باز اور سیمرغ ہی کیوں نہ ہو جائیں

شرح:۔ یہاں سے انبیاء علیہم السلام مستثنیٰ ہیں اور اولیاء کرام کو بھی ہم محفوظ سمجھتے ہیں مقصد یہ ہے کہ شیطان اور نفس کے حملہ سے ہمارا بچنا مشکل ہے جب تک کہ تیرا کرم شامل حال نہ ہو۔

ترجمہ:۔ اے بے نیاز تو ہمیں ہر لحظہ بچاتا ہے۔ لیکن ہم ایک جال سے بچ کر دوسرے جال میں جا پھنسے ہیں

شرح:۔ یہ شعر سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ جب ایک جال میں پھنس گیا تو پھر جب تک اس سے نہیں نکلے گا۔ دوسری میں کیسے جا پھنستا ہے اب مولانا کا دمبدم بابستۂ دام نو ایم الخ کیسے صحیح ہے۔ جواب میں فرمایا کہ تو تو ہمیں جال سے نجات دے دیتا ہے لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ دوسری پھانسی میں پھنس جاتے ہیں

marfat.com

شرح :۔ سالک کے اعمال صالحہ کی تمثیل انبار گندم سے ہے اس کی تضییع بھی عجیب قسم کی ہے کہ ابھی اعمال کیئے اور ابھی ریا و عجب و خود بینی، گلہ، ایذا رسانی وغیرہ وغیرہ سے ضائع کر دیئے۔ یہ سب نفس سرکش کی حرکتیں ہیں کما قال

۲ ترجمہ :۔ آخر ہم بھی سوچتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ گندم کی یہ خرابی چوہے کے دھوکہ سے ہے۔

شرح :۔ موش سے مراد نفس و شیطان ہیں جو کہ اولاً نفس خلوص سے عبادت نہیں کرنے دیتا۔ اگر کچھ حصہ نصیب ہو جاتا ہے تو شیطان اپنی کارروائی سے تمام ضائع کرا دیتا ہے

۳ حل لغات۔ انبان بالفتح چمڑہ دباغت شدہ۔ مشکیزہ۔ فقیروں کا وہ تھیلہ جو چمڑے سے تیار کیا جاتا ہے۔ حفرہ۔ بالفتح سوراخ۔ گڑھا۔ سرنگ۔

ترجمہ :۔ چوہے نے ہمارے انبار گندم میں سرنگ لگایا ہے اس کے مکر سے ہمارا انبار خالی ہو گیا ہے۔

۴۔ ترجمہ :۔ پہلے اے دوست اس چوہے کے شر کو دفع کر پھر گندم جمع کرنے میں جوش دکھا۔

شرح :۔ جب ثابت ہو گیا کہ ہمارے اعمال صالحہ کی خرمن کو نفس و شیطان چوہے بن کر ضائع کر رہے ہیں تو اب ضروری ہوا کہ خرمن کی حفاظت کے سلسلہ میں چوہوں کو دفع کیا جائے اسی طرح ترقی و عروج تب نصیب ہو سکتا ہے جب نفس و شیطان کی تدبیروں سے حفاظت حاصل ہو جائے۔

marfat.com

۱

بشنو از اخبار آں صدرِ صدور — لا صلوٰۃ تمّ الّا بالحضور

۱۔ ترجمہ:۔ بڑے مسند نشین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے سن کر فرماتے ہیں۔ نماز قلب کے بغیر نامکمل ہے

شرح:۔ بعض روایات میں ثَمَّ ثاء کے ساتھ یعنی وہاں اور مراد ملاء اعلیٰ ہے یعنی اعمال صالحہ کی اصل نماز ہے اور اس کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ وہ ملاء اعلیٰ میں پہنچے اور وہاں وہ نماز ہوتی ہے جو حضور قلب سے ہو۔ اور جس میں حضور قلب بھی نہ ہو وہ تو سرے سے نماز ہی نہیں اور جس روایت میں تام ہے اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضور قلب کے بغیر نماز ناتمام ہے۔

(ربط) عام لوگ تو کہتے ہیں کہ شعر اوّل کے لئے دلیل ہے کہ جب تک موش کا مکر دفع نہیں ہوگا اعمال بے کار جیسا کہ حدیث شریف میں لا صلوٰۃ الا بحضور القلب کہ حضور قلب تب حاصل ہوا جب یہ چوہا دور ہوا۔ لیکن میرے خیال میں یہ ہے کہ جب سالک کو بتایا کہ مکر موش کا علاج آسان ہے۔ وہ ہے ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر لیکن صرف قیام۔ رکوع۔ سجود سے تمہارا علاج نہیں بلکہ اس کے ساتھ حضور قلب بھی ہو گا۔ حضور قلب نہیں ہوگا تو تیری مرض کا علاج مشکل ہے۔ اگر شرعاً تیری نماز ہو جائے گی۔ حضور قلب کسے کہتے ہیں۔ فقیر اویسی غفرلہٗ کے نزدیک اس کے تین درجے ہیں (۱) عوام کا یا یوں کہو کہ مبتدیوں کے [illegible] ہے کہ شروع سے لے کر آخر تک ہر قول و فعل پر دھیان رہے کہ [illegible] کہاں اور کیا پڑھ رہا ہوں۔ لذا قال سعیدی (باقی اگلے صفحہ پر)

۲۴۵

۱

گر نہ موشے دزد در انبانِ ماست   گندمِ اعمالِ چل سالہ کجاست

۲

ریزہ ریزہ صدق ہر روزہ چرا   جمع می ناید دریں انبار ما

۳

بس ستارہ آتش از آہن جہید   ویں دلِ شوریدہ پذرفت وکشید

۴

لیک درظلمت یکے دزدِ نہاں   می نہد انگشت براستارگاں

۱۔ ترجمہ :۔ اگر ہماری خرمن میں چوہا چور نہ ہوتا تو چالیس سال کی عبادت کہاں ہے۔

شرح :۔ اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے اعمال کے (باقی اگلے صفحہ پر ۲۴۶)

(بقیہ پچھلے صفحہ ۲۴۵ سے) ابن العربی فی فتوحات المکیہ اور اس کا حصول بھی سہل۔ ہے ۔ وہ یہ کہ جب وضو اول سے لے کر آخر تک کسی سے کلام نہ کرتے ہوئے ادعیہ ماثورہ، کلمہ تشہد درود شریف میں مصروف رہے اور حمام میں پیشاب بھی نہ کرے ۔ ۲۔ خواص کا جب تحریمہ باندھے تو تصور کرے کہ میں کس کے حضور میں ہوں وہ عالم کہ جس کا قبضہ قلب پر ہے اور ہر وسوسہ وخطرہ کو جانتا ہے اور میری ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے۔ کما قال سید الاولین والآخرین ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک بخاری ومسلم۔ ان دو جملوں سے جملہ ثانیہ مراد ہے کذا افادہ الامام الغزالی قدس سرہ فی البدایہ :۔ ۳۔ اخص الخواص : رب تعالی کے تجلیات وانوار کو پہچاننا (ف) یہ حدیث معنیً صحیح ہے کذا افادہ الملا علی القاری رحمہ اللہ تعالی فی الموضوعات الکبیر۔

marfat.com

۱
میکشد استارگاں را یک بیک   تاکہ نفروزد چراغے بر فلک

۲
چوں عنایاتت شود با مقیم   کے بود بیمے ازاں دزدے لئیم

۳
گر ہزاراں دام باشد ہر قدم   چوں تو با مائی نباشد ہیچ غم

۱۔ ترجمہ :۔ ایک ایک کرکے ان ستارہ کو بجھاتا ہے تاکہ کوئی چراغ آسمان پر ظاہر نہ ہوئے (شرح) ظلمت سے مراد نفس امارہ جو سراسر (باقی اگلے صفحہ پر) ۲۴۷

بقیہ از پچھلے صفحہ سے: گیہوں کا چور کوئی نہ کوئی ضرور ہے

۲۔ ترجمہ :۔ روزانہ کی تھوڑی تھوڑی عبادت تھیلہ میں کیوں نہیں ہوتی

شرح :۔ اعمال کے ایک دلیل یہ ہے کہ ہم روزانہ کوئی نہ کوئی نیکی کرتے ہیں اور نیکی کا کام یہ ہے کہ دل کے آئینہ کو صاف کرکے لوح محفوظ کے منظر سامنے لائے لیکن یہ ہم ہیں کہ ہمارے دل تو صاف ہوتے ہیں اور نہ ہی اس حقیقت سے آشنائی پا سکتے ہیں

۳۔ حل لغات :۔ بس بسیار۔ ستارہ۔ آتش چنگاریاں۔ آہن۔ لوہا یعنی چقماق۔

ترجمہ :۔ بہت سی چنگاریاں چقماق سے نکلیں اور اس دل دیوانہ نے ان کو قبول کرلیا اور برداشت کیا شرح :۔ چنگاریاں (ستارہ آتش) سے انوار آتش عشق الہٰی یا عبادات مراد ہیں اور چقماق (ایک پتھر ہوتا ہے زمانہ قدیم میں اس سے آگ نکالا کرتے تھے) سے طاعات کہ جن کا بجا لانا لوہے کے چنے چبانے سے کم نہیں یا جوارح اعضا مراد ہیں۔ دل شوریدہ یعنی سوختہ یا آہن سے مراد ظلم ہے مرشد جس کا ابتدا میں پانا مشکل ہوتا ہے ۴۔ ترجمہ :۔ اور اندھیرے میں ایک چھپا ہوا چور ان چنگاریوں پر انگلی رکھ دیتا ہے

marfat.com

۱ در تمثیل عارف و حال او و معنی آیت

اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا
فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی (القرآن)

۲ ہر شبے از دامِ تن ارواح را — میرہانی میکنی الواح را

۳ می رہند ارواح ہر شب زیں قفس — فارغاں نے حاکم و محکوم کس

---

۱ ترجمہ:- عارف کی تمثیل اور اس کا حال اور آیت کا معنی کہ اللہ تعالیٰ جانوں کو وفات دیتا ہے
ان کی موت کے وقت تک اور جو نہ مریں انہیں نیند میں۔ پس جس پر ۲۴۸ (باقی اگلے صفحہ پر)

---

۲۴۹ بقیہ پچھلے صفحہ سے:- تاریک ہے یا جہل از علوم طریق مجاہدہ یا احکام شرعی دزد سے مراد شیطان یا افکار ماسوی اللہ ہے۔ ان ہر سہ اشعار کا مطلب یہ ہے کہ اکثر انوار آتش عشق الٰہی طاعات سے چمکتے ہیں۔ اور دل ان کو قبول کر کے اپنی طرف کھینچتا ہے لیکن وساوس شیطانی یا خود شیطان از روئے حدیث شریف "ان الشیطٰن یجری الدم" نفس امارہ میں گھس بیٹھتا ہے اور اسکے چمکتے ہوئے شراروں کو بجھا دیتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جن طاعات سے بندہ ترقی کر کے مشاہدہ حقانیہ سے مستفید ہونا ان سے محروم ہو جاتا ہے! ور یہ اشعار ایک قصہ سے اقتباس کیا گیا ہے جس کا بیان دفتر ششم کے اوائل میں آئیگا انشاء اللہ۔ اے اس کے لئے اور کوئی چارہ نہیں سوائے اس کے کہ مالک حقیقی سے التجا کرے۔ کما قال۔ ۲۔ ترجمہ:- حبیب تیرے عنایات ہمارے ساتھ ہمیشہ ہیں تو پھر ہمیں اس کمبخت شیطان سے کیا خوف ہے۔ باقی اگلے صفحہ کے نچلے حصہ)

marfat.com

بقیہ پچھلے صفحہ سے:

موت کا حکم فرما دیا اسے روک رکھتا ہے اور دوسری کو ایک میعاد مقرر تک چھوڑ رکھتا ہے۔ (کنزالایمان)

(ربط) گذشتہ شعر گر بہ زار دام باشد ہر قدم الخ سے مربوط ہے کہ جس طرح روح کی واپسی مالک کے ہاتھ میں ہے اسی طرح ہمارا ارادہ سلوک پر چلانا اور ثابت قدم اس کا کام ہے۔

۲۔ حل لغات:۔ میکنی بفتح کاٹ از کندیدن بمعنی جڑ سے اکھاڑنا یعنی خالی کرنا۔ الواح۔ لوح کی جمع ہے۔ ترجمہ:۔ ہر شب جسم کے جال سے ارواح کو آزاد کر کے تختیوں (جسم دل) کو خالی کر دیتا ہے۔

شرح:۔ یعنی جس طرح ہر شب تو ارواح کو جسم کی قید سے رہائی دیتا ہے۔ اگر ہم کو بھی نفس و شیطان کے مکر و فریب سے رہائی دے گا کچھ از بعید از کرم نہیں ہو گا۔ (ف) بعض شارحین کہتے ہیں کہ الواح سے حواس مراد ہیں کیونکہ وہ ارواح کے بمنزلہ سواری کے ہیں کہ ان پر ارواح سوار ہو کر سیر کرتے ہیں۔ پھر جب سوار جسم کی قید سے چھوٹ گیا۔ تو سواری بھی بے کار ہو گئی

۳۔ ترجمہ:۔ ہر شب ارواح اس پنجرے سے فارغ البال ہو کر چھوٹ جاتی ہے نہ کسی کی حاکم ہوتی ہیں نہ محکوم شرح:۔ ہر شب میں شب کی قید اتفاقی ہے۔ کیونکہ اس سے مطلب خواب مراد ہے۔ خواہ دن کو ہو یا رات کو یعنی جسطرح ارواح من وشما کی قید سے آزاد ہوتی ہے اسی طرح عارف کامل مشاہدات حق میں ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اسے عالم دنیا سے لاتعلقی سی ہوتی ہے۔

بقیہ پچھلے صفحہ سے:۔ ۱۵۔ ترجمہ:۔ اگر ہمارے قدم ہمارے لئے جال بن جائے جب تو ہمارے ساتھ ہے تو پھر ہمیں کیا غم

marfat.com

۱

شب ز زنداں بے خبر زندانیاں　　　شب ز دولت بے خبر سلطانیاں

۲

نے غم و اندیشۂ سود و زیاں　　　نے خیال ایں فلاں و آں فلاں

۳

حالِ عارف ایں بود بے خواب ہم　　　گفت یزداں ھُم رُقُودٌ زیں مرم

۱۔ ترجمہ:۔ شب کو قیدی قید سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اسی طرح بادشاہ امورِ سلطنت سے غافل۔ شرح:۔ سابق شعر کی علت ہے کہ دیکھئے اگرچہ قیدی قید میں بڑا پریشان حال ہوتا ہے۔ لیکن جب خواب میں مخمور ہوا تو قید کا خیال تک بھی نہیں آتا۔ اسی طرح بادشاہ کا حال ہے

۲۔ ترجمہ:۔ اس وقت اسے نہ نفع کا غم اور نہ ہی نقصان کا اندیشہ بلکہ ایں فلاں اور آں فلاں تک کا بھی خیال نہیں ہوتا۔

۳۔ حلِ لغات:۔ ھُم رُقُودٌ۔ قرآنی لفظ ہے۔ اصحاب کہف کی طرف اشارہ ہے۔ اصل عبارت یوں ہے وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُودٌ تو ان کو بیدار سمجھتا ہے حالانکہ وہ خواب میں ہے۔ اس کی تفصیل اس کی شرح میں آتی ہے۔

مرم۔ بھی از رمیدن بعض نے مخفف از مرام سے لیا ہے

ترجمہ:۔ عارف کا حال بھی ایسے ہے اگرچہ وہ خواب میں بھی نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وھم رقود اس سے مت بھاگ۔ اس کا مطلب یہ ہے۔

marfat.com

۱

خفتہ از احوالِ دنیا روز و شب　　چوں قلم از پنجۂ تقلیبِ رب

۲

آنکہ او پنجہ نہ بیند در رقم　　فعل پندارد بہ جنبش از قلم

۳

شمۂ از حالِ عارف وانمود　　خلق را ہم خوابِ حسّی در ربود

۱۔ ترجمہ :۔ دنیا سے وہ روز و شب بے خبر ہیں۔ پنجہ۔ رب میں قلم کی طرح ہیں

شرح :۔ عارفانِ کامل احوالِ دنیا سے ہر وقت غافل ہیں اور ان کی مثال ایسی

ہے۔ جیسا قلم قدرت۔ پنجۂ تقلیب۔ رب میں　　وہ (باقی اگلے صفحہ پر) ۲۵۱

بقیہ پچھلے صفحہ سے ۲۴۹ = شرح :۔ مولانا قدس سرہٗ عارف کے

حال کو مثال دے کر سمجھ رہے ہیں کہ عارف علائق دینویہ سے آزاد ہوتا

ہے۔ اور وہ ہر وقت مشاہدۂ حق میں محو ہوتا ہے جیسے مشاہدات سے

مشاہدہ ہو رہا ہے کہ انسان خوابِ غفلت میں ہوتا ہے تو دنیا و مافیہا سے بے

خبر ہو جاتا ہے۔ اب اس کی دلیل قرآن مجید سے بھی دیدی جیسا کہ مولانا قدس سرہٗ کی

عادت ہے کہ ہر مسئلہ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھاتے ہیں فرمایا کہ دیکھا صحاب

کہف اولیاء کرام تھے دیکھنے والا تو اسے بیدار سمجھتا ہے۔ لیکن وہ ماسوائے

اللہ سے فارغ ہیں اسی طرح ہر عارفِ کامل کا حال ہے کہ وہ بظاہر ہمارے

ساتھ ہوتے ہیں لیکن در حقیقت مشاہدہ حق میں مصروف ہوتے ہیں کما قال عارف فریدؒ

قدس سرہٗ۔

marfat.com

بقیہ پچھلے صفحہ سے :۔ جس طرح اور جس طرف چاہتا ہے قلم کو پھیر دیتا ہے ۔

(تقلیب باز گردانیدن ۔ و باز گونہ کردن و بدل کردن بحرفے بحرفے) چنانچہ اصحاب

کہف کی شان میں وارد ہے ۔ وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۔

(دائیں یا بائیں جس جانب چاہتے ہیں ہم ان کو پھیر دیتے ہیں) مطلب یہ کہ عارفان

کامل اور تارکان ہستی فانی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں اس طرح ہیں جس طرح مردہ بدست

زندہ ان کے تمام فعال حرکات وسکنات اسی طرف منسوب ہیں اور تسلیم ورضا ان کا

خاص شیوہ ہے ۔ بخلاف عوام جو پنجہ تقلیب رب سے تو کسی طرح باہر نہیں ہو سکتے

مگر اس قابل کا ہے کو ہیں ان کے افعال ادھر منسوب کیئے جائیں ۔ یا وہ تسلیم و

رضا کے پابند ہو کر رہیں

۲۔ ترجمہ :۔ ہاتھ ہے جس سے نہاں وقت رقم قلم کی حرکت خط کو جانتا ہے)

شرح :۔ اس شعر میں عارفان کامل اور عوام کے فرق کی تمثیل ہے یعنی مثلاً ایک

شخص دوسرے کی تحریر کو تو دیکھ رہا ہے ۔ مگر لکھنے والے کا ہاتھ اس کو نظر نہیں

آتا ۔ تو یہ کم فہم دیکھنے والا حرکت کے سبب تحریر کو قلم ہی فعل سمجھے گا ۔ حالانکہ

تحریر فی الواقع ہاتھ ہی کا فعل ہے اور قلم ایک واسطہ ہے ۔ یہی حال عارفوں

کا ہے کہ ان کے افعال درحقیقت خدا کی طرف منسوب ہوتے اور عوام کے نہیں

ہوتے لیکن لوگوں کو یہ فرق نظر نہیں آتا ۔

۳۔ ترجمہ :۔ اس میں کچھ حال عارف کا بیان ہے خلق کو خواب حس کا گمان ہے

شرح :۔ اس شعر کی دو تقریریں ہیں ۔ ۱) یہ کہ خلق را پہلے مصرعہ سے متعلق ہے اور

لفظ را بمعنی برائے بحذف مضاف ہے یعنی لفظ ارشاد محذوف ہے) اور

در ربود کی ضمیر اس کے فاعل خلق کی طرف راجع ہے اور ربود بمعنی (باقی اگلے صفحہ پر)

۲۵۲

۱

رفتہ در صحرائے بیچوں جان شاں　　روح شاں آسودہ و ابدان شاں

۲

فارغاں از حرص و اکباب و حصص　　مرغ وار از دام جستہ در قفس

۳

ترک روز آخر چو با زریں سپر　　ہندوئے شب را بہ تیغ افگندہ سر

۱۔ ترجمہ :۔ ان کی جانیں عالم برتر میں ہیں۔ روح و تن آسودگی کے گھر میں ہیں۔

۲۔ ترجمہ :۔ گر پڑنے دوڑنے سے برکنار ہیں۔ دام سے آئے ہیں قفس میں مرغ کی طرح۔ حل لغات: صحرائے بے چوں۔ عالم بے کیف۔ (باقی اگلے صفحہ ۲۵۴ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ ۲۵۱ سے معلوم کرو اس صورت میں شعر کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے قصہ میں ارشاد خلق کے لئے تھوڑا سا عارف کا حال بیان کر دیا ہے۔ یعنی عارف ایسے ہوتے ہیں جیسے کہ اصحاب کہف تھے کہ بظاہر بیدار معلوم ہوتے ہیں مگر فی الواقع سو رہے ہیں۔ یعنی ماسوی اللہ سے بالکل غافل ہیں۔ لیکن افسوس کہ خلق نے اس کو بھی خواب حسی سمجھا اور واقعی حال کو نہ جانا ۲۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ چاہا کہ عوام پر عارف کا کچھ حال ظاہر کرے۔ اور نیند کو مسلط کر کے تھوڑی دیر کے لئے ان کو بے خود کر دیا۔ تاکہ وہ معلوم کر لیں کہ عارف ہر وقت اور ہر حال (خواب و بیداری) میں اسی طرح مستغرق اور دنیا سے غافل رہتے ہیں۔ خواب حسی۔ خواب ظاہری یعنی ذکر الٰہی اور طاعت خداوندی سے ہمیشہ کی غفلت کو کہتے ہیں

۱
میل ہر جانِ بسوئے تن بود　　ہر تنے از روح آبستن بود

۲
چوں بسوئے دام باز اندر شوند　　داد جویاں در پئے داور شوند

۳
وز صفیرے باز دام اندر کشی　　جملہ را در دام و در داور کشی

۴
چونکہ نورِ صبحدم سر بر زند　　کرگسِ زریں گردوں پر زند

۵
فالق الاصباح اسرافیل وار　　جملہ را در صورت آرد زاں دیار

۱۔ ترجمہ: ہر جان کا میلان جسم کی طرف ہو جاتا ہے پھر ہر جسم (باقی اگلے صفحہ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ ۲۵۲ سے: اکباب منہ کے بل گرنا۔ اور حصص۔ دوڑ کر چلنا۔ شرح: سونے والے (خواہ اصحاب کہف ہوں یا عام مخلوق) حرص دنیوی اور بھاگ دوڑ سے بالکل فارغ ہیں اور دام تعلقات دنیوی سے چھوٹ کر قفس عالم بے کیف میں جا پڑے ہیں لیکن نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ۲۔ ترجمہ ترکیب: ان کو پھر لے کر آتا ہے ہندوئے شب کا سر گرا دیتا ہے حل لغات: ترک بالضم ایک قوم جنگجو کا نام ہے جو ترک حضرت نوح علیہ السلام کے صاحبزادہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں مجازاً سپاہی معشوق یہاں یہ سورج مراد ہے۔ زریں سپر سونا کا جسمہ کہ ڈھال کی طرح مدور اور نورانیت کی وجہ سے زریں سے تعبیر کیا گیا ہے ہندوئے شب۔ ہندو اونسبت کی ہے کہ ایسی نسبت ذوی العقول سے مخصوص ہے۔ فارسی میں بمعنی چور رہزن غلام کے مستعمل ہوتا ہے یعنی تاریکی شب مراد ہے۔ (غیاث) (باقی اگلے صفحہ کے نچلے حصہ پر)

marfat.com

(بقیہ پچھلے صفحہ سے)

روح سے حاملہ ہوتا ہے۔

شرح:۔ جب سونے والوں کی رات ختم ہوئی اور دن نکل آیا تو ان سب کی روحیں ان کے بدنوں میں چلی گئیں اور ہر بدن روح سے باردار ہو گیا۔

۲۔ ترجمہ: جب ارواح اپنے بدنوں میں واپس لوٹتی ہیں تو اپنی داد خواہی کے لئے حاکم کے پیچھے دوڑتی ہیں۔

شرح:۔ یعنی اہل اللہ کی روحیں جب جسم کے دام میں واپس لوٹتی ہیں تو باری تعالیٰ سے داد چاہتی ہیں کہ ہم اس پنجرہ میں کیوں گرفتار ہو گئے۔ یوں کہو کہ جب ارواح خواب سے فارغ ہوتی ہیں تو دنیوی کاروبار میں مشغول ہو جاتی ہیں (امداد)

۳۔ ترجمہ:۔ پھر سیٹی سے پھانسی میں کھینچتا ہے سب کو جال اور فیصلہ مقدمات میں ڈالتا ہے (شرح) پہلے شعر کے مضمون کا اعادہ ہے

۴۔ حل لغات:۔ کرگس بالفتح وکاف دوم فارسی گدھ (سورج) ہے

ترجمہ: جب بوقت صبح نور پھیلتا ہے تو آسمانی سنہری گدھ (سورج) اڑنے لگتی ہے

۵۔ حل لغات:۔ فالق الاصباح: صبح کو چیرنے والا یعنی رات کی تاریکی دور کرنے والا

ترجمہ:۔ جب اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کی طرح تمام مخلوق کو اس ولایت سے واپس لوٹاتا ہے۔

شرح:۔ زاں دیار سے مراد صحرائے بے چون ہے جسے عالم برزخ سے تعبیر کیا جاتا ہے

بقیہ ۵ پچھلے صفحہ سے: میں اسی طرح مستغرق اور دنیا سے غافل رہتے ہیں، خواب یعنی خواب ظاہری۔ یعنی ذکر الٰہی اور طاعت خداوندی سے ہمیشہ کی غفلت کو کہتے ہیں۔

marfat.com

۱
روحہائے منبسط را تن کند — ہر تنے را باز آبستن کند

۲
اسپ جانہا را کند عاری ز زین — سِرُّ النَّوْمِ اَخُ الْمَوْتِ است ایں

۳
لیک بہر آنکہ روز آیند باز — بر نہد بر پائے شاں بندِ دراز

۴
تاکہ روزش واکشد زاں مرغزار — وز چراگاہ آردش در زیر بار

---

۱. ترجمہ :۔ جدا روحوں کو جسم سے ملائے گا۔ ہر جسم کو پھر روحوں سے حاملہ کریگا

حل لغات :۔ منبسط بمعنی مجرد و جدا۔ از تن۔ آبستن حاملہ۔

شرح :۔ تو ان روحوں کو جو سوتے وقت بدن سے جدا ہو گئی تھیں متعلق بدن کر دیتا ہے۔ اور ہر تن کو حامل روح بنا دیتا ہے یا ان پر اصلاح امور دنیویہ اور تکالیف شرعیہ کا بوجھ ڈال دیتا ہے یہ تیری وحدانیت اور قدرت کا ثبوت ہے مولانا نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں بیان نکتہ معنوی طور پر عارفان کامل کا حال بیان کیا ہے۔ یعنی جس طرح سونے والے رات کو بے خبر سو جاتے ہیں۔ اور صبح کو ہوشیار ہو کر اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح عارفان کامل ہر وقت مشاہدہ تجلیات میں مستغرق ہو کر ماسوی اللہ سے غافل ہیں اور قید بشریت میں صرف ارشاد خلق [illegible] کیا۔

۲۔ زین سے اسپ جان خالی ہوتا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

بقیہ پچھلے صفحہ سے :۔ سر النوم اخ الموت مشہور حدیث ہے ۔

شرح :۔ اللہ تعالیٰ اسپ جان (روح) اور زین بدن کے تعلق کو بوقت خواب جدا کر دیتا ہے ۔ اور حدیث النوم اخ الموت کے یہی معنی ہیں یعنی جس طرح موت سے تمام تعلقات منقطع ہو جاتے ہیں اسی طرح نیند سے حدیث شریف میں ہے سائل سائل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل ینام اھل الجنۃ فقال النوم اخ الموت لاینام اھل الجنۃ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اہل جنت کو نیند آئے گی یا نہیں ۔ آپ نے فرمایا نیند کو موت کا بھائی سمجھنا چاہیئے اس لئے اہل جنت پر خواب طاری نہ ہو گا ۔

۳ ۔ ترجمہ :۔ لیکن ان کے پھر بلانے کے لئے وہ پاؤں سے رسیاں باندھتا ہے

۴ ۔ ترجمہ :۔ تاکہ اس جنگل سے ان کو کھینچ کر بار دگر غم کے زیر بار کرے ۔

شرح :۔ اللہ تعالیٰ سوتے وقت اسپ روح کو بدن کے زین سے جدا کر دیتا ہے لیکن اس لئے کہ اس اسپ کی دن کو ضرورت ہوتی ہے ۔ اس کو پابند کر رکھا ہے ۔ دام دراز سے مراد تعلقات ہیں ۔ اور یہ پابندی اس لئے ہے کہ دن میں اس کو مرغزار سے کھینچ کر ، ورچراگاہ سے واپس لاکر اس سے کچھ کام لے یعنی جس طرح گھوڑا پالنے والے اس کے پاؤں میں ایک لمبی رسی باندھ کر گھوڑے کو چراگاہ میں چھوڑ دیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں رسی کھینچ کر اس پر سواری کر لیتے ہیں ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ حالت خواب میں اسپ روح کو زین بدن سے جدا کر دیتا ہے لیکن دونوں میں علاقہ قائم رکھتا ہے یہ علاقہ حقیقی موت سے پہلے منقطع نہیں ہوتا کیونکہ یہ اس کو روح اور بدن کے مجموعے سے دینی یا دنیوی کام لیتے ہیں یہی حال اولیاء اللہ کا ہے کہ ان کا عالم محویت میں مستغرق رہنا بمنزلہ خواب ہے لیکن ارشاد خلق کے لئے ان کو عالم بشریت میں (باقی اگلے صفحہ پر)

۱
غار با تو، یار با تو، در سرود — مہر بر چشم است و بر گوش ات چہ سود

۲
باز داں کز چیست ایں روپوشہا — ختم حق بر چشمہا و گوشہا

۱۔ ترجمہ:۔ تیرے یار غار نغمہ گا رہیں یا نہیں، اندھے بہرے پن سے تو غفلت کا شکار ہے

حل لغات:۔ غار با تو، یار با تو کے بعد حرف عطف (واو) محذوف ہے اور غار سے بطور استعارہ عارف مراد ہے اس لئے کہ وہ بھی غار کی طرح مقام وحدت اور امن میں ہے

شرح: اے مخاطب تو اصحاب کو کیوں ڈھونڈتا ہے۔ بہت سے اصحاب کہف کے مرتبہ کے آدمی (یعنی عارف) تیرے یار ہیں اور تجھ کو سرود وحدت سنا رہے ہیں مگر تو ان کے سرود کو سنتا نہیں۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ غار سے پہلے حذف مضاف ہو یعنی اصحاب غار اس وقت یہ معنی ہوئے کہ بہت سے اصحاب کہف (عارفان کامل) تیرے یار غار ہیں اور تجھ کو اپنا راگ سنا رہے ہیں۔ مگر تیرے کانوں پہ مہر لگی ہوئی ہے تجھے نغمہ حق سنائی نہیں دیتا۔

۲۔ ترجمہ:۔ ذرا سوچ یہ تجھ سے کیوں مستتر ہیں۔ تیری چشم و گوش پر مہر لگ گئی ہے۔

شرح:۔ خلاصہ یہ کہ اے شخص اگر تو بینا ہو خلق میں مشاہدہ حق کر سکتا ہے۔ اسی مناسبت کے لئے مولانا قصہ لیلیٰ نقل فرماتے ہیں جس نے بادشاہ کو ایک سوال کا عارفانہ جواب دے کر شرمندہ کر دیا تھا۔

بقیہ پچھلے صفحہ ۲۵۶ آنے کی تکلیف دی گئی ہے۔ جو بمنزلہ بیداری کے ہے

marfat.com

۱ سوال کردن خلیفہ از لیلیٰ و جواب او

۲
گفت لیلیٰ را خلیفہ کاں توئی — گر تو مجنوں شد پریشان و غوی

۳
از دگر خوباں تو افزوں نیستی — گفت خامش چوں تو مجنوں نیستی

۴
دیدۂ مجنوں اگر بودے ترا — ہر دو عالم بیخطر بودے ترا

۵
باخودی تو لیک مجنوں بیخود است — در طریقِ عشق بیداری بدست

۱۔ ترجمہ:۔ بادشاہ وقت کا لیلیٰ سے سوال اور اس کا جواب

۲۔ ترجمہ:۔ ایک خلیفہ نے لیلیٰ سے کہا اگر تجھی پر قیس پریشان اور فریفتہ ہے

۳۔ ترجمہ:۔ اور معشوقوں سے تو افزوں نہیں۔ وہ بولی۔ چپ رہ کہ تو مجنوں نہیں۔

شرح:۔ یعنی خلیفہ وقت نے لیلیٰ سے کہا کہ تیرے عشق میں مجنوں کے دیوانہ ہونے کا کیا باعث حالانکہ تو اور حسینوں سے کچھ زیادہ خوبصورت نہیں ہے

(باقی بر صفحہ ۲۵۹ پر)

لیلیٰ نے جواب دیا کہ اے بادشاہ خاموش رہ کیونکہ تو مجنوں نہیں ہے ورنہ مجھ کو تمام حسینوں سے بہتر جانتا۔ گویا مولانا قدس سرہٗ اس شخص کو جواب دے رہے ہیں۔ جو اولیاء کے وجود اور ان کے ہم مرتبۂ اصحاب کہف ہونے سے انکار کرے۔ مطلب یہ ہے کہ اولیائے کامل ہر وقت موجود ہیں مگر کور باطنوں کو نہیں دکھائے دیتے۔ جس طرح خلیفہ کی آنکھوں میں لیلیٰ نہیں جچتی تھی۔

۴۔ ترجمہ:۔ اگر تجھے دیدۂ مجنوں ملتا تو تم مجھے بہتر از ہر دو جہان کہتے۔

۵۔ ترجمہ:۔ تیرے میں خودی ہے اور مجنوں خودی سے پاک ہے اور عشق میں بیداری ضرر رساں ہے۔

شرح:۔ ایک قائم مقام حرف عطف ہے اور دوسرے مصرع میں بیداری سے دنیوی معاملات کی ہوشیاری اور ان کی طرف متوجہ ہونا مراد ہے جو طریق عشق میں نہایت مذموم ہے۔

فقیر اویسی غفرلہٗ۔ سیرانی مسجد بہاول پور

marfat.com

۱
ہر کہ بیدار ست او در خواب تر ہست بیداریش از خوابش بتر

۲
ہر کہ در خوابست بیداریش بہ مست غفلت عین ہشیاریش بہ

۳
چون بحق بیدار نبود جان ما ہست بیداری چو در بندان ما

حل لغات۔ بتر مخفف بدتر۔ بندان بمعنی قلعہ۔ قید خانہ و دروازہ۔ مجاز بمعنی چوکیدار ترجمہ ۱ :۔ جو شخص دنیوی امور میں زیادہ بیدار ہے اس کی بیداری اس کی نیند سے بدتر ہے۔

شرح :۔ یعنی جو شخص دنیوی معاملات میں بیدار ہے۔ گویا اس کا خواب غفلت بہت بڑھ گیا ہے۔ وہ حقیقت سے زیادہ غافل ہے۔ دوسرے مصرع میں اس مضمون کو ترقی دی گئی ہے یعنی ایسے شخص کے بیداری خواب سے بھی بدتر ہے کیونکہ وہ حالت خواب میں صرف حسنات سے محروم ہے۔ اور یہ حالت بیداری میں غفلت کے سبب حسنات سے تو محروم تھا ہی سیئات بھی جمع کر رہا ہے

ترجمہ ۲ :۔ خواب والے کی بیداری بہتر ہے مست غفلت کی ہشیاری بہتر ہے

شرح :۔ یعنی جو شخص دنیوی معاملات سے غافل ہے وہ فی الواقع بیدار ہے اور اس کی بیداری بہت اچھی ہے۔ کیونکہ بظاہر مست غفلت ہے۔ مگر در باطن ہشیار ہے۔ اور اسکی یہ غفلت جو عین ہشیاری ہے۔ نہایت اچھی ہے

(باقی برصفحہ ۲۶۱)

۱

جاں ہمہ روز از لکد کوبِ خیال　　وز زیان و سود و از خوفِ زوال

۲

نے صفا میماندش نے لطف و فر　　نے بسوئے آسمان راہِ سفر

حلِ لغات:۔ لکد کوب: ا۔ کسی شے کو لاتیں مار مار کر روندنا ۲۔ پائمالی ۳۔ روندن۔ ۴۔ لت کھوندن دراصل لکد کے لات کوب کوفتن سے مشتق ہے۔ زوال۔ ا۔ جاتے رہنا ۲۔ دور ہونا۔ صفا۔ ا۔ صفائی ۲۔ روشن دل۔ فر۔ ا۔ قوت طاقت ۲۔ اقبال ۳۔ عظمت

ترجمہ:۔ جب کہ جان کو ہر دم دنیا کا فکر و خیال ہو۔ اور اسے دنیوی سود و زیان اور زوال کا خوف ہو۔ پھر اس میں صفائی نام کو نہیں رہتی اور وہ سوئے عرش بریں نہیں جا سکتی۔

شرح:۔ یعنی روح میں لکد کوب اور صدمات خیال (باقی اگلے صفحہ پہ)

بقیہ پچھلے صفحہ نمبر ۲۶ سے

۳

ترجمہ:۔ جو بیدار حق نہ ہو وہ ہمارا ایمان کیا ہے۔

بلکہ وہ بیداری ہماری چوکیدار ہے۔

شرح:۔ جب ہماری جان بیداری کے لئے نہ ہو بلکہ دنیا کے لئے ہو تو یہ بیداری ایسے ہی جیسے ہماری چوکیداروں کی بیداری جو صرف دنیا کے لئے ہے۔ اکثر مالدار تہجد کے بہانہ سے رات کو جاگتے ہیں۔ ایسے لوگ مال کے چوکیدار ہیں

فائدہ:۔ بعض نسخوں میں ان تینوں اشعار میں درمیانہ شعر مثنوی شریف کا نہیں

marfat.com

۱
خفتہ آں باشد کہ او از ہر خیال　　دارد امید و کند با او مقال

۲
نے چناں کہ از خیال آید بحال　　آں خیالش گردد او را صد وبال

حل لغات:۔ مقال عربی لفظ ہے۔ مصدر میمی ہے دراصل مقول تھا بقاعدہ مقال تھا۔ اس کی مزید تشریح و قواعد فقیر کی ابواب الصرف میں دیکھیئے۔ مقال بمعنی بات چیت گفتگو۔ **ترجمہ**:۔ خفتہ وہ ہے جو خیال کا پابند ہے۔ جو کہ ہر خیالی چیز سے امید رکھے اور اس کے متعلق گفتگو میں لگا رہے۔

ترجمہ:۔ ایسا آدمی ان عارفین کاملین کی طرح نہیں جو خیال سے ہی وجد میں آجائے بلکہ ایسے عامی آدمی کا وہ خیال سو طرح کا وبال بن جاتا ہے۔

(باقی اگلے صفحہ ۲۶۳ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ سے:۔ اور اُمید سود و غم زیان اور خوف زوال دنیا کے سبب صفائی در لطافت اور قوت باقی نہیں رہتی اور نہ اس کو آسمان اور عالم ملکوت کی طرف رستہ ملتا ہے بلکہ وہ اسی عالم سفلی میں نفس و شیطان کے قبضہ میں پھنسکر دنیا میں عشق حقیقی اور عقبی میں درجات عملیا سے محروم رہ جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ دنیا کے مشاغل و تعلقات عروج روحانی سے مانع ہیں حضرت حافظ شیرازی نے فرمایا ہے ؎ با یار کجا نشیند آں کو۔ اندیشہ خاص و عام دارد

سبق:۔ سالک کو چاہیئے دنیائے خیالات فاسدہ جو فی الواقع خواب و خیال ترک کر کے روح کی صفائی کے لئے کوشش کرے۔

فائدہ:۔ یہ دونوں اشعار بطور قطعہ ہیں۔

marfat.com

شرح :- (ربط) اوپر ذکر ہو رہا تھا کہ دنیا میں بظاہر بیدار اور درحقیقت خواب غفلت میں ہے اور درحقیقت بیدار وہ خاصان حق ہیں جو یاد حق کی مستی میں مستغرق ہیں اب ان دونوں کی علامتیں بتاتے ہیں کہ حقیقی بیدار کون ہے اور غافل کون چنانچہ فرمایا کہ خفتہ آں باشد الخ

یعنی خفتہ اور غافل عن اللہ جس کی ہم مذمت کرتے ہیں وہ ہے جو اپنے خیال سے کسی قسم کی امید رکھے اور خیال ہی سے باتیں کرے جائے یعنی اپنے خیالات کا ایک وجود مقرر کرے اور تمام عمر تصورات باطلہ میں ضائع کر دے اور عقبے کے عالی مرتبے حاصل کرنے سے محروم رہے۔ یہ شعر اول

شرح :- یعنی وہ خفتہ نہ ہو کر اپنے خیال باطل سے باز نہ آجائے کیونکہ ایسے خیال سے باز آنے والا اہلِ دل کے نزدیک لائق تعریف ہے۔ بلکہ ایسا خفتہ ہو کہ اس کا خیال اس کے لئے بہت سے وبال کا باعث ہو جائے اس مضمون کو عارف جامی نے یوں ادا فرمایا کہ ؎ اے دریں کاخ رمانی بغم وشادمانی سپند

بندۂ نفس خودی دعوئے آزادی چند

۱
دیو را چوں حور بیند او بخواب ‎ ‎ ‎ ‎ پس ز شہوت ریزد او با دیو آب

۲
چونکہ تخم نسل او در شورہ ریخت ‎ ‎ ‎ ‎ او بخویش آمد خیال از وے گریخت

۳
ضعف سر بیند ازاں و تن پلید ‎ ‎ ‎ ‎ آہ ازاں نقش پدید ناپدید

حل لغات: دیو شیطان ۔ آب سے منی مراد ہے۔ تخم نسل منی کا قطرہ ۔ نطفہ شورہ ۔ زمین شور ۔ بنجر جسمیں سبزہ نہیں اگتا ۔ بخویش آمدن بمعنی بیدار ہونا

ترجمہ :۔ وہ (اس) خواب میں شیطان کو حور جیسا دیکھتا ہے ۔ پھر از راہ خواہش اس کے ساتھ صحبت کرتا ہے۔

ترجمہ :۔ جونہی وہ نیند کرنے والا اپنا پانی یعنی منی بنجر زمین (یعنی شیطان کے ساتھ وصل کرنے) میں گراتا ہے تو وہ جاگ پڑتا ہے اور وہ خیال (یعنی صحبت شیطان) اس کے سامنے سے غائب ہو جاتا ہے

ترجمہ :۔ اب وہ سر کی کمزوری محسوس کرتا اور بدن کو پلید پاتا ہے ۔ افسوس ہے کہ ایسی خیالی جو خواب میں ظاہر اور درحقیقت غیر ظاہر ہے ۔ احتلام والے کو بہت ہی تکالیف اور پریشانیوں میں مبتلا کر دیتی ہے ۔

شرح (ربط) شعر سابق جو اہل ہوس (عوام) کے خیال کو وبال کہا تھا یہاں اس کو قدرے تفصیل بیان کرتے ہیں

۲۶۵
(یعنی اس شخص کو خواب میں شیطان حور کی صورت دکھائی دیتا ہے (باقی اگلے صفحہ

۱
تیر انداز د بسوئے سایہ اُو　　ترکشش خالی شود در جستجو

۲
ترکش عمرش تہی شد عمر رفت　　از دویدن در شکار سایہ تفت

۳
سایۂ یزداں چو باشد دایہ اش　　وارہاند از خیال سایہ اش

۱۔ حل لغات:۔ ترکش (تیر دان) (باقی صـــ۲۶۶ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ سے :۔ اور احتلام ہو جاتا ہے۔ اور جب تخم نسل زمین شور میں جاتا دکھائی دیتا ہے۔ حالت خواب سے ہوش میں آجاتا ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا کہ ضعف سر اور ناپاکی بدن سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ علیٰ ہذا القیاس اس کے دیگر خیالات باطلہ کا نتیجہ بُرا ہوتا ہے اور چونکہ ان کا کچھ وجود نہیں اس لیے ترک کے قابل ہیں مطلب یہ کہ دنیا ایک خواب و خیال ہے کیونکہ اس کی دولت لذت ثروت موت کے سبب زائل ہو جاتی ہے اور اس کا عاشق جب حشر کے دن اٹھایا جائیگا تو دنیا ایک قبیح صورت میں اس سے ملاقات کریگی۔ اور اس کے بدن کو اپنی ناپاکی سے ملوث کر دیگی۔ پھر اگر یہ شخص مومن ہے تو جب تک محبت دنیا کی ناپاکی دور نہ ہو جائیگی عذاب نار میں گرفتار رہیگا۔ اور اگر کافر ہے تو عذاب مخلد کیا جائیگا۔ کیونکہ کافر کی ناپاکی کفر کے باعث بے انتہا ہو گئی ہے۔ اور ان لوگوں کا حال بھی جو جھوٹے اور مکار صوفیوں کے کہنے پر آجاتے ہیں اس احتلام والے کا سا ہے یعنی جب انکو ہوش آتا ہے تو اس کے جھوٹ سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کے فساد کے ناپاکی و اپنی ذات سے دور نہیں کر سکتے۔

marfat.com

ترجمہ :- وہ سایہ کی طرف تیر پھینکتا ہے اسی خیال میں اس کا تیر دان خالی ہو جاتا ہے۔

• شرح :- یہ دوسری تمثیل ہے یا تمثیل کی تمثیل ہے مثلاً خواب میں خیالی تصویر (شیطان) کے ساتھ وطی کرنے سے نہ صرف فضول کام کیا ہے بلکہ الٹا سو وبال میں مبتلا ہوا اسی طرح جو شخص سایہ کو مرغ سمجھ کر اس پر تیر آزمائی کرے۔ تو اس کا حال بھی وہی ہو گا جو احتلام والے کا ہوا۔

فائدہ :- یہ دونوں مثالیں طالب دنیا کے پریشان کن خیالات کی مذمت میں لائے گئے ہیں دوسرے شعر میں طالب دنیا کے لئے مزید فرمایا

۲- حل لغات : تفت فعل ماضی بمعنی سوختن

ترجمہ : اسی طرح اس دنیا دار کی عمر کا تیر دان خالی ہو گیا جو مشغول بحق نہیں ہوا اور تمام عمر برباد ہو گئی۔ اور سایہ کو شکار کرنے میں دوڑتا جل بھن گیا۔

شرح :- یعنی جس طرح سایہ کے شکاری کی عمر کا ترکش خالی ہو گیا اور اس کی عمر برباد ہو گئی۔ سایہ کے پیچھے دوڑنے سے بے کار ہو گئی اسی طرح خیالات باطلہ میں ڈوبنے والے کی تمام عمر ضائع ہو جاتی ہے اور اسے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ طالب دنیا نے بے اصل تمناؤں اور بے حقیقت آرزوؤں میں عمر ضائع کر دی۔

حضرت صائب نے فرمایا ؎

چوں مگس ملے شد بدست و پا زدن | تا بشہد زندگی بال و پرم آلود شد

۳- حل لغات :- سایۂ یزدان سے اولیاء اللہ مراد ہیں۔ دایہ سے پیر و مرشد اور دنیا سے دینوی مرادیں مراد ہیں۔

ولی کو اس لئے سایۂ یزداں کہتے ہیں کہ اس نے اپنی بشریت اور (باقی اگلے صفحہ پر)

marfat.com

وجود عارضی کو تجلیات الٰہی کے سامنے فنا کر دیا ہے وہ اگرچہ عالم دنیا سے کوچ کر کے بظاہر فوت ہو جاتے ہیں لیکن وہ عالم برزخ یعنی قبر میں زندہ ہوتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: من عمل صالحاً فلنحیینہ حیوٰۃً طیبۃً اس کی مزید تشریح فقیر کی تفسیر اویسی میں دیکھیے۔

فائدہ :۔ اللہ کو دایہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ جس طرح دایہ بچے کی جسمانی نشوونما کی نگران اور اس کی غذا کی منتظم ہوتی ہے اور اس کی ضرر رساں غذا سے حفاظت کرتی ہے۔ اور جس طرح اس کا دودھ ممد حیات جسمانی ہے اسی طرح ولی اللہ کے ارشادات و افاضات ممد جسامت روحانی تربیت کا کفیل اور اس کی روحانی ترقی کا ضامن اور ہتھکنڈات نفس سے اس کا محافظ ہوتا ہے۔

فائدہ :۔ خیال وسایہ سے ممکنات بھی مراد ہو سکتے ہیں

ترجمہ :۔ اگر کوئی ولی اللہ اس کا تربیت کنندہ ہو تو وہ اس کو ایسے خیالات غلط سے بچا لے گا۔

شرح :۔ یعنی اولیاء اللہ اگر اس کا مربی اور دایہ جب کہ اس کو شیر معرفت پلائیں تو دنیا دار اپنے خیال باصرہ اور سایہ لاحاصل سے باز رہ سکتا ہے اس مضمون کو شیخ سعدی نے یوں بیان فرمایا ہے۔

دار و نے تربیت از پیر طریقت بستان   کادمی را بتر از علت نادانی نیست
عالم و عابد و صوفی ہمہ طفلان رہ اند   مرد اگر ہست بجز عالم ربانی نیست

در تحریض متابعت ولی مرشد

ترجمہ:- ولی اللہ یعنی مرشدِ کامل کی اتباع کی ترغیب چونکہ مولانا روم قدس سرہٗ مرشدِ کامل کے بغیر معرفتِ الٰہی کا حصول ناممکن سمجھتے ہیں۔ اسی لئے اس کے متعلق تشریح فرماتے ہیں۔ اور ہے بھی یہی بات حق۔ اس لئے کہ نبوت کے بعد ولایت یعنی نیابت رسالت ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق لوگوں کو دعوتِ اسلام دینا ہم اہلِ سنت کی مراد لفظ شیخ یا پیر سے بھی یہی نیابت یا خلافت ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ

والذی نفس محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیدہٖ لئن شئتم۔ لاقسمن لکم ان احب عباد اللہ الی اللہ الذین یحبون اللہ الی عبادہٖ و یحبون عباد اللہ الی اللہ و یمشون فی الارض بالنصیحۃ۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دوں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے کون ہیں۔ وہ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی محبت کو اسکے بندوں تک پہنچاتے اور اسکے عشق تک پہنچانے کیلئے اسکے بندوں سے محبت کرتے ہیں اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عشق کی دعوت دیتے ہیں۔

شیخ کامل ہوتا ہے کہ وہ مرید کے دل سے خواہشاتِ نفس دور اور طبیعت کا میل صاف کرتا ہے تاکہ اس میں جمال احدیت و جلال صمدیت کے انوار کی بخشش اور میلان پیدا ہو اور اس کی آنکھ بھی اسی جمال کی روشنی کی طرف کھینچیں جس کے ذریعہ اس کے مصفا قلب میں محبت الٰہی جاگزیں ہو۔

عام طور پر یہ خیال جدید طبقہ اور وہابیوں و دیگر بد مذاہب میں عام ہے

marfat.com

کہ کسی کو مرشد بنانے کی ضرورت کیا ہے۔ جب ہم مسلمان ہیں تو ہمیں قرآن و حدیث پر عمل کرنا کافی ہے۔ ہم اس کے متعلق چند دلائل پیش کرتے ہیں۔ اُن کا یہ خیال اگرچہ سرسری طور صحیح ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ اپنے بندوں میں علمی عملی فرق رکھا ہے۔ چنانچہ آیاتِ ذیل ملاحظہ ہوں۔

(۱) قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون[۱]	بتاؤ کیا جاننے اور نہ جاننے والے برابر ہیں۔
(۲) والذین اوتوا العلم درجات[۲]	اور علم والے کے لئے تعالیٰ درجے بلند کرتا ہے
(۳) افمن شرح الله صدره للاسلام فهو علیٰ نور من ربه[۳]	اللہ تعالیٰ نے جن کے سینے اسلام کے لئے کھول دیئے ہیں وہ اپنے رب کی عطا سے نور میں ہیں۔
(۴) بل هو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم[۴]	وہ لوگ جو علم دیئے گئے ہیں۔ ان کے سینے آیتوں سے روشن ہیں۔
(۵) فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون[۵]	اگر تم نہیں جانتے تو علم والوں سے پوچھو۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ تمام مسلمان برابر نہیں۔ بلکہ علمی لحاظ سے ایک دوسرے پر لازماً فضیلت رکھتے ہیں۔ جب ایک دوسرے پر فضیلت کہ خدا کی طرف دل خود بخود متوجہ ہو جائے۔ اور بُری عادتیں چھوٹ جائیں۔ پھر ایسے گروہ سے انکار گویا خدا رسول کے حکم سے انکار کرنا ہے۔

---

[۱] سورۂ زمر [۲] سورۂ مجادلہ [۳] سورۂ انعام ع ۱۵ [۴] سورۂ عنکبوت ع [۵] سورہ نحل۔

marfat.com

اب اگر یہ کہا جائے کہ صحابہ میں اس کی مثال نہیں پائی جاتی۔ تو یہ غلط ہے کہ خود حضور صحابیوں کے مرشد ہیں۔ اور چونکہ تمام صحابہ سے ہر دم قرب تھا، اس لئے اُن کو آناً فاناً ترقی مل جاتی تھی۔ دم بھر میں نورٌ علیٰ نور ہو جاتے تھے۔ برخلاف ہمارے کہ ہم کسی کو اپنا مرشد بنائیں اور اس کے وسیلے سے انوارِ الٰہی اور فیوضِ باری کے طالب رہیں۔ جب ہمارا جسم اور دل اُن کے نورِ ہدایت سے منوّر ہو جائے گا۔ تو ہم دوسرے کثیف سے کثیف جسم کو بھی نورٌ علیٰ نور بنا دیں گے۔ مثلاً ایک شخص صرف طب کی کتاب کے یاد کر لینے سے طبیب نہیں کہلاتا۔ جب تک کہ تمام ادویہ کو ایک ایک کر کے اُن کے استعمال میں پورا کمال حاصل نہ کر لے۔ جب ادویہ کو عمل پر لائے گا تو ہر قسم کی تکلیفیں جو ادویہ کے عمل میں پیش آتی ہیں۔ سب اٹھانا پڑیں گی۔ تب کہیں عملی طور پر ادویہ کے استعمال کرنے کفایت بنے گا۔ یہی باطنی علم کے حاصل کرنے کا حال ہے۔ غرض کہ اللہ کی راہ کے لئے مرشد لازمی ہے۔ مرشد کی پُرزور روحانی طاقت سے طالب اپنی نفسانی خواہشات کو دبائے۔ اور ہلکی قوت کو بڑھائے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ روحانیت ترقی کر جائے گی۔

دل کی تصدیق پہلے دل سے پھر زبان سے کی جاتی ہے۔ تو پہلے اپنا باطن درست کرنا چاہیئے۔ تب ظاہر درست ہو گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ظاہری علماء میں خودداری خود نمائی اور زہد پر غرور اس درجہ بڑھا ہوتا ہے کہ سوز، گداز، عجز، نیاز، شکستگی، ان میں سے کسی چیز کا پتہ نہیں ہوتا۔ اور جب اس کا پتہ نہیں ہوتا تو انا عند منکسرۃ قلوبھم (رب جل منکسر القلب لوگوں کا قریب ہے) کہ وہ کیسے مصداق ہوں۔ ان کو حضورِ غائب کی بجلیاں کیسے نظر آئیں۔ پھر ایسی

ظاہرداری کی نماز سے فائدہ ہی کیا۔

محض ظاہری نصیحت کہتے سننے سے اثر نہیں ہوتا۔ جب تک اپنا قلب تاثیر نہ رکھتا ہوگا۔ دوسرے پر کیا اثر کر سکے گا۔ اور جب ہم دل (باطن) کو درست کریں گے تو ہمارا ظاہری دعویٰ بھی درست ہو جائے گا۔ باطنی درستی ہر حالت میں مقدم ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلیٰ صُوَرِکُمْ وَاَعمالکم وانما ینظرُ اِلیٰ قلوبکمْ۔ — اللہ تمہاری صورتوں اور عمل کی طرف نہیں دیکھتا (پہلے) تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔

اسی مضمون کو مولانا رومؒ اس طرح فرماتے ہیں۔ ؎

ما بروں را ننگریم و قال را — ما دروں را بنگریم و حال را

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صرف ظاہری طور پر دین کا کوئی کام کرنا اللہ اور اللہ کے رسول کی خوشی کا باعث نہیں۔ اور خدا کا ظاہری اعمال نہ دیکھنے اور صرف دل کی طرف دیکھنے کا فلسفہ یہ ہے کہ تمام ظاہری حرکات تو دل ہی پر منحصر ہیں۔ پھر خدا ظاہری اعمال کیوں دیکھے۔

اس حدیث پاک سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ یہ بھی فرما رہا ہے کہ تم نہایت عمدہ طریقے سے لاکھ اچھے کام کرو، لیکن اگر وہ دل سے نہیں۔ ان میں للّٰہیت اور خلوص نہیں۔ بلکہ ریا ہے تو ہرگز قبولیت کے قابل نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرات صوفیہ نے اپنے یہاں وصول الی اللہ کے تمام باطنی طریقے رکھے ہیں۔ ظاہری طریقے بہت ہی کم بلکہ شاذو نادر ہیں۔ کیونکہ جب باطنی تعلیم سے مرشد کی عنایت سے دل نورانی ہو جائے گا۔ تو حضور قلب نصیب ہوگا تو پھر اس حدیث پاک کی پوری پوری تعمیل ہو سکے گی۔ (حدیث)

marfat.com

ان تعبد ربک کانک تراہ و ان لم تکن تراہ فانہ یراک۔

تو اپنے پروردگار کو اس طرح عبادت کر کہ گویا تو اس کو دیکھتا ہے۔ اور نہیں تو یقین جان کہ وہ تجھ کو دیکھتا ہے۔

غرض حضور قلب باطنی تعلیم پر منحصر ہے۔ اور باطنی تعلیم مرشد اختیار کرنے پر اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ معرفت پر عبادت کو کیوں فضیلت دیتے ہیں۔ حالانکہ بغیر معرفت کے عبادت کیسے ہو سکتی ہے۔ یعنی جب تک ہم کسی کو پہچان نہ لیں کہ یہ ہستی عبادت کے قابل ہے۔ اس وقت تک ہم کیسے کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اول یہ بات ضروری ہے کہ ہم اپنے خدا کو پہچانیں اور اس کا پہچاننا دل کے خاص ذوق (وجد) پر منحصر ہے۔ اور باطنی ذوق (روحانی کیفیت) ایسے شخص کی تعلیم سے حاصل ہو سکتی ہے جو علم میں راسخ ہو، اور جو علم میں راسخ ہوگا وہی خدا کی راہ دکھا سکتا ہے۔ اور جو خدا کی راہ دکھاتا ہے اُسی کو ہم مرشد کہتے ہیں۔ جس کی طرف متوجہ ہونے اور جس کو وسیلہ بنانے کے لئے خدا نے حکم دیا۔ جیسا کہ قرآن شریف کی آیتوں سے اوپر ثابت کیا گیا۔ لہٰذا اب نص قطعی سے ثابت ہو گیا کہ مسلمانوں کے لئے پہلے مرشد کا اختیار کرنا لازمی ہے۔ اور جس نے ایسے مرشد، ایسے وسیلہ کا ارادہ کر لیا، وہ خدا کے نزدیک عام مسلمانوں سے ضرور افضل ہے۔ اسی لئے اس کو مومن فرمایا۔ یعنی آیت میں یا ایھا الذین اسلموا نہیں ہے بلکہ "اٰمنوا" ہے۔

بیعت کا ثبوت

حضرات صوفیہؒ کے یہاں بیعت کا جو طریقہ ہے یہ کوئی نیا نہیں ہے بلکہ اس کی بابت قرآن پاک اور حدیث شریف سے صاف سند موجود ہے۔

marfat.com

بیعت بیع سے ہے۔ اور بیع کے معنی بیچنے کے ہیں۔ گویا ایک شخص اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں ایک اللہ والے کے ہاتھ پر بیچ دیتا ہے۔ جس کا اس آیت سے ثبوت ہے :۔

ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسہم باموالہم بان لہم الجنۃ	اللہ نے جنت کے بدلے مسلمانوں کے مال اور ان کی جانوں کو خرید لیا ہے۔

جانوں کو تو یوں خریدا کہ انہوں نے "وابتغوا الیہ الوسیلۃ" کے تحت میں ایک مقرب بندہ کا وسیلہ پکڑا۔ اور اپنی جان بیچدی۔ اور مال اس طرح خریدا کہ وہی مرید اپنا مال اپنے مرشد کے نذر کر دیتا ہے۔

بیعت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ظاہری بیعت (۲) باطنی بیعت
ظاہری بیعت ملک گیری حکومت وغیرہ کے لئے ہوا کرتی ہے اور باطنی بیعت طریقت سے متعلق ہے۔ حدیث پاک ملاحظہ ہو۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال احولہ اصابتہ من اصحابہ تعالوا بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئاً ولا تسرفوا ولا تزنوا و لا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببھتان تفترونہ ایدیکم وارجلکم و لا تعصونی فی معروف و فی	حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کیار حاضر تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ آؤ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ ہم شرک، اسراف، چوری، زنا نہیں کریں گے۔ اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے اور کسی پر بہتان نہ باندھیں گے۔ اور حکم نبی کے خلاف نہ چلیں گے۔ صحیح بخاری اور نسائی میں ہے۔

marfat.com

روایته البخاری والنسائی و
قرا اٰیۃ النساء فقال فمن وفی
منکم فاجرہ علی اللّٰہ ومن اصاب
من ذالک شیئاً فعوقب بہ
فھو کفارۃ لہ ومن اصاب من
ذالک فسترہ اللّٰہ علیہ فامرہ
الی اللّٰہ ان شاء عفا عنہ قال
فبایعناہ علی ذالک۔

یہ حدیث پاک مردوں کی بابت
تھی۔

کہ آپ نے یہ آیت بھی پڑھی "اذا
جاءک المومنات" اس کے بعد
فرمایا کہ جو شخص اس وعدے کو پورا
کرے گا اللہ اس کو اجر دے گا
اور جو ان گناہوں کا مرتکب ہوا
اور سزا دیا گیا۔ اس کے لئے سزا
کفارہ ہے۔ اللہ جس گناہگار کی
پردہ پوشی کرے اس کا معاملہ اللہ
کے سپرد ہے چاہے خدا عذاب کرے
چاہے بخش دے (روایت بیان کرنے
والا کہتا ہے۔) پھر ہم (سب) نے
حضور سے بیعت کی۔

عن ام عطیہ قالت لما قدم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم المدینۃ
جمع النساء الانصار فی البیت
فارسل الیہن عمر بن الخطاب
فقام علی الباب فسلم و
قال انا رسول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الیکن

اب عورتوں کے متعلق بھی سن
لیجئے:۔

ام عطیہ نے کہا کہ حضور انور صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف
لے گئے۔ تو آپ نے انصار کی عورتوں
کو ایک جگہ جمع ہو جانے کا حکم دیا
اور عمرؓ کو خلیفہ بنا کر عورتوں کی طرف
[illegible] حضرت عمرؓ

يبايعن على ان لا تشركن بالله شيئاً ولا تسرقن ولا تزنين قلنا نعم فمد يده من خارج البيت ومددنا ايدينا من داخل البيت ۔

دروازہ کے پاس آئے کھڑے ہوئے اور سلام کیا۔ پھر کہا کہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ کیا تم (سب) اس بات پر بیعت کرتی ہو کہ کبھی شرک، چوری، زنا نہیں کریں گی۔ ہم (سب) نے کہا جی ہاں پس حضرت عمرؓ نے باہر سے دروازہ کے اندر ہاتھ بڑھایا اور ہم نے بھی گھر کے اندر سے ان کی طرف ہاتھ پھیلائے (یعنی بیعت کی)

ان دونوں حدیثوں سے صاف صاف آفتاب کی طرح روشن ہے کہ یہ بیعت کسی لڑائی یا ملک گیری کی بیعت نہ تھی بلکہ احکام شرع کی پابندی کے لئے بیعت توبہ تھی۔ حضرات صوفیہؒ نے انہیں حدیثوں سے بیعت کی سنت کو قائم رکھا ہے۔ تمام اولیاء اللہ کے یہاں بیعت کا جو کچھ بھی طریقہ ہو لیکن سب کی غرض یہی ہوتی ہے اور انہیں باتوں کی مرید سے توبہ کرائی جاتی ہے اور عہد لیا جاتا ہے۔ اب حدیبیہ والا واقعہ بھی سنئے وہ کیوں رہ جائے۔

یعنی حدیبیہ کی لڑائی میں ایک درخت کے نیچے سب صحابہؓ سے بیعت لی اور نزول "سکینہ" فرمایا جس کی جناب باری تصدیق فرماتے ہیں۔

marfat.com

لقد رضی اللہ عن المومنین
اذ یبایعونک تحت الشجرۃ
فعلم ما فی قلوبہم فانزل السکینۃ
علیہم (حم سورہ فتح)

اللہ ایمان والوں سے راضی (اور
خوش) ہوا جب انہوں نے آپ سے
درخت کے نیچے بیعت کی پھر جو
ان کے دل میں تھا وہ جانا پھر ان
پر اللہ نے سکون نازل فرمایا۔

بعض لوگوں نے ابن الاکوع کے بیٹے حضرت سلمہ سے پوچھا کہ آج آپ لوگوں نے کس بات پر بیعت کی ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ "علی الموت" (موت پر) سبحان اللہ عمدہ جواب دیا۔ اول تو اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ جب تک زندگی ہے حضور کی اطاعت سے منہ نہ موڑیں گے دوسرے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ موتوا قبل ان تموتو (مرنے سے پہلے مرجاؤ) والی بیعت ہے۔

اور بیعت صغیر یعنی بچپن میں بھی بعض بزرگ، بچوں کو اپنا مرید کر لیتے ہیں۔ اس کی بھی سند موجود ہے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ؒ قول الجمیل کے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ

تجویز مشائخ بیعت صبی را شاید صحیح
مسلم است کہ حضرت زبیر پسر خود
عبداللہ را برائے بیعت بحضور
صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ساخت
در حالیکہ عبداللہ ہفت یا ہشت
سالہ بود پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم (باقی اگلے صفحہ پر)

مشائخ نے نابالغوں کو بیعت کرنے
کے جواز میں غالباً صحیح مسلم کی حدیث
کو سند مانا ہے جس کا مضمون یہ
ہے کہ حضرت زبیر اپنے نابالغ صاحبزادے
عبداللہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و
سلم کی خدمت میں بیعت کے لئے
حاضر کیا۔

marfat.com

ا۔

سایہ یزداں بود بندۂ خدا   مردۂ ایں عالم و زندہ خدا

ترجمہ :۔ خدا تعالیٰ کا خاص بندہ یعنی ولی اللہ اور مرشد کامل خدا تعالیٰ کا سایہ ہوتا ہے۔ جو اس جہاں کے تعلقات سے زندہ ہوتا ہے

شرح :۔ یعنی کامل ولی اللہ ذات حق کا مظہر ہے اس لئے کہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہوتا ہے۔ اس کے فنا فی اللہ کے مقام کے لیئے مولانا قدس سرہٗ نے "مردۂ ایں عالم" الخ فرمایا اور اس کے بقا باللہ کے مقام کے لئے۔ "زندہ خدا" میر دردؔ نے ان کے فناء کے مقام کو یوں بیان کیا ؎

موت کیا آ کے فقیروں سے تجھے لینا ہے
مرنے سے پہلے ہی یہ لوگ تو مرجاتے ہیں

اور ان کے دوسرے مقام پر حضرت امیر خسروؒ نے بیان فرمایا کہ ؎

بروح زی نہ بہ تن تا ہمیشہ مانی زانکہ۔ بنائے عمر نہ زآب و گل استوار بود

فائدہ :۔ زندہ خدا۔ لفظ زندہ مضاف اور لفظ خدا مضاف یہ ہے لیکن اب اضافت کے ساتھ نہ پڑھا جائے۔ اسے اصطلاح نحو میں فک اضافت سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ مثنوی شریف میں بہت زیادہ واقع ہوا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ ۲۷۶ سے :۔ را بطرف خود متوجہ دیدہ تبسم فرمودند و بیعت کردند

اس وقت اس بچہ کی عمر سات یا آٹھ سال کی تھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی طرف متوجہ فرما کر مسکرائے اور پھر بیعت فرمایا

اس کی مزید تفصیل ہماری تصانیف میں دیکھیئے۔

marfat.com

دامنِ اوگیر زود تر بے گماں   تا رہیٔ آفتِ آخر زماں

حل لغات :۔ زوتر دراصل زود تر تھا بمعنی جلد تر آخر زماں سے عمر کی آخری مراد ہے اس لئے کہ شیخ کامل اپنے مرید خاتمہ بالخیر کا ضامن ہوتا ہے جیسے فخر الدین رازی رحمۃ اللہ کا قصہ مشہور ہے کہ اگرچہ وہ حضرت نجم الدین کبری قدس سرہٗ کے مرید بھی نہیں ہوئے لیکن ان سے ایک لمحہ کی ارادت کی تو خاتمہ بالخیر نصیب ہوا۔ ورنہ شیطان نے تو اپنا کام بنا ڈالا تھا یا آخر زمان نے قبر مراد ہے کہ قبر میں مرشد کامل نکرین کے سوال کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ کا دھوبی مرا تو اس سے نکیرین نے سوالات کئے تو اس نے کہا میں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا دھوبی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے نکیرین سے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ یہ میرے محبوب کا غلام ہے۔ یہ حکایت دیوبندیوں کے حکیم اشرف علی تھانوی نے "الاضاعات الیومیہ" میں بیان کی ہے یا محشر میدان مراد ہے۔ تو بھی مشائخ کی شفاعت اپنے مریدین کے لئے احادیث سے ثابت ہے۔

ترجمہ :۔ اے مسلمان جلد تر کسی کامل مرشد کا دامن پکڑ تاکہ تجھے آخری لمحات کی آفت سے نجات ہو۔

شرح :۔ ہم اہلسنت اسی لئے مشائخ سلسلہ کا مرید ہونا ضروری سمجھتے ہیں

(باقی اگلے صفحہ ۲۷۹ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ ۲۷۷ سے :۔ اور شارحین کہتے ہیں کہ یہ صرف مثنوی شریف کا خاصہ ہے۔

marfat.com

کیفَ مَدَّ الظِّل نقش اولیاست — کو دلیل نور خورشید خداست

حل لغات :- کَیفَ مَدَّ الظِّل آیت قرآن کا ایک حصہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا
"الم ترالی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکنا ثم جعلنا الشمس
علیہ دلیلا"

ترجمہ :- کیف مد الظل میں جو سایہ کا اشارہ ہے اس سے مراد اولیاء کا
وجود مبارک ہے جو خورشید حق کی طرف رہنما ہے۔

شرح :- مولانا فرماتے ہیں کہ آیت میں جو سایہ کا حکم ہے اس سے یہی
اولیاء مراد ہے اس پر اعتراض پڑتا ہے کہ تفسیر بالرای حرام ہے تو پھر مولانا
قدس سرہٗ جیسے عارف نے کیوں ظاہری معنی چھوڑ کر ایک اور معنی لیا۔

جواب :- حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّ لِلْقُرْآنِ ظَہْرًا وَّ بَطْنًا
یعنی قرآن مجید کے ظاہر معنی بھی ہیں اور باطن بھی مولانا نے باطنی معنی لیا ہے یعنی
اللہ تعالیٰ نے سورۂ فرقان میں فرمایا ہے۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

(بقیہ پچھلے صفحہ ۲۷۸ سے)

حضرت حافظ شیرازی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے ؎

حافظ از دست مدہ صحبت آں کشتیٔ نوحؑ
ورنہ طوفان حوادث ببرد بنیاد ست

سیدنا امیر خسرو قدس سرہٗ نے فرمایا ؎

مرد کہ گردن کشد از حکم پیر — سیلش از دیو ستمگار بہ
در حق میشے کہ رمید از شبان — تربیتِ گرگ کم آزار بہ

marfat.com

بقیہ صفحہ ۲۷۹ سے) ۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ الآیہ۔

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہاالمخاطب کیا تو نے اپنے رب کے فعل کی طرف نہیں دیکھا۔ کہ اسے کیونکر سایہ کو دراز کیا اور اگر چاہتا تو اس کو ساکن کر دیتا پھر اس پر آفتاب کو دلیل ٹھہرایا پھر پوشیدہ طور پر اپنی طرف کھینچ لیا۔ مفسرین نے لکھا ہے۔ کہ سپیدی صبح سے طلوع آفتاب تک بحکم الٰہی سایہ تمام عالم میں پھیلا رہتا ہے۔ اور آفتاب اس کے پہچاننے کی دلیل اور اس کے سمجھنے کی ایک تمثیل ہے۔ اگر آفتاب نہ ہوتا تو ہرگز اس کی شناخت نہ ہو سکتی۔ طلوع شمس کے بعد وہ سایہ اپنے مرکزِ اصلی (اللہ تعالیٰ) کی طرف مقبوض ہو جاتا ہے اور آفتاب کا سایہ باقی رہ جاتا ہے۔ پہلا سایہ جس کی بابت قرآن مجید میں ذکر ہے۔ وہ سایہ ہے جو صبح صادق کے وقت سے شروع ہوتا ہے یہ اس آیت کے ظاہر معنی ہیں اور باطن معنی مولانا قدس سرہٗ تے بیان فرمائے ہیں یعنی کیف مدالظل سے نفسِ اولیا مراد ہے۔ اور نفس اولیاء یا ارشاد کے ہیں۔ اس صورت میں آیہ کے یہ معنی ہیں کہ ایہاالمخاطب تو اپنے رب کے قدرت کی طرف دیکھ کہ اس نے وجود اولیا یا ارشاد اولیاء کو کیونکر جہاں میں پھیلایا۔ جو نور ذات الٰہی کا اس طرح رہبر ہے جس طرح آفتاب سایۂ صبح صادق کا۔ ظہور صبح سے طلوع آفتاب تک کا سایہ اور زمانہ تمام زمانوں سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس وقت نہ زیادہ روشنی ہوتی ہے نہ زیادہ تاریکی۔ جنت میں ایسا ہمیشہ رہیگا اور آیت فِیْ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ کے یہی معنی ہیں۔ بعض محققین نے ظِل سے زمین کا سایہ رات کا اندھیرا مرادلیا ہے۔ یعنی خدا نے رات کو (باقی صفحہ ۲۸۱ پر)

marfat.com

اندریں وادی مرو بے ایں دلیل لاا حب الآفلیں گو چوں خلیل

۲
رو ز سایہ آفتابے را بیاب دامنِ شہ شمس تبریزی بتاب

۳
راہ ندانی جانبِ ایں سور و عرس از ضیاالحق حسام الدیں بپرس

ترجمہ (۱): اے دل اس رستہ میں بے دلیل نہ چل ۔ لاا حِبُّ الآفلین خلیل کی طرح کہو

شرح: حضرت ابراہیم کا قصہ سورۂ انعام میں اس طرح ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

(بقیہ از صفحہ ۲۸۰ سے)

زمین کا سایہ پھیلا کر عالم کو تاریک کر دیا مگر اس تاریکی کو ہمیشگی نہیں دی۔ بلکہ آفتاب کو روشن کر کے اس کے پہچاننے کی دلیل قائم کر دی۔ اشیاء اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں۔ اچھے سے برے اور گورے سے کالے کی شناخت جلد ہو جاتی ہے یا سایہ سے زمانہ فترت و جاہلیت اور آفتاب سے نور اسلام مراد ہے۔ یعنی نبی آخر الزماں سے پہلے تمام زمانہ میں اندھیر تھا لوگ ظلمت کفر و شرک سے گمراہ تھے اگر وہ غفلت ہمیشہ رہتی تو شاہد حقیقی کا نور ہرگز نہ چمکتا۔ اس لئے آفتاب اسلام نے طلوع ہو کر مخلوق کی رہبری کی بعض کے نزدیک مدِ ظل سے حضرت رسالت پر سایۂ عصمت کا پھیلنا مراد ہے اور آفتاب معرفت جو حضور کے قلب سے طلوع ہوا ہے اس کی دلیل ہے خلاصہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی ذات (باقی بر صفحہ ۲۸۲)

marfat.com

بقیہ ۲۰۰: سایہ سے مراد ڈھونڈ آفتاب کو حاصل کرلو دامن شمس الدین تبریزی کا تھام لو۔

۳۔ راہ عارفان مردم حق ہی سے پوچھو۔ یعنی ضیاء الحق حسام الدین سے پوچھئے۔

(فائدہ) یہاں پر بحر العلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ اکبر قدس سرہٗ سے ایک نکتہ نقل فرمایا جو وحدۃ الوجود کی ایک جھلک ہے وہ یہ کہ دراصل تمام ممکنات عدم کی تاریکی میں ہیں۔ وجود صرف خدا کی ذات ہے۔ اور وجود نور ہے جب وہ ذات پاک اعیان و متعینات میں ظاہر ہوئی تو ممکنات اس نور و ظلمت کے درمیان ظاہر ہوگئیں اس معنی پر یہ ممکنات و موجودات اللہ تعالیٰ کا سایہ ہیں۔ اور سایہ اسی نور کو کہتے ہیں جو ظلمت کی آمیزش رکھتا ہو۔ یہی حال ان موجودات ممکنہ کا ہے جنہیں وجود کے ساتھ عدم کی آمیزش ہے اب آیت کا معنی یہ ہوا کہ تیرے رب تعالیٰ نے وجود کو کیسے دراز کیا کہ اس سے ممکنات کے سائے ظاہر ہوگئے۔ اگر وہ چاہتا تو اسے دراز نہ کرتا اس کے بعد اس سورج کو اس پر دلیل بنایا اس نکتہ کو سمجھنے کے لئے اس کو مثال بنادیا کہ جب سورج کے آگے کسی جسم کثیف کی آڑ آجاتی ہے تو اس کے نور کے ساتھ اندھیرے کے مل جانے سے سایہ پیدا ہو جاتا ہے حضرت جامی قدس سرہٗ نے فرمایا ؎

حق آفتاب و جہان ہمچو سایہ است اے دل ... امار أیت الی الرب کیف مد الظل
وجود سایہ و خورشید فی الحقیقت یک ... اگرچہ پیش خرد باشد ایں سخن مشکل
لقب نہند بلے آفتاب را سایہ ... چو از مراتب اشراق خود شود نازل
فروغ مہر و مہ بر زمیں بود سایہ ... میان شان چو کسے فی المثل شود حائل

marfat.com

بقیہ ۔ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیۡهِ الَّیۡلُ الآیہ ۔ یعنی جب رات ہو گئی تو حضرت ابراہیم نے ایک ستارہ دیکھا اور یہ کہا کہ میرا رب یہ ہے۔ لیکن جب وہ غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں فنا ہونے والے یا غائب ہونے والی چیزوں کو دوست نہیں رکھتا۔ یہ آیت کے ظاہر معنی ہیں اور باطنی مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے رب کا مشاہدہ مظہر کواکب یعنی ستارہ کے پردے میں کیا تھا اور ہذا ربی کا اشارہ ظاہر کی طرف تھا نہ کہ مظہر کی طرف اس لئے آپ نے بعد غروب ستارہ ظاہر طور پر فرمادیا کہ میں مشاہدہ رب کو کسی خاص مظہر کا مقید ہونا پسند نہیں کرتا۔ خلاصہ یہ شعر ہے کہ وادی سلوک میں بدوں مرشد کامل کے قدم نہ رکھ اور اس وادی کے مظاہر میں اگر تو جلوہ حق دیکھ لے تو حضرت ابراہیمؑ کی طرح لا احب الآفلین کہہ اور کسی خاص مظہر کا مقید نہ رہ بلکہ جمیع مظاہر سے عبور کر کے ذات حق میں فانی ہو جا یہاں سے ترک عشق مجازی کی تاکید بھی نکلتی ہے۔

ترجمہ (۲) :۔

شرح :۔ سایہ سے مرشد کامل اور آفتاب سے آفتاب حقیقت مراد ہے۔ اور دوسرے مصرع میں لفظ آفتاب سے مدح شمس الدین تبریزی کی طرف انتقال کیا گیا ہے۔ بتاب بمعنی بگیر۔

ترجمہ (۳) :۔

شرح :۔ سور بمعنی فرح یعنی نشاط عشق حقیقی اور عرس یعنی دولہن سے مولانا شمس الدین مراد ہیں کیونکہ الاولیاء عرائس اللہ مشہور مقولہ ہے مطلب شعر

باقی

یہ

یہ ہے کہ اے مخاطب اگر تو عشق حقیقی یا شمس تبریزی تک پہنچنے کا رستہ نہیں جانتا تو ضیاء الحق حسام الدین سے پوچھ لے کیونکہ وہ محرم اولیاء میں وَلَا یَرَی العَرَائِسَ اِلَّا المَحَارِمُ اور دلہن کو وہی لوگ دیکھ سکتے ہیں جو محرم ہیں مولانا قدس سرہٗ نے یہاں شمس الدین تبریزی اور مولانا حسام الدینؒ کا ذکر کیا ہے اور کسر نفس کے باعث اپنی ذات بابرکات کو چھوڑ کر اس طرف اشارہ فرمادیا ہے کہ بعد مولانا شمس الدین تبریزیؒ کے مولانا حسام الدینؒ خلیفہ ہیں۔ اگر طالب مولانا شمس الدین کو نہ پائے تو مولانا حسام الدین سے تصوف حاصل کرے اور ان کو بھی نہ پائے تو اس مثنوی سے اصلاح باطن کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خاکسار شارح مثنوی اس مقام پر بسلسلۂ بعیت روحانی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اگر مثنوی شریف بسبب دقائق اسرار سمجھ میں نہ آتی ہو تو اس مختصر شرح سے طالب حق راہ سلوک معلوم کرے۔ ویسے خالی مثنوی شریف کا ورد رکھا جائے تو بھی ورد رکھا جائے۔

تتمۃ البحث

چونکہ حضرت مولانا روم قدس سرہٗ نے مرشد لینے پر بہت بڑا زور دیا ہے اور مرشد کے بغیر اس راہ پہ چلنا عبث بلکہ خطرناک پہلو بتایا ہے۔ اسی لئے اس کی جتنا اہمیت ہے اتنا ہی اس کے اوصاف اور سچے پیر و مرشد کے لئے بے شمار شرائط اور ضروری باتیں ہیں حضرتؒ مولانا نے جہاں فرمایا کہ (باقی بر صفحہ ۲۸۵)

marfat.com

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　　پس بہر دستے نباید داد دست

اسی لئے اعلیحضرت عظیم البرکت شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ مشائخ طریقت سے نقل کرتے ہیں کہ پیر و مرشد میں اولاً چار باتیں ضروری ہیں

۱۔ صحیح العقیدہ (دیوبندی۔ شیعہ۔ رافضی وغیرہ نہ ہو) (۲) بالکل جاہل نہ ہو۔ (۳) فاسق و فاجر نہ ہو یعنی نیک پرہیزگار ہو۔ (۴) اس کا شجرۂ ولایت مثلاً قادری چشتی۔ نقشبندی۔ سہروردی۔ اویسی وغیرہ) ہو

الحمد للہ ہم اہلسنت کے اکثر پیروں میں اول و آخر دو شرطیں تو مل جاتی ہیں لیکن درمیانی دو بہت ہی مشکل۔ پانچ فی صد پیر اور پیرزادے اور سجادہ نشین ہیں۔ ورنہ اکثر و بیشتر فسق و فجور اور جہالت کے نہ صرف خود مرتکب بلکہ مستقل برائیوں کے اڈے اور مرکز بنے ہوئے ہیں۔ حالانکہ پیر و مرشد اور شیخ کا کام ہے کہ وہ مرید کا دل صاف کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت کے لائق بنائے اسی طرح اللہ کے ساتھ اس کے بندوں کا وابستہ کرنا بھی اس کا فرض ہے۔

کیونکہ شیخ مرید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں تربیت دیتا ہے اور آپ کی متابعت کا نتیجہ محبت الٰہی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

ترجمہ:۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ لوگوں سے کہدو۔ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت رکھے گا۔

فائدہ:۔ شیخی یا پیری کے پندرہ آداب (روحانی) ضروری ہیں۔

marfat.com

۱۔ شیخ کی نیت میں خلوص ہو۔ سببوں کو بالکل بھلا دے۔

شیخ کو چاہیئے کہ پہلے اپنے آپ کو پہچانے۔ اپنی ذات کو مقدم کرنے کی رغبت، شیخ یا پیر بننے کی رغبت۔ پیروی یا متابعت کرانے کی رغبت میں داخل ہیں۔ پس پیر کے لئے پہلی ریاضت نفس کشی ہے۔

احتیاط:۔ اس طرح نفس کشی کے بعد اگر اپنی طبیعت میں۔ اطمینان۔ اور خالص محبت کی خواہش دیکھے۔ پھر بھی طبیعت کو ان عیوب سے پاک کرنے میں جہاں تک ہو سکے پوری کوشش کرتا رہے۔ امکان ہے کہ خامی باقی رہ جائے اور لوگوں کے قلوب مائل کرنے اور ان کو اپنے گرد جمع کرنے کی خواہش جس سے ابھی آپ آگاہ ہی نہیں ہے۔ بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچے کہ آپ سے کہیں کا کہیں جا ڈالے

جب شیخ کے پاس کوئی مرید ہونے آئے یا نہایت سچی محبت اور اعتقاد سے آکر طالب ہو تو اپنی روحانی قوتوں سے فوراً ہی اس کی طرف فائدہ پہنچانے کے لئے ملتفت اور متوجہ نہ ہو جائے بلکہ توقف کرے پھر خدا کی درگاہ میں خوب توبہ اور استغفار کرے۔ اور بندہ کے لئے جو عاجزی اور زاری شایان ہے کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بدعا ہو کہ اس مرید یا طالب ہدایات کو اس سے کوئی فائدہ پہنچ سکے گا یا نہیں اللہ تعالیٰ حجابات اٹھالے گا۔ اور اس پر حقیقت حال روشن اور منکشف کر دے گا۔

اگر خدانخواستہ پیر یا شیخ اس کے مرید کرنے سے کسی بلا یا امتحان میں ہے تو اس کے مرید کرنے یا ہادی بننے سے احتراز کرے۔ اور پوشیدہ

marfat.com

پر اُس طالب ہدایت کی اصلاح میں مشغول ہو۔

اور اگر دیکھے کہ خداوند تعالیٰ کا حکم ہے تو اُسے اپنی روحانی تربیت اور صراط مستقیم کی ہدایت میں لے لے۔ پھر اپنے تصرف روحانی سے اسے فائدہ پہنچاتا رہے۔

نوٹ: پہلی صورت حکم خداوندی کی خلاف ورزی ہے اس لئے مرشد کیلئے باعث خسران ہے اور دوسری صورت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ اس لئے پیر اور مرید دونوں کے لئے مفید ہے

۲۔ معرفت استعداد

پیر مرشد کیلئے ضروری ہے کہ جب کسی کو مرید کرنے کا ارادہ کرے تو اول طالب کی استعداد یا روحانیت کے ظرف قبولیت کی طرف دیکھے۔ اگر اس میں ذات باری کے مقرب ہونے کی استعداد ہے تو اہل قرب کیلئے جتنی دانائی اور ہوشیاری کے طریقوں کی تعلیم ہونا چاہیئے کرے

اور اگر اس میں اہل قرب کا مادہ اور ظرف نہیں ہے۔ تو بہشت اور دوزخ کے ذکر سے پرہیزگاری زہد اور اعمال حسنہ کیلئے اسے نصیحتیں اور وعظ کرے۔

نوٹ:۔ جن مریدین میں اللہ تعالیٰ سے قرب کے مرتبہ کی استعداد ہے ان کو ان اعمال پر کثرت کی حرص دلائے جن کا دل سے تعلق ہے۔ مثلاً: مراقبہ اسرار الٰہی پر غور و خوض اور ان کا انکشاف لحظہ لحظہ جذبات قلب میں جو تبدیلیاں ہوتی ہیں ان کا دھیان اور انہیں کے لحاظ سے اصلاح۔ ان تمام امور کو ہمیشہ کرتا رہے۔

marfat.com

اور جن میں نیکو کاری کی استعداد ہو۔ ان کو صرف عبادت اور مذکورہ بالا قلبی مشقتوں کی رغبت دلائے۔

اسی طرح اگر مرید میں تجرد اسباب دنیاوی ترک کرنے یا ان کے اختیار کرنے اور حفاظت یا کسب یا ترک کسب کا مادہ ہے تو مرید کی لیاقت اور حالت کے موافق پیر کو اس پر ویسا تصرف روحانی ڈالنا چاہیئے (یہی وجہ ہے کہ مختلف قسم کے فقرا اور مرید نظر آتے ہیں) پس جو پیر و مرشد ان استعدادات کو پہچان سکے اور ان انواع طبائع کی تمیز نہ کر سکے جو تربیت اور ہدایت میں سب سے پہلے ضروری ہیں۔ اس پیر کا مرید یا ہدایت اور تربیت کے طالب پر تصرف صحیح نہیں ہوتا شیخ الاسلام فرماتے ہیں:۔

"تعجب ہے کہ کاشتکار اپنے فن کے ہر شعبہ سے ماہر ہو۔ ہر صاحب صنعت اپنی صنعت کی بھلائیوں اور برائیوں کو پہچانے۔ ماں اپنے بچے کی نگہداشت اس کے فوائد اور ضرروں سے واقف ہو۔ لیکن شیخ مرید کے حال اور اس کے منافع اور ضرروں سے ناواقف"!

۲۔ تنزہ۔ یعنی مرشد کو چاہیئے کہ اپنے مرید یا طالب یا معتقد کے مال سے بچا رہے۔ شیخ مرید کے مال کی طرف راغب۔ اس سے فائدہ حاصل کرنے کا متمنی یا خدمت کا طامع یا حریص نہ ہو اور اپنی تربیت یا ہدایت کی لطافت اور پاکی کو اس لالچ اور طمع کی گندگی سے آلودہ اور ناپاک نہ کرے

فائدہ :۔ شیخ کے لیئے غور کی بات ہے کہ ایسی اعلیٰ شئے کا بدلہ ایسی باطل اور ہیچ و پوچ چیز کو ٹھہراتا ہے ہاں بے شک اگر خدائے برتر اس پر روشن کر دے یا علم حق سے جان لے کہ لے لینے ہی میں مصلحت

marfat.com

ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

فائدہ:۔ لیکن یہ یاد رکھئے کہ اس پر اقدام یا آگے بڑھنے میں بہت احتیاط اور تمیز کی ضرورت ہے ورنہ پیر یا مرشد کہیں کا بھی نہیں رہتا اور ساری عبادت و ریاضت خاک میں مل جاتی ہے۔ اور اگر مرید دفعتاً تمام مال املاک سے دستبردار ہو جائے۔ اور شیخ کے پیشکش کر دے۔ تو اس وقت پیر بے شک اس قدر لے سکتا ہے جس سے مرید کی تسلی اور دلجمعی ہو جائے۔

یعنی لالچ اور طمع سے نہایت احتیاط کے ساتھ احتراز کرے۔

فائدہ:۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا تمام مال و املاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان فرما دیا تھا اور آپ نے بھی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو سب کے انفاق کی اجازت مرحمت فرما دی تھی۔ اس لئے اگر ایسا کیا جائے تو یہ امر پیر و مرید کے لئے مسنون ہے اور کوئی خلاف نہیں۔

اگر شیخ دیکھے کہ مال کے ساتھ مرید کو لگاؤ باقی ہے تو جس قدر مال یا املاک کے ساتھ اس کی طبیعت کا لگاؤ ہو اتنا اس کے ساتھ چھوڑ دے اور اسے اس میں تصرف کی اجازت دے دے۔

حکایت:۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے ایک مرتبہ ایک مرید نے اپنا سارا مال آپ کو دیدینا چاہا۔ آپ نے اجازت نہ دی اور فرمایا:۔

"اپنی ضروریات کے لئے رکھ لو اور باقی دیدو تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ مجھے اس امر کا خوف ہے کہ مبادا تمہارے سارا خرچ کر ڈالنے کے بعد تمہیں پھر ضرورت ہو اور مجھے متفکر ہونا پڑے۔

marfat.com

۴۔ ایثار:۔

شیخ میں مرید کے لئے اپنے حظوظ کا ترک اور امور ظاہری سے قطع تعلق غالب ہونا چاہیئے تاکہ مریدان کا مطالعہ کرے۔ اور پیر پر اس کا صدق اور یقین زیادہ ہو۔ اور ترک حظوظ کی زیادتی بھی اس میں پیدا ہو۔ نیز اس کے اثر سے قطع تعلقات اور رغبت تجربہ کا مادہ بڑھے اور قوت حاصل کرے

فائدہ:۔ اس سے پیر کو یہ فائدہ ہوگا۔ کہ مرید کی پیر کو تہمت جو آخر لذ فیض جاری ہونے کے مقام میں سدراہ ہوتی ہے۔ زائل ہو جائیگا۔ اور پیر کو مرید کے فیض پہنچنے کا مقصود حاصل ہوگا۔

اور دیگر مرید کو یہ فائدہ ہوگا کہ شیخ کے تصرفات کی صحت اس کے اندر جاگزیں ہو جائے گی۔ پیر کو یہ بھی لازم ہے۔ کہ اُسے جو کچھ نذرانہ وغیرہ قسم سے ملے۔ احتیاط کو مد نظر رکھ کر ضرورت بھر رکھ لے اور باقی زائد مال یا اشیاء فقراء اور ضرورتمندوں میں تقسیم کر دے۔

۵۔ دعوت میں مرشد کے فعل اور قول دونوں برابر ہوں۔

جب مرشد مرید کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی دعوت یا حکم دے تو پہلی بات یہ ہونی چاہیئے کہ شیخ یا تو خود اس کا عامل ہو۔ یا تارک ہو۔ تاکہ مرید پیر کو اس پر خود عامل دیکھ کر بلا اعتراض اُسے مان لے۔ کیونکہ صرف زبان سے کسی بات کے کہدینے کا ہرگز کوئی اچھا اثر اور نفع نہیں مرتب ہوتا۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔

مَنْ لَمْ يَنْفَعْكَ لَحْظُهٗ۔ لَمْ يَنْفَعْكَ لَفْظُهٗ۔

marfat.com

ترجمہ:۔ جو تجھے اپنے فعل سے نفع نہ پہنچا سکے وہ ہرگز الفاظ سے بھی نفع نہ پہنچا سکے گا۔

حدیث مذکور کے لحاظ سے مصلحت یہی ہے کہ مالداری پر فقر کو ترجیح دے۔ تاکہ مرید کے لئے بھی فقر کا اختیار کرنا۔ جو تصوف کی دولت اور سلوک کے لئے شرط ہے آسان ہو جائے

مرشد کے نزدیک فقراء اور مالداری کی یکسانیت کی ایسی شکل ہو جائے جیساکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "الفقر والغنی مطیتان لاابالی ایہما امتطیت"

ترجمہ:۔ فقر اور مالداری دونوں ایسی سواریاں ہیں میری سمجھ نہیں آتا کہ ان دونوں میں کس پر سوار ہوں۔ اور کسے اختیار کروں۔

۶۔ کسی کے ساتھ نرمی اور محبت۔

پیر کو چاہیئے کہ جب مرید میں ارادہ اور اعتقاد کی کمزوری دیکھے۔ یہ سمجھ لے کہ نفس کی مطاوعت اور مرید جن چیزوں کا عادی ہو گیا ہے اس میں اس کے ترک کرنے کے ارادہ کی کمی ہے۔ اس وقت پیر کو لازم ہے کہ مرید کے ساتھ مدارات اور محبت کا برتاؤ کرے اور جہاں تک مرید میں نفس کی مخالفت اور عادی شدہ چیزوں کے چھوڑنے کی استطاعت ہو اسی قدر حکم فرمائے تاکہ اس کے مزاج میں شیخ کی طرف سے نفرت کا نہیں بلکہ عام فقرا کے ساتھ بکثرت میل جول خلط ملط رہے اور جنسیت کا مادہ پیدا ہو۔

فائدہ:۔ مرید کو پیر کے اس برتاؤ سے یہ فائدہ ہے کہ اس کے اندر

marfat.com

ارادہ کے جذبات پیدا ہوں گے اور تساہل کی پستی سے بہت جلد ارادہ کی بلندی اس کا قیامگاہ بنے گی۔

حکایت:۔ ایک مرتبہ ایک مالدار شخص دنیا سے انقطاع کر کے شیخ احمد قلانسیؒ کے حلقہ صحبت میں داخل ہوا۔ احمدؒ نے اس کی طبیعت میں ضعف پایا۔ آپ کے پاس جہاں کہیں سے روپیہ پیسہ آتا۔ آپ اس کے کھانے کے لیۓ چپاتیاں۔ بھنا ہوا گوشت اور حلوا خریدتے اور فرماتے "یہ شخص دنیا کی نعمتیں اور تعلقات ترک کر کے آیا ہے۔ پھر بھی اسے ابھی اس کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ ایسے شخص کیلئے یہی بہتر ہے کہ رفق اور محبت کا برتاؤ کریں اور دنیاوی حظوظ سے نہ روکیں"۔

۷۔ تصفیہ کلام

شیخ کو چاہیئے کہ اپنی گفتگو، خواہشات نفسانی سے پاک و صاف رکھے تاکہ مرید کے دل پر اس کے نفع کا اثر ظاہر ہو۔

دل پر بات کا اثر۔ بیج کے قائم مقام ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر بیج خراب ہوگا تو بار آور نہ ہوگا۔ جس گفتگو میں قلب میں داخل ہوتے وقت خرابی ہوگی یا اس میں کسی قسم کی خواہش نفسانی کا میل ہوگا یہ دو حال سے خالی نہ ہوگی۔

۱۔ یا تو اس گفتگو کا مقصد سننے والوں کا دل کھینچنا ہوگا جو مشائخ کیلئے بالکل نازیبا ہے۔

۲۔ اس گفتگو سے فصاحت و بلاغت اور اعجاز تقریر کے اظہار کا مدعا ہوگا۔ یہ اہل حقیقت کے نزدیک بڑا ہی سخت گناہ ہے۔

اس لئے شیخ جب مرید سے ہمکلام ہو۔ تو اُسے لازم ہے کہ پہلے تخم کلام کو خواہشات نفسانی کی آلودگی سے پاک و صاف کرے۔ پھر مرید کے دل کی زمین میں تخم سخن ڈالے اور اُسے اللہ کی حفاظت کو سونپ دے۔ تاکہ وہ اُسے نسیان کے حملہ سے جس کی مثال شکاری پرندہ کی ہے اور تصرف شیطانی کی بلا سے محفوظ و معئون رکھے اور اسی کی ذات سے جس کی حفاظت میں اُسے سونپا ہے سلامتی نتائج کا منتظر رہے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ پیر اپنے معجبانہ اور معجزانہ کلام سے دھوکہ میں پڑ جائے کہ اس کے کلام میں خلوص ہے اور کسی تکبر اور عجب کے شائبہ اور میل سے ملوث نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نامتناہی مہربانیوں کا مطالعہ اور مشاہدہ کرتا رہے کہ ان کے انوار اور روشنی سے یہ تکبر و غرور اور خواہشات نفس ماند پڑتی اور عُجب کی تاریکی زائل ہو گئی ہے یا نہیں اگر ایسا ہے تو کامیابی ہے ورنہ اس حالت کے حصول کیلئے کوشاں رہے اور اپنی ہستی کو ایسا تصور حاصل ہے تو ظاہر ہے کہ گفتگو کو ہیچ در ہیچ اور بالکل بے بضاعت سمجھنا چاہیئے اور اس کا ذکر ہی کیا۔

۸۔ حالت کلام میں اللہ تعالیٰ کی قربت کے اعلیٰ مقام میں اپنے دل کو پہنچانا۔ یعنی رفع قلب بدرگاہ الٰہی در حال کلام"۔

جب پیر مرید سے گفتگو کرنا چاہے تو پہلے اپنا دل حق تعالیٰ کی طرف راجع کرے۔ اور اس سے طالب معنی ہو۔ اس سے تین نتائج برآمد ہوں گے

۱۔ شیخ اور مرید۔ دونوں کا وقت ٹھیک صرف ہوگا۔

۲۔ سامع کو شیخ کی گفتگو سے فائدہ پہنچے گا۔

marfat.com

۸۔ مرید کی حالت درست ہوگی۔

اس لئے کلام کرنے والا یعنی شیخ یہ تصور کرے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہہ رہا ہے اور اس کی گفتگو کا مقصد افادۂ صداقت اور اظہار حق ہے۔ اسی لئے مشائخ فرماتے ہیں کہ اپنے کلام سننے میں شیخ کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو دیگر سامعین کے برابر سمجھے"۔

۹۔ مبہم یا تعریضی گفتگو کرنا۔

جب شیخ مرید میں کوئی مکروہ یا ایسی شے جس کا انجام کراہت ہو دیکھے اور اس کے دفع کرنے یا چھڑانے کے لیے اسے سختی سے۔ یا بطور وعظ و نصیحت کچھ کہنا چاہے تو خاص طریقہ پر آسی سے بالکل صاف صاف نہ کہے بلکہ حاضرین کی طرف متوجہ ہوکر ابہام اور کنایہ سے اس مکروہ امر کا اظہار کرے اس طرح کہ اس کنایہ یا ابہام کا مفہوم اصل مقصد پر دلالت کرتا ہو۔

مثلاً اگر مرید کے دل میں امور ذیل کا مشاہدہ کرے۔

۱۔ مرید کو اپنے افعال اور حالات پر گھمنڈ اور خودی ہے ۲۔ اللہ تعالیٰ سے قرب رکھنے اور کمال کا دعویدار ہے۔ ۳۔ سیدھے راستہ سے بھٹک یا منحرف ہو رہا ہے۔

تو حاضرین کے مجمع کی طرف متوجہ ہو اور مختصراً مشائخ کے اقوال یا حکایات میں سے کوئی اقوال یا حکایت حاضرین کو بتائے تاکہ اس سے تمام لوگ بھی مستفید ہوں اور ضمناً مقصود بھی حاصل ہو جائے۔

marfat.com

اس طرح نصیحت محبت اور حکمت سے زیادہ قرب رکھتی ہے۔

۱۰۔ مرید کے اسرار اور رازوں کی حفاظت۔

شیخ کو چاہیئے کہ مرید کے اسرار اور راز مکاشفہ اور کرامت معلوم ہوں ان کو پوشیدہ رکھے اور خلوت میں مناسب وقت دیکھ کر مرید سے اُن کی حقارت ان الفاظ میں بیان کرے۔

گو اس قسم کے حالات اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔ لیکن مرید کا ان پر قائم رہنا اور نظر رکھنا اس کے لئے راہِ راست میں رکاوٹ ہے۔ مرید کو ان نعمتوں کے عوض اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اور ان سے چشم پوشی کر کے نعمتہائے الٰہی کے شکریہ سے ذات باری جل جلالہٗ کی طرف مشغول ہو۔ تاکہ فائدہ پہنچے۔ ورنہ نقصان اور خسران ہے۔

۱۱۔ مرید کی لغزشوں اور کوتاہیوں کی معافی۔

اگر شیخ مرید میں کسی خدمت کے ترک کرنے یا کسی قاعدہ کی فروگذاشت کا کوئی قصور دیکھے اسے معاف کر دے۔ اور نہایت مہربانی۔ خاطر۔ نوازش اور کرم سے آسے اس خدمت یا قاعدہ کی پابندی کا حریص اور شائق بنادے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

"کم اعفوا عن الخادم"؟

میں اپنے خادم کے قصور کو کتنی دفعہ معاف کروں۔

آپ نے فرمایا۔ "کل یوم سبعین مرۃ"۔

ہر دن میں ستر مرتبہ۔

marfat.com

۱۲- اپنے حق سے نزول

شیخ کو چاہیئے کہ مرید سے کوئی توقع اور امید نہ رکھے۔ گویا اس کا حق ہے۔ بلکہ اپنی ذات سے مرید کو ہر امر کا امیدوار رکھنا۔ نہایت اہم آداب و قواعد میں سے ہے۔ شیخ کا متوقع ہونا ناپسندیدہ ہے اور متواضع ہونا اور اپنا حق چھوڑنا بے انتہا بہتر ہے۔

حکایت:۔ وقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

میں ایک مرتبہ مشائخ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کے ساتھ مسجد جامع میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور ایک ستون کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔

میں نے اپنے دل میں خیال کیا۔ جب شیخ نماز سے فارغ ہولیں گے تو اُٹھ کر سلام عرض کروں گا۔ چنانچہ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے اور سلام پھیرا۔ تو آپ خود اُٹھ کر میرے پاس تشریف لائے۔ اور سلام کرنے میں سابقت فرمائی۔ میں نے عرض کیا۔ "بہتر تو یہ تھا کہ میں حاضر خدمت ہوتا۔ اور سلام عرض کرتا۔

شیخ نے فرمایا۔" میں نے ہرگز کسی سے احترام کی توقع نہ کی۔ مبادا میں اس کا عادی ہوتا اور مستحق عذاب ہو جاتا۔

۱۳- مرید کے حقوق ادا کرنا۔

شیخ کو چاہیئے کہ حالت صحت و مرض میں کبھی بھی مریدین اور حلقہ صحبت کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔ کیونکہ مرید کا صدق اعتقاد اس امر کا متقضی نہیں ہے کہ اس کے حقوق کی ادائیگی میں جو لوازمات محبت

marfat.com

میں سے ہیں۔ اہمال یا تساہلی کی بجائے۔

حکایت:۔ ابو محمد حریری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:۔

میں جب حج سے واپس ہونے لگا تو قصد کیا کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی حضوری سے شرف اندوز ہو اور آپ کو سلام کر کے پھر گھر جاؤں تاکہ شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کو مجھ خاکسار کے غریب خانہ پر تشریف آوری کی تکلیف نہ ہو چنانچہ دوسرے دن جب میں نماز صبح سے فارغ ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کیا، "یا سیدی ابتدائ بالسلام علیک لکیلا یتعنی الی ھھنا؟"

حضور! سلام تو مجھے خدمت والا میں آکر عرض کرنا چاہیئے تھا۔ آپ نے خود اس پیش قدمی کی تکلیف کیوں گوارا فرمائی؟

آپ نے فرمایا: "یا ابا محمد ذا فضلک وھذا حقک ادب"۔

اے ابا محمد وہ تو تمہارا فضل تھا اور اس ادب یا پابندی قاعدہ کا تمہارا حق میرے ذمہ تھا۔

۱۴۔ پیر کے تنہائی اور مجمع میں بسر کرنے کے لئے تقسیم اوقات

شیخ کے اوقات لوگوں کے ساتھ صحبت اور مجلس میں بالکل نہ صرف ہونا چاہیئے اکثر شیخ پر جو حالت طاری ہے وہ اس کی قوت۔ کمال تمکین اور دوسرے دل کے حاضر رہنے کا بہانہ مجمع میں بسر کرنے کے لئے کیا کرتا ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ کوئی بہانے قابل سماعت اور کوئی عذر قابل تسلیم نہ ہوں گے۔

کیونکہ گو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال حال اور پوری قوت تمکین حاصل تھی۔ پھر بھی آپ تمام دن لوگوں سے ہم مجلس نہ رہا کرتے تھے۔ بلکہ

marfat.com

میں سے ہیں۔ اہمال یا تساہلی کی جائے۔

حکایت:- ابو محمد حریری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:

میں جب حج سے واپس ہونے لگا تو قصد کیا کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی حضوری سے شرف اندوز ہو اور آپ کو سلام کر کے پھر گھر جاؤں تاکہ شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ کو مجھ خاکسار کے غریب خانہ پر تشریف آوری کی تکلیف نہ ہو چنانچہ دوسرے دن جب میں نماز صبح سے فارغ ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کیا، "یا سیدی ابتداء بالسلام علیک لکیلا بتعنی الی ھھنا؟"

حضور! سلام تو مجھے خدمت والا میں آکر عرض کرنا چاہیئے تھا۔ آپ نے خود اس پیش قدمی کی تکلیف کیوں گوارا فرمائی؟

آپ نے فرمایا: "یا ابا محمد ذا فضلک وھذا حقک ادب"۔

اے ابا محمد، وہ تو تمہارا فضل تھا اور اس ادب یا پابندی قاعدہ کا تمہارا حق میرے ذمہ تھا۔

۱۴۔ پیر کے تنہائی اور مجمع میں بسر کرنے کے لئے تقسیم اوقات

شیخ کے اوقات لوگوں کے ساتھ صحبت اور مجلس میں بالکل نہ صرف ہونا چاہیئے اکثر شیخ پر جو حالت طاری ہے وہ اس کی قوت۔ کمال تمکین اور دوسرے دل کے حاضر رہنے کا بہانہ مجمع میں بسر کرنے کے لئے کیا کرتا ہے یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ کوئی بہانے قابل سماعت اور کوئی عذر قابل تسلیم نہ ہوں گے۔

کیونکہ گو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال حال اور پوری قوت تمکین حاصل تھی۔ پھر بھی آپ تمام دن لوگوں سے ہم مجلس نہ رہا کرتے تھے۔ بلکہ

marfat.com

جہاں آپ اللہ کے فیضان رحمت سے مدد حاصل کرنے اور استفادہ کے لئے خلوت گزیں رہا کرتے تھے۔ وہاں گاہے گاہے لوگوں کو فیض پہنچانے کے لئے آپ مجلس میں بھی تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔

اس لئے شیخ کو خلوت خاص کی بھی ضرورت ہے جہاں پر اپنے آپ کو مذکورہ ذیل میں مشغول رکھے۔

(الف) وقت کا کچھ حصہ وظائف و طاعات میں مشغول ہو۔

(ب) عاجزی و زاری کے ساتھ درگاہ الٰہی میں اپنی حالت کی اصلاح۔ اپنے لیے مدد کی خواستگاری اور دوسروں کو مدد پہنچانے کی توفیق کے لئے دست بدعا ہو

(ج) خدا تعالیٰ کی مدد کا طالب ہو کر خلوت میں وہ اس کا حامی اور مددگار رہے اور لوگوں کے ساتھ مشغولیت سے محفوظ رکھے تاکہ خلوت میں کوئی فرق نہ آئے۔

آدمی چونکہ عناصر مختلفہ کا مجموعہ ہے اس لئے اس کا صرف حق پر مداومت کرنا ایک امر دشوار ہے اور نعوذ باللہ اس سے متفرنہ ہو سکے اس لئے کچھ وقت لوگوں کی صحبت میں بھی بسر کرے۔ تاکہ دل پر جو کچھ رنج و ملال ہو وہ ہم نشین کے باعث زائل ہو جائے۔

پھر اس کی طبیعت شوق و ذوق کے ساتھ خلوت اور طاعت کی طرف مائل ہو گی۔ اور لوگوں کو بھی یہ فائدہ ہو گا کہ وہ شیخ کی طبیعت سے نفع حاصل کریں گے۔ اور ان کو بھی فتور سے خلاصی اور نجات حاصل ہو گی

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "اگر میں سمجھتا کہ مجلس میں بیٹھنے سے میرے لئے دو رکعت نماز بہتر ہے تو ہرگز لوگوں سے ہم نشین نہ ہوتا۔

۵۵۱۱ ل ۲۰۳

marfat.com

۱۵- نوافل بکثرت پڑھنا۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ غلبہ حال اور مستی۔ اس کے اعمال صالحہ کیلئے مانع بن جائیں اور وہ اپنے دل میں یہ خیال کرنے لگ جائے کہ اب مجھے اعمال صالح کی کوئی ضرورت نہیں

اس لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود کمال حال کے نوافل اور طاعات ذیل پر مواظبت فرمائی ہے۔

نماز تہجد نماز چاشت۔ نماز زوال۔ روزہ نفل اور دوسری نوافل پر مواظبت۔ شب کے وقت آپ ادائے نوافل کے لیے اس قدر کھڑے ہوتے کہ پائے مبارک متورم ہو جاتے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا دریافت فرماتیں "یارسول اللہ الیس اللہ قد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر"!

یارسول اللہ! کیا اللہ برتر نے آپ کے پہلے اور پچھلے گناہ معاف فرما دینے کا وعدہ نہیں فرمایا ہے

آپ جواب میں فرماتے۔ یہ تو درست ہے لیکن "افلا اکون عبدا شکورا"؟

تنبیہ:۔ جس قدر بعض جدت پسندوں۔ ماڈرن مسلمانوں اور بعض اسلام کے مدعیوں وہابیوں۔ نجدیوں۔ پرویزوں۔ مودودیوں۔ چیکڑالیوں کو پیروں سے ضد اتنا قدر ہمارے جاہلوں میں پیر بننے کا شوق اور دراصل ہمارے مسلک و مذہب و ملت اہلسنت کو بدنام ان جاہل اور فاسق و فاجر پیروں نے کیا ہے اسی لئے ہم نے چند ضروری باتیں عرض کردی ہیں اس سے ہم دستبردار ہیں کہ ہم جاہل و فاسق و فاجر پیروں کے قائل نہیں۔

marfat.com

ایک وبا اور اسکا علاج

ہمارے دور میں ایک اور بیماری بھی لاعلاج چل نکلی ہے جو ایک وبا کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ اس کا علاج میرے نزدیک اس لئے نا ممکن ہے کہ ان بیماروں کو علاج بتانے کے بجائے ہمارے علماء کرام ان کی عملی تائید میں لگے ہوئے ہیں بلکہ فقیر ادیسی جیسے بیماری کی نشاندہی کرنے والے کو جاہل اور بے خبر اور نا معلوم کیا کیا فرماتے ہیں۔

وہ بیماری

یہ ہے کہ "پیر کا بیٹا پیر" اسے کسی مرشد کامل نے خلافت دی ہو یا نہ اور وہ اس کا اہل ہو یا نہ مریدین اس سے راضی ہوں یا نہ۔ یہ نہ صرف غلط طریقہ ہے بلکہ اسلام اور مسلک اہل سنت کیلئے زہر قاتل ہے۔ اور آج کل اسلام کو ضعف پہنچنے کی ایک بہت بڑی وجہ یہی ہے۔ اس لئے کہ اہل سنت پیری و مریدی کا دوسرا نام ہے۔ اور اس کی حالت اہل نظر سے مخفی نہیں۔

فقیر اہل اسلام سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ پیرو مرشد کا دامن لازماً پکڑو لیکن اس میں شرائط کو ضرور ملحوظ رکھو ورنہ قیامت میں جہاں بدعمل گرفتار ہو گا تم پہلے ہو گے اور اپنے پیرو مرشد کی اولاد کو پیر یا سجادہ نشین بیشک بناؤ لیکن اس میں شرائط اور آداب طریقت بھی دیکھو ورنہ پہلے تم خوشامدی جہنم میں جاؤ گے پھر کوئی اور۔

فائدہ

سجادہ نشینی کی تین صورتیں ہیں۔ یا تو شیخ خود اپنی زندگی میں کسی کو اپنا

marfat.com

جانشین کر دے۔ جیسے کہ صدیق اکبر نے فاروق اعظم کو اپنی زندگی میں خلیفہ فرمایا۔ یا شیخ کے عام مریدین شیخ کی وفات کے بعد اس کو سجادہ نشین بنا دیں جیسے کہ صدیق اکبر کی خلافت کہ عام مسلمین کے مشورہ سے ہوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کو خلیفہ نہ بنایا۔ یا کہ مریدین میں سے خاص معتمد لوگ کسی کو سجادہ نشین بنا لیں، جیسے کہ حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت کہ خاص اصحاب حل و عقد کے مشورہ سے ہوئی۔ یہ خلافتیں آج کل کی خلافتوں کے لئے دلیل ہیں۔ لیکن افسوس کہ آج کل "سجادہ نشینی" بچوں کا کھیل ہو کر رہ گئی ہے کہ پیر کے نابالغ نااہل بیٹے شرائط کے بغیر سجادہ نشین بنائے جاتے ہیں۔ اور پیر زادے بھی سمجھتے ہیں کہ سجادہ نشینی ہمارے گھر کی میراث ہے۔ اسی لئے نہ وہ علم کی کچھ ضرورت سمجھتے ہیں نہ شرعی امور کو۔ بھائیو! اگر سجادہ نشینی میراث ہوتی تو خلفاء راشدین کی اولاد ان کی خلیفہ ہوتی۔ سمجھو اور سوچو۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

باقی تفصیل فقیر کے رسالہ پیری مریدی میں دیکھئے۔

marfat.com

۱

در حسد گیرد ترا در رہ گلو   در حسد ابلیس را باشد غلو

حل لغات:۔ ور دراصل واگر تھا۔ حسد بمعنی بدخواہی وتمنائے زوال نعمت یعنی کسی کی بہتری ۔ گیرد گلو۔ مجبور اور تنگ کرنے سے تعبیر کیا جاتا غلو۔ بمعنی زیادتی ۔طغیانی۔ سرکشی اور

ترجمہ:۔ اگر راستے میں حسد تجھے تنگ کرے۔ حسد میں ابلیس کو غلو ہے۔

ربط:۔ یہ شعر اول سے متعلق ہے ۔اور شعر ثانی بمنزلہ جزا کے ہے۔

شرح:۔ چونکہ مضمون اول میں دربار شمس الدین تبریزی اور حسام الدین قدس سرہٗ سے حصول فضول کے لئے کوشش کرنے کی ترغیب تھی اس سے سالکین جیسیں مولانا کے معتقدین کو خصوصاً حسد گلوگیر ہونے کا خطرہ ہوا۔ کہ وہ یہ نہ سمجھے کہ" ھم رجال ونحن رجال" وہ بھی آدمی ہیں اور ہم بھی تو پھر ان سے فیض یابی کا کیا معنی۔ دیوبندیوں و ہابیوں کو اسی حسد (روحانی طور) نے انبیاء و اولیاء سے حصول فیوض و برکات سے محروم کر دیا ہے جبکہ وہ انہیں غیر اللہ ۔ دون اللہ کے القاب دے کر شرک کے اوہام پیدا کرکے نہ صرف خود محروم ہوئے بلکہ اپنی تمام جماعت کا بیڑا غرق کر دیا اس کی علامت مولانا قدس سرہٗ نے بتائی کہ اسی حسد سے ابلیس مارا گیا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ لاغوینھم اجمعین" ابلیس نے کہا تھا تو وہ پورا کر دیا کہ حسد میں اپنی تمام پارٹیوں میں مبتلا کیا۔ (باقی برصفحہ ۳۰۳)

marfat.com

۱
کوز آدم ننگ دارد از حسد　　با سعادت جنگ دار از حسد

۲
عقبۂ زیں صعب تر در راہ نیست　　اے خنک آں کش حسد ہمراہ نیست

حل لغات: ننگ بمعنی عار۔ غیرت ۔ سعادت۔ نیکی۔ نیک بختی۔ خوش بختی۔
ترجمہ:۔ وہ شیطان جو حسد کی وجہ سے آدم علیہ السلام سے غیرت کرتا ہے اور حسد کی وجہ سے ہی سعادتمندی سے جنگ کرتا رہتا ہے۔
شرح:۔ شیطان نے آدم علیہ السلام کی جب اتنی قدر و منزلت دیکھی تو حسد کیا۔ اور اب بھی بنی آدم سے حسد کرتا ہے کہ ان کی سعادت سے ان کے ساتھ جنگ کرتا رہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ انسان دنیوی دینی امور میں کسی اگر ... سے حسد کرے تو اسے فائدہ تو کچھ حاصل نہ ہوگا۔ البتہ ابلیس کا پیروکار سمجھا جائے گا۔

۲۔ حل لغات:۔ عقبہ بفتحتین لیکن یہاں ضرورت شعری سے قاف کو ساکن پڑھا جائے۔ یعنی دشوار گذار گھاٹی۔ صعب۔ بفتح الصاد دشوار مشکل سخت۔ خنک۔ بمعنی ٹھنڈا۔ خرم بمعنی خوش (باقی بر صفحہ ۳۰۴)

(بقیہ صفحہ ۳۰۲):۔ حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

۵
گریختن ز حسد تا بکے از اہلِ صفا　　اگر صفائی دل داری از حسد بگریز

۱

این جَسَد خانۂ حسد آمد بدان   از حسد آلودہ باشد خاندان

حلِ لغات: جَسَد: بفتحتین بمعنی جسم

ترجمہ:۔ یہ جسم حسد کا گھر ہے۔ حسد میں سارا خاندان مبتلا ہو جاتا ہے۔

شرح:۔ جسم کے باطنی امراض میں سے حسد ایک ایسا مرض ہے کہ اس کے سوائے جسم کے اور کہیں رہائش نہیں اور نہ ہی جسم کو چھوڑ کر کہیں جاتا ہے فلہذا گھر کا دشمن زیادہ خطرناک ہوتا ہے اور نہ صرف اسی جسم کو تباہ کرتا ہے بلکہ اس کے تمام خاندان اور متعلقین کو برباد کر دیتا ہے۔ دنیوی امور میں برادریوں کے جھگڑے فسادات کی جڑ یہی حسد ہے (باقی

(بقیہ صـ۳۰۰ سے)

ترجمہ:۔ راہ سلوک میں حسد سے بڑھ کر سخت مشکل گھاٹی اور کوئی نہیں خوش نصیب ہے وہ انسان جسے حسد کی بیماری نہیں۔

شرح:۔ راہ سلوک میں بےشمار نفسانی شرارتیں اور بیماریاں سالک کو لاحق ہوتی ہیں۔ ان سب میں بہت زیادہ خطرناک یہی حسد ہے۔ بلکہ اکثر روحانی امراض کا سرچشمہ یہی حسد ہے

بالخصوص

وحدۃ الوجود کے قائل و عامل کے لیے تو اس سے بڑھ کر مہلک مرض اور کوئی نہیں۔

marfat.com

۱

خانماںہا از حسد گردد خراب   بازِ شاہی از حسد گردد غراب

۱۔ حلِ لغات: خانماں ۔ مخفف خان و مان بمعنی گھربار۔ خراب۔ تباہ و برباد۔ غراب۔ زاغ۔ کوا۔

ترجمہ:۔ حسد سے گھر بار اجڑ جاتے ہیں۔ شاہی باز حسد کے باعث کوا بن جاتا ہے۔

شرح:۔ چونکہ حسد انسان کے جسم میں گھر کر لیتا ہے۔ اسے اگر اسے کوئی اپنے سے نہ ہٹایا جائے تو پھر گھر بار اُجڑ جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار یعنی حسد سے بچو۔ کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح تباہ کرتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو (ف) شاہی باز انسان کی قلبی۔ دماغی طاقتیں اور علوم و اسرار مراد ہیں کہ جب وہ برتباہ و برباد ہوئیں تو وہ نجاست خور کوے کی طرح ہو جاتی ہیں اور اسے بجائے نیکی کے (باقی صفحہ ۳۰۶ پر)

بقیہ صفحہ ۳۰۴ سے) :۔ (ف) خاندان سے مراد برادری اور اپنے متعلقین ہیں لیکن تصوف کی اصطلاح میں جسم کا خاندان حواس فکر عقل و دیگر تمام دماغی و قلبی طاقتیں ہیں اس لئے کہ جب انسان اس مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو یہ تمام طاقتیں انسان کو بجائے رو بصحت لانے کے الٹا حسد کی حامی ہو کر اسے تباہ و برباد کرتی ہیں۔

marfat.com

۱

خانماںہا از حسد گردد خراب — بازِ شاہی از حسد گردد غراب

۱۔ حل لغات: خانماں ۔ مخفف خان و مان بمعنی گھربار ۔ خراب ۔ تباہ و برباد ۔ غراب ۔ زاغ ۔ کوا ۔

ترجمہ :۔ حسد سے گھربار اجڑ جاتے ہیں ۔ شاہی باز حسد کے باعث کوا بن جاتا ہے ۔

شرح :۔ چونکہ حسد انسان کے جسم میں گھر کر لیتا ہے ۔ اسے اگر اسے کوئی اپنے سے نہ ہٹایا جائے تو پھر گھربار اُجڑ جاتا ہے ۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے ۔ ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار یعنی حسد سے بچو ۔ کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح تباہ کرتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو (ف) شاہی باز انسان کی قلبی ۔ دماغی طاقتیں اور علوم و اسرار مراد ہیں کہ جب وہ برتباہ و برباد ہوئیں تو وہ نجاست خور کوے کی طرح ہو جاتی ہیں اور اسے بجائے نیکی کے (باقی صفحہ ۳۰۶ پر)

بقیہ صفحہ ۳۰۴ سے) :۔ (ف) خاندان سے مراد برادری اور اپنے متعلقین ہیں لیکن تصوف کی اصطلاح میں جسم کا خاندان حواس فکر عقل و دیگر تمام دماغی و قلبی طاقتیں ہیں اس لئے کہ جب انسان اس مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو یہ تمام طاقتیں انسان کو بجائے رو بصحت لانے کے الٹا حسد کی حامی ہو کر اسے تباہ و برباد کرتی ہیں ۔

marfat.com

گر جسد خانۂ حسد باشد و لیک　　آں جسد را پاک کرد اللہ نیک

حل لغات:۔ نیک پاک کرد کا مفعول ہے۔

ترجمہ:۔ اگرچہ حسد کا ہر جسم گھر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض اجسام کو حسد سے پاک کر دیا ہے۔

شرح:۔ یہ شعر سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب حسد کا ہر جسم گھر ہے تو انبیاء و اولیاء کے اجسام مبارکہ میں ہونا لازمی ہے۔ جواب دیا کہ اگرچہ جسم انسانی مطلقاً حسد کا گھر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اولیاء کے اجسام مقدسہ و مطہرہ کو نہ صرف اسی حسد کی بیماری سے پاک کر دیا ہے۔ بلکہ وہ کردار کی گندی عادات اور برے اخلاق سے پاک ہیں اور عقیدۂ اہلسنت کو خوب واضح فرمایا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم اور اولیاء کرام محفوظ ہیں۔ شعر سلوک کے فوائد میں سے ایک فائدہ جلیلہ کو بھی ظاہر فرما دیا کہ حسد کی بیماری دور نہیں ہو سکتی جب تک کسی مرشد کامل کی توجہ اور ان کی نظر عنایت نہ ہو۔

(بقیہ صفحہ ۳۰۵ سے)

برائیوں کا شوق دامنگیر ہو جاتا ہے۔

بعض نسخوں میں "باز و شاہین" ہے اس سے وہبی قوتیں مراد اور علوم و اسرار مراد ہیں۔ جنہیں ہم نے اوپر عرض کر دیا ہے۔

marfat.com

۱

یافت پاکی از جناب کبریا — جسم پُر از حقد و زکبر و ریا

حل لغات :۔ کبر بمعنی غرور تکبر۔ حقد۔ بکسر الحاء عداوت کینہ و ریاء نمائش ور عمل۔ یہ تمام روحانی امراض کے اسماء ہیں۔

ترجمہ :۔ جناب کبریا کے فضل و کرم سے جسم نے پاکی حاصل کی۔ اگر جسم تکبر و کینہ اور ریاء سے پر تھا۔

شرح :۔ یعنی انسانی تخلیق کے لحاظ سے اگرچہ تمام انسان مساوی طور پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن خاصانِ خدا پر فضل خدا ہوتا ہے کہ ان سے تمام رذائل و خسائس دور ہو کر بشریت سے نورانیت میں متبدل ہو جاتے ہیں۔ یعنی ان کے بشری عوارض بجائے بشریت کے خواص کے نورانی خاصیات کی حامل ہوتی ہے۔ جیسے ایک تانبے میں سونے کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس مسئلہ کو آج تک وہابیوں، دیوبندیوں نے نہ مانا۔ ورنہ متقدمین یہی بتاتے چلے آئے ہیں۔

(فائدہ) بشری اوصاف مٹا کر نورانی صفات پیدا کرنے کے قواعد و ضوابط مشائخ طریقت جانتے ہیں ورنہ عملی نسخے تو احیاء العلوم و کیمیائے سعادت، قوت القلوب و دیگر کتب تصوف و اخلاق میں موجود ہیں۔

marfat.com

طہّرا بیتی بیان پاکیست　　گنج نورست از طلسم خاکیست

حَل لُغَات:۔ طلسم۔ جادو۔ اور پرانا خیال کہ اگر کسی کو خزانہ محفوظ رکھنا ہوتا تو اس پر جادو کے ذریعہ کو ایسی تصویر کھینچتے جس کے اثر سے کوئی شخص اس خزانہ کے قریب نہ جا سکتا۔ اگر جاتا تو نقصان اٹھاتا۔

ترجمہ:۔ آیت "طہّرا" میں اسی پاکی کا بیان ہے۔ اور یہ گھر جس کی صفائی کا بیان ہے یہ نور الہیٰ کا خزانہ ہے اگرچہ اس کا جسم خاک سے بنایا گیا ہے۔

شرح:۔ یعنی آیت "اَن طَہِّرَا بَیتِیَ للطّائفین الایۃ" میں اگرچہ ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام کو حکم ہوا ہے کہ بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کو پاک رکھو۔ لیکن اس سے صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو فرمایا ہے کہ دل چونکہ میری تجلیات کا مرکز ہے۔ اسی لئے اسے غیر کی آمد و رفت سے پاک کرو۔ اسی طرف مولانا قدس سرہٗ نے اشارہ فرما دیا۔ اور سالک کا اصلی مقصد بھی یہی ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرے۔ اور وہ جب تک دل کو غیر اللہ کے تصورات و خیالات سے پاک صاف نہیں کرتا اس وقت تک آسے عرفان نصیب نہیں ہو سکتا۔ پھر جب دل صاف ہو جاتا ہے تو یہی اللہ تعالیٰ کے تجلیات و انوار کا مرکز مرد کامل کا دل ہوتا ہے۔ اگلی مزید تشریح ہم نے دوسرے مقام پر عرض کر دی ہے

marfat.com

چوں کنی با بے حسد مکر و حسد　　زاں حسد دل را سیاہیہا رسد

۲
خاک شو مردان حق را زیر پا　　خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما

۱۔ جب تم کسی بے حسد (ولی کامل) کے ساتھ مکر و حسد کرو گے تو تمہارے دل پر تاریکیاں چھا جائیں گی۔

شرح:۔ اس سے اولیاء کرام کے ساتھ دشمنی و عداوت کا بدانجام بتایا ہے اور گویا اس حدیث کا خلاصہ بیان کر دیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب" جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرتا ہے۔ اس کے ساتھ میرا جنگ کا اعلان ہے۔ اس جنگ سے یہی مراد ہے کہ ولی اللہ کے دشمن کا انجام برباد ہوتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ جو ولی اللہ کی گستاخی کرتا ہے تو وہ بدمذہب۔ مرزائی۔ نیچری۔ پرویزی۔ دہری۔ (کمیونسٹ) دیوبندی۔ وہابی۔ شیعہ ہو کر مرتا ہے۔

۲
ترجمہ:۔ مردان خدا (اولیاء اللہ) کے قدموں کی مٹی ہو جاؤ۔ ہماری طرح حسد پر مٹی ڈالو۔

شرح:۔ بحمدہٖ و تعالیٰ یہ سعادت ہم اہلسنت کو نصیب ہوئی ہے کہ ہم اولیاء اللہ کے نام پر جان قربان کرتے ہیں۔ اور یہی ہمارے اسلاف کا عقیدہ ہے۔ حضرت جامی قدس سرہٗ نے فرمایا ؎

سرہا باد کم از خاک بزیر قدمے　　کہ براہ تو زیابک دو قدم افزوں
(بقیہ)

marfat.com

دربیان حسد کردن وزیر جہود

آں وزیرک از حسد بودش نژاد   تا بباطل گوش و بینی باد داد

حل لغات:۔ وزیرک کی کاف تصغیر تحقیر کے لئے ہے۔ نژاد بمعنی اصل وجود۔ فطرت۔ باطل بمعنی غلط، بیہودہ اور بیجا۔ باد داد بمعنی برباد کر دیا۔

ترجمہ:۔ وہ کمینہ وزیر کہ جس کی پیدائش ہی گویا حسد تھی تو اس نے خواہ مخواہ ناحق اپنے کان اور ناک کو برباد ضائع کر دیا۔

شرح:۔ وزیر مذکور کی فطرت میں حسد تھا۔ اسی وجہ سے اپنے ناک اور کان کٹوا دیئے۔ صرف اس لالچ پر کہ حسد کے نیش سے غریبوں کی جان میں اس کا زہر پھیل جاوے یعنی ان کا نقصان ہو (باقی صفحہ ۳۱۱ پر)

(بقیہ صفحہ ۳۰۹ سے) عراقی نے فرمایا ہے

با نہد بر سرت عزیزے پائے   خویش چوں خاک خوار باید کرد

مثنوی شریف کے ایسے پرزور دلائل سے دشمنان اولیاء (وہابی) تنگ اور عاجز ہو کر کہہ دیتے ہیں کہ مثنوی شریف کا مطالعہ گمراہی ہے

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

فائدہ:۔ مثنوی شریف کا مطالعہ خود ایک ولی کامل کی زیر تربیت زندگی بسر ہوتی ہے۔

marfat.com

هر کسے کو از حسد بینی کند   خویش را بے گوش و بے بینی کند

حل لغات :- کند ۔ بفتح الکاف مضارع از کندن اس سے انکار مراد ہے ۔ بینی سے قوۃ ممیزہ اور ناک سے حق و باطل کا امتیاز مراد ہے ۔

ترجمہ :- جو شخص حسد کے طور حق کا انکار کرتا ہے وہ اپنے کو کان اور ناک کے بغیر کرتا ہے

شرح :- حسب عادت مولانا قدس سرہ نے فرمایا کہ حسد کی خرابی سے نہ صرف وزیر مذکور ذلیل و خوار ہوا بلکہ ہر حاسد کو تباہ و ذلیل اور برباد کر ڈالتا ہے یعنی ہر حاسد کی سب سے پہلی خرابی یہ ہے ۔ کہ اس کے ناک و کان کٹ جاتے ہیں اس سے مولانا قدس سرہ پر اعتراض ہوا ۔ کہ دنیا میں ہزاروں بلکہ بے شمار حاسد پھرتے ہیں ہم نے تو کسی کو ناک اور کان کٹا نہیں دیکھا اس کا جواب اگلے اشعار میں دیتے ہیں کہ بینی آن نباشد الخ ۔

(بقیہ صفحہ ۳۱۰ سے) چنانچہ فرمایا :- بر امید آنکہ از نیش حسد
زہر او در جان مسکیناں رسد

ترجمہ :- اس امید پر کہ حسد کے ڈنگ سے اس کا زہر بیچارے مسکینوں ، (عیسائیوں) کی جان میں سرایت کر جائے ۔

شرح :- اس شعر کا تعلق پہلے شعر سے قصہ کی علت بتاتے ہوئے فرمایا کہ اس یہود وزیر نے اسلئے کان ناک کٹوا دیئے کہ حسد کا زہر اسکے مخالفین کو تباہ و برباد کر ڈالے اس کے بعد مولانا قدس سرہٗ حسد کی خرابیاں اور دیگر روحانی اور صوفیانہ حکیمانہ فوائد بتاتے ہیں جیسا کہ آپ کی عادت مبارکہ ہے ۔

marfat.com

بینی آں باشد کہ او بوئے برد ۔۔۔ بوئے اورا جانب کوئے برد

ترجمہ :۔ ناک وہ ہوتی ہے جو بُو حاصل کرے ۔ اور وہ بُو اسے کسی کوچے کی طرف لے جائے ۔ خلاصہ جواب کا یہ ہوا کہ اگرچہ حاسدوں کے ظاہری ناک و کان ہیں لیکن جب کوئی ان سے احساس حق نہ کرے تو ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے فرمایا۔ کہ لھم اذان لا یسمعون بھا" حالانکہ کافروں کے کان بھی آنکھیں بھی وغیرہ لیکن چونکہ ان سے وہ حق کو نہیں پائے اسی لئے ان کے ہونے کا کوئی فائدہ نہیں اسی لئے اگلے شعر میں اسی کے متعلق دیل کے طور پر فرمایا کہ

ہر کہ بویش نیست بے بینی بود ۔۔۔ بوئے آں بوئے ست کو دینی بود

ترجمہ :۔ جسمیں بُو (سونگھنے کی قوت) نہیں ۔ وہ بے ناک ہوتا ہے ۔ (اور اے سالک ہماری مراد) بُو سے وہ بُو ہے جو دینی ہو

شرح :۔ اعتراض کے جواب کا خلاصہ ہے کہ ہمارا ہر حاسد کو کان اور ناک کٹا کہا ہے ۔ اس سے ظاہری ناک اور کان مراد نہیں بلکہ دین سے بے بہرگی اور محبوب سے دوری مراد ہے ۔ یعنی جس شخص کی معنوی بینی میں محبوب کی خوشبو نہیں پہنچتی وہ گویا بے بینی ہے کیونکہ بینی سے جو مقصود تھا وہ حاصل نہ ہوا ۔ تب تو ایسی بینی کا ہوتا نہ ہونا برابر ہے اور یہ جو ہم نے کئی جگہ لفظ بُو کہا ہے اس سے ظاہری عطر وغیرہ (باقی اگلے صفحہ پر)

marfat.com

چونکہ بوئے بردو شکر آں نکرد	کفر نعمت آمد و بینش خورد

چونکہ خوشبو لے کر اس نے کفران نعمت کیا اور اس کی ناک کٹا ہو گیا

شرح :- یعنی معنوی بینی تک بوئے محبوب پہنچنے کے بعد اس نعمت کا شکریہ ادا نہ کرنا کفران نعمت ہے اور ایسا کافر نعمت گویا نکٹا ہے بینی خوردن بمعنی بینی بریدہ شدن۔ یعنی کفران نعمت کے باعث اللہ تعالیٰ اس کے معنوی بینی کو چھین لیتا ہے۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْد۔ اگر تم شکر کرو گے تو میں نعمت کی زیادتی کروں گا اور اگر کفران نعمت کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے

نکتہ :- یہاں یہ نکلتا ہے کہ عارف کامل کا فرض ہے کہ مرتبۂ عرفان حاصل ہونے کے بعد دل کو صدق و اخلاص کے ساتھ خدا کا راستہ بتلائے (یہ بوئے معرفت کا شکریہ ہے۔) اگر مکر و فریب سے کام لے گا تو ناک کٹ جائے گی۔ (مرتبہ عرفان سلب ہو جائے گا۔) اور وہ حال ہو گا جو مکار وزیر کا ہوا۔

(بقیہ صـ ۳۱۲ سے) :- کی خوشبو مراد نہیں بلکہ دینی بو مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی معنوی بینی میں بوئے دینی جا پہنچی وہ محبوب تک واصل ہو گیا۔ مگر اس وصول کے لئے ایک شرط اور بھی ہے جس کا بیان اگلے شعر میں ہے۔

marfat.com

۱

شکر کن مر شاکران را بندہ باش　　پیش ایشاں مُردہ شو پایندہ باش

شکر کر بالخصوص اولیاء کرام کا (شاکروں) کا بندہ ہو　ان کے سامنے مردہ ہو بلکہ ان کا خاک پا ہو جا

۲

چوں وزیر از رہزنی مایہ مساز　　خلق را تو بر میاور از نماز

وزیر کی طرح ڈاکہ ڈال کر سامان جمع نہ کر۔ خلق خدا کو نماز سے نہ روک

۱
شرح :- یعنی اولیاء اللہ کا غلام رہ اور کمال تواضع سے اُن کے ساتھ پیش آ۔ اور ان کے روبرو مردہ بنا رہ۔ اپنے نفس کے کچھ ہستی نہ سمجھ، یعنی فنا فی الشیخ ہو جا۔ اس فنا کے بعد تجھکو مرتبۂ بقا حاصل ہو جائے گا۔

۲۔
شرح :- یعنی وزیر مکار کی طرح ڈاکہ ڈال کر مال جمع نہ کر یا یہ کہ رہزنی کو اپنی پونجی نہ بنا اور خلقت کے دکھانے کے لئے نماز نہ پڑھ کیونکہ یہ مکر و فریب ہے۔ دوسرے مصرعہ کے معنی دو طرح ہو سکتے ہیں اول یہ کہ بر میاور بمعنی ادا نہ کر ہے اور از حرف زائد یعنی خلقت کے دکھانے کے لئے نماز نہ پڑھ۔ دوم یہ کہ بر میاور بمعنی منع نہ کر۔ یعنی مخلوق کو نماز سے منع نہ کر۔ کیونکہ از راہِ مکر دوسروں کو ادائے عبادت کی نصیحت کرنی اور در خود عمل نہ کرنا گویا ان کو منع کرنا ہے۔ ایسی نصیحت کا اثر ہرگز نہیں ہوتا۔

ناصح پر فرض ہے کہ خود عمل کر کے دوسروں کو نصیحت کرے۔

marfat.com

فہم کردن حاذقان نصاریٰ مکر وزیر را

نصاریٰ کے دانا لوگوں کا وزیر کے مکر کو پہچان لینا

۱
ناصح دیں گشتہ آں کافر وزیر کردہ او از مکر در لوزینہ سیر
وہ وزیر ناصح دیں ہو کر مکر کر کے حلوہ میں لہسن ملا دیا۔

۲
ہر کہ صاحب ذوق بود از گفت او لذّتے میدید و تلخی جُفت او
ہر صاحب ذوق اس کی گفتگو سے لذت پاتا۔ لیکن آخر میں بدمزہ ہو جاتا۔

۳
نکتہا میگفت او آمیختہ در جلاب و قند زہرے ریختہ
نکتہ عجیب کہتا تھا۔ جلاب اور کھانڈ میں زہر ملا دیتا تھا

۱۔ حلِ لغات: لوزینہ۔ حلوائے لوز۔ سیر۔ لہسن وسیر در لوزینہ کردن یعنی بہت مکر کرنا۔ بڑا بھاری مکر کرنا۔

۲۔ شرح:۔ یعنی جو شخص نصاریٰ میں سے صاحب ذوق اور حاذق تھا اسے معلوم ہوگیا تھا کہ وزیر کا ظاہر کلام تو اچھا ہے مگر باطن میں برا ہے۔ اسی طرح جھوٹے صوفی ظاہر بین تو مخلوق کو طریق فنا و بقا تعلیم کرتے ہیں مگر باطن میں ان کا مقصود دنیا طلبی اور گمراہی ہے۔ طالبان حاذق اس کو پہچان لیتے ہیں۔

۳۔ شرح:۔ یعنی وزیر کلمات حکمت مخلوط باغراض دنیا کہتا تھا گویا جلاب و قند میں زہر ملا رکھا تھا یعنی ظاہر خلاف باطن تھا۔ جلاب معنی شربت جو قند اور گلاب سے بنتا ہے۔

marfat.com

۱۔

ہاں مشو مغرور زاں گفت نکو   زانکہ دارد صد بدی در زیر او

خبردار اس کی اچھی گفتگو سے دھوکہ نہ کھائیے اس لیئے کہ اس کے تحت سو برائیاں ہیں۔

۲

او چو باشد زشت گفتش زشت دان   ہرچہ گوید مردہ آنرا نیست جاں

قائل کی طرح اس کی گفتگو بھی بری ہوتی ہے جو کچھ کہتا ہے وہ تو مردہ بے جان کی طرح ہے

۳

گفت انساں پارۂ انساں بود   پارۂ از ناں یقیں داں ناں بود

انسان کی گفتار اس کے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ روٹی کا ٹکڑا یقیناً روٹی ہی ہے

---

۱ شرح :۔ یعنی مکاروں کی نرم نرم اور بظاہر نیک باتوں سے دھوکا نہ کھانا۔ کیونکہ یہ ظاہری نیک گفتگو بہت سے بدیاں اپنے باطن میں لیئے ہوئے ہے۔ مکاروں کا ظاہری قول باطن کے خلاف ہوتا ہے

۲۔ شرح :۔ یعنی مقولہ کا اعتبار قائل کے اعتبار سے ہے یہ بُرا ہے تو وہ بھی بُرا ہے اور یہ اچھا ہے تو وہ بھی اچھا ہے۔ دوسرے مصرع میں مُردہ ہو گیا ہو۔ ایسے شخص کا قول مُردہ اور ناکارہ ہوگا۔

۳ شرح :۔ یعنی انسان کا مقولہ گویا اس کا ایک جزو ہے۔ کیونکہ اُسی کے زبان سے نکلا ہوا ہے۔ اس لیئے جو حال انسان کا ہے وہی اُس کے مقولہ کا اچھے کا قول اچھا ہوتا ہے۔ برے کا بُرا دوسرا مصرع پہلے مصرع کی توضیح ہے بطریق تمثیل یعنی روٹی کا حال ایک ٹکڑے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ جیسا روٹی کا ٹکڑا ہوگا ویسی ہی تمام روٹی ہوگی۔ (باقی

marfat.com

۱
زاں علی فرمود نقلِ جاہلاں   بر مزابل ہمچو سبزہ است اے فلاں
اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جاہلوں کی گفتگو ایسے ہے جیسے پاخانہ میں سبزہ وار

۲
بر چناں سبزہ ہر آنکو بر نشست   بر نجاست بیشے بنشستہ است
ایسے سبزہ پر بیٹھنے والا گویا پاخانہ پر بیٹھا ہے۔

۳
بایدش خود را بشستن از حدث   تا نماز فرض او نبود عبث
ایسے شخص کو چاہیئے کہ وہ پلیدی سے اپنے آپ کو پاک کرے ورنہ اسکی نماز کو ضائع نہ کرے

۱
شرح ۔ حضرت علیؑ سے فرمایا ہے۔ نعم الجاہل کروضۃ فی المزابل جاہل کی نعمتیں ایسی ہیں جیسا ناپاک جگہ میں سبزہ مزابل جمع مزبلہ جانیئے نجاست و سرگین وغیرہ چونکہ قول بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس لیے مولانا قدس سرہٗ نے نعمت سے قول مراد لیا ہے۔ شعر میں نقل بمعنی قول ہے۔

۲۔ شرح :۔ یعنی جو شخص ایسے سبزہ پر جا بیٹھا جس کے نیچے نجاست چھپی ہوئی ہے تو گویا وہ نجاست ہی پر بیٹھا ہے مطلب یہ کہ جاہل شخص کا قول ایسا ہے جیسا سبزہ سرگین میں یعنی اس کا ظاہر و باطن یکساں نہیں ہے پس جو شخص دھوکا کھا کر اس سبزہ پر بیٹھ گیا یعنی جاہل کے قول کا اعتبار کر لیا وہ گویا نجاست پر بیٹھ گیا یعنی بجائے ہدایت کے گمراہی کی نجاست میں ملوث ہو گیا

۳۔ شرح :۔ یعنی اس کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو گمراہی (باقی ص ۳۱۸ پر)

(بقیہ ص ۳۱۶ سے) اسی طرح ہر انسان کے اقوال اس کی نیکی بدی کی شناخت اور برائی بھلائی پہچاننے کی دلیل ہیں ٭

marfat.com

۱

ظاہرش میگفت در رہ چست شو — در اثر میگفت جاں راست شو

بظاہر تو لوگوں کو کہتا تھا کہ راہ سلوک میں چست و چالاک ہو اور باطن میں کہتا تھا کہ یہ پُرخطر راہ ہے آرام سے بیٹھ جا۔

۲

ظاہر نقرہ گر اسپید ست و نو — دست و جامہ می سیہ گردد ازو

جیسے چاندی کا ظاہر تو بہتر اور سفید ہے لیکن کپڑوں پر رکھا جائے تو انہیں کالا سیاہ کر دیتی ہے۔

۳

آتش ارچہ سرخ رویست از شرر — تو ز فعل او سیہ کاری نگر

آگ بظاہر تو اس کے انگارے سرخ ہیں لیکن اس کا اثر سیہ کاری کے سوا کچھ نہیں۔

۱

شرح :- یعنی وزیر کا ظاہر کلام تو سامع سے یہ کہہ رہا تھا کہ طریق حق میں چست و چالاک رہ مگر کلام کا باطنی اثر یہ کہتا تھا کہ اے روح راہ سلوک بڑا مشکل راستہ ہے۔ تو اس پر نہ چل اور سستی اختیار کر۔ بیکار محنت نہ اٹھا۔

۲۔ شرح :- نو بمعنی جید یعنی کھرا یعنی بظاہر چاندی کیسی سفید اور کھری معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس کے باطنی اثر سے ہاتھ اور کپڑا سیاہ ہو جاتا ہے یہی حال مکاروں کے مقولہ کا ہے کہ ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ یہ شعر پہلے مضمون کی تمثیل ہے

۳۔ شرح :- یعنی آگ بظاہر انگاروں کے سرخ معلوم ہوتی ہے۔ مگر تو اس کے افعال کی طرف دیکھ کہ کیسی سیہ کار ہے۔ سیہ کاری تو یہ ہے کہ خود دھوئیں کے ساتھ مخلوط ہے۔ (باقی ۳۱۹ پر)

(بقیہ ص ۳۱۷ سے) :- کے نجاست سے پاک کرے تاکہ اس کی نماز فرض (خدمت الٰہی) باطل نہ ہو جائے مطلب یہ کہ جاہل کے اقوال اور اس کی صحبت سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیئے

marfat.com

۱
برق اگرچہ نورِ آید در نظر　　لیک ہست از خاصیت دزدِ بصر
بجلی اگر بظاہر نور نظر آتی ہے لیکن درحقیقت یہ آنکھوں کے نور کی دشمن ہے۔

۲
ہر کہ جز آگاہ و صاحب ذوق بود　　گفت او در گردن او طوق بود
جو بیدار مغز اور صاحب ذوق تھا۔ اسے اس کی گفتگو گلے کا طوق معلوم ہوا۔

۳
مدت شش سال در ہجران شاہ　　شد وزیر اتباع عیسےٰ را پناہ
چھ ماہ وزیر بادشاہ سے جدا رہ کر عیسیٰ علیہ السلام کے دین کی اتباع کرتا رہا۔

۴
دین و دل را کل بدو بسپرد خلق　　پیش نہی و امر او پے برد خلق
مخلوق کے دین و دل کو اسی طرف سپرد کیا اور اسے امر و نہی کی طرف لے گیا

شرح :- بجلی اگرچہ نور معلوم ہوتی ہے لیکن اس کی خاصیت ہے کہ اُس کی طرف دیکھنے والے کو کچھ نظر نہیں آتا بلکہ آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں اسی طرح جھوٹا شیخ پر نورانی ڈاڑھی اور سفید کپڑوں سے بظاہر منور نظر آتا ہے۔ طالبان غیر حاذق کے آنکھوں میں خاک ڈال کر اپنی غرض دنیوی حاصل کر لیتا ہے اُسی مضمون کی تیسری تمثیل ہے۔

۲۔ شرح :- نصاریٰ میں جو شخص غیر آگاہ تھا اور غیر صاحب ذوق (باقی صفحہ ۳۲۰ پر)

(بقیہ صفحہ ۳۱۸ سے) دوم یہ کہ جس چیز پر گرتی ہے اس کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے یہ مضمون سابق کے دوسری تمثیل ہے یعنی جھوٹے مدعیوں کے افعال و بھی اسی طرح کے ہیں۔ جس طرح آگ کے فعل ہیں۔

marfat.com

پیغام شاہ پنہانی بسوئے وزیر پُر تزویر

بادشاہ یہود کا پیغام خفیہ طور پر وزیر مکار کے نام

۱ درمیان شاہ و او پیغام ہا　　شاہ را پنہاں بدو آرام ہا

بادشاہ اور وزیر مکار کے درمیان خفیہ پیغامات جاری تھے بادشاہ کو ان پوشیدہ پیغامات سے تسلی اور آرام تھا۔

۲ آخر الامر از برائے آں مراد　　تا دہد چوں خاک ایشاں را بباد

بالآخر اسی مقصد کے لیئے کہ دشمنوں کی ہستی برباد ہو۔

۳ پیش او بنوشت شہ کائے مقبلم　　وقت آمد زود فارغ کن دلم

بادشاہ نے وزیر کو لکھا کہ اے میرے مقبول وزیر اب وقت آگیا ہے کہ تم میرے دل کو فارغ کرو

۴ ز انتظامت دیدہ و دل بر رہ ست　　زیں غمم آزاد کن گر وقت ہست

دل اور آنکھیں تیرے انتظام کی طرف لگی ہوئی ہیں مجھے اس غم سے بہت جلد آزاد کیجیے۔

شرح:- یعنی شاہ یہود اور وزیر مکار کے مابین خفیہ خط و کتابت رہتی تھی اور چونکہ وزیر نے نصاریٰ میں فتنہ و فساد ڈالنے کا اقرار کر لیا تھا اور اس کی کوشش کر رہا تھا اسی لیئے بادشاہ کو تسلی تھی۔ باقی اگلے صفحہ ۳۲۱ پر

بقیہ از صفحہ ۳۱۹ سے:- وزیر کا کہنا اس کے گلے کا طوق ہو گیا تھا یعنی عوام نصاریٰ اس کا اتباع کرنے لگے تھے۔ **شرح**:- عوام نصاریٰ اس کی غایت درجہ کی اطاعت کرتی تھی۔ بادشاہ یہود سے الگ رہ کر چھ برس میں اس نے تمام عوام نصرانیوں کو اپنا مرید کر لیا تھا۔ اس کے بعد بادشاہ نے وزیر کو پیغام بھیجا جسکا مضمون اسی صفحہ سے شروع ہے

marfat.com

۱

گفت اینک اندریں فکرم شہا کافگنم در دین عیسےٰ فتنہا

وزیر نے جواب بھیجا کہ جناب عالی مجھے بہت بڑی فکر یہی ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام کے دین میں بہت بڑے فتنے کھڑے کروں۔

شرح :۔ وزیر نے جواب میں یہ لکھا کہ اے بادشاہ میں رات دن اسی کام میں لگا ہوا ہوں کہ دین عیسوی میں فتنے ڈالوں۔ چنانچہ میں اپنے ارادہ میں جلد کامیاب ہونے والا ہوں۔

(بقیہ ص ۳۲۰ سے) :۔ بادشاہ کا یہ پیغام وزیر کی طرف ایسا ہے جیسا شیطان کا پیغام نفس امارہ کی طرف ہوتا ہے۔

شرح

یہ شعر قطعہ بند ہیں یعنی آخر کار شاہ یہود نے اس خیال سے کہ نصاریٰ برباد ہو جائیں وزیر مکار کو (جس سے درپردہ خط و کتابت ہوتی تھی۔) یہ لکھا کہ میں تیری کارروائی کا ہر وقت منتظر ہوں۔ نصاریٰ تیرے مطیع ہو گئے ہیں۔ پھر فتنہ اندازی میں دیر کیوں لگا رکھی ہے۔

marfat.com

۱ بیان دروازده سبط نصاریٰ

نصاریٰ کے بارے فرقوں کا بیان

---

۲ قوم عیسیٰ را بُد اندر دار و گیر　　　حاکماں شاں دہ امیر و دو امیر

عیسیٰ علیہ السلام کی امت کی حکومت کے بارہ حاکم مقرر تھے۔

۳ ہر فریقے مر امیرے را تبع　　　بندہ گشتہ میر خود را از طمع

ہر گروہ کا علیحدہ امیر تھا جو کسی گروہ اس کے پیروکار تھے۔ لالچ و طمع کی بنا پر ہر گروہ اپنے امیر کے تابع فرمان تھا۔

۴ آن دہ و آن دو امیر و قوم شاں　　　گشتہ بندۂ آں وزیر بے نشاں

وہ بارہ امیر اپنی قوم کے حاکم تھے۔ لیکن وزیر بد تدبیر کے غلام بے دام تھے۔

۵ اعتماد جملہ بر گفتار او　　　اقتدائے جملہ بر رفتار او

تمام امیروں کو صرف اسی وزیر کے ارشاد پر اعتماد تھا سب کے سب اسی کے نقش قدم پر چلنے کو سعادت سمجھتے تھے۔

۶ پیش او در وقت و ساعت ہر امیر　　　جاں بدادے گر بگفتے کہ میر

اس وزیر کے سامنے ہر امیر ہر وقت جان قربان کرنے کو تیار رہتا تھا اگر کسی وقت اسے فرمائے کہ ابھی مر تو وہ جان ہتھیلی پر رکھے ہوئے تھے۔

۷ چون بُوں کرد آں جہود کل جملہ را　　　فتنۂ انگیخت از مکر و دہا

جب اس نالائق یہودی نے سب کو ذلیل و خوار کیا تو چالاکی کر کے ہزاروں فتنے کھڑے کئے۔

---

۱ شرح:- سبط: زندزادہ و طائفہ فرزندان یعقوب علیہ السلام (باقی، ص ۳۲۳ پر)

marfat.com

تخلیط وزیر در احکام انجیل و مکر آں

وزیر کا احکام انجیل کو غلط ملط کر دینا اور اس کا مکر

ساخت طوماری بنام ہر یکے ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ نقش ہر طومار دیگر مسلکے

ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ صحیفہ تیار کیا لیکن ہر صحیفہ کا ایک دوسرے کے خلاف تھا۔

شرح: طومار نامہ و صحیفہ۔ یعنی وزیر نے ہر فرقہ کے نام ایک صحیفہ الگ تصنیف کیا۔ در انحالیکہ ہر صحیفہ کا مضمون دوسرے صحیفہ سے جدا تھا۔ ایک صحیفہ میں جس چیز کو جائز لکھا تھا دوسرے میں اسی کو ناجائز بتایا تھا۔

بقیہ (ص ۳۲۲ سے): یہاں مطلق طائفہ مراد ہے۔ بعض نسخوں میں یہ سرخی نہیں ہے

(۲) **شرح**: نصاریٰ میں ریاست و حکومت کرنے کے لئے بارہ امیر الگ الگ بارہ فرقوں کے حاکم تھے۔ دار و گیر سے مراد ہے۔

(۳) **حل لغات**: تبع بفتحتین پیروی۔ و پیرو و پیروان یہاں بمعنی پیرکار ہے۔ میر مخفف امیر اور طمع سے امید اسباب دنیا مراد ہے۔

(۴) **حل لغات**: بے نشان ناشدنی۔ غارت ہونے کی قابل بددعا کا کلمہ ہے۔

(۵) **شرح**: یہی حال اس سالک کا ہو جاتا ہے جو مرشد کامل کی اقتدا نہیں کرتا۔ یعنی اس کے وجود کے بارہ امیر (حسد۔ غضب۔ حرص۔ شہوت۔ عجب۔ عجلت۔ کبر۔ حقد۔ تعصب۔ طول امل۔ بخل) اس کے بارہ فرقوں (حواس خمسہ باطنہ و حواس خمسہ ظاہرہ اور قوت علمی اور قوت نظری) پر حاکم ہو جاتے ہیں۔ (باقی ص ۳۲۷ پر)

marfat.com

حکمہائے ہر یکے نوعِ دگر ایں خلاف آں ز پایاں تا بسر

(۱) ترجمہ:۔ ہر ایک صحیفے دوسرے صحیفے کے مخالف تھا نہ صرف معمولی خلاف بلکہ ہر دونوں ایک دوسرے کی ضد پر مبنی تھے۔

شرح:۔ توضیح مضمون سابق۔ نکتہ فی الواقع ارباب تفرقہ کا یہی حال ہے کہ وہ اپنے مقتضائے نفس کی پیروی کرتے ہیں۔ اور طالبان حق کا یہی مقولہ ہے کہ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ یعنی ہم تمام رسولوں اور ساری آسمانی کتابوں کو سچا جانتے ہیں۔ اور یہ ظاہری اختلاف مرتبوں اور اختلاف زمانہ کے سبب سے ہے مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ تناکحوا تناسلوا آپس میں نکاح کر دیا کرو تاکہ تمہاری نسل بڑھے۔ اور دوسری حدیث میں ہے خَیْرُ اُمَّتِیْ بَعْدَ الْمِأَتَیْنِ خَفِیْفُ الْحَاذِ قَالُوْا وَمَنْ خَفِیْفُ الْحَاذِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ لَا اَہْلَ لَہٗ وَلَا وَلَدَ لَہٗ یعنی میرے زمانے کے دو سو برس بعد میری امت میں سب سے بہتر وہ ہوگا جو ہلکی پیٹھ والا ہو صحابہ نے عرض کیا کہ ہلکی پیٹھ والا کون ہے حضور نے فرمایا جس کے اہل و عیال کچھ نہ ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ اختلاف زمانہ سے احکام میں بھی اختلاف ہو جاتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۲۳ سے): اور ان امیروں پر مع ان فرقوں کے نفس امارہ غالب آجاتا ہے۔ اور سالک کو راہ سلوک سے گمراہ کر دیتا ہے۔ جس طرح اس وزیر نے نصاریٰ کو گمراہ کر دیا تھا۔ حل لغات: دَہا۔ زیرکی اور جودت فکر معنی فن و فریب اور جہودک میں کاف تحقیر ہے۔ یعنی ذلیل یہودی۔

۱

دریکے راہِ ریاضت را وجوع رکن توبہ کردہ و شرطِ رجوع

ایک کو بتایا کہ راہِ سلوک کے لئے ریاضت اور بھوک ضروری ہے۔ توبہ اور گناہوں کو مکمل طریقہ چھوڑ دینا سلوک کی شرطِ اولین ہے۔

۱۔ شرح :۔ یہاں سے ان مختلف صحیفوں کے بعض مضامین کا بیان شروع ہوا ہے جو وزیر با تزویر نے ان بارہ فرقوں کے نام لکھے تھے۔

نکتہ :۔ مولانا قدس سرہٗ نے صحائف وزیر کے مضامین لکھنے میں بہت بڑا اعجاز کلام (الہام ربانی) دکھایا ہے۔ یعنی اشعار میں ایسے الفاظ لائے ہیں جن کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک معنی سے نصیحت نکلتی ہے جو مولانا کا مقصود ہے اور اسی شعر کے دوسرے معنوں میں کجروی اور گمراہی پیدا ہوتی ہے جو وزیر پر تزویر کا مقصود تھا۔ چنانچہ اس شعر کے دو معنی ہیں اول یہ کہ ریاضت (مشقت بر نفس بسبب اعمال حسنہ) اور بھوک توبہ قبول ہونے کا رکن اور رجوع الی اللہ کی شرط ہے۔ کیونکہ ریاضت اور بھوک سے قلب منور ہوتا ہے۔ اور حظوظ نفسانی معدوم ہو جاتے ہیں اس وقت توبہ سچے دل سے ہوگی اور غالباً مقبول بھی ہو جائیگی مطلب یہ کہ کسی حال میں سالک ریاضت کو نہ چھوڑے۔ ورنہ حصول مقصود سے محروم رہے گا۔ یہ مولانا کا مقصود اور اس شعر کا صحیح مطلب ہے اور وزیر کا مطلب یہ ہے کہ ریاضت اور بھوک توبہ قبول ہونے کا رکن ہے۔ لیکن چونکہ مکلف بھوک اور ریاضت کی طاقت نہیں رکھتا اسلئے اس کو چاہیئے کہ ایسی توبہ کرنے سے باز رہے یہ مقصود غلط اور سراسر وزیر کا دھوکا ہے

marfat.com

۱

در یکے گفتہ ریاضت سود نیست　　اندریں رہ مخلصی جز جود نیست

دوسرے صحیفے میں لکھا کہ ریاضت بے سود ہے جب تک اس کے اندر جود وسخا نہ ہو

۲

در یکے گفتہ کہ جوع و جود تو　　شرک باشد از تو با معبود تو

ایک اور صحیفے میں لکھا کہ بھوک مرنا اچھا کام نہیں بلکہ بھوک مرنا درحقیقت، اللہ کے ساتھ ہمسری کرنا ہے۔

۳

جز توکل جز کہ تسلیم تمام　　در غم و راحت ہمہ مکر ست و دام

رنج و راحت میں اگر توکل اور تسلیم کامل نہ ہو تو پھر ہر نیک کام مکر و فریب ہے۔

۱۔ شرح :۔ یہ شعر بھی پہلے شعر کی طرح دو معنی رکھتا ہے۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ ریاضت سخاوت کے بغیر کسی کام کی نہیں کیونکہ جب تک حُبِ مال و جاہ باقی ہے۔ ریاضت نیکی حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ ریاضت بیکار ہے۔ جو بلا جود و سخا　ہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ۔ اسی لئے سالک کو چاہیئے کہ جود اختیار کرے۔ تاکہ رفتہ رفتہ حب دُنیا دل سے جاتی رہے۔ اور وزیر کا مقصود یہ ہے کہ ریاضت بالکل بے فائدہ چیز اور خواہ مخواہ کی مشقت ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ اس کو ترک کر کے جود و بخشش اختیار کرے۔ جیسا کہ اکثر فضول خرچ کرنے والوں کی عادت ہے

۲ شرح :۔ حسب شعر سابق اس میں بھی دو احتمال ہیں۔ اول (جو مولانا کا مطلب ہے) یہ ہے کہ دو : یہ ریاضت و جود جکا فاعل اور مصدر تو اپنے (باقی صفحہ ۳۲۷ پر)

marfat.com

در یکے گفتہ کہ واجب خدمت است ورنہ اندیشۂ توکل تہمت است

ایک کو کہا کہ خدمت واجب ہے ورنہ وہ توکل جو بغیر عبادت کے ہوگی تو اس سے اس پر زندیق ہونے کی تہمت لگے گی۔

شرح:۔ اس کے بھی دو معنی ہیں۔ مولانا کا مقصود یہ ہے کہ بندہ پر عبادت الٰہی واجب ہے۔ ورنہ بغیر عبادت کے توکل کرنا ناجائز ٹھہریگا۔ کیونکہ محض توکل بلا عبادت سے اس پر زندیق اور ملحد ہونے کی تہمت لگ سکتی ہے۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ عبادت الٰہی واجب ہے اور چونکہ مخدوم پر خادم کی مزدوری لازم ہوجاتی ہے۔ اس لئے بالکل ہمیں مطمئن رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ رہاتی

(بقیہ ۳۲۶ سے) :۔ آپ کو جانتا ہے اس کو شرک سمجھنا چاہیئے کیونکہ اس میں خودی کی بُو پائی جاتی ہے۔ ریاضت وجود کا عجب یا تکبر شرک خفی ہے اس لئے سالک کو چاہیئے کہ ریاضت وجود میں مشغول بحق اور متوکل بر حق رہے اور ان کو بھی اپنے اور اعمال کے ساتھ اللہ کو سونپ دے اور یہ سمجھے کہ یہ ریاضت وجود گویا لاشے ہے قبول کرنا نہ کرنا اس کے اختیار میں ہے۔ آدمی پر توکل و تسلیم کی پابندی (خوشی ہو یا غم) ہر حالت میں واجب ہے۔ رنج و راحت میں توکل و تسلیم کو چھوڑ کر جزع فزع یا اسراف سے کام لیگا۔ تو نفس کے مکر اور شیطان کے دام فریب کا شکار ہوجائیگا اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ جب ریاضت وجود شرک خفی ٹھہری تو سالک کے لیے بجز تسلیم و توکل اور کوئی چارہ نہیں رہا اسلئے ریاضت وجود کو چھوڑ کر صرف اللہ پر توکل رکھنا چاہیے خواہ وہ غم میں رکھے یا راحت میں دوزخ میں جگہ دے یا بہشت میں مرشد توکل و تسلیم کے سوا ریاضت وغیرہ کا رستہ بتائے تو یہ اس کا مکر و فریب ہے۔

۱

در یکے گفتہ کہ امر و نہی ہاست　　بہر کردن نیست شرح عجز ماست

ایک صحیفہ میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی ضروری ہیں اس سے ہمیں نیستی کا سبق واضح کیا گیا ہے

۲

قدرت حق را بدانیم آن زماں　　تاکہ عجز خود بہ بینیم اندراں

اللہ کی قدرت بھی ہم اس وقت سمجھ سکیں گے جب ہم اپنی عاجزی کو معلوم کریں گے۔

شرح :- دو احتمالوں میں سے پہلا احتمال یعنی مولانا کا مطلب یہ ہے کہ شریعت میں جو اوامر و نواہی واقع ہیں یہ صرف عمل ہی کرنے کے لئے نہیں ہیں۔ بلکہ ایک اور فائدے کے لئے بھی ہیں وہ یہ ہے کہ جس وقت سالک اوامر و نواہی بجالائے گا تو اس کا قلب ضرور منور ہو گا اور صفائی قلب سے وہ اس بات کو ضرور پہچان لے گا کہ میں اوامر و نواہی کو کما حقہٗ ادا نہیں کر سکتا اور اچھی طرح ان کے بجالانے سے عاجز ہوں پس تو گویا احکامات شرعی ہمارے عجز کے شارح اور بیان کرنے والے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے (مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ) اے اللہ ہم کما حقہٗ تیری عبادت کرنے سے عاجز ہیں اور دوسرا احتمال یعنی وزیر کا مطلب یہ ہے کہ شرعی اوامر و نواہی عمل کرنے کے لئے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ احکام خود پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اے بندو تم ہمارے بجالانے اور تکلیف شرعی اٹھانے سے عاجز ہو۔ حسب قاعدہ (باقی صفحہ ۳۲۹ پر)

(بقیہ صفحہ ۳۲۷ سے) ۔ ہماری خدمت و عبادت کا صلہ ضرور دیگا ورنہ خدمت کی حالت میں توکل کرنا تہمت یعنی غلط بیانی ہے۔ خادم کو قطعاً مزدوری ملنے کا امیدوار رہنا چاہیئے توکل کے کیا معنی۔

marfat.com

۱

در یکے گفتہ کہ عجز خود مبیں　　کفر نعمت کردن ست آں عجز ہیں

ایک میں کہا کہ اپنے عجز کو مت دیکھو۔ اپنے آپکو عاجز سمجھنا تو کفران نعمت ہے۔

۲

قدرت خود بیں کہ ایں قدرت ازوست　　قدرت خود نعمت او داں کہ ہوست

اپنی قدرت کو اسکی قدرت جان۔ اپنی قدرت کو اسکی نعمت بھی اس لئے کہ اسکی شان ھُوَ ہے۔

ا شرح :۔ اس کے بھی دو معنی ہیں۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب اپنے آپ کو عاجز مطلق نہ جان کیونکہ یہ جبریہ کا مذہب ہے بلکہ یہ سمجھ کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے تجھکو قدرت کی نعمت دی ہے۔ اس کا شکر ادا کر۔ اپنے آپ کو محض عاجز سمجھنا کفران نعمت ہے۔ سالک پر فرض ہے کہ اپنی قدرت کے مطابق عبادت بجا لائے۔ اور وزیر کا یہ مقصد ہے کہ بندہ عاجز نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قدرت دی ہے۔ تو اس کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو اپنے افعال پر اسی طرح قادر سمجھے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے افعال پر قادر ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک
۲شرح۔ مولانا کے مقصود کے مطابق چوتھے مصرع کے یہ معنی ہیں کہ اپنی قدرت کو اس کی نعمت سمجھ۔ کیونکہ وہ یعنی اللہ تعالیٰ ھُو ہے یعنی اسکی صفت ہوالاول ہوالآخر۔ ہوالظاہر ہوالباطن ہے۔ اور جس کی ایسی (باقی ص۳۳۰ پر)

بقیہ ص۳۲۸ سے) :۔ تعرف الاشیاء باضدادہا۔ چیزیں ضد سے پہچانی جاتی ہیں۔ انسان اپنے آپ کو عاجز جانے گا تو خدا کو قادر سمجھے گا۔

marfat.com

۱

در یکے گفتہ کزیں دو در گزر ۔ بُت بود ہر چہ بگنجد در نظر

ایک نے یہ لکھا کہ دوئی سے دور رہ ۔ جسے تو دیکھے گا ۔ وہی تیرے لئے (بت) منظور منصور ہو۔

ا۔ شرح :۔ اس کے بھی دو معنی ہیں ۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اس عجز و قدرت کے جھگڑے سے در گزر نہ اپنے آپ کو پورا عاجز جان نہ پورا قادر کیونکہ اپنی ذات کو عاجز اور بقدرت اللہ قادر جاننا بھی دوئی سے خالی نہیں اگر تو ہمیشہ عجز و قدرت کے معنوں پر نظر رکھے گا ۔ تو وہ تیرے حق میں گویا بت ہو جائیں گے ۔ اور خدا سے غافل کر دیں گے ۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے ۔ كُلُّ مَا أَلْهَاكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ (جو چیز تجھ کو خدا سے غافل کر دے ۔ وہ تیرے حق میں بت ہے ۔ اور وزیر کا مقصود باطل یہ ہے کہ اے شخص تو اپنے آپ کو عاجز جان اور نہ قادر بلکہ سوفسطائی بن جا ۔ ان کا یہ مذہب ہے ۔ کہ حَقِيقَةُ الْاَشْيَاءِ غَيْرُ ثَابِتَةٍ (یعنی خارج اور واقع میں کوئی شے موجود نہیں ہے) سب وہمی باتیں ہیں ۔

(بقیہ ص ۳۲۹ سے)

صفتیں ہوں وہ منعم حقیقی ہے اس کی نعمتوں کا شکر ضرور بجا لانا چاہیئے ۔ اور وزیر کے مطلب کے موافق ضمیر تو (بمعنی ہمانست) قدرت حق کی طرف سے یعنی تیری قدرت بعینہ اس کی قدرت ہے ۔ (مَعَاذَ اللّٰہ)

marfat.com

۱
دریکے گفتہ ز عجز و قدرتت بگزری و ہر چہ اندر فکرتت
۲ ایک میں لکھا ہے کہ عجز و قدرت بلکہ جو بھی تیرے فکر و تصور میں آئے سب کو ترک کر دے

از ہوائے خویش در ہر ملتے گشتہ ہر قومے اسیر زلتے
۳ خواہشات نفسانی سے ہر ملت میں لاکھوں قومیں کروڑوں لغزشوں میں پھنسیں۔

دریکے گفتہ بکش ایں شمع را کیں نظر چوں شمع آمد جمع را
۴ ایک میں کہا کہ اس شمع کو بجھا دے بلکہ اپنی نگاہ سے سب کو دیکھ لے۔

از نظر چوں بگزری و از خیال کشتہ باشی نیم شب شمع وصال
نظر و خیال کو کیوں ضائع کرتا ہے آدھی رات کے وقت بتی کو بجھائے رکھنا ہے۔

تشریح ۱-۲: یہ دونوں شعر اکثر نسخوں میں نہیں ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ الحاقی ہیں۔ اور اگر فی الواقع مثنوی کے ہیں تو ان کا وہی مطلب ہے جو پہلے شعر کا ہے یعنی مولانا فرماتے ہیں کہ اے مخاطب عجز و قدرت کے جھگڑوں اور ماسوا اللہ سے جو تیرے خیال میں آئے درگزر ورنہ شرک خفی لازم آجائیگا۔ جو خلاف طریقت ہے۔ کیونکہ ہر قوم نے اپنی خواہش پر عمل کرنے سے لغزش کھائی ہے کسی نے پتھروں کو یا بتوں کو خدا بنالیا ہے اور کسی نے اپنی خیالی خواہشوں کو

اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص عجز و قدرت اور ان دونوں کے متعلق جسقدر شبہات تیرے ذہن میں پیدا ہوں۔ سب سے الگ رہ کیونکہ اپنے آپ کو عاجز سمجھنا جبریہ کا مذہب ہے اور قادر جاننا قدریہ کا۔ ان دونوں نے اپنی خواہش پر عمل کرنے سے لغزش کھائی ہے۔ اس لئے دونوں مردود ہیں۔ (باقی ص ۳۳۲ پر)

marfat.com

۱
دریکے گفتہ بکش با کے مدار تا عوض بینی یکے را صد ہزار
ایک میں لکھا ہے کہ شمع بجھا دے اور اس کا خوف بھی نہ کر۔ اس لئے کہ اس کے بجھانے کے بدلے میں لاکھوں ملیں گی نصیب ہونگی۔

۲
کہ ز کشتن شمع جاں افزوں شود لیلیت از صبر چوں مجنوں شود
یعنی شمع بجھانے سے روحانیت تازہ ہوتی ہے۔ تیری لیلیٰ (معشوق) تیری مجنون (عاشق) ہو جائے گی

۳
ترک دنیا ہر کہ کرد از زہد خویش پیش آمد پیش او دنیا و بیش
جو زہد کے طور ترک دنیا کرتا ہے۔ اس کے آگے دنیا ڈھیروں کے ڈھیر جمع ہو جاتی ہے۔

۱-شرح :- یہ تینوں شعر بھی دو معنی رکھتے ہیں۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص اپنے شمع نظر کو ان ظاہری چیزوں کے دیکھنے سے باز رکھ تاکہ اس ایک شمع نظر کے گل کرنے یعنی نظر کے روکنے (باقی ص۳۳۳ پر)

بقیہ ص۳۳۱ سے) :- بلکہ تو سوفسطائی بن جا : اپنے آپ کو عاجز سمجھ نہ قادر۔ لَا اِلٰی هٰؤُلَاءِ وَلَا اِلٰی هٰؤُلَاءِ نہ ادھر نہ ادھر۔

شرح ۳، ۴ :- ان شعروں کے بھی دو معنی ہیں۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اپنی شمع نظر کو ان چیزوں سے جو ظاہر میں دکھائی دیتے ہیں دور مت کر۔ کیونکہ یہ سب چیزیں مظاہر حق ہیں۔ اگر تو ان کو اپنی نظروں سے دور کر دے گا تو مشاہدۂ حق سے محروم رہیگا۔ کیونکہ یہ نظر جماعت اولیاء اللہ کیلئے شمع کی مانند ہے اس سے راہِ معرفت معلوم ہوتی ہے اور وزیر کا یہ مقصود ہے کہ چونکہ سب چیزیں مظاہر حق ہیں اسلئے نظر کو ان سے دور نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ذو صورت گو یا صورت حق ہے۔ بلکہ ان کی پرستش کرنی چاہیئے کیونکہ یہ خدا تک پہنچا دیتی ہیں۔

marfat.com

(بقیہ ۳۳۲ سے)

کا عوض تجھ کو ہزارہا بار ملے۔ یعنی تجلیات متواترہ حق نصیب ہوں۔

مولانا ایک جگہ مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند　　گر نہ بینی سرِّ حق بر ما بخند

کس لئے کہ اس شمع نظر کے گل کرنے سے شمع روح روشن ہو جاتی ہے جس کی روشنی بہت زیادہ ہے۔ مطلب یہ کہ جب آدمی ماسوائے اللہ سے آنکھیں بند کر لیتا ہے تو فی الواقع وصال حقیقی تک پہنچ جاتا ہے چوتھے مصرعے کے یہ معنی ہیں کہ ماسوائے اللہ سے آنکھیں بند کرنے کے باعث تو مرتبہ عاشقی سے مرتبہ معشوقی پر پہنچ جائیگا۔ اے مخاطب ظاہری چیزوں کے نہ دیکھنے کے سبب شمع روح کے روشن ہونے اور کثرت تجلیات کی ایسی مثال ہے جیسے ترک دنیا اور زہد کہ کہ زاہد دنیا کو چھوڑتا جاتا ہے۔ اور وہ زیادہ زیادہ اس کے پاس آتی جاتی ہے۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ ان مظاہر کو نہ دیکھ۔ کیونکہ اس سے مشاہدۂ حق کی امید ہے۔ جو تیرے نئے غیر ضروری بات ہے نیز دنیوی چیزوں پر نظر نہ ڈالنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ لوگ تارک الدنیا سمجھ کر تیری طرف رجوع کریں گے اور نذر نیاز لائیں گے۔ ایک نہ دیکھنے کی تکلیف اٹھا کر ہزار طرح کے فائدے ہوں گے کہ دنیا کو از راہِ مکر بہ نیت حصول دنیا چھوڑ دینا چاہیئے۔ اس صورت میں وہ ضرور حاصل ہوگی۔ اور بہت زیادہ ملے گی۔ چنانچہ مشہور ہے کہ مکر کنا شکر یہ مطلب سراسر حقانیت سے دور اور مکر و فریب ہے۔

marfat.com

۱

در یکے گفتہ کہ آنچہ ہست دادِ حق　　بر تو شیریں کرد در ایجادِ حق

ترجمہ :- ایک میں لکھا کر جو کچھ تیرے ہاں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے بلکہ ایجادات ہوئی بھی تیرے لیے۔

۲

بر تو آساں کرد و خوش آزا بگیر　　خویشتن را در مینگن در زحیر

تیرے لئے ہر شے آسان بنائی ہے فلہذا اسے خوشی سے لے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈال

۳

دیگرے گفتہ کہ بگزار آن خود　　کاں قبول طبع تو ردست و بد

اور دوسرے کو کہا کر خودرائی چھوڑ دے اس لئے کہ جو شے طبع (نفس) کو پسند ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود اور بری ہے۔

۴

راہہائے مختلف آساں شدہ　　ہر یکے را ملتے چوں جاں شدہ

اسی وجہ سے راہیں مختلف ہوگئی ہیں۔ پھر ہر صاحب ملت اپنی ملت بجان سے کبھی پیاری ہے

۵

گر میسر کردن حق رہ بدے　　ہر جہود و گبر زاں آگہ بدے

اگر ہر آسان بات حق کی راہ ہوتی تو ہر گبر اور یہودی دین سے آگاہ ہوتا۔

۱-۲

شرح :- دونوں معنوں میں سے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تجھ کو دیا ہے اور عالم ایجاد میں تجھ پر مباح کر دیا ہے اس پر راضی اور صابر رہ کیونکہ رضا بقضائے حق واجب ہے۔ زیادہ طلبی نہ کر۔ اور اپنے آپ کو رنج و مشقت اور زیادہ طلبی میں نہ ڈال۔ کیونکہ کسی کو تقدیر الٰہی سے زیادہ نہیں مل سکتا۔ اور وزیر کا یہ مقصود ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ایجاد کیا ہے اور تجھ پر اس کا حاصل کرنا آسان کر دیا ہے۔ (باقی صہ ۳۳۵ پر)

marfat.com

(بقیہ صفحہ ۳۳۴ سے) :۔اس کو حاصل کر۔اور اپنے آپ کو رنج ترک منہیات میں نہ ڈال۔اور جو چیز شریعت میں آسان ہو اس کو اختیار کر۔اور مشکل یعنی تکلیف کی چیز کو چھوڑ دے۔ حالانکہ یہ مذہب اباحیہ کا ہے جو سراسر الحاد ہے۔(ف) زحیر معنی مرض پیچش مگر عرف و استعمال میں بمعنی ناخوش اور آزردہ و ناخوشی و آزردگی یہاں پچھلے معنی مراد ہیں۔

شرح ۳۔۴۔۵ :۔آن فارسی میں مال و ملکیت کو کہتے ہیں۔لیکن یہاں بمعنی مقتضائے طبیعت ہے۔کیونکہ ہر شخص اپنی طبیعت پر اختیار رکھتا ہے۔اس لحاظ سے اس کی طبیعت گویا اس کی ملکیت ہے قبول بمعنی مقبول ہے اور رد بمعنی مردود۔ مختلف راہوں سے مختلف قوموں کے جدا جدا طریقے مراد ہیں۔ ان شعروں کے بھی حسب سابق دو معنی ہیں۔پہلے معنی جو مولانا کا مطلب ہے طریقت اور شریعت کے مطابق ہیں اور وزیر کا مقصود سراسر الحاد ہے۔ چنانچہ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اے شخص اپنے مقتضائے طبیعت اور خواہش نفسانی کو چھوڑ کیونکہ جو شے مقتضائے طبیعت ہے وہ مردود اور بُری ہے بلکہ پابند شریعت رہ اسلئے کہ طبیعت ور راحت اشیاء اور رخصت کیطرف مائل ہے اور مقتضائے طبائع کے سبب مختلف اور ٹیڑھی راہیں نفسوں پر آسان ہو گئی ہیں اور ہر شخص اپنی طبع کے موافق اپنی بنائی ملت کا پابند ہو گیا ہے پانچویں شعر کا یہ مطلب ہے کہ اگر کسی قوم یا شخص کیلئے تیسیر حق (اللہ تعالیٰ کا کسی مذہب پر چلنے کو آسان کر دینا اور اس کا سامان مرحمت فرمانا) مذہب حق ہو جاتا تو ہر کافر اس مذہب حق سے آگاہ ہوتا۔حالانکہ کافر مذہب حق سے نہیں آگاہ مگر انہیں اپنے مذہب پر چلنے کے بڑے بڑے سامان عنایت ہوئے ہیں (ف) معلوم ہوا (باقی صفحہ ۳۳۶ پر)

marfat.com

۱

دریچے گفتہ میسّر آں بود کہ حیات دل غذائے جاں بود

ترجمہ: ایک میں کہا کہ حصول آسانی یہ ہے کہ جس سے دل کو زندگی اور روح کو تازگی نصیب ہو

۲

ہر چہ ذوق طبع باشد چوں گزشت برنیارد ہیچو شورہ ریع وکشت

اسے ہر چیز جو شئے طبع ذوق کے مطابق ہوتی ہے وہ جب ختم ہو جاتی ہے تو پھر وہ واپس نہیں لوٹتی جیسے شورہ زمین میں

۳ نیج اور کھیت کی امید ختم ہو گی۔

جز پشیمانی نباشد ریع او جز خسارت پیش نارد و بیع او

پریشانی کے سوا اس سے کسی قسم کی امید نہیں ہوتی۔ اس کی تجارت سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

شرح: کشت بفتح کاف عربی ایک قسم کی گھاس کا نام ہے۔ (باقی ص ۳۳۷ پر)

(بقیہ صـ ۳۳۵ سے) :- کہ بلا پابندی شرع جس چیز پر عمل کرنا آسان ہے۔ وہ آسانی مذہب حق کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ اپنے مقتضائے طبعیت پر عمل نہ کر۔ کیونکہ مقتضائے طبعیت پر عمل کرنے سے مختلف راہیں پیدا ہو گئی ہیں قوموں میں برابر جنگ و جدال جاری ہے۔ تو بھی مقتضائے طبیعت پر عمل کرے گا۔ تو جنگ و جدل میں مبتلا ہو جائے گا۔ پس اے مخاطب تو جم غفیر اور جماعت کثیر کا تابع ہو جا جو وہ کریں وہ تو کر اگرچہ فعل معصیت ہو اور جس چیز کو وہ نہ کریں اُن سے تو بھی باز رہ۔ اگرچہ طاعت ہو۔ کیونکہ مقتضائے طبع اور تیسیر حق اگر مذہب حق ہوتا تو ہر شخص مذہب حق سے آگاہ ہوتا حالانکہ مذہب حق سے ہر شخص آگاہ نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ مقتضائے طبیعت مذہب حق نہیں ہوتا بلکہ مذہب حق وہی ہے جس پر جماعت کثیر عمل کر رہی ہے خواہ اس کا اجتماع معصیت پر ہو یا طاعت پر

marfat.com

۱

آں میسر نبود اندر عاقبت نام او باشد مُعَسَّر عاقبت

بالآخر جسے ہم نے آسان سمجھ رکھا تھا اس کا ملنا مشکل ہو گیا بلکہ جسے آسان سمجھا گیا وہ الٹا مشکل ہو گئی۔

۲

تو مُیَسَّر از مُعَسَّر باز داں عاقبت بنگر جمالِ این و آں

آسان اور مشکل ہر دونوں کا معنی سمجھ لے۔ ان ہر دونوں کے جمال کو اچھی طرح پہچان

برائے اشعار صفحہ ۱۵۳

شرح: مولانا کا یہ مطلب ہے کہ وہ آسان چیز جس کا حاصل کرنا ضروری ہے عبادت اور ترک لذات نفسانیہ ہے۔ جو حیات دل اور غذائے روح ہے۔ آسان چیز سے ذوق طبع یعنی لذات نفسانیہ مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ لذت نفسانی ایک فانی چیز ہے۔ اس کا لطف اسی وقت تک ہے جب تک موجود ہے اور جس وقت یہ جاتی رہی تو دو قسم کا نقصان ہوا۔ ایک اس کا فنا ہونا دوسرے یہ کہ طبیعت بالکل نکمی اور شور زمین کے مانند رہ گئی جسمیں محبت الٰہی کا تخم ہرگز بارآور نہیں ہو گا (ضمیر بر بیار طبیعت کی طرف راجع ہے) اور جب کہ یہ تخم بارآور نہ ہوا تو زمین طبع میں سوائے پشیمانی کے اور کوئی کھیتی پیدا نہ ہوگی۔ اور اس قسم کا معاملہ سوائے خسارہ عقبیٰ کے اور کسی چیز کو مفید نہ ہو گا۔ جز خسارت بیش نارد ہیچ او- پہلے مصرع کی تمثیل ہے۔ اور بیش و بش دونوں طرح معنی درست ہیں۔ ریع افزونی مزروعات۔ نتیجہ یہ نکلا کہ طبیعت لذات نفسانی کے سبب کسی قابل نہیں رہتی۔

شرح اور انجام کار لذات نفسانیہ فانیہ کا ملنا بھی (باقی صفحہ ۳۳۸ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ ۳۳۶): اگر گشت بکسر کاف پڑھا جائے تو قافیہ نادرست ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۳۷ سے)

جس کو آسان سمجھ رکھا تھا،) بالکل ناممکن ہو جاتا ہے۔ ع۲ شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص تو معسّر اور مُیسَّر یعنی مشکل اور آسان چیز میں تمیز حاصل کر۔ اور یہ سمجھ کہ ہماری مراد مشکل سے کیا ہے اور آسان سے کیا۔ عارفوں کے نزدیک عبادت آسان ہے۔ اور لذات کا پابند ہونا مشکل یا یہ کہ دُنیا کی ظاہری عسرت اور یُسرت پر نہ جا۔ ممکن ہے کہ اکثر مال و دولت والے یاد الٰہی سے غافل ہوں اور ان کا مآل عُسرت کے ساتھ ہو۔ اور بہت سے فقراء یاد الٰہی میں مشغول ہوں گے اور ان کا انجام یسرت سے ہو۔ نیکی بدی کا اختیار خاتمہ پر ہے۔ اور وزیر کا مطلب یہ ہے کہ آسان چیز اس کا نام ہے جس میں دل کی خوشی جان کی تازگی ہو اور قوام بدن ہو۔ اور یہ بات لذت نفسانی سے حاصل ہوتی ہے۔ بس تو یہ چاہیئے کہ آدمی لذت نفسانی کو نہ چھوڑے کیونکہ اگر اس کو چھوڑے گا تو طبیعت اور مزاج میں ضعف پیدا ہو جائے گا۔ اور جب ضعف ہو گیا تو زمین طبع سے تر و تازگی کا سبزہ ہرگز نہ اُگیگا بلکہ پشیمانی حاصل ہوگی۔ اور آدمی یوں کہے گا کہ میں نے ناحق لذت نفسانی کو چھوڑا اس ترک لذت اور انجام کار حسرت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس چیز کا ملنا پہلے میسّر یعنی آسان تھا اب مُعَسّر یعنی مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ یعنی جتنی مدت اس نے لذات کو ترک کیا ہے وہ مدت واپس نہیں آسکتی۔ آخری شعر کا یہ مطلب ہے۔ کہ اے شخص تو مُعسّر اور میسّر میں تمیز کر یعنی جس چیز سے (مثلاً لذاتِ نفسانی) بدن کو تازگی اور جان و دل کو فرحت حاصل ہو اس کو

(باقی صفحہ ۳۳۹ پر)

marfat.com

۱
دریکے گفتہ کہ استادے طلب — عاقبت بینی نیابی در حسب
ترجمہ: ایک کو کہا کہ اے ہمیں پیرو مرشد تلاش کر اس لئے کہ حسب و نسب کے دھوکہ میں رہنے سے انجام بخیر نہیں ہوتا

۲
عاقبت دیدند ہر گوں اُمتے — لاجرم گشتند اسیر زلتے
بربادی دیکھی پچھلی اُمتوں نے جب حسب و نسب پہ ناز کیا بلکہ ہزاروں لغزشوں میں مبتلا ہوئے۔

۳
عاقبت دیدن نباشد دست باف — ورنہ کے بودے بدینہا اختلاف
عاقبت بینی اپنے ہاتھ کا کام نہیں ورنہ اتنا بہت بڑے اختلافات ہوتے

شرح:۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اے سالک مرشد کامل کو ڈھونڈھ (خواہ رسول ہو یا اس کا خلیفہ یا ولی) اور اپنے حسب و نسب (مال و خاندان) پر مغرور نہ ہو۔ کیونکہ عاقبت بینی اور مشاہدۂ حق حسب و نسب سے حاصل نہیں ہوتا۔ جنہوں نے بلا ارشاد مرشد عاقبت بینی چاہی وہ لغزش میں مبتلا ہو گئے۔ اور مقام مشاہدہ تک نہ پہنچے۔ عاقبت بینی دست باف (اپنے ہاتھ کا کام) یعنے آسان چیز نہیں ہے۔ ورنہ دنیا کے مذہبوں میں اختلاف نہ ہوتا۔ ہر شخص گھر بیٹھے عاقبت بیں بن جاتا۔ پیغمبروں کا آنا اور مذاہب کا اختلاف اسی لئے ہے کہ ہر شخص اپنے زمانہ کے موافق (باقی ص ۳۴۲ پر)

(بقیہ ص ۳۳۸ سے) ہے آسان سمجھ اور جو اس کے خلاف ہو اس کو مشکل جان۔ وزیر پر تزویر کا یہ مطلب طریقت کے خلاف اور شریعت سے جدا اور سراسر الحاد اور زندیقی...

۱
دریکے گفتہ کہ اُستا ہم توئی　　زانکہ اُستا را شناسا ہم توئی

ایک کو کہا کہ استاد کی کیا ضرورت ہے تو خود کائنات کا استاد ہے کیونکہ استاد حقیقی کا شناسا تو صرف تو ہی ہے

۲
مرد باش و سخرۂ مرداں مشو　　رو سرِ خود گیر و سرگرداں مشو

جوانمرد ہو لوگوں کا کھلونا مت بن ۔ جاؤ اپنا کام کرو سرگردان نہ ہو۔

شرح :- مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اے مخاطب اگر تو کامل العقل اور کامل الادراک ہے تو تجھکو استاد کی کچھ حاجت نہیں ۔ بلکہ تو اس صورت میں اپنے وقت کا خود استاد ہے ۔ کیونکہ تو اپنے فہم سے استاد حقیقی (باقی ص ۳۴۱ پر)

بقیہ ص ۳۳۹ سے) :- رسولوں اور مرشدوں کے ذریعہ سے عاقبت بین بن جائے ۔ وزیر کا یہ مطلب ہے کہ کسی اُستاد ہنر مند کو طلب کر اور اس سے دُنیا کمانا سیکھ کیونکہ عاقبت بینی یہی ہے کہ آدمی دُنیا کمائے دین کی بزرگی کچھ عاقبت بینی نہیں ہے ۔ اس صورت میں حسب معنی بزرگی دین ہے ۔ بغیر دنیا کمائے دین درست نہیں ہو سکتا ۔ جنہوں نے بزرگی دین پر نگاہ رکھی وہ دولت دنیا سے محروم رہے تو ہنر مند استادوں کے کہنے پر عمل کر (خواہ طاعت ہو یا معصیت) عاقبت بینی (دُنیا کمانا) کوئی آسان کام نہیں ہے جو بلا امداد استاد خود حاصل ہو جائے ۔ اگر یہ کام آسان ہوتا تو اختلاف مذاہب نہ رہتا ۔ کیونکہ یہ اختلاف اسی لئے ہے کہ جب لوگوں کو دنیا کمانے میں دشواری ہوئی تو انہوں نے نئے نئے مذہب ایجاد کر کے (باقی ص ۳۴۱ پر)

marfat.com

بقایا شرح ش۱۵ ...تو معلوم کرے گا۔ مثلاً اگر سارا جہان کامل اساتذہ سے پُر ہو مگر تجھکو اتنی تمیز نہیں کہ حق و باطل میں فرق کر سکے تو اس سے کچھ فائدہ نہ ہو گا اور اگر تمام جہان میں کوئی استاد نہ ہو لیکن تو اپنے ادراک سے یہ معلوم کرلے کہ آستاد اور منعم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے تو تیری عقل گویا تیرے لئے مرشد ہے۔ اور اَلرَّحمٰن عَلَّمَ القُرآن کے یہی معنی ہیں مطلب یہ کہ عقلمند اپنے نفس کا آپ ہادی ہے۔ بس اگر تجھ میں عقل ہے تو مردانگی اختیار کر۔ اور جھوٹے مشائخ کا مقلد نہ بن اور ان کے اتباع سے قابل تفضیحیک خلائق اور پریشان نہ ہو۔ مشہور ہے کہ شیخ فریدالدین صاحب عطار اور شیخ بہاءالدین صاحب نقشبند کسی کے مرید نہ تھے۔ بلکہ اول کو روحانی بعیت حضرت بایزید بسطامی سے تھی اور ثانی کو شیخ عبدالخالق غجدوانی سے۔ وزیر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص تو خود ہنر مند ہے اگر ہنر مند نہ ہوتا تو دوسرے ہنر مند کو کیونکر پہچان لیتا۔ پس جب تجھ میں اتنی عقل ہے تو مرد بن اور جو کچھ تیری عقل میں آئے کر گزر۔ استاد کی تقلید کی کیا ضرورت ہے۔ (خواہ نبی ہو یا ولی)

اگر تو ان کی تقلید کرے گا تو پریشان ہو جائے گا اور باوجود عقلمندی کے لوگ تیری بے وقوفی پر ہنسیں گے۔

سخرہ بمعنی تمسخر و خوش طبعی و مسخرہ

(بقیہ ص۳۴۰ سے) ... دین کے پردے میں دنیا کمانا شروع کردی اور مختلف فرقے بن گئے۔ یہ اس مکار وزیر کا فریب آمیز اور الحاد کی ترغیب دینے والا سبق ہے جو اس نے نافہم عیسائیوں کو دیا تھا۔

marfat.com

۱

در یکے گفتہ کہ ایں جملہ توئی　　　　مے نگنجد درمیان ما دوئی

ایک میں کہا کہ سب کچھ تو ہے۔ ہمارے میں دوئی کو گنجائش نہیں ہے۔

۲

در یکے گفتہ کہ ایں جملہ یکیست　　　　ہر کہ او دو بیند احول مرد کیست

ایک میں کہا کہ یہ تمام عالم ایک ہے۔ جو ایک کو دو دیکھتا ہے وہ احول ہے۔

شرح ۱: یہ شعر اکثر نسخوں میں نہیں پایا جاتا لیکن اس کا مطلب بھی دو طرح ہو سکتا ہے۔ مولانا کا مقصود یہ ہے کہ اے خدا یہ تمام موجودات تیرے مظاہر ہیں۔ اور ان میں تو ہی نظر آتا ہے کیونکہ اگر یہ تیرے مظاہر نہ مانے جائیں تو ضرور ہے۔ کہ کسی اور کے مظاہر ہوں گے اور یہ شرکت خفی اور دوئی ہے جس کا وجود اہل تصوف کے نزدیک بالکل باطل ہے۔ اور وزیر کا یہ مقصود ہے کہ اے خدا یہ تمام موجودات عین حقیقت ذات ہیں۔ اگر عین حقیقت نہ مانے جائیں تو دوئی لازم آتی ہے۔ یعنی تیرے وجود کی طرح ان کا وجود بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ یہ مقصود غلط ہے کیونکہ موجودات عین حقیقت ذات نہیں ہو سکتے۔ ایسا عقیدہ سراسر الحاد ہے۔

شرح ۲: اس کے بھی دو معنی ہیں، مولانا کا یہ مقصد ہے کہ یہ تمام موجودات ازل میں یعنی آفرینش سے پہلے ایک چیز یعنی لاشے ہے البتہ عالم کثرت میں بہ انہیں تعین اور تعدد واقع ہو گیا ہے۔ اس مسئلہ کا نام اہل سلوک کے نزدیک وحدت وجود ہے۔ اور وزیر کا یہ مقصود ہے کہ تمام موجودات (باقی اگلے صفحہ ۳۴۳)

marfat.com

۱

دریکے گفتہ کہ صد یک چوں بود ایں کہ اندیشد مگر مجنون بود

دوسرے نے اس کے خلاف لکھا کہ سو کا عدد ایک کیسے ہو سکتا ہے یہ تو پاگل کا خیال ہو سکتا ہے۔

شرح :۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ خالق اور موجودات میں فرق اعتباری ضرور ہے۔ اس لئے سو چیزیں ایک یعنی عین ذات ہرگز نہیں ہو سکتیں اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ ذات اور موجودات میں فرق حقیقی ہے۔ یعنی موجودات اس کا مظہر نہیں ہو سکتیں اور جب فرق حقیقی ٹھہرا تو سو چیزیں مل کر ایک نہیں ہو سکتیں۔ کاف کدامیہ ہے اور مگر کے بعد آنکہ محذوف ہے۔ الحمد للہ کہ ان مشکل شعروں کا حل جو دو طرح کے احتمالات کہتے ہیں ہماری رائے ناقص کے موافق اچھی طرح ہو گیا فی الواقع یہ مولانا کا الہام ہے کہ وہ ایسے الفاظ لائے ہیں جن سے دو طرح کے مطالب نکل سکیں۔ ایک صحیح بطور نصیحت و تصوف اور دوسرے وزیر کے مقولے جو بالکل غلط اور خلاف واقع ہیں۔ ان اشعار کے مطالب پر غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ مولانا کے مطالب ہرگز ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہیں اور وزیر کے مطالب بالکل ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

چنانچہ مولانا قدس سرہ خود فرماتے ہیں :۔

(بقیہ صفحہ ۳۴۲ سے) :۔ ایک حالت میں ہیں۔ حلال و حرام اور جائز و ناجائز میں کچھ فرق نہیں فعل واجب اور ترک واجب یکساں ہے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک ؎

marfat.com

۱
ہر یکے قولیست غدر یکدگر   چوں یکے باشد بگو زہر و شکر

وزیر کے مذکورہ بالا اقوال ایک دوسرے کی ضد ہیں یہ آپس میں ایک کیسے ہو سکتے ہیں جیسے شکر اور زہر ایک نہیں ہو سکتے ایسے ہی وہ

۲
در معانی اختلاف و در صور   روز و شب بین خار و گل سنگ و گہر

ان کا تو صورت میں بھی اختلاف ہے اور معنی میں بھی جیسے دن اور رات اور کانٹا اور گل اور پتھر اور موتی آپس میں صورۃً اور معنیً ہر دو طرح مختلف ہیں۔

شرح:۔ یعنی وزیر کا ہر مقولہ ایک دوسرے کی ضد ہے۔ کیونکہ پہلے اس نے ریاضت و جوع کی تعریف کی۔ پھر اس کی ہجو۔ بعدہ جود کی تعریف کی۔ پھر اس کی ہجو علیٰ ہذا القیاس۔ دوسرے مصرع سے مولانا نے بغرض نصیحت ایک اور مطلب کی طرف انتقال کیا ہے۔ زہر و شکر سے افعال حسنہ اور اعمال قبیحہ مراد ہیں۔ یہ دونوں ظاہر۔ میں بھی مختلف ہیں (مثلاً نماز ادا کرنے کی اور صورت ہے اور چوری کی اور) اور معنی یعنی تاثیر میں بھی مختلف ہیں۔ اعمال حسنہ کی تاثیر نجات ہے اور افعال قبیحہ کی ہلاک۔

چوتھا مصرع افعال حسنہ اور قبیحہ کی تمثیل ہے۔ بطور توضیح یعنی برے اور بھلے افعال میں ایسا فرق ہے جیسا رات اور دن یا خار و گل یا پتھر اور گوہر میں۔

---

marfat.com

۱

تا ز زہر و از شکر در نگذری ۔۔۔ کے تو از گلزار وحدت بر خوری

جبتک تم زہر اور شکر کے مباحث سے علیحدہ نہ ہوگے تو وحدت کے گلزار سے پھل نہیں کھاؤ گے۔

۲

وحدت اندر وحدت است ایں مثنوی ۔۔۔ از سمک رو تا سماک اے معنوی

یہ مثنوی عین وحدت ہے اے طالب معنی سمک سے سماک تک چل کر دیکھ لو۔

شرح ۱:۔ یعنی اے مخاطب جب تک تو افعال اور اغیا کی مخالفت، اور اس مخالفت کے متعلق مباحثوں سے الگ نہ ہوگا۔ اور اختلافی جھگڑوں کو چھوڑ کر اصل ذات واحد کو نہ معلوم کرے گا۔ سر وحدت تک ہرگز نہ پہنچے گا۔ اور تجھ کو ہرگز یہ معلوم نہ ہوگا۔ کہ مذل و معز اور محیی اور ممیت اور قابض اور باسط اور نافع اور ضار ایک ہے۔

شرح ۲:۔ وحدت اندر وحدت بطور مبالغہ ہے۔ یعنی سر بسر ذکر وحدت سمک بمعنی مچھلی اس سے مراد عالم پستی ہے سماک بمعنی ستارہ اس سے مراد عالم علوی ہے۔ معنوی بمعنی طالب معنی۔ یعنی اے طالب اس مثنوی پر عمل کرنے سے تو از عالم پستی تا عالم علوی و سر وحدت ترقی کر سکتا ہے۔

فی الواقع مثنوی شریف ایسی ہی چیز ہے۔

marfat.com

دربیان آنکہ اختلاف درصورت روش ست نہ درحقیقت

اس کا بیان کہ اختلاف صرف ظاہر میں ہوتا ہے ورنہ حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں۔

۱

ایں نمط زیں نوع دہ طومار ودو　　برنوشت آں دین عیسیٰ را عدو

اسی طرح بارہ صحیفے لکھ دیئے اس وزیر نے جو عیسیٰ علیہ السلام کا دشمن تھا۔

۲

او زیکرنگیٔ عیسیٰ بو نداشت　　وز مزاج خُمِّ عیسیٰ خو نداشت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یکرنگی کی خوشبو بھی نصیب نہ تھی۔ نہ ہی ان کے خم سے کچھ نہ تھی اسے خوبو نہ تھی۔

شرح :۔ اس شعر کے معنی دو طرح ہیں اول یہ کہ وزیر نے اسی طرح کے باہم مخالف مضامین لکھے تھے۔ جن کا نمونہ ہم نے اوپر دکھایا ہے۔ اور ان میں سے بعض کو نقل کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ زین نمط سے یہ مطلب ہے۔ کہ وزیر نے اس طرح کے کچھ باہم مخالف مضامین لکھے تھے جن کو مثنوی میں تو نقل نہیں کیا گیا۔ لیکن بطور تشبیہ و تمثیل گزشتہ سولہ مقالوں میں بعض اصطلاحات صوفیہ افادۂ سالکین کے لئے اپنی طرف سے درج کردی ہیں۔ مگر اس صورت میں اتنی بات اور زائد کرنی پڑے گی کہ مولانا کے مقولے ایک دوسرے کے مخالف نہیں اور وزیر کے مقولے ایک دوسرے کی ضد تھے۔

شرح ۲ :۔ یعنی وزیر یہ نہ جانتا تھا کہ حضرت عیسیٰ اور موسیٰ باہم یکرنگی رکھتے ہیں۔ اگر مذاہب کے اتحاد حقیقی سے واقف ہوتا۔ تو ہرگز لوگوں کے گمراہ کرنے کا فکر نہ کرتا۔ اور اگر خمِ عیسیٰ کی عادت سے واقف ہوتا (باقی

جامۂ صد رنگ انساں خم صفا   سادہ و یک رنگ بودے چوں ضیا

جامہ صد رنگ اس خم صفا سے سادہ اور یک رنگ ہوتا روشنی کی طرح

شرح :۔ جامۂ صد رنگ سے مختلف عقیدے والے لوگ اور خم عیسےٰ سے مذہب عیسیٰ علیہ السلام مراد ہے یا جامۂ صد رنگ سے وہ شخص مراد ہے جو مختلف صفات ذمیمہ اور اغراض دنیا میں ملوث ہو۔ حاصل یہ کہ لوگ مذہب عیسےٰ کے اتباع سے یکرنگی (رنگ وحدت اور دنیا کی اغراض مختلفہ سے سادگی حاصل کرتے تھے اور اُن کے قلب روشن قابل تجلی ذات ہو جاتے تھے بعض نسخوں میں ضیا کی جگہ صبا دیکھا ہے۔ یعنی ایسے پاک ہو جاتے تھے جس طرح صبا کہ ہر طرح کے رنگ سے پاک ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ شعر حضرت عیسےٰ کے مشہور معجزہ کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی ایک بار آپ کپڑے رنگنے والوں کی طرف گزرے جن کے پاس مختلف رنگائی کے کپڑوں کا ڈھیر تھا۔ عیسےٰ نے سارے کپڑے ایک مٹکے میں ڈال دیئے۔ رنگریزوں کو نہایت رنج ہوا۔ کیونکہ ان کا مقصود یہ نہ تھا کہ سارے کپڑے ایک ہی رنگ میں رنگے جائیں۔ عیسیٰ نے ان کی گھبراہٹ کو دیکھ کر فرمایا کہ ایک ایک رنگ کا نام لیتے جاؤ۔ جس رنگ کا کپڑا نکالنا چاہو گے اسی رنگ کا نکلے گا (باقی

(بقیہ صفحہ ۳۴۶ سے) :۔ تو معلوم کر لیتا کہ اس میں وہی رنگ ہے جو حضرت موسیٰ کے خم میں تھا۔ اور جس میں خدا کے پاک بندے رنگے جاتے ہیں اسی رنگ کا نام صبغۃ اللہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ صبغۃ اللہ و من احسن من اللہ صبغہ ۔

marfat.com

۱

نیست یکرنگی کزو خیزد ملال   بل مثال ماہی و آب زلال

یکرنگی ایسی نہیں کہ اس سے رنج و ملال آ ٹھے۔ بلکہ اس کی مثال مچھلی اور صاف پانی کی ہے۔

۲

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگہاست   ماہیاں را با یبوست جنگہاست

اگرچہ خشکی (دریا سے باہر) میں ہزاروں رنگ ہیں۔ لیکن مچھلیوں کو خشکی سے جنگ ہے۔

شرح ۱۔ یعنی رنگ وحدت ایسا رنگ نہیں ہے کہ رنگ دنیا کی طرح اس میں رنج یا مشقت اٹھانی پڑے بلکہ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ مچھلی اور پانی، جس طرح مچھلی پانی میں خوش رہتی ہے اسی طرح طالب جب مقام تفرقہ اور خیالات اور اختلافات دنیوی سے نکل کر غریق بحر وحدت ہو جاتا ہے تو نہایت خوش رہتا ہے۔ شرح ۲۔ یعنی اگرچہ دنیا میں طرح طرح (باقی صفحہ ۳۴۹ پر)

(بقیہ صفحہ ۳۴۷ سے) ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ لوگ یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئے بعض نے انہیں کو حوارین کہا ہے۔ لیکن مولانا کے اس شعر سے یہ معجزہ نہیں نکلتا۔ کیونکہ معجزہ تو یہ تھا کہ ایک رنگ یعنی سفید کپڑے سو رنگ کے ہو کر نکلے۔ اور شعر سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ سو رنگ کے کپڑے ایک رنگ ہو کر برآمد ہوئے۔ اس لئے وہی معنی ٹھیک ہیں جو ہم نے اوپر بیان کئے البتہ اثبات معجزہ کے لئے شعر میں تعقید پائی جاتی ہے تو معنی درست ہو جائیں گے مثلاً یوں کہا جائے کہ گشتے فعل ناقص سادہ ویک رنگ اس کا اسم اور جامۂ صد رنگ اس کی خبر ہے یعنی جامۂ سادہ ویک رنگ خم عیسٰی کی تاثیر سے جامۂ صد رنگ ہو جاتے تھے۔

marfat.com

۱
کیست ماہی چیست دریا در مثل تا بداں مانند خدا عز وجل
مچھلی کون لگتی ہے اور دریا کیا شے کہ مثال میں انہیں اللہ تعالیٰ سے تشبیہ دی جائے۔

۲
صد ہزاراں بحر و ماہی در وجود سجدہ آرد پیش آں دریائے جود
لاکھوں دریا اور کروڑوں مچھلیاں عالم وجود میں اسی دریائے جود یعنی اللہ تعالیٰ کو سجدہ ریز ہیں۔

۳ عرصہ تک
چند باران عطا باراں شدہ تا بداں آں بحر دُرافشاں شدہ
عرصہ تک باران عطا برستا رہا۔ اسی لئے وہ دریا گہرافشاں رہے۔

۴
چند خورشید کرم افروختہ تاکہ بر و بحر جود آموختہ
مدتوں تک خورشید کرم چمکا۔ اسی خورشید کرم سے یہی سورج چکر لگاتا رہا۔

شرح ۱: یعنی اے مخاطب مچھلی بیچاری کون ہوتی ہے اور دریا کیا چیز ہے کہ تشبیہ میں انبیہ، داولیاء کو مچھلی کے طور اور خدائے عز وجل دریا کے مانند ہوسکے۔ خبردار تو کہیں مچھلی کو عین اولیاء انبیاء اور دریا کو عین ذات نہ سمجھیو بلکہ ہم نے ماہی و زلال کی مثال سمجھانے کے لئے بیان کی ہے۔

شرح ۲: یعنی دریا اس قابل نہیں کہ ذات احدیت کو ان سے تشبیہ دی جائے کیونکہ لاکھوں دریا اور مچھلیاں عالم وجود میں اس دریائے جود کے سامنے سجدے میں ہیں اور اس کی تسبیح کررہی ہیں۔ وَاِن مِّن شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ کے یہی معنی ہیں۔ (باقی

(بقیہ ۳۴۵ سے) نقش اور قسم قسم کی صورتیں موجود ہیں۔ لیکن ماہی بحر وحدت خشکی کو ناپسند کرتی ہے۔

marfat.com

۱

چند خورشید کرم تاباں شدہ   تابداں آں ذرّہ سرگرداں شدہ

عرصہ دراز تک خورشید کرم چمکا۔ اسی خورشید کرم سے یہی سورج چمک لگا تا رہا۔

شرح :۔ ذرہ کا چمکنا آفتاب پر اور آفتاب کا طلوع حکم الٰہی پر موقوف ہے اس سے معلوم ہوا کہ گو ان دونوں میں ظاہری اختلاف ہے (باقی بقیہ)

۳۔شرح :۔ یعنی دریا کی عطا اللہ تعالیٰ کی عطا پر موقوف ہے۔ اگر قطرۂ نیساں نہ برسے تو بحر درافشاں نہیں ہوسکتا۔ بس تو ہم کیونکر ذات حق کو دریا سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ پہلا باران بمعنی بارش اور دوسرا اسم فاعل ہے۔

۴۔شرح :۔ پہاڑوں میں پتھر اور لعل، دریا میں موتی۔ کھیت میں غلہ پیدا ہونے کے لئے آفتاب کی حرارت بھی ضروری ہے۔ بحر و بر کی عطا و بخشش گو آفتاب پر موقوف ہے۔ مگر آفتاب کا نکلنا اور چھپنا اللہ تعالیٰ کے اختیار اور حکم میں ہے۔ پھر جب یہ بات ہے تو ہم اللہ کو دریا وغیرہ سے کس طرح تشبیہ دے سکتے ہیں۔ اسی پہلے مضمون کی تائید ہے۔ اور ان دونوں شعروں سے یہ بھی نکلتا ہے کہ گو ظاہر میں ہم کو عطائے آفتاب اور جود دریا صورت الگ الگ نظر آتی ہے۔ مگر فی الواقع دونوں کی حقیقت ایک ہے۔ کیونکہ دونوں ایک ہی ذات پاک سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ بعض نسخوں میں تاکہ ابر و بحر ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ابر کا وجود حرارت آفتاب پر اور دریا کا وجود ابر نیساں پر منحصر ہے۔ اور یہ سب حکم الٰہی کے تابع ہیں اس لئے گو صورت میں اختلاف ہے مگر حقیقت سب کی ایک ہے۔

marfat.com

۱
پرتو ذاتش زدہ بر ماؤ طین تا شدہ دانہ پذیرندہ زمیں
اس کی ذات کا پرتو آب و گل پر پڑا۔اسی سے زمین دانہ کو قبول کرنے والی ہوئی۔

۲
خاک امین و ہرچہ در وے کاشتی بے خیانت جنس آں بر داشتی
مٹی امین ہے جو کچھ اس میں بوؤ گے خیانت کے بغیر جیسا بیج ڈالتے ہو وہی پھل اٹھاتے ہو۔

۳
ایں امانت زاں عنایت یافتہ ست کافتاب عدل بروے تافتہ ست
یہ امانت اس نے عنایت الٰہی سے حاصل کی ہے۔آفتاب عدل اس پر چمکا تبھی اس میں خیانت نہیں۔

شرح ۱:۔ یعنی ذاتِ حق مظہر آب و گل میں ظاہر ہوئی ہے (کیونکہ جمیع موجودات اس کے مظاہر ہیں۔) اس سبب سے زمین نے دانہ اور روئیدگی کو قبول کیا۔ مطلب یہ کہ روئیدگی اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو مظہر زمین میں ظاہر ہوا۔ مظہر یعنی زمین کا فعل نہیں ہے۔ زدہ بمعنی افتادہ ہے اور یہ شعر اتحاد حقیقی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ بعض نسخوں میں ذاتش کی جگہ دانش ہے۔ یعنی ذات حق کی دانش کا پرتو آب و گل پر پڑا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے اسم علیم (نامے از نامہائے الٰہی) کے ساتھ اس مظہر میں ظاہر ہوا۔ اور زمین میں بقدر وسعت دانائی پیدا ہو گئی کہ اس نے دانہ کو قبول کر لیا۔

شرح ۲-۳:۔ یعنی خاک۔ امانت دار ہے کیونکہ جو کچھ تو اس میں بوتا ہے بے نقصان و خیانت (بلکہ مع زیادت) حاصل کر لیتا ہے (باقی

(بقیہ ص ۳۵۰ سے) :۔ مگر حقیقت میں ایک ہیں۔
ذرہ کا سرگردان ہونا۔ بمعنی اڑنا۔

marfat.com

۱

تا نشان حق نیابد نو بہار   خاک سرہا را نسازد آشکار

جب تک اللہ تعالیٰ کا لطف بہار پر اثر نہیں پڑتا۔ تو مٹی سے کبھی سر نہ اٹھائی۔

۲

آں جوادے کہ جمادے را بداد   ایں خبرہا ایں امانت ویں سداد

وہ ایسا کریم ہے کہ جس نے ڈھیلوں کو ایسی خبریں بخشیں اور ایسی ہی امانت اور استقامت عنایت فرمائی

شرح ۱:- یعنی جب تک حُسن حق یا اثر اسم عدل و لطیف: بہار یا فصل ربیع میں ظاہر نہ ہو زمین اپنے اسرار مکنونہ یا رؤس نباتات کو ہرگز آشکارا نہ کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام آثار اور اسرار موجودات و مصنوعات میں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہیں اور اس کے اسماء حسنےٰ کا مظہر ہیں قرآن مجید میں ہے: سَنُرِیْھِمْ آیَاتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِھِمْ۔ ہم ان کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں گے۔ جہان میں اور ان کے نفسوں میں یعنی تمام اشیاء ہمارے اسماء کا مظہر ہیں۔ دوسری آیت ہے فَانْظُرْ اِلٰی آثَارِ رحمۃ اللہ کیف یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا۔ اس کے معنی شعر کے مطابق ہیں دوسرے مصرع میں سر بکسر سین اور سَر بفتح سین دونوں طرح درست ہے

شرح ۲:- جماد بالفتح و بالکسر سخت زمین اور بیجان چیز کو کہتے ہیں (باقی صہ ۳۵۳)

بقیہ صہ ۳۵۱ سے) وہ امانت اسلئے زمین کو حاصل ہوئی کہ آفتاب عمل (اللہ تعالیٰ) نے اسم عدل کے ساتھ اسمیں ظہور کیا ہے مطلب یہ کہ فی الواقع زمین اور پر تو ذات حق متحد ہے گو ظاہر میں مختلف معلوم ہو (عدل کو امانت لازم ہے)

marfat.com

۱

آں جماد از لطف چوں جاں میشود　　زمہریر از قہر پنہاں میشود

وہ ڈھیلا لطف الٰہی سے صبا جان کی طرح ہو جاتا ہے ۔ قہر الٰہی سے سرما کا موسم چھپ جاتا ہے ۔

۲

آں جمادے گشت از فضلش لطیف　　کُلُّ شَیْءٍ مِنْ ظَرِیفٍ ہُوَ ظَرِیف

ڈھیلا تھا اس کے فضل سے ایک لطیف شے بن گئی ۔ بے نظیر کی ہر شے بے نظیر ہوتی ہے ۔

۳

ہر جمادے را کند فضلش خبیر　　عاقلاں را کردہ قہر او ضریر

ہر ڈھیلے کو اس کا فضل باخبر کرتا ہے ۔ بہت داناؤں کو اس کا قہر اندھا کر دیتا ہے ۔

شرح ۱ :۔ جان ۔ بمعنی صاحب جان ۔ بحذف مضاف یعنی ذی روح ۔ اور زمہریر بمعنی سرمائے سخت ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے لطف و انعام سے زمین فصل ربیع میں ذی روح کے مانند ہو جاتی ہے ۔ یعنی ذات حق کا ظہور اسم لطیف یا اسم منعم کے ساتھ اس مظہر میں ہوتا ہے اور سرما جو ربیع کا دشمن ہے پنہاں ہو جاتا ہے کیونکہ اس وقت سرما کے حق میں ظہور ذات حق اسم قہار کے ساتھ ہو جاتا ہے ۔

شرح ۲ ۔ ظریف بطاء مہملہ و بظاء معجمہ ۔ دونوں طرح درست ہے (باقی صفحہ ۳۵۴ پر)

(بقیہ صفحہ ۳۵۲ سے) :۔ خبیر بمعنی دانائی و سداد بمعنی استقامت و استحکام یعنی اللہ تعالیٰ ایسا جواد ہے کہ اس نے زمین کو دانائی اور امانت اور استقامت عطا فرمائی ہے ۔ سداد اور استقامت سے اطاعت حکم خدا اور اس اطاعت میں استحکام مراد ہے ۔

marfat.com

جان و دل را طاقت اینجوش نیست   با کہ گویم درجہاں یک گوش نیست

جان و دل کو اس جوش کی طاقت نہیں یہ اسرار کسے کہوں جبکہ جہاں میں کوئی ایسے راز کا سننے والا ہی نہیں

شرح :- اینجوش کا اشارہ ادراک ذات اور اسرار حقیقت کی طرف ہے۔ یعنی میں اسرار معرفت کس سے کہوں کوئی کان سننے والا نہیں ہے کیونکہ جن کانوں سے امور دنیا سنے جاتے ہیں وہ صرف گوشت کے ٹکڑے ہیں۔ اور جن کانوں سے امور معنوی سنے جائیں (گوشہائے دل) وہ بہت کم اور نادر میں والنادر کالمعدوم۔

(بقیہ صہ ۳۵۳ سے) :- طریف بمعنی غریب و نادار و ظریف بمعنی زیرک و دانا یعنی بے مثل ذات کی بنائی ہوئی ہر چیز بےمثل اور نادر ہے یا یہ کہ دانا اور عالم الغیب کے بنائی ہوئی ہر شے دانا ہے۔ چنانچہ پرتو دانش زدہ بر ماؤ طین سے ظاہر ہے۔ جمادے۔ افسردہ و بستہ و غیر ذی روح غرضیکہ ہر شے مظہر الہٰی ہوتے کے باعث حقیقت میں متحد ہے۔ ظاہری اختلاف کا اعتبار نہیں۔

۳۔ شرح :- کیونکہ اگر جمادی میں باخبر ہوتے۔ اور دانائی کا مادہ نہ ہو تو یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ کے معنی درست نہیں ہوتے۔ تسبیح بلا دانائی و عقل غیر ممکن ہے۔ دوسرے مصرع میں بیان قدرت ہے۔ یعنی جمادی کا تو یہ حال کہ یا وجود غیر ذی روح ہونے کے خبر اور امانت دار ہیں اور بعض عقلاء کا یہ حال کر دیا کہ گویا وہ متحجر ہیں یعنی پتھر بن گئے ہیں اور قہر خدا نے ان کو نابینا کرکے چاہ ضلالت میں ڈال دیا ہے۔ چنانچہ کفار اور مشائین فلاسفہ اسی قبیل کے ہیں۔ ایسے انسان کو اہل تصوف محجوب کہتے ہیں جو جمادات سے بدتر ہیں۔

marfat.com

۱

ہر کجا گوشے بُد از وے چشم گشت　　　ہر کجا سنگے بد از وے یشم گشت

جہاں معنوی کان تھے وہ اس کے لطف سے آنکھ بن گئے جہاں پتھر تھے وہ لعل و جوہر بن گئے

۲

کیمیا سازے ست چہ بود کیمیا　　　معجزہ بخشے ست چہ بود سیمیا

یعنی اس کی صنعت ایک کیمیا ہے وہ تو معجزات بخشنے والا ہے سیمیا اس کے آگے کیا شے ہے

شرح[۱] :- یعنی جہاں معنوی کان تھے وُہ لطف و عنایت الٰہی سے آنکھ بن گئے۔ اور جس جگہ پتھر تھے وہ یشم اور لعل و جواہر ہو گئے۔ مطلب یہ کہ جو لوگ مرتبۂ گوش میں تھے (یعنی اسرار معرفت سنتے تھے) وہ توفیق الٰہی سے مرتبۂ چشم یعنی رویت و مشاہدہ میں پہنچ گئے ہیں۔ اور جس شخص کا دل پتھر کا تھا وہ اس کی اعانت سے یشم بن گیا۔ یعنی منور اور صاف ہو گیا۔ اس سے معلوم ہُوا کہ تمام حیوانات اور نباتات و جمادات میں آثار لطف الٰہی ظاہر ہیں اور یہ سب اسی کے مظہر ہیں۔ یشم سنگ۔ قیمتی سبزی مائل پتھر۔

شرح[۲] :- یعنی اے مخاطب اگر بطور تشبیہ و تمثیل تو یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ کی صنعت ایسی ہے۔ جیسے صنعت کیمیا۔ تو ہم یہ کہتے ہیں کہ کیمیا کیا چیز ہے اس کی قدر کچھ تیرے ہی نزدیک ہو گی اللہ کے نزدیک کچھ نہیں۔ اس لئے تشبیہ عبث ہے۔ کیونکہ کیمیا گر تانبے کو سونا کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ پتھر یعنی کفار کو ہدایت کے باعث اکسیر بنا دیتا ہے اور انبیا کو معجزے اور اولیا کو کرامت عطا فرماتا ہے جس کے سامنے سیمیا کی کچھ حقیقت نہیں۔ سیمیا علم طلسم جس کے ذریعہ سے روح کو دوسرے کے بدن میں ڈال سکتے ہیں۔ مجازاً بمعنی سحر و جادو۔

marfat.com

این ثنا گفتن ز من ترک ثناست　　کیں دلیل ہستی و ہستی خطاست
یہ تعریف دراصل ترک ثنا ہے اس لئے کہ اسے ہستی کی دلیل سمجھا جاتا ہے اور اپنی ہستی کا تصور بھی خطا ہے۔

۲

پیش ہست او بباید نیست بود　　چیست ہستی پیش او کور و کبود
اسکی ہستی کے آگے نیست ہونا ضروری ہے اس کے آگے ہستی کا دعویٰ کور چشمی اور ظلمات ہے

۳

گر نبودے کور ازو بگداختے　　گرمی خورشید را بشناختے
اگر وہ اندھا نہ ہوتا تو اس سے پگھل جاتا۔ اسے سورج کی گرمی کا قدر معلوم رکھتا۔

۴

ور نبودے او کبود از تعزیت　　کے فسردے ہمچو یخ این ناحیت
اگر وہ ماتم سے ظلمات نہ ہوتی تو پھر بتاؤ یہ ناچیز مرجھائی ہوئی کیوں ہوتی۔

۱۔ شرح :۔ اس شعر کی شرح : پہلے .... مفصل طور پر گذر چکی ہے

۲۔ شرح :۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے سامنے اپنی یا ماسوے کی ہستی کو لاشئے اور نابود سمجھنا چاہیئے کیونکہ یہ ہستی گویا کور چشم اور سراسر ظلمت ہے یعنی اپنے وجود عارضی کو ہست سمجھنا مرتبہ مشاہدہ تک نہیں پہنچنے دیتا۔ طالب اور شاہد حقیقی میں ظلمت کی طرح حائل ہو جاتا ہے۔ اسلئے خیال ہستی کو چھوڑ کر مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ۳۔ شرح :۔ اگر ہماری ہستی چمگادڑ کی طرح کور چشم نہ ہوتی تو آفتاب وحدت کی تجلی کو ضرور پہچانتی۔ اور اس کی محبت میں گھل جاتی

چونکہ ہستی سے صاحب ہستی مراد ہے۔ اسلئے بطور مفہوم مخالف ان اشعار سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص اسکی محبت میں نہیں گھلتا وہ کور باطن اور سراسر ظلمت ہے۔ (باقی

دربیان خسارت وزیر دریں خدعہ و مکر

اس مکر و فریب دینے میں وزیر کے نقصان اٹھانے کا بیان

ہمچو شہ نادان و غافل بُد وزیر پنجہ مے زد با قدیم ناگزیر

جیسے وہ نادان بادشاہ اور پاگل وزیر جو قدیم ازلی رب سے مخالفت کر رہے تھے

۲ ناگزیر جملہ کان حی و قدیر لایزال و لم یزل فرد و بصیر

وہ رب تعالیٰ جس کے تمام تابع حکم ہیں اس لئے کہ وہ حی و قدیر۔ لازوال اور لم یزل اور واحد و بصیر ہے

---

۱ حل لغات:۔ پنجہ زدن معنی جنگ و مخالفت کرنا ناگزیر:۔ معنی لازم الاتباع

شرح:۔ وزیر یہ چاہتا تھا کہ عیسیٰ کے دین کو مٹا دے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جو قدیم اور ازلی اور لازم الاتباع ہے اس دین کو پسند کر لیا تھا۔ تو گویا وزیر کا یہ سوچنا اس کے ساتھ جنگ کرنا تھا۔

۲ شرح:۔ اللہ تعالیٰ جملہ موجودات کے لئے لازم الاتباع ہے۔ کیونکہ وہ حیّ و قدیر ہے لایزال ہے۔ لم یزل ہے فرد و بصیر ہے اور حسبی (باقی صفحہ ۳۵۸ پر)

بقیہ صفحہ ۳۵۶ سے) شرح:۔ اس شعر میں ہستی کے سراسر ظلمت اور کبود ہونے کا سبب تعزیت بیان کیا گیا ہے۔ اور بات بھی ٹھیک ہے۔ کیونکہ تعزیت اور ماتم میں آدمی اکثر سیاہ لباس پہنتا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر ہستی موہوم تعزیت فوت مشاہدۂ حق کے سبب کبود اور سراسر ظلمت نہ ہوتی تو یہ ناحیہ ممکنات یخ کی طرح افسردہ نہ ہوتا۔ بلکہ مرتبۂ فنا فی اللہ کی طرف ترقی کر جاتا۔ اور اس کو خسارہ نہ ہوتا جیسا کہ اس وزیر کو ہوا۔

marfat.com

۱
یا چناں قادر خدائے کز عدم　　صد چو عالم ہست گرداند بدم

۲
صد چو عالم در نظر پیدا کند　　چونکہ چشمت را بخود بینا کند

۳
گر جہاں پیشت بزرگ و بے بنی ست　　پیش قدرت ذرۂ میداں کہ نیست
اگرچہ تمام جہان تیری نظروں میں ایک عظیم شئے ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کے آگے کچھ بھی نہیں

ترجمہ۔ وزیر نے ایسے خدائے قادر کی مخالفت کی جو اس عالم کے مانند سو عالم ایک دم پیدا کر سکتا ہے۔

ترجمہ۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ آنکھیں کھول دیتا ہے۔ تو عارف کو عالم ملکوت۔ جبروت لاہوت سب نظر آجاتے ہیں۔

شرح ۳:۔ بے بُن بے انتہا د بے نہایت طویل و عریض بعض نسخوں میں بے شے بشنائے مثلثہ ہے۔ اس صورت میں شے ثانی کا امالہ اور مخفف ہے۔ یعنی اگرچہ سارا جہان تیرے نزدیک عظیم الشان اور لاثانی ہے۔ اور بعض نسخوں میں ہے شنے ست بھی ہے۔ اس وقت شنے امالہ شنا ہے۔ یعنی گو سارا جہان قابل تعریف ہے۔ مگر فی الواقع لاشے ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۵۷ سے):۔ ایسی صفتیں ہوں وہ بیشک لازم الاتباع ہے۔
کان حیّ و قدیر میں کاف تعلیل ہے۔

marfat.com

۱

اینجہاں خود حبس جانہائے شماست ہیں دو ید آنسو کہ صحرائے شماست

یہ جہاں تمہارے لئے قید خانہ ہے اس طرف دوڑو جہاں تمہارے ارواح کا جنگل ہے۔

۲

اینجہاں محدود و آں خود بیحد ست نقش و صورت پیش آں معنے سد ست

یہ جہاں محدود ہے اور وہ جنگل غیر محدود ہے۔ نقش اور صورت معنی کے آگے دیوار ہے۔

۳

صد ہزاراں نیزۂ فرعون را در شکست آں موسیٰ با یک عصا

لاکھوں فرعون کے نیزوں کو صرف ایک عصائے موسوی سے توڑ ڈالا۔

شرح ۱:۔ یعنی عالم دنیا تمہاری ارواح کا قید خانہ ہے۔ یعنی روح قید وجود ظلمانی میں مقید ہے۔ اس قید خانہ کو چھوڑ کر اس پُر فضا جنگل میں چلو جو اولیاء انبیاء کا تفریح گاہ ہے۔ اس جنگل کا نام صحرائے عشق حقیقی ہے۔

شرح ۲:۔ عالم دنیا محدود ہے۔ کیونکہ فانی ہے اور عالم حقیقت غیر محدود ہے۔ کیونکہ باقی ہے بس تو عالم فانی سے چل کر عالم باقی کی سیر کرنی چاہیئے مگر افسوس نقش و صورت یعنی سامان ظاہری اس عالم کے اُن حقیقی معنوں کے معلوم کرنے میں سدراہ اور مانع ہیں۔ مطلب یہ کہ جس شخص نے اس عالم فساد کے نقش و صورت اور ظاہری سامان سے تعلق رکھا وہ عالم بقا سے محروم رہا اور جس نے اپنے وجود موہوم کو ترک کر کے ماسوے اللہ سے علاقہ منقطع کر دیا وہ اُس عالم تک پہنچ گیا۔ شرح ۳:۔ موسی با یک عصا کی اضافت توصیفی ہے اور وصف ترکیبی نے گویا اس سارے کلمہ کو ایک کر دیا ہے یہاں سے پھر بیان تدرج شروع ہے

marfat.com

۱

صد ہزاراں طبِّ جالینوس بود — پیشِ عیسیٰؑ و دمش افسوس بود

لاکھوں جالینوس کی طبی کارروائیوں کو۔ عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے دم سے فنا ہوتیں۔

۲

صد ہزاراں دفترِ اشعار بود — پیشِ حرفِ اُمیئے اش عار بود

لاکھوں فصیح و بلیغ اشعار کے دفتر۔ امی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حرف کے سامنے مٹ گئے۔

شرح :- یہ معجزہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔ اور اُمیّ کی دوسری یا یائے وحدت ہے۔ اور **اش** ضمیر شین اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ایک اُمّی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے آگے فصحائے عرب اور بلغائے حجاز کے دفتر اشعار باعثِ عار و ننگ تھے۔

فائدہ :- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سحر کا بہت زور تھا اس لئے ان کو ویسا ہی سحر نما اور مبطل سحر معجزہ (عصا) دیا گیا تھا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں علم طب کی کثرت تھی انہیں اندھے کو بینا اور کوڑھی کو اچھا۔ مردہ کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا تھا۔ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں فصاحت و بلاغت اور اشعار کی بہت دھوم تھی چنانچہ سبعہ معلقہ یعنی سات قصیدے خانہ کعبہ میں لٹکائے گئے تھے اس لئے آپ کو قرآن شریف بطور معجزہ عنایت ہوا۔

اُمّی اور اَن پڑھ ہونا آپ کے حق میں بہت بڑا معجزہ ہے

پہلے شعر میں افسوس بمعنے بازی و تمسخر ہے یعنی معجزات عیسیٰ کے روبرو طب جالینوس ایک کھیل سا تھا۔

marfat.com

۱

یا چناں غالب خداوندے کسے　　چوں نمیرد۔ گر نباشد او خسے

ایسے غالب خداوند کے آگے کون گردن نہیں جھکائیگا اگر کوئی ایسا نہیں تو وہ ذلیل طبع انسان ہے

۲

بس دل چوں کوہ را انگیخت او　　مرغ زیرک با دو پا آویخت او

بہت سے مضبوط دلوں کو اللہ تعالیٰ نے اکھیڑ دیا اور دانا پرندوں کو رسی سے لٹکا دیا۔

شرح ۱ : یہ مضمون سابق بیان قدرتِ الہٰی سے متعلق ہے۔ یعنی ایسے غالب خداوند کی محبت اور اطاعت میں کوئی اپنے آپ کو کیونکر فنا نہ کردیگا نہیں بلکہ ضرور کریگا۔ بشرطیکہ فنا کرنے والا ذلیل اور رذیل الطبع نہ ہو۔

شرح ۲ : یعنی بہت سے دل جو کمال عقل اور قوت علم کے سبب پہاڑ کی طرح قوی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اکھاڑ دیا۔ اور وہ پرکاہ کی طرح علم و عقل سے خالی ہو کر حضیض کفر میں جا پڑے۔ جس طرح نصاریٰ باوجود دعویٰ علم وعقل وزیر پرتزویر کے کہنے میں آ گئے۔ اور وزیر باوجود علم وعقل باعث گمراہی مخلوق ہوا۔ جو اس کے لئے سراسر خسارہ ہے۔ دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے یعنی مرغ زیرک باوجود اس زیرکی کے کہ دام میں مشکل سے پھنستا ہے مگر دیکھ لیجئے اس کے حکم سے دونوں پاؤں کے بل سیخ میں لٹکایا جاتا ہے۔ بعض نے مرغِ زیرک سے شیطان مراد لیا ہے۔ جو بقید لعنت ہے اور بعض نے طوطی۔ کہ باوجود اس دانائی اور عقل اور گفتگو کے شکار اور مقید ہو جاتا ہے۔ بعض نے مرغ زیرک سے دانشمند لوگ مراد لئے ہیں اور با دو پا سے فکر و عقل یعنی دانشمند لوگ بھی عقل و فکر کے مقید ہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

marfat.com

۱

فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ　　جز شکستہ مے نگیرد فضل شاہ

فہم و فکر کی تیزی کو بھی طاقت نہیں۔ ہاں فضل ربانی عاجزوں کی دستگیری کرتا ہے۔

۲

اے بسا گنج آگنان و کُنج کاؤ　　کان خیال اندیش را شد ریش گاؤ

بہت سے خزانے پر کرنے والے محنت کش ویسے ہی خیال اور وہم و گمان میں ذلیل و رذیل کے تابع ہو گئے۔

شرح ۱ :۔ فہم و خاطر سے علم و کمال مراد ہیں۔ یعنی علم و کمال طریقۂ وصول الی اللہ نہیں ہے۔ بلکہ سلطان کون و مکان کا فضل انکسار اور ترک وجود سے حاصل ہوتا ہے۔ حدیث قدسی ہے۔ اَنَا عِندَ مُنکَسِرِ القُلُوبِ لِاَجلِی میں ان لوگوں کے پاس ہوں جن کا دِل میری محبت میں ٹوٹا ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ جو شخص محض عقل پر اعتماد کرے۔ وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے جیسا کہ وہ وزیر گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا تھا۔

شرح ۲ :۔ گنج آگناں اسم فاعل ترکیبی و آگنان مشتق از اگندن بمعنی بھرنا۔ کنج کاؤ ہیں کاؤ مشتق از کاویدن بمعنی کھودنا ہے اور ریش گاؤ شدن ضرب المثل ہے اس شخص کے لئے جو کسی ذلیل اور رذیل شخص کا تابع ہو (باقی اگلے صفحہ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ سے :۔ ان سے باہر نہیں نکل سکتے اور چونکہ عقل و فکر میں فتور اور خطا کا احتمال ہے۔ اس لئے ان سے راہ راست معلوم نہیں ہو سکتی جیسا کہ وزیر اور مریدوں کو معلوم نہ ہوئی اور عاقبت الامر خسارہ اٹھایا۔ بعض نے کہا ہے کہ مرغ زیرک خاص ایک جانور کا نام ہے جو دونوں پاؤں سے شاخوں میں لٹکتا رہتا ہے۔

marfat.com

گاؤ کہ بود تا تو ریش او شوی	خاک چہ بود تا حشیش او شوی

اے انسان وہ تو ذلیل ہے تو اسکی طرح کیوں ہوتا ہے وہ خاک ہے تو اسکی گھاس کیوں بنتا ہے۔

شرح :۔ اے شخص تو ذلیل اور دنی چیز کا تابع کیوں ہوتا ہے تو تو انسان ہے اور تجھ میں قوت روحانی موجود ہے۔ پس تو عالم سفلی کو چھوڑ کر عالم علوی کی طرف ترقی کر۔ اور ذلیل چیز کو نہ دیکھ۔ حشیش گھاس کو کہتے ہیں۔

۔ریش گاؤ ابلہ احمق خام طمع مسخرہ یعنی اے مخاطب بہت سے ایسے شخص جو خزانے بھرنے والے اور خزانہ حاصل کرنے کے لئے زمین کے کونے کھودنے والے تھے اس خیال اندیش یعنی وزیر پر تزویر کے تابع ہو گئے خزانہ بھرنے اور زمین کھودنے والے سے نصاری مراد ہے۔ جنہوں نے اپنے دل کے خزانوں میں حضرت عیسٰیؑ کی تصدیق مہر رکھی تھی۔ اور اس کی تلاش رکھتے تھے۔ لیکن پھر بھی وزیر پر تزویر کے تابع ہو گئے نیز یہ معنی بھی ہیں۔ کہ بہت سے علم و کمال کی دولت جمع کرنے والے اہل دنیا کے تابع ہو جاتے ہیں۔

مقصود یہ ہے کہ علم و کمال سے راہ معرفت نہیں ملتی۔ بلکہ اس سے اکثر دین کا خسارہ متصور ہے

بعض نسخوں میں گنج اگنانِ گنج گاؤ بھی ہے۔ یعنی بہت سے لوگ زمین کے کونے گنج گاؤ سے بھرنے والے ہیں۔ گنج گاؤ جمشید کے ایک خزانہ کا نام ہے۔

marfat.com

۱

زر و نقرہ چیست تا مفتوں شوی   چیست صورت تا چنیں مجنوں شوی

سونا چاندی کچھ بھی نہیں ہے تو پھر تم ان پر فریفتہ کیوں ہو۔ اور یہ ظاہری دنیا کیا شے ہے جس پر تو دیوانہ ہے۔

۲

ایں سرا و باغ تو زندان تست   ملک و مال تو بلائے جان تست

یہ دنیا کی حویلی اور اس کا باغ تو تیرے قید خانہ ہیں اور ملک و مال و ٹاٹ تیرے لیے وبال جان ہیں۔

۳

آں جماعت را کہ ایزد مسخ کرد   آیت تصویر شاں را نسخ کرد

وہ جماعت یہود جسے اللہ تعالیٰ نے مسخ کیا ان کے مضامین قرآن کی آیت میں لکھی ہیں۔

۴

چوں زنے از کار بد شد روئے زرد   مسخ کرد او را خدا و زہرہ کرد

جب ایک عورت کے کام برے دیکھے اور اس کا برا چوں سے منہ زرد تو اس کی شکل تبدیل کر کے اسے آسمان کا زہرہ ستارہ بنا دیا۔

۵

عورتے را زہرہ کردن مسخ بود   خاک و گل گشتن چہ باشد اے عنود

جب وہ ایک عورت کو بدل کر آسمان کا ستارہ بنا سکتا ہے تو بتاؤ اے سرکش انسان تیرا عالم ارواح سے خاک و گل ہونا مسخ نہیں تو اور کیا ہے۔

شرح[۱]:- زر و نقرہ اور اچھی صورت عالم سفلی میں داخل ہیں۔ ان کا اتباع نہ کر اور ان پر عاشق نہ ہو۔

۴۵۴ تا ۴۲۷

شرح[۲]:- اس لئے کہ یہ سب اللہ سے غافل کرنیوالی چیزیں ہیں۔ اور غفلت وبال جان کا سبب ہے۔ اور ملک و مال کی محبت سے آدمی گویا مسخ ہو جاتا ہے اور دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

۳۰۶۵

شرح[۳،۴]:- مسخ اور نسخ کے معنی۔ زہرہ اور ہاروت کا سچا قصہ (باقی اگلے صفحہ پر)

marfat.com

بقیہ دیکھنا مطلوب ہو تو فقیر کی تفسیر اویسی کا مطالعہ کیجیے۔

شرح ۵۲-۵۴ یہ تین شعر بطور قطعہ بند ہیں مسخ ایک صورت کا دوسری صورت میں بدل دینا جو پہلی صورت سے بدتر ہو۔ جیسا کہ یہود اپنے گناہوں کے سبب خنزیر اور بندر کی صورت میں مسخ کئے گئے تھے۔ چنانچہ آیت وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ اس کی طرف اشارہ ہے اور نسخ ایک چیز کو کسی ایسی چیز کے بدلے میں زائل کر دینا جو پہلی چیز سے بہتر ہو۔ چنانچہ نسخ بعض آیات و احکام الٰہی۔ اور بمعنی کتاب نوشتن اس شعر میں نسخ کے دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ اور شعر کا یہ مطلب ہے۔ کہ جن قوموں کو اللہ تعالیٰ نے مسخ کیا ہے۔ ان کی اصلی صورت کا نشان تک دور کر دیا ہے اور ان کی ماہیت بالکل بدل دی ہے۔ یا یہ کہ مسخ شدہ قوموں کی حالت اور کیفیت کی آیت اپنے کلام میں لکھ دی ہے تاکہ اس سے اور قوموں کو عبرت ہو۔ اور ان گناہوں سے بچیں جن کے باعث وہ مسخ کئے گئے تھے آیت بمعنی نشان و تصویر بمعنی حالت۔ مسخ کی دوسری مثال وہ عورت ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے مسخ کر کے زہرہ کر دیا۔ یہ اس عورت کی طرف اشارہ ہے جس پہ ہاروت ماروت عاشق ہوئے۔ اور یہ ان سے اسم اعظم سیکھ کر آسمان پر چلی گئی۔ لیکن بسبب شومی اعمال ستارۂ زہرہ کی صورت میں مسخ کی گئی۔ محققین کے نزدیک یہ قصہ بالکل غلط ہے کیونکہ زہرہ ستارہ ہاروت ماروت کے قصہ سے پہلے بھی موجود تھا۔ اس قدر صحیح ہے کہ ہاروت ماروت تعلیم سحر کے لئے بھیجے گئے تھے اور اس سے بندگان خدا کا امتحان منظور تھا۔ مگر چونکہ عوام شعراء میں زہرہ اور ہاروت ماروت کا قصہ حسب تفصیل سابق مشہور ہے، بقیہ

marfat.com

روح می پرّد سوئے چرخ بریں　　سوئے آب و گل شدی در اسفلین

روح چرخ بریں کی طرف پرواز کرتی ہے۔ لیکن تو آب گل جیسے اسفلین کی طرف جھکا ہوا ہے

۲
خویشتن را مسخ کردی زیں سفول　　زاں وجودے کہ بُد آں رشک عقول

شرح:۔ تیری روح تو عالم علوی کی طرف مائل ہے کیونکہ بمقتضائے نقل الروح من امر ربی و کل شئ یرجع الیٰ اصلہ۔ روح کا ہر وقت یہی قصد ہے کہ عالم علوی کی طرف ترقی کر جائے۔ مگر وہ جسم کی ظلمانی قید میں ہے۔ یا ابنہمہ اے مخاطب افسوس تو نے مقتضائے روح کو چھوڑ کر خواہش نفس (باقی صفحہ ۳۶۷ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ ۳۶۵ سے:۔ اس لئے مولانا قدس سرہٗ نے اسی طرح نقل کر دیا۔ آپ کا قاعدہ ہے کہ اکثر قصے نقل کر کے اس سے صحیح نتیجے نکالتے ہیں۔ تیسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ جب عورت کا زہرہ کر دینا (باوجودیکہ وہ ظاہر میں اس قدر بلند مرتبہ ہو گئی ہے) ایک قسم کا مسخ ہے تو کیا لے انسان سرکش تیرا مٹی اور خاک ہو جانا (عالم روحانی سے عالم جسمانی کی طرف رجوع کرنا) مسخ نہیں ہے۔ ضرور ہے۔ اے شخص تو اس سے پہلے عالم ملکوت و جبروت کے رہنے والوں کے لئے باعث رشک تھا۔ وہاں سے مرتبہ آب و گل میں آکر گویا مسخ ہو گیا ہے۔ اس مسخ کو مسخ معنوی کہتے ہیں۔ نکتہ یہاں سے یہ بھی نکلتا ہے کہ آدمی کی حالت پر افسوس ہے کہ عورت تو (خواہ مسخ ہی ہو کر سہی) اس بلند مرتبہ پر پہنچ گئی اور مرد باوجود مردانگی کے مسخ ہو کر بھی اسی عالم سفلی میں رہا

marfat.com

پس تبرزیں مسخ کردن چوں بود		پیش آں مسخ ایں نہایت دوں بود

اس سے اور کوئی مسخ بدتر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہی مسخ معنوی سے ظاہری مسخ درجہ میں بہت کم ہے۔

شرح :- جہاں میں اس مسخ سیرت سے بدتر اور مسخ کونسا ہوگا۔ کیونکہ اس مسخ صورت کے مقابل یہ مسخ۔ یعنی سیرت نہایت درجہ کا برا اور ذلیل ہے۔ دوسرے مصرعہ کے معنی یہ ہیں کہ اس عورت کے مسخ کے مقابل یہ مسخ نہایت ہی ذلیل درجہ کا ہے کیونکہ اس میں عالم سفلی سے عالم علوی کی طرف ترقی ہے اور اس مسخ میں اس کا عکس۔

(بقیہ صفحہ ۳۶۶ سے) :- اور عالم سفلی کو پسند کرلیا انجام کار جس طرح وزیر عالم سفلی کو اختیار کر کے خسارہ میں پڑا اسی طرح تو بھی خسارہ اٹھائے گا۔

شرح ۲ :- سُفُول بفتحین۔ بمعنی پستی اور عقول بمعنی فرشتگان اور وجود سے حقیقت انسانی مراد ہے۔ فائدہ :- اگر کوئی شخص آئینہ میں اپنا منہ دیکھ کر یہ کہے کہ میں مسخ نہ ہوا۔ تو ہم یہ کہیں گے ہماری مراد مسخ سے مسخ صورت نہیں بلکہ مسخ سیرت ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (ہم نے آدمی کو اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔) کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ ہم نے انسان میں حقائق لاہوتیہ اور جبروتیہ ملکوتیہ اور ناسوتیہ سب جمع کردیئے تھے جس کے سبب وہ محسود ملائک تھا

لیکن

اس نے سب کو چھوڑ کر حقیقت ناسوتیہ کو پسند کیا اور عالم سفلی میں جا پڑا جسکو مسخ معنوی اور مسخ سیرت کہتے ہیں۔

marfat.com

١

اسپ ہمت سوے آخر تاختی　　　آدم مسجود را نشناختی

تو اپنے ہمت کے گھوڑے کو دوسری جانب دوڑایا ہے تو آدم کو مسجود ملائکہ نہ سمجھا۔

٢

آخر آدم زادۂ اے ناخلف　　　چند پنداری تو پستی را شرف

اے نالائق کچھ تو سمجھ۔ بالآخر تو آدم کا بیٹا ہے۔ کب تک تم اپنی پستی کو بزرگی سمجھیگا

٣

چند گوئی من بگیرم عالمے　　　اینجہاں را پُر کنم از خود ہمے

کب تک کہتا رہیگا کہ میں اس عالم جہان کو سمیٹ لونگا۔ اس جہان کو پر کروں گا اپنی عزت اور شان سے

شرح ١:۔ اے مخاطب تو نے اسپ ہمت دوسری طرف دوڑایا اور عالم سفلی یا دنیا کو پسند کیا۔ اور حضرت آدم مسجود ملائک کی حقیقت کو نہ پہچانا کہ فرشتوں نے ان کو تارک دنیا اور مظہر ذات سمجھ کر سجدہ کیا تھا نہ کہ آب و گل سمجھ کر اسی لیے تجھ پر بھی اسی عالم علوی کی طرف چلنا اور اپنے آپ کو درحقیقت مظہر ذات بنانا اور باپ کے قدم بقدم رہنا لازم ہے۔ یہ پستی باعث شرف اور عالم علوی کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ مولانا خود فرماتے ہیں۔

شرح ٢:۔ یعنی اے غافل تو اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ (بیٹا باپ کا نمونہ ہوتا ہے) کے معنوں سے غافل ہے ورنہ تو عالم سفلی کو عالم علوی خیال نہ کرتا۔ نیک بیٹا وہی ہے۔ جو نیکیوں میں باپ کے قدم بقدم ہو۔ باپ کے مخالف اور اس کے بدنام کرنے والے بیٹے کو ناخلف اور نالائق کہتے ہیں۔ (باقی

marfat.com

۱
گر جہاں پر برف گردد سر بسر — تاب خور بگدازدش در یک نظر
اگر تمام جہان برف ہو جائے تو سورج کی صرف ایک جھلک سے ایک لمحہ کے اندر پگھلا دے گی۔
۲
وزر او و زرِ چون او صد ہزار — نیست گرداند خدا از یک شرار
اس جیسے اور کروڑوں گنہگاروں جیسے بیشمار گناہوں کو اللہ تعالیٰ لطف و کرم کے صرف ایک شعلے سے نیست و نابود کر سکتا ہے۔
۳
عین آں تخییل را حکمت کند — عین آں زہراب را شربت کند
چاہے تو وہ خیالی امور کو راز حکمت بنا دے اور چاہے تو زہریلے کنوؤں کو میٹھا شربت بنا دے۔

شرح۱ :۔ یعنی جس طرح برف کو آفتاب تھوڑی دیر میں پگلا دیتا ہے۔ اسی طرح آفتاب قہر الہی ایک لمحہ میں دولت متکبرین کو زائل کر دیتا ہے جس کے بھروسے پر وہ خدا کو بھول گئے ہیں۔

شرح۲ :۔ اللہ تعالیٰ وزیر کا اور وزیر جیسے لاکھ گنہگاروں کا یعنی اس کے تابعین نصاریٰ کا گناہ ایک ذرہ عفو سے نابود کر سکتا ہے

شرار بمعنی ذرہ

شرح۳ :۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو وزیر کے ان خیالات فاسدہ کو عین حکمت کر دیتا اور اس سم قاتل کو عین شربت بنا دیتا مگر اس کو یہ منظور نہ تھا۔

بقیہ ص۳۶۵ ۔ شرح :۔ از خود۔ بمعنی از حکومت و سلطنت خود یہاں سے عالم سفلی کی مذمت شروع ہوئی ہے۔

۱

در خزاں گنجہا پنہاں کند — خار را گل جسمہا را جاں کند

خزاں میں خزانے چھپا دیتا ہے۔ کانٹے کو پھول اور بے جان جسموں کو جان بخشتا ہے۔

۲

آں گمانِ انگیز را سازد یقیں — مہر یاروید از اسبابِ کیں

وہ وزیر کو یقین سے نوازتا ہے۔ کینے کے اسباب کے باوجود دونوں میں محبت پیدا کرتا ہے۔

۳

پرورد در آتشِ ابراہیم را — ایمنی روح سازد بیم را

ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں پرورش دیتا ہے اور خوف کو روح کی تسلی کا سبب بناتا ہے۔

۴

از سبب سازیش من سودائیم — وز سبب سوزیش سوفسطائیم

اس کے اسباب کو دیکھ کر تو میں اس کا سودائی ہوں لیکن اس کے اسباب سوزی کو دیکھ کر سوفسطائی بن جاتا ہوں۔

شرح ۲:۔ اگر وہ چاہتا تو اُس گمان انگیز۔ یعنی وزیر افترا پرداز کو عین یقین بنا دیتا۔ یعنی اس کو یقین کرا دیتا کہ دین موسےٰ کی طرح دین عیسےٰ بھی حق ہے۔ اور فی الواقع یہ دو تو متحد ہیں۔ اور اس نے جو کینے کے اسباب یعنی صحیفے تیار کئے تھے۔ ان کے برخلاف نصاریٰ میں باہم محبت پھیلتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کام، مناسبت اسباب پر موقوف نہیں ہیں۔ وہ اچھے سے بُرا اور بُرے سے اچھا کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسی اور آئندہ شعر میں اس کی مثال موجود ہے۔

شرح ۳:۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں رکھ کر تمام ضرروں سے محفوظ رکھا حالانکہ آگ ایسی چیز نہیں کہ اس میں رہ کر آدمی ضرر سے محفوظ رہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ خوف کو باعث بےخوفی بنا دیتا ہے۔ (باقی صـ ۳۷۱ پر)

بقیہ : جس طرح گناہوں کا خوف عذاب سے بے خوفی اور

اور دوزخ سے نجات کا سبب ہے۔

شرح ۴ :۔ سوفسطائی کے لغوی معنی صاحب علم باطل کے ہیں۔ کیونکہ لغت یونانی میں سوف بمعنی علم اور اسطا بمعنی باطل ہے۔ سوفسطائی یونان میں ایک فرقہ تھا۔ جو حقائق اشیا کا منکر تھا۔ وہ کہتے کہ حقیقت میں کوئی شے کچھ بھی نہیں ہے۔ اور جو کچھ موجود ہے اور کسی حس کے ذریعہ سے محسوس ہوتا ہے وہ سب وہم و خیال ہے اور پھر یہ وہم و خیال بھی وہم و خیال ہے۔ اس فرقہ کے تین گروہ تھے

اوّل عنادیہ :۔ ان کا مذہب وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا

دوسرا عندیہ :۔ وہ کہتے کہ حقائق اشیاء اعتبارات عقلیہ کے تابع ہیں۔ یعنی اگر عقل جوہر کو عرض خیال کرے تو وہ عرض ہی ہے۔ اور عرض کو جوہر مانے تو وہ جوہر ہے۔ اور قدیم کو حادث جانے تو حادث ہے اور حادث کو قدیم کہے تو قدیم ہے

تیسرا لاادریہ :۔ یہ اشیاء کے ثبوت میں شک رکھتے اور پھر اس شک میں بھی شک ہے۔ علیٰ ہذا القیاس غرضیکہ یہ تینوں فرقے ثبوت اشیاء میں حیران تھے۔ مولانا قدس سرہ نے اپنے نفس کو سوفسطائی سے فقط اس بات کی حیرت میں تشبیہ دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض افعال مقتضائے اسباب اور وسائل کے مخالف ہیں۔ مثلاً حضرت ابراہیم کا آگ میں محفوظ رہنا۔ اور عصائے موسوی کا سانپ بن جانا معاذ اللہ مولانا [illegible]

از سبب سازیش سرگرداں شدم وز سبب سوزیش ہم حیراں شدم

شرح :- پہلے شعر کی توضیح ہے اور بالکل وہی معنی ہیں جو ہم نے اوپر بیان کئے ہیں۔ لہٰذا مکرر شرح کی ضرورت نہیں۔

(بقیہ ۳۷۲ سے)

سوفسطائی ہوں۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ میں بدیں باعث کہ اللہ تعالیٰ بعض موقعوں پر جہاں مسببات کا کوئی ظاہری سبب نہیں ہوتا۔ کوئی نہ کوئی سبب قائم کر دیتا ہے۔ دیوانہ ہو گیا ہوں یعنی عقل میں یہ بات نہیں آتی کہ یہ سبب کدھر سے قائم ہو گیا اور بدیں باعث کہ بعض موقعوں پر مسببات خلاف اسباب ظاہر ہوتے ہیں۔ حیران ہو گیا ہوں کہ یہ کیونکر ہو گیا سبب سازی سے ظہور مسبب حسب اقتضائے سبب اور سبب سوزی سے ظہور مسبب خلاف سبب مراد ہے۔ کیونکہ جب مسبب خلاف سبب ظاہر ہوا تو گویا سبب کو جلا دیا گیا ہے اور معدوم کر دیا گیا ہے۔ ورنہ مسبب ضرور سبب کے موافق ہوتا یعنی آگ حضرت ابراہیم کو زندہ نہ چھوڑتی۔

marfat.com

دیگر مکر کردن وزیر در خلوت نشستن و شور افگندن در قوم نصاریٰ

وزیر کا دوسرا مکر کرنا اور اس کا گوشہ نشین ہو جانا اور اس سے قوم نصاریٰ کو شور و غل میں ڈالنا

۱

چوں وزیر ماکرِ بد اعتقاد		دین عیسےٰ را بدل کرد از فساد

جب مکار وزیر بد اعتقاد نے شر اور فساد سے عیسیٰ علیہ السلام کا دین بدل ڈالا

۲

مکر دیگر آں وزیر از خود بہ بست		وعظ را بگذاشت در خلوت نشست

۳ دوسرا مکر اپنی طرف سے گانٹھا اور وہ یہ کہ وعظ ترک کر کے گوشہ نشین ہو گیا

در مریداں در فگند از شوق سوز		بود در خلوت چہل پنجاہ روز

۴ اس کے مریدین میں ایک شور برپا ہوا کہ مرشد صاحب چالیس پچاس دن خلوت نشین رہیں گے۔

خلق دیوانہ شدند از شوق او		از فراق حال و قال و ذوق او

مخلوق اس کے دیدار کے شوق سے دیوانہ ہو گئی۔ اس کے حال و قال اور ذوق کے فراق سے لوگ پاگل ہو گئے

۵

لابہ و زاری ہمی کردند و او		از ریاضت گشتہ در خلوت دوتو

آہ و زاری اور فریاد و فغاں جاری رہی اور وہ خلوت میں ریاضت سے ضعیف ہو گیا۔

شرح :۔ دوتو۔ دوہرا۔ یعنی ضعیف و کبڑا اس سے مولانا کا مقصد یہ ہے کہ سالک کسی شخص کے خلوت نشینی اور غصنف سے دھوکا نہ کھائے۔ بلکہ تجربہ کے بعد بیعت کرے۔ ورنہ اس طرح دھوکا کھائے گا۔ جس طرح وزیر کے مریدوں نے کھایا۔

marfat.com

۱

ایں چہ بدبختی ست مارا اے کریم از دل و دیں ماندہ مابے تو یتیم

اے کریم یہ ہماری بہت بڑی بدقسمتی ہے۔ دل و دین سے تمہارے بغیر ہم یتیم ہو گئے۔

۲

تو بہانہ میکنی و ماز درد میزنیم از سوز دِل دمہائے سرد

تو بہانہ بناتا ہے لیکن درد اور سوز دل سے آہیں بھر رہے ہیں۔

۳

مابگفتار خوشت خو کردہ ایم ما ز شیر حکمت تو خوردہ ایم

ہم تیرے ملفوظات سننے کے عادی بن گئے تیرے حکمت کے دودھ پئے ہیں اسلئے بے صبری ہے۔

۴

اللہ اللہ ایں جفا با ما مکن لطف کن امروز را فردا مکن

خدا سے ڈر کر ہم پر ظلم نہ کیجئے۔ آج ہی لطف و کرم فرمائیے فردا کی امید میں نہ ڈالئے۔

۵

مے دہد دِل مر ترا کیں بیدلاں بے تو گردند آخر از بے حاصلاں

تیرا دل چاہتا ہے کہ یہ تیرے عشاق تیرے بغیر فضول کار بن جائیں۔

شرح :۔

۵

مے دہد دل مر ترا ۔ جملہ استفہامیہ ہے۔ یعنی کیا تیرا دل چاہتا ہے۔ کہ یہ بے دل مسلوب العقل تیرے مُرید تیرے فراق میں بے حاصل اور بے فائدہ چیز ہو کر رہ جائیں۔ نہ دنیا کے رہیں نہ دین کے۔ اے مرشد ہماری دستگیری کر۔

marfat.com

۱

گفت ایشاں بے تو مارا نیست نور　　　بے عصا کش چوں بود احوال کور

لوگوں نے کہا آپ کے سوا ہم بے نور ہیں۔ عصا کے بغیر اندھے جیسا ہمارا حال ہے۔

۲

از سر اکرام و از بہرِ خدا　　　پیش ازیں مارا مدار از خود جُدا

ازراہِ کرم فی سبیل اللہ ہمیں اپنے سے جدا نہ فرمایئے

۳

ما چو طفلانیم و مارا دایہ تو　　　بر سرِ ما گستراں آں سایہ تو

ہم بچے ہیں اور آپ ہمارے لئے دایہ کی طرح ہیں۔ ہمارے سروں پر اپنا سایۂ کرم ڈال

۴

گفت جانم از محباں دور نیست　　　لیک بیروں آمدن دستور نیست

وزیر نے کہا کہ میں دوستوں سے دور نہیں ہوں لیکن خلوت خانہ سے باہر آنے کی اجازت نہیں

۵

آں امیراں در شفاعت آمدند　　　واں مریداں در ضراعت آمدند

ان کے سردار سفارش کیلئے اور مرید بھی عجز و نیاز سے حاضر ہوئے

شرح ۴:۔ یعنی اذن خداوندی نہیں ہے بعض نسخوں میں۔ گفت سے تو جملہ پر شرمیم و منشور ہے اس قصہ سے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ سالک مرشد سے دور نہ ہے اور اس کی صحبت کو غنیمت جانے۔

شرح ۵:۔ ضراعت بمعنی زاری۔ اور بعض نسخوں میں ضراعت کی جگہ شناعت بھی ہے۔ یعنی مرید اپنے نفس کی برائی اور قصور کا اعتراف کرتے ہوئے آئے

marfat.com

۱

جملہ در خشکی چو ماہی مے طپند　　آب را بکشا ز جو بر دار بند

تیرے تمام عشاق ایسے تڑپ رہے ہیں جیسے خشکی پر پانی کے بغیر مچھلی تڑپتی ہے۔

۲

اے کہ چوں تو در زمانہ نیست کس　　اللہ اللہ خلق را فریاد رس

تمہارے جیسا جہاں میں کوئی ہے نہیں اللہ سے ڈر مخلوق کی فریاد رسی فرما

شرح (۱): اپنی نہر معرفت سے بند کھول کر آب حکمت تشنگان شوق کو پلا اور پیاسوں کو سیر کر۔

شرح ۲:۔ دونوں جگہ اللہ اللہ کے یہ معنی ہیں کہ اے استاد خدا سے ڈر خدا سے ڈر اور ہمیں اپنی صحبت سے دور نہ کر خلق اللہ کی فریاد کو پہنچ۔ اور ہمیں اپنے جمال اور ملاقات سے مسرور فرما۔

دفع کردن وزیر مریدان واتباع خود را

وزیر کا اپنے مریدوں اور شاگردوں کو دفع کرنا ٹالدینا

شرح :۔ اس داستان میں مولانا قدس سرہ نے تصوف کے بڑے باریک مسائل تحریر کیے ہیں۔ گو وزیر کی زبان سے نکلے ہیں۔

گفت ہاں اے سخرگان گفتگو　　وعظ و گفتار زبان و گوش جو

وزیر نے کہا اے زبان کے وعظ کی گفتار اور کان سے سننے کے عاشقو سنو۔

شرح :۔ یعنی اے مغلوبین قیل وقال اور ایسے وعظ کے (باقی ص ۳۷۷ پر)

marfat.com

۱

پنبہ اندر گوشِ حسِّ دُوں کنید بند حسِ از چشم خود بیروں کنید

ظاہری کانوں پر روئی ٹھونس دو۔ کان کی حس کا تصور بھی آنکھوں سے باہر کر دو۔

۲

پنبۂ آں گوشِ سر۔ گوشِ سرست تانگردد این کر۔ آں باطن کرست

سر کے کانوں میں روئی ٹھونسنے سے باطن کے کھلیں گے۔ جب تک یہ کان بہرے نہ ہونگے باطن کے کان بہرے رہیں گے۔

۳

بے حس و بے گوش و بیفکرت شوید تا خطاب ارجعی را بشنوید

بے حس اور بے گوش اور بے فکر ہو جاؤ تاکہ خطاب "ارجعی" کا سنو

شرح ۱:۔ یعنی کان میں جو ایک حسِ ذلیل ہے روئی ٹھونس لو اور باطن کے کان کھول کر کلمات اہل اللہ سننے کیلئے مستعد رہو۔ حسِ ظاہری کی قید یعنی کانوں پر لگا نہ رکھو۔ یعنی یہ نہ سمجھو کہ ظاہری ہی کانوں سے کچھ سنا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ حواس ظاہرہ معطل کر کے حواس باطنہ سے کام لو۔

شرح ۲:۔ یعنی ان ظاہری کانوں میں روئی ٹھونسنا ہی گویا باطنی کان ہیں جب تک یہ ظاہری کان بہرے نہ ہوں گے۔ باطن کے کان بہرے رہیں گے۔ مطلب یہ کہ حواس سر کو معطل کرنا عین حسِ قلب ہے۔ بعض نسخوں میں تانگردد ایں گر اں باطن کرست۔

شرح ۳:۔ یعنی بے حس اور بے فکر و بے گوش ہو کر نفس مطمئنہ بن جاؤ۔ ا یا تی ص ۳۷۸ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ ۳۷۶ سے:۔ سننے والوں کو جو کہنے والے کی زبان اور سننے والے کے کان سے تعلق رکھتا ہے مطلب یہ کہ اے ظاہری اور لفظی وعظ کے طالبو سنو

۱

تا بگفت وگفتگوی بیداری دری   تو ز گفتِ خواب کے بوئے بری

جب تک تو عالم بیداری کی گفتگو میں ہے تو خواب کی گفتگو سے کسطرح حصہ لے سکتا ہے۔

۲

سیر بیرونست قول و فعل ما   سیر باطن ہست بالائے سما

ہمارے قول و فعل باہر یعنی دنیا کی سیر میں ہیں۔ باطن کی سیر تو آسمانوں کے اوپر ہے۔

۳

حِس خشکے دید کز خشکی بزاد   موسی جاں پائے در دریا نہاد

خشکی یعنی مٹی کی حس کو معلوم ہو گیا کہ وہ خشکی یعنی مٹی سے بنی ہے۔ موسیٰ جان (روح) نے دریا میں قدم رکھے۔

شرح ۱:۔ لفظ دری بائے بگفت کے اظہار معنی کے لئے زائد ہے۔ یعنی جب تک تو عالم بیداری کی گفتگو میں مشغول ہے۔ گفتگوئ خواب سے محروم ہے اسی طرح جب تک تو حواس ظاہرہ کو معطل نہ کرے گا ذوق باطنی سے محروم رہے گا۔ حواس باطن بمعنی حواس قلب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواس ظاہر نزول وحی کے وقت اس لئے غیر متوجہ ہو جاتے تھے کہ حواس باطن مصروف الی اللہ رہتے تھے۔

شرح ۲:۔ ہمارے وہ قول و فعل جو ہمارے حواس ظاہری سے صادر ہوتے ہیں۔ اسی عالم دنیا تک کی سیر کر سکتے ہیں۔ یعنی ان کے مقبول ہوتے اور آسمان پر جانے کی امید نہیں البتہ وہ اقوال وافعال جو حواس باطنہ اور صدق دل سے صادر ہوں گے ضرور آسمان تک پہنچ جائیں گے اور انہیں مرتبۂ قبولیت حاصل ہوگا۔ شرح ۳:۔ لفظ خشکے اول بیائے مجہول و معروف (باقی

marfat.com

سیرِ جسم خشک بر خشکی فتاد ۔ سیرِ جانِ پا در دلِ دریا نہاد

جسم خشک یعنی مٹی والے جسم کی سیر صرف خشکی تک رہی اور روح کو سیرِ دریا کی نصیب ہوئی

شرح :۔ اس کا مطلب پہلے شعر کی تقریر سے بالکل واضح ہو گیا ہے۔ لہذا مکرر شرح کی ضرورت نہیں۔

بقیہ صفحہ ۳۷۸ سے) :۔ اور ثانی فقط بیائے معروف مصدری بمعنی پیوست ہے اور حس خشک سے مراد حس ظاہر ہے۔ اس کو خشک اس لئے کہا کہ خشک چیز (یعنی مٹی) سے بنا ہے پہلے خشک میں اگر یائے معروف ہے تو نسبتی اور مجہول ہے تو زائد ہے۔ دید بمعنی دانست ہے یعنی حس ظاہر نے فقط اتنا معلوم کر لیا کہ میں خشکی سے پیدا ہوا ہوں اور چونکہ اس کو عالم علوی کی خبر نہ تھی اس لئے عالم سفلی میں ہی رہ گیا۔ اور ترقی نہ کر سکا۔ بخلاف حس باطن یعنی روح کے کہ اس نے بحر معنی میں قدم رکھا۔ کیونکہ جنس اپنی ہمجنس کی طرف مائل رہتی ہے۔ حس ظاہر مٹی سے پیدا ہوا تھا اس لئے مٹی میں رہا۔ اور حس باطن عالم علوی سے مرحمت ہوا تھا اسلئے اسکی طرف ترقی کر گیا۔ کیونکہ جسم کثیف ہے! ور روح لطیف جانکو موسےٰ اس لئے کہا کہ جب فرعون حضرت موسےٰ کے عقب میں آیا تو آپ نے دریا پر عصا مارا۔ دریا خشک ہو گیا۔ اور حضرت موسےٰ مع مومنین عبور کر گئے۔ اس سے حضرت موسیٰ کے معجزے کی طرف بھی اشارہ ہو گیا بعض نسخوں میں عیسٰی جان بھی آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر کشتی کے عبور کرنا۔ حضرت عیسیٰ کا بھی معجزہ تھا۔

marfat.com

۱
چونکہ عمر اندر رہِ خشکی گزشت　　گاہ کوہ و گاہ صحرا گاہ دشت
جب تمام زندگی خشکی میں گذری کہ کبھی پہاڑوں میں اور صحراؤں اور جنگلوں میں

۲
آبِ حیواں را کجا خواہی تو یافت　　موجِ دریا را کجا خواہی شگافت
تو تو چشمۂ آبحیات کو کہاں پائیگا اسی طرح موج دریا کو کب چیر دیگا

۳
موجِ خاکی وہم و فہم و فکرِ ماست　　موجِ آبی محو و سکرست و فناست
موج خاکی ہمارے وہم و فہم و فکر کا نام ہے موج دریائی محو اور سکر و فنا کو کہا جاتا ہے۔

۴
تا دریں فکری ازاں سکری تو دور　　تا ازیں مستی ازاں جامی نفور
جب تک تو اسی دینوی فکر میں ہے اس معنوی سکر سے دور رہے گا۔ جب تک تو اسی مستی سے مست ہے تو جام حقیقت سے محروم ہے۔

شرح ۱-۲ :- رہِ خشکی سے عالم صورت۔ کوہ سے فکر محال۔ صحرا سے طول آمال۔ دشت سے باطل خیال مراد ہے۔ یعنی جب عمر اس طرح اور ان حالتوں میں گذری تو تو آبِ حیوان عشق حقیقی اور موج دریائے معانی سے ہرگز نہیں واقف ہو سکتا۔ اسی لئے خلوت اور ریاضت ضروری ہے۔

شرح ۳- یعنی دریائے عالم سفلی کی موج وہم و فہم اور ہمارا فکر ہے۔ یعنی مشاغل دنیا میں استغراق اور دنیا کمانے کا فکر اور دینوی معاملہ فہمی اور نفع و نقصان کا وہم یہ سب امواج عالم ظاہری ہیں اور دریائے عالم معنی کی موج عشق حقیقی میں محو ہونا بادہ عشق حقیقی کا نشہ اور فنا فی اللہ ہو جانا ہے بعض نسخوں میں بجائے محو کے صحو ہے جو لغت میں معنی ہوشیاری ہے۔ (باقی صـ ۳۸۱ پر)

marfat.com

۱

گفتگوئے ظاہر آمد چوں غبار	مدتے خاموش کن ہیں ہوشدار

ظاہری گفتگو غبار کی طرح نکلنا لہٰذا اے ہوشیار سالک کچھ عرصہ خاموشی اختیار کر

شرح :۔ ظاہری گفتگو غبار کی طرح مشاہدہ حق سے محروم رکھتی ہے کہنے سننے سے مشاہدۂ حق نصیب نہیں ہوتا۔ اس لئے چند مدت خلوت میں بیٹھ کر خاموش رہنا چاہیے۔ کیونکہ نطق امر عارض ہے اور سکوت اصل ہے۔

مکر کردن مریدان کہ خلوت را بشکن

وزیر سے مریدوں کا مکر کرنا کہ خلوت سے باہر نکل

جملہ گفتند اے حکیم رخنہ جو	ایں فریب و ایں جفا با ما مگو

سب نے کہا اے رخنہ انداز حکیم۔ یہ فریب و یہ جفا گفتگو ہمارے ساتھ نہ فرما۔

شرح :۔ رخنہ بمعنی خلل یعنی جوئندہ خلل در جماعت مریدوں نے وزیر کو رخنہ جو اس لئے کہا کہ اس کی خلوت نشینی سے اُن کی جمعیت میں خلل پڑ گیا تھا۔ اور یہ فریب دیگر جفا اس لئے کہ اس کی خلوت موجب ضرر تھی کیونکہ ہنوز تمام مرید مبتدی تھے جنہیں استاد کی خلوت نشینی سے اپنی پریشانی کا اندیشہ اور اختلاف عقل کے سبب استاد کی نسبت ایسے کلمے زبان سے نکل گئے۔ (باقی)

(بقیہ صفحہ ۳۸۰ سے) :۔ اور اصطلاح صوفیہ میں صفات بشری کے نابود کرنے کو صحو اور غلبہ حال کو سکر کہتے ہیں۔ دونوں کا مطلب ایک ہے۔

marfat.com

۱

چوں پذیرفتی تو ما را زابتدا مرحمت کن ہمچنیں تا انتہا

جب ابتدا سے ہمیں دامن لگایا ہے تو ایسے تا انتہا ہمارے حال پر رحم فرما

۲

ضعف و عجز و فقر ما دانستۂ درد ما را ہم دوا دانستۂ

تو نے ہمارے ضعف، اور عجز و فقر کو جان لیا ہے تجھے ہمارے دردوں کا دوا بھی معلوم ہے

۳

چار پا را قدرِ طاقت بار نہ بر ضعیفاں قدر ہمت کار نہ

جانور پر اس کی طاقت کے مطابق بوجھ رکھ ضعیفوں پر بھی انکی ہمت کے مطابق بوجھ ڈال

۴

دانۂ ہر مرغ اندازہ وے ست طعمۂ ہر مرغ انجیرے کے ست

ہر پرندے کی حیثیت کے مطابق دانہ ہوتا ہے انجیر ہر پرندے کی خوراک کب ہو سکتی ہے۔

شرح ۱ تا ۳ :- اے استاد تو خوب جانتا ہے کہ ہم احکام انجیل کے سمجھنے میں عاجز ہیں اور تیرے محتاج ہیں۔ تیرے فراق کی زیادہ طاقت نہیں رکھتے۔ تو ہم پر اپنی جدائی کی مصیبت کا اتنا ہی بوجھ رکھ جتنا ہم سے اٹھ سکے

شرح ۴ :- ہر مرغ کا دانہ اس کی حیثیت اور اندازہ کے موافق ہے یہی باعث ہے کہ ہر جانور انجیر ہضم نہیں کر سکتا۔ اور ہر شخص صدمۂ فراق نہیں اٹھا سکتا۔

(بقیہ ص ۳۸۱ سے) :- کیونکہ عاشق معذور ہوتا ہے اور فراق میں معشوق کو پر جفا د رستم کہہ دیا کرتا ہے اس سے ان کا مقصد اپنے پیر کی توہین ... [illegible]

۱

طفل را گر ناں دہی بر جائے شیر　　طفل مسکیں را ازاں ناں مُردہ گیر

شیر خوار بچے کو اگر دودھ کے بجائے روٹی کھلاؤ تو بچہ روٹی سے مر جائے گا۔

۲

چونکہ دنداں ہا بر آرد بعد ازاں　　ہم بخود گردد دلش جویائے ناں

جب اس بچے کے دانت پیدا ہو جاتے ہیں تو بچہ کا دل خود بخود روٹی کا طالب ہو جاتا ہے۔

۳

مرغ پر نارستہ چوں پرّاں شود　　لقمۂ ہر گربۂ درّاں شود

جس پرندے کے پر پیلے نہ ہوں تو وہ کیسے اڑ سکتا ہے بلکہ ایسا پرندہ تو پھاڑ کھانیوالی بلی کا لقمہ ہو جائیگا

۴

چوں بر آرد پر بود پرّاں بخود　　بے تکلف بے صفیر نیک و بد

جب اس کے پر پیدا ہو جائیں گے تو بے تکلف کسی اچھی اور بری سیٹی کے بغیر اڑے گا۔

۵

دیو را نطق تو خامش میکند　　گوش ما را گفت تو ہش میکند

شیطان کو تیری گفتگو دور کر دیتی تیرے کلام سے ہمارے ہوش بجا رہتے ہیں۔

شرح ۱-۲:۔ بچہ سے جوان کا اور مبتدی سے منتہی کا کام نہیں ہو سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم بالفعل مبتدی ہیں اس لئے تیرا مفارقت کی برداشت نہیں ہو سکتی۔ البتہ جب منتہی ہو جائیں گے تو تیری ضرورت نہ رہے گی۔ فلہذا ہمیں اپنے فیض محبت سے محروم نہ کر۔

شرح ۳:۔ اس طرح مرید جب قبل حصول کمال مرشد سے دور ہو جاتا ہے تو اگر گمراہ کرنے والے اسے شکار کر لیتے ہیں۔ (باقی ۳۸۴ پر)

۱

گوشِ ما ہوش ست چوں گویا توئی　خشک ما بحر ست چوں دریا توئی

جب تو بولتا ہے تو ہمارے کان سراسر ہوش بنجاتے ہیں ہماری خشک طبیعتیں تیرے دریائے فیض سے بحر معانی ہو جاتے ہیں۔

۲

با تو ما را خاک بہتر از فلک　اے سماک از تو منور تا سمک

تیری صحبت میں مٹی ہمارے لئے آسمان سے بہتر ہے آسمان و زمین تجھ سے ہی منور ہیں۔

۳

بے تو ما را بر فلک تاریکی ست　با تو اے مہ ایں زمیں تاری کی ست

تیرے بغیر ہم آسمان پر جائیں تب بھی ہم بے نوا ہیں اور تیرے ہوتے یہ زمین تاریک کب ہے جب تو اس زمین کا چاند ہے۔

شرح ۱ :۔ ہماری طبیعتِ خشک تیرے دریائے فیض سے بحر معانی بن جاتی ہے اور تیری باتوں سے ہمارے کانوں کو اسرار معلوم ہوتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۳۸۵ پر)

بقیہ پچھلے صفحہ سے :۔ شرح ۴ :۔ جب مرید کامل ہو جاتا ہے تو مرشد سے خود بخود الگ ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسا پر دار مرغ کہ اس کو اڑنے میں سیٹی یا اچھی بری آواز کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور وہ بلی وغیرہ کا لقمہ بھی نہیں بنتا۔

شرح ۵ :۔ نامش مخفف خاموش مجازاً بمعنی دور
اور ہُش مخفف ہوش بمعنی صاحب ہوش یعنی باخبر
اور دیو سے شیطان یا نفس امارہ مراد ہے۔

مطلب یہ کہ تیرے متبرک اقوال شیطان کو دور کرتے ہیں اور تیری گفتگو طالبان حقیقت کو اسرار سے آگاہ اور باخبر کر دیتی ہے۔

marfat.com

با مہ روئے تو شب [illegible] است — روز را بے روئے تو تاریکی ست

شب ہیں کہ چاندنی تو ... اندھیرا کہاں اور دن کو تیرے بغیر تاریکی نصیب

۲

با تو بر خاک از فلک بردیم دست — باسمانہا بے تو چوں خاکیم پست

تیری وجہ سے ہم آسمان پر غلبہ پا سکتے ہیں۔ تو نہ ہو تو اگر ہم آسمان پر ہوں تب بھی ہم پست ہیں۔

۳

صورت رفعت بود افلاک را — معنی رفعت روان پاک را

صرف آسمانوں کو ظاہری بلندی حاصل ہے ورنہ حقیقی اور معنوی بلندی تو روح پاک کو ہے۔

۴

صورت رفعت برائے جسمہاست — جسمہا در پیش معنی اسمہاست

ظاہری بلندی جسموں کی ہے لیکن جسم تو معنی کے آگے برائے نام ہے۔

شرح ۱:۔ اس شعر کے پہلے مصرع میں تاری جدا لفظ ہے اور دوسرے میں تاریکی ایک لفظ

شرح ۲:۔ دست از کسے بردن بمعنی غالب شدن۔ یعنی باعتبار مرتبہ ہم آسمان پر غالب ہو گئے ہیں۔

شرح ۳:۔ ہم اس لئے باعتبار علو مرتبہ آسمان پر غالب ہیں۔ کہ آسمان کی رفعت صوری اور ظاہری ہے اور ہماری معنوی رفعت حقیقی و واقعی اور معنوی رفعت (باقی بر صفحہ ۳۸۶)

(بقیہ صفحہ ۳۸۴ سے):۔ شرح ۴۔ پہلے مصرع میں تاریکی ایک لفظ ہے اور دوسرے میں تاری معنی تاریک الگ لفظ ہے اور کی ست الگ۔ یعنی بالفرض اگر ہم تیرے بغیر فلک پر چلے جائیں تب بھی ہمارے لئے نزدیک وہاں تاریکی ہے اور زمین تیرے وجود سے روشن ہے۔

اللہ اللہ یک نظر بر ما فگن   لاتقنطنا فقد طال الحزن

ترجمہ خدا سے ڈر اور نظر کرم کر۔ اس سے زیادہ ہمیں ناامید نہ کر کیونکہ ہمارا غم بہت بڑھ گیا ہے۔

جواب گفتن وزیر کہ خلوت را نمے شکنم

وزیر کا جواب دینا کہ میں خلوت سے نہیں نکل سکتا

گفت حجتہائے خود کوتہ کنید   پند را در جان و در دل رہ کنید

وزیر بولا۔ حجت بازی چھوڑ دو   میری نصیحت کو جان و دل میں جگہ دو۔

(باقی بر صفحہ ۳۸۷)

(بقیہ صفحہ ۳۸۵ سے) ۔صوری سے بدرجہا بلند ہے۔ جس کی دلیل اس شعر میں ہے۔

شرح :۔ یعنی ظاہری رفعت اجسام کے لئے ہوتی ہے اور اجسام معنی اور حقیقت کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے اسماء مسمیات کے مقابلہ میں یعنی مقصود اصلی اسم سے مسمےٰ ہوتا ہے اور مسمےٰ کے روبرو اسم کی کچھ اصل نہیں ہوتی۔ اسی طرح معنی کے روبرو جسم کی کچھ اصل نہیں ہے۔ ظاہری رفعت اور بلندی مرتبہ فنا ہونے والی چیز ہے۔ جس کو صرف اہل دنیا پسند کرتے ہیں اور باطنی رفعت (معرفت اسرار الٰہی) اولیاء اللہ کا حصہ ہے اور بلند مرتبہ ہے جس کو نہ زوال ہے نہ فنا۔

marfat.com

۱

گر امینم متہم نبود امین　　گر بگویم آسماں را من زمیں

اگر میں امین ہوں تو امین پر تہمت نہیں اگرچہ میں زمین کو آسمان کہوں

۲

گر کمالم با کمال انکار چیست　　ور نیم این زحمت و آزار چیست

اگر میں باکمال ہوں تو اہل کمال کے آگے انکار کیوں اگر میں کامل نہیں تو پھر میرے پیچھے اتنا دکھ درد اور تکالیف اٹھاتے ہو۔

۳

من نخواہم شد ازیں خلوت بروں　　زانکہ مشغولم بحال اندروں

میں اس گوشہ نشینی سے باہر نہیں آسکتا کیونکہ میں ایک باطنی راز کیلئے یہاں مشغول ہوں

شرح ۱۔ اگر میں تمہارے نزدیک امین اور سچا ہوں تو مجھ کو فی الواقع سچا جانو۔ کیونکہ امین پر تہمت نہیں لگاتے۔ اگر میں آسمان کو زمین کہوں۔ تم پر اس کی تصدیق لازم ہے۔ یہ پند اگرچہ وزیر کی زبان سے ہے۔ لیکن فی الواقع مرید کو شیخ کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

شرح ۲۔ اگر میں کامل ہوں تو میرا کہا مانو اور اگر ناقص ہوں تو مجھ کو چھوڑ دو اور تکلیف نہ دو۔ میں خلوت کو نہیں توڑ سکتا۔

اعتراض کردن مریدان از خلوت وزیر بار دیگر

مریدوں کا وزیر کی خلوت پر دوسری بار اعتراض کرنا

(بقیہ صفحہ ۳۸۶ سے): **شرح**:۔ مجھ سے معاوضہ نکرو (کیونکہ مریدوں کا شیخ سے معاوضہ کرنا ناجائز ہے) اور میری نصیحت کو جان و دل میں جگہ دو

marfat.com

۱

جملہ گفتند اے وزیر انکار نیست　　گفت ما چوں گفتۂ اغیار نیست

سب نے کہا کہ اے وزیر ہمارا انکار نہیں اور نہ ہماری گفتار غیروں کی طرح ہے۔

۲

اشک دیدہ ست از فراق تو دواں　　آہ آہست از میاں جاں رواں

تیرے فراق سے ہماری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ آہ و فغاں سے ہماری جان نکلتی ہے۔

۳

طفل با دایہ نہ استیزد و لیک　　گرید او گرچہ نہ بد داند نہ نیک

بچہ دایہ سے لڑائی نہیں کرتا لیکن روتا ہے حالانکہ اسے نہ برائی کی تمیز ہے نہ نیکی کی

۴

ما چو چنگیم و تو زخمہ مے زنی　　زاری از ما نے تو زاری میکنی

ہم چنگ کی طرح ہیں اور تو زخمہ زن۔ ہمارے سے کوئی آواز نہیں درحقیقت تو نعرہ زن ہے۔

شرح ۱-۲ :- ہم تیرے کلام اور کمال کے منکر نہیں ہیں اور نہ ہمارا یہ مقولہ جو تیرے حق میں کہا گیا ہے۔ غیروں کے مقولہ کے مانند ہے کہ انکار پر مبنی ہو بلکہ یہ سب ہماری بیقراری کا اظہار ہے۔ پہلے شعر میں حال اندرون سے صفائی قلب مراد ہے

شرح ۳ :- اے وزیر تو ہماری دایہ اور ہمارا مربی ہے۔ اور ہم تیرے بچے تو ہی خیال کر کر لڑکا دایہ سے لڑتا نہیں۔ مگر اس کی گود میں روتا ہے۔ اگرچہ اس کو نیک و بد کی تمیز نہیں۔ اسی طرح ہم بھی تیرے بچے ہیں، اور بچے کی طرح اس لئے ضد کر رہے ہیں کہ شاید ہماری ضد میں کچھ ہمارا فائدہ ہو۔

شرح ۴ :- اس شعر سے مولانا قدس سرہٗ نے بیان وحدت مطلق کی طرف انتقال کیا ہے چونکہ تمام موجودات مظاہر صفات حق ہیں۔ اس لئے ظاہر و مظہر

(باقی بر صفحہ ۳۸۹)

ماچو نائیم و نوا در ماز تست   ماچو کوہیم و صدا در ماتست
ہم نے کی طرح ہیں ہماری آواز تیرے سے ہے۔ ہم پہاڑ کی طرح ہماری صدا تیری ہے۔

شرح:۔ نائے بمعنی نے۔ یعنی ہمارا تکلم تیرے اس کلام کے اکثر کے اثر سے ہے جو تیری صفات ذاتیہ سے ہے اور جو حالات ہم میں موجود ہیں تیری ہی طرف سے منعکس ہیں۔ جس طرح پہاڑ کی آواز جو آواز کرنے والے کی طرف پھر کر آتی ہے فی الواقع پہاڑ کی آواز نہیں ہوتی بلکہ اور شخص کے ہوتے ہی تیرا وجود حقیقی ہے اور ہمارا وجود ثانی ہیں جتنی حالتیں اور صفتیں پائی جاتے ہیں تیرے ہی صفات کا عکس ہیں۔ مثلاً ہم میں صفت غضب تیرے اسم جبار کا عکس ہے۔ اور صفت رحم تیرے اسم رحیم کا (علے ہذا لقیاس)

(بقیہ) صفحہ ۳۸۸ کا اور شاہد و مشہود گویا واحد ہے اور یہ وزیر کے مریدوں کا مقولہ نہیں بلکہ مولانا کی مناجات ہے۔ شعر کا یہ مطلب ہے کہ ہم آلہ ملاحظہ صفات ہیں۔ ہم میں تیری صفتیں ظہور کیسے ہوتی ہیں اور ہماری مثال ایسی ہے جیسا چنگ۔ یعنی جسطرح چنگ میں تمام اقسام کے نغموں کی استعداد ہے مگر بلا مضراب وہ نغمے ظاہر نہیں ہوسکتے اسی طرح ہم میں ارادہ و قدرت و افعال کے استعداد موجود ہے۔ مگر جب تک تیری تحریک نہ ہو وہ ارادے ہم سے ظاہر نہیں ہوسکتے۔ دوسرے مصرع میں زاری سے مراد آواز ہے یعنی جس طرح چنگ سے بلا مضراب خود بخود آواز نہیں نکلتی اسیطرح فی الواقع ہماری آواز ہماری زاری۔ ہماری ذاتی آواز نہیں ہے بلکہ حقیقت میں آواز کا پیدا کرنیوالا تو ہے۔

marfat.com

۱

ماچو شطرنجیم اندر بردومات　　بردومات مازتست اے خوش صفات
ہم شطرنج کی طرح غلبے اور مغلوبیت میں ہیں اور ہمارا غلبہ اور مغلوبیت بھی تیری جانب سے ہیں اے خوش صفات

۲

ماکہ باشیم اے تو مارا جان جان　　تاکہ ما باشیم با تو درمیاں
تو ہماری جان کی جان ہے پھر ہم کون لگتے ہیں کہ ہم تیرے سامنے ہستی کا دم بھریں۔

۳

ما عدمہائیم و ہستی ہائے ما　　تو وجودِ مطلق فانی نما
ہم معدوم اور ہماری ہستی بھی معدوم ہے تو وجود مطلق اور فانی کو ظاہر کرنے والا ہے

۴

ما ہمہ شیران ولے شیر علم　　حملہ شاں از باد باشد دمبدم
ہم سب شیر ہیں لیکن صرف اس تصویر کی طرح جو جھنڈے پر لگی ہوتی ہے اس کا حملہ ہوا کے جھونکوں پر موقوف ہوتا ہے۔

شرح ۱:- ہم صفت غالبیت اور مغلوبیت میں بازی شطرنج کی طرح ہیں۔ کبھی غالب ہیں اور کبھی مغلوب اور یہ غالبیت و مغلوبیت تیری طرف سے ہے کیونکہ تو ہمارے افعال و اقوال و احوال کا خالق ہے قرآن مجید میں قُل کُلٌّ مِّنْ عِندِ اللّٰہ اور تعز من تشاء و تذل من تشاء موجود ہے۔ ہر شے خدا کی طرف سے ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلت

شرح ۲:- جان جانِ روح الروح بمعنی مد حیات۔ یعنی کیا ہستی ہے کہ ایجاد افعال میں تیرے شریک ٹھہر سکیں۔ شرح ۳: فانی نما بمعنی مظہر اشیائے فانیہ یعنی ہماری ہستی بالکل فانی ہے کیونکہ ہمارا وجود خارجی (باقی بر صفحہ ۳۹۱)

marfat.com

۱

حملہ شاں پیدا و ناپیداست باد　　آنکہ ناپیداست از ما کم مباد

ایسی تصویری شیروں کے حملے تو محسوس ہوتے ہیں لیکن ہوا ظاہر نہیں وہی جو ہمارے حرکات و سکنات کا محرک ہے یا الہٰی ہم سے ناپید ہو۔

۲

باد ما و بود ما از داد تست　　ہستی ما جملہ از ایجاد تست

ہماری حرکتیں اور ہماری ہستی تیری عطا کردہ ہے اس لئے کہ ہماری ہستی تیری ایجاد ہے۔

۳

لذت ہستی نمودی نیست را　　عاشق خود کردہ بودی نیست را

تو نے نیستی کو ہستی کی لذت بخشی۔ تو نے تو خود ہی نیستی کو اپنا عاشق بنایا تھا

۴

لذت انعام خود را وامگیر　　نقل و بادۂ و جام خود را وامگیر

اب اپنے انعام کی لذت ہمارے سے واپس نہ لے۔ اپنی نقل اور بادۂ جام کو ہمارے سے نہ چھین

شرح :۔ شیر علم کی حرکت تو محسوس ہوتی ہے۔ مگر ہوا جو فی الواقع اس کی محرک ہے بالکل ناپدید ہے۔ اسی طرح ہمارے حرکات و سکنات تو ظاہر ہیں۔ مگر محرک اصلی ناپدید ہے۔ خدا کرے اس محرک کا عشق (باقی بر صفحہ ۳۹۲)

(بقیہ ۳۹۰ صفحہ سے)۔ کو باعتبار ظاہر موجود ہے۔ لیکن فی الحقیقت معدوم ہے اور تیرا وجود مطلق یعنی بلا قید فنا ہے اور تو اشیاء فانیہ کا مظہر ظاہر کرنے والا ہے۔

شرح :۔ شیر علم۔ تصویر شیر۔ کہ ہیبت دشمن اور شگون غلبہ کے لئے جامۂ علم پر سی دیتے ہیں۔ حملہ بمعنی حرکت و جنبش یعنی ہم شیر علم کے مانند ہیں۔ جس کو ہوا کے سبب جنبش ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ ہمارے حرکات و سکنات تیرے ہوائے ارادت پر موقوف ہیں۔ جب تک تو شریک نہ ہو ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

marfat.com

۱

نقش با نقاش چوں نیرو کند　　در بگیری کیست جست و جو کند

اگر تو چھین لیگا تو کون اسکی جستجو کرے گا۔ نقش نقاش سے کیا قوت آزمائی کرے گا

۲

منگر اندر ما مکن در ما نظر　　اندر اکرام و سخائے خود نگر

ہماری غلطیوں کو نہ دیکھ اور نہ ہی خطاؤں پر اپنی نوازشوں اور جود و سخا پر نظر کیجئے

شرح :- یعنی اگر تو اپنے انعام کو چھین لے یا اُن سے محروم رکھے تو ایسا کون ہے جو تجھ سے لے سکے۔ کیونکہ نقش یعنی انسان میں۔ نقاش سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے یہ بیچارہ تو فقیر ہے جس طرح تو نے قبل از استحقاق یعنی ازل میں اس کی پرورش کی ہے۔ اسی طرح بعد استحقاق بھی اپنی نعمتوں سے محروم نہ رکھ۔ (باقی بر صفحہ ۳۹۳

(بقیہ صفحہ ۳۹۱ سے)

اور اس کی معرفت کا شوق ہم سے کم نہ ہو۔

شرح :- باد سے حرکت اور بود سے وجود اور ہستی سے حاصل وجود مراد ہے۔ یعنی ہم موجود نہیں ہیں بلکہ موجود برحق تو ہے۔

شرح :- تو نے عدم اضافی (انسان) کو ہستی کا ذائقہ چکھایا۔ اور ازل میں اس کو اپنا عاشق بنا لیا۔ چنانچہ) اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی۔ اسی عشق کی طرف اشارہ ہے) اب اپنے انعام کی لذت اس سے واپس نہ لے اور نقل معرفت از بادۂ محبت اور کاسۂ حقیقت سے محروم نہ رکھ۔ شراب کے بعد ترش یا نمکین یا کباب وغیرہ کھانے کو نقل کہتے ہیں۔

marfat.com

ما نبودیم و تقاضا ما نبود ۔۔۔ لطف تو ناگفتہ ما را شنود

ہم معدوم تھے اور ہیں ہستی کے تقاضے بھی نہیں تھے تیرے لطف نے ہمارے ناگفتہ راز کو سن لیا

۲

نقش باشد پیش نقاش و قلم ۔۔۔ عاجز و بستہ چو کودک در شکم

نقاش و قلم سے پہلے ہی نقش منصور ہوتے ہیں لیکن عاجز اور مقید جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ

۳

پیش قدرت خلق جملہ بارگہ ۔۔۔ عاجزاں چوں پیش سوزن کارگہ

تیری قدرت کے آگے تمام عالم ایسے عاجز ہیں جیسے نقش پردا سوئی کے آگے۔

شرح ۱ :۔ تقاضائے طلب لسانی اور ناگفتہ ما سے استعداد وجود مراد ہے۔ یعنی جب ہم صرف تیرے علم میں تھے اور اپنا ذاتی وجود نہ رکھتے تھے تو ہم میں طلب لسانی کی طاقت نہ تھی کیونکہ معدوم سے طلب ناممکن ہے۔ لیکن تیرا لطف ہماری استعداد وجود کو جانتا تھا یعنی اس کو معلوم تھا کہ انسان اس کی استعداد رکھتا ہے کہ اس کو وجود میں لایا جائے کیونکہ وہ اشرف المخلوقات ہونے والا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مطلب یہ کہ جب تو وجود سے پہلے ہم پر مہربان تھا تو بعد ایجاد بھی مہربان رہ۔ کیونکہ ہم نہایت عاجز اور تیرے الطاف کے خوگر ہیں۔

شرح ۲ :۔ ہماری مثال ایسی ہے جیسے نقش کہ نقاش اور قلم کے سامنے عاجز اور مقید ہے۔ جس طرح بچہ ماں کے پیٹ میں۔ کہ اپنے بننے اور بگڑنے کا کچھ اختیار نہیں رکھتا مطلب یہ کہ انسان اگرچہ جزوی اختیارات رکھتا ہے (باقی بر صفحہ ۳۹۷)

بقیہ ۳۹۵ سے (شرح ۲ :۔ ہمارے خسارے کو نہ دیکھ اپنی بخشش پر نظر رکھ ع برما منگر بر کرم خویش نگر

۱

گاہ نقش دیو گہ آدم کند　　گاہ نقش شادی و گہ غم کند

کبھی تو نقش کو شیطان بناتا ہے اور کبھی آدم کبھی اس نقش کو خوشی اور کبھی غم بناتا ہے۔

۲

دست نے تا دست جنباند بدفع　　نطق نے تا دم زند از ضر و نفع

کسی کو کیا مجال کہ تیرے لکھے کو ٹال دے۔ کسی کو بولنے کی کیا طاقت جو تیرے نفع و نقصان کے سامنے دم مارے۔

۳

تو ز قرآں باز خواں تفسیر بیت　　گفت ایزد مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ

اے مخاطب تو میرے اس بیت کی تفسیر پڑھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ

شرح[۱] :- یعنی اس نقش کو کبھی نقش شیطان بنا دیتا ہے اور کبھی نقش آدم یعنی کبھی گمراہ کرتا ہے اور کبھی ہدایت دیتا ہے اور کبھی صفات انسانیہ عطا فرما کر روح کو خوش کر دیتا ہے اور کبھی صفات شیطانیہ دیکر مغموم بنا دیتا ہے۔

شرح[۲] :- افراد مخلوق میں سے کسی کو یہ طاقت و اختیار نہیں ہے کہ نقاش حقیقی کے

(باقی صفحہ ۳۹۵ پر)

بقیہ (صفحہ ۳۹۳ سے) :- مگر انسان کامل نے اپنے تمام اختیارات شاہد حقیقی کے سپرد کر دیئے ہیں یا یہ کہ ہر متنفس کے افعال و حرکات اس کے ارادہ پر موقوف ہیں

شرح :- کارگہ مخفف کارگاہ کام کرنے کا محل خصوصاً کپڑا بننے کی جگہ یہاں کارگاہ سے وہ کپڑا مراد ہے جس پر پھول بوٹے بنائے جاتے ہیں۔ اور بارگاہ سے عالم مراد ہے یعنی تیری قدرت کے آگے مخلوق اور تمام عالم اس طرح عاجز ہے جس طرح سوئی کے آگے کپڑا۔ سوئی جس طرح چاہے اس کو بنائے یا بگاڑے۔

۱

گر بپرّانیم تیر آں کے ز ماست   ما کماں و تیر اندازش خداست

اگر ہم اپنے تیروں کو پھینکیں تو وہ ہم سے نہیں کیونکہ کمان اور تیر پھینکنے والا خدا ہے۔

شرح :- ہمارے افعال و اقوال کے تیر جو ہمارے وجود کی کان سے نکلے ہیں۔ یہ فی الحقیقت ہماری جانب سے نہیں ہیں۔ کیونکہ (باقی)

بقیہ اسے :- نقوش مٹادے اور نہ اتنی گویائی ہے کہ نفع و ضرر کی بابت کچھ دم مار سکے بلکہ ہر طرح کی طاقت اور ہر قسم کا اختیار خدا کو ہے۔

شرح :- اس آیت کی طرف اشارہ ہے فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ ۔ یہ آیت جنگ بدر میں نازل ہوئی تھی جب کفار نے غلبہ کیا تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف کنکریوں کی ایک مٹھی پھینکی جس سے وہ اندھے ہو کر جنگ سے باز رہے مطلب یہ کہ اگر اے مخاطب تجھ کو ہمارے اشعار کی (جو عدم قدرت اور عجز کے باب میں ہیں) شرح اور تفسیر دیکھنی منظور ہے تو اس آیت کو دیکھ اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کنکریاں پھینکنے کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کچھ نہیں کرسکتا بلکہ قادر مطلق اللہ تعالیٰ ہے **نکتہ** :- اس آیت میں اول رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فعل رمی کی نفی کی گئی پھر اذ رمیت سے اس کا اثبات کیا گیا پھر ولکن اللہ رمے سے نفی کی گئی۔ اور صحابہ کی شان میں فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم آیا ہے۔ یعنی ان سے صرف ایک بار قتل کی نفی کر کے اپنی طرف منسوب کیا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مراتب باعتبار خصوصیت ہیں۔ رسول اللہ کا مرتبہ ان کے افعال کو ان کی طرف منسوب نہ کرنے میں صحابہ سے زیادہ تھا۔ یہ نہایت باریک اور لطیف نکتہ ہے غور سے سمجھنا چاہئے۔ مزید تفصیل فقیر کی تفسیر اویسی میں دیکھئے۔

marfat.com

ایں نہ جبر ایں معنیٔ جبّاری ست ذکر جباری برائے زاری ست

یہ جبریہ مذہب والا جبر نہیں بلکہ یہ جباری شان کا بیان ہے ہم نے اس کی جباری کا ذکر کر کے اپنے عجز وزاری کا اظہار کیا ہے۔

شرح:۔ اس شعر میں فرقہ جبریہ اور قدریہ کا رد ہے۔ جبریہ کہتے ہیں کہ بندہ کو اپنے افعال میں مطلق قدرت اور اختیار نہیں ہے بلکہ خیر وشر اور بندہ کے جمیع حرکات وسکنات خاص افعال الہٰی ہیں۔ بندہ ایک بوجھل پتھر کی مانند ہے جو اپنے اختیار اور ارادہ سے متحرک نہیں ہوتا۔ اور قدریہ کا مذہب اس کے برعکس ہے وہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خالق اور مختار کامل ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے مدد کی کچھ حاجت نہیں۔ یہ دونوں فرقے باطل میں اور مذہب حق کہ مولانا قدس سرہٗ اور تمام اہلسنت والجماعۃ کا ہے وہ مذہب متوسط ہے جو ان دونو کے مابین ہے۔ یعنی بندہ نہ تو بالکل مجبور ہے کہ اسے پتھر سے تشبیہ دی جائے اور نہ بالکل مختار ہے کہ آپ اپنے افعال کا خالق ہو بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ خالق افعال اللہ تعالیٰ ہے۔ اور کاسب یعنی خیر وشر کا حاصل کرنے والا بندہ ہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہٗ کے سابق اشعار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بندہ مجبور ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہم گویا نیست ہیں اور جو افعال ہم سے صادر ہوتے ہیں وہ خالق کے افعال ہیں۔ اس سے وہم ہوتا تھا (باقی برصفحہ ۳۹۷)

بقیہ از صفحہ ۳۹۵ ہے:۔ ہم دست قدرت میں کمان کی طرح ہیں اور تیر پھینکنے والا فی الواقع وہی ہے۔ ہم اک خفیف سا ظاہری وسیلہ ہیں۔ اس شعر کے معنی پہلے شعر کے مطلب سے ملتے جلتے ہیں۔

marfat.com

سے سمجھنا چاہیئے۔ مزید تفصیل فقیر کی تفسیر اویسی میں دیکھیے

بقیہ

کہ مولانا قدس سرہٗ نے فرقہ جبریہ کی تائید کی ہے۔ یہ شعر اس اعتراض کا جواب ہے یعنی ہم نے جو یہ کہا ہے کہ ہمارے افعال حق سبحانہ و تعالیٰ کے افعال ہیں اور ہم گویا نیست اور لاشے ہیں۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ بندہ بالکل مجبور اور مسلوب الاختیار ہے۔ بلکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی جباری کے معنی بیان کئے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ ۲ فعال انسانی میں صفت جباریت کے ساتھ ظاہر ہوا ہے جباری بمعنی جبر نقصان ہے۔ یعنی اصلاح امور و پُر کردن بر شئے بچیزے کہ لائق آں باشد چونکہ عالم ارواح میں روحیں بذات خود ارتکاب افعال کے لئے مستعد تھیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے اس استعداد کو جان لیا تھا۔ اس لئے ان کو ایسے افعال سے پُر کر دیا جن کی وہ لیاقت رکھتی تھیں۔ (روح مومن کو افعال حسنہ سے اور روح کافر کو افعال سیئہ سے) (چونکہ جبار اسی کو کہتے ہیں جس کی عطا مقتضائے اشیاء کے مطابق ہو اس اعتبار سے جباری کے یہ معنی اختیار عبد کے منافی نہیں ہیں نیز جبار کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ان سے اپنے بندوں کو اوامر و نواہی کے بجا لانے پر قادر و قاہر کر دیا ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جباری کا ذکر اس لئے ہے کہ بندہ ہر فعل کے بجا لانے کے وقت جناب باری میں اس خوف سے زاری کرے کہ واللہ اعلم مقتضائے جباری اس فعل کے متعلق طاعت ہے یا معصیت جباری کے یہ معنی نہیں کہ خود معاصی میں گرفتار ہو کر اپنی معصیت کو اسکی جباری کیطرف منسوب کر دے۔ یہ مذہب خلاف سنت اور یہ عقیدہ قریب کفر ہے۔

marfat.com

۱

زاری ما شد دلیلِ اضطرار — خجلتِ ما شد دلیلِ اختیار

ہمارا عجز و نیاز اضطرار کی دلیل ہے ہماری شرمساری ہمارے اختیار کی علامت ہے۔

۲

گر نبودے اختیار ایں شرم چیست — ویں دریغ و خجلت و آزرم چیست

اگر ہمیں اختیار نہ ہوتا تو یہ شرمساری کسی گناہ سے ہمارا افسوس کرنا اور شرم و غم کیوں

۳

زجر استاداں بشاگرداں چراست — خاطر از تدبیر ہا گرداں چراست

استادوں کو شاگردوں کو جھڑکنا کیوں ۔ دل تدبیر کے پیچھے سرگرداں کیوں ہے۔

شرح ۱ :۔ ہماری زاری اور تضرع جو بعض افعال پر ہم سے صادر ہوتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہیں کہ ہم مجبور اور مضطر ہیں۔ کیونکہ اگر ہم کو اپنے افعال پر اختیار ہوتا تو ہم سے ایسے گناہ نہ ہوتے۔ جن سے ہم کو زاری کرنی پڑتی۔ لیکن انہی افعال قبیحہ سے ہماری خجلت اس بات کی دلیل ہے کہ ہم کو اپنے افعال پر اختیار بھی دیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر اختیار نہ ہوتا تو ہم کو خلق اور حق سے بُرے افعال پر خجالت کیوں ہوتی۔ اس سے معلوم ہُوا کہ بندہ کو کسی وجہ اختیار بھی دیا گیا ہے۔

شرح ۲ :۔ آزرم بمعنی غم و شرم۔ یعنی ..... اگر ہم کو اختیار نہ ہوتا۔ تو بیل اور گدھے اور دیگر جانوروں کی طرح ہمیں کسی گناہ سے شرم نہ آتی

شرح ۳ :۔ اگر انسان کو اختیار نہ ہوتا۔ تو استاد شاگرد پر۔ مولیٰ غلام پر۔ خاوند بیوی پر کسی فعل معیوب کے باعث زجر نہ کر سکتا۔ اور آدمی کا دل تدبیروں میں سرگرداں نہ رہتا۔ حالانکہ بہت سے کام آدمی مشورہ دل کے بعد کرتا ہے جو قابل کرنے

۱

ور تو گوئی غافلست از جبر او ‌‌‌‌‌‌ ماہ حق پنہاں شد اندر ابر او

اگر تم کہو کہ انسان جبر سے غافل ہے۔ حق کا چاند اس کے ابر میں پوشیدہ ہے

۲

ہست ایں را خوش جواب ار بشنوی ‌‌‌‌‌‌ بگرزی از کفر در دیں بگروی

اس اعتراض کا بہترین جواب ہم بیان کرتے ہیں بشرطیکہ تم منصف مزاج ہو کر سنو تو کفر سے نکل کر ایمان میں داخل ہو جاؤ گے

۳

حسرت و زاری کہ در بیماری ست ‌‌‌‌‌‌ وقت بیماری ہمہ بیداری ست

حسرت و زاری جو بیماری میں ہے یہ دراصل بیماری میں بیداری کی دلیل ہے۔

شرح ۱ تا ۲:۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آدمی کو جزوی اختیار دیا گیا ہے۔ لیکن اگر تو یہ اعتراض کرے کہ آدمی مختار نہیں بلکہ بالکل مجبور ہے۔ لیکن وہ جبر سے غافل ہے اور اس بات کو جانتا نہیں کہ ماہ حق یعنی کیفیت جبر الٰہی اس کے افعال و اقوال میں پوشیدہ ہے تو ہم اس کا جواب آئندہ شعروں میں دیتے ہیں جس کا سمجھنا منکر کو مومن بنا دے گا۔

شرح ۳:۔ جس قدر حسرت و زاری بیماری کے وقت ہوتی ہے۔ تندرستی کے وقت نہیں ہوتی اور بیماری کے وقت کی زاری گویا خواب غفلت سے بیداری ہے کیونکہ مصیبت کے وقت خدا زیادہ یاد آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر انسان مجبور ہوتا تو مسرت کے وقت بھی خدا سے غافل نہ ہوتا کیونکہ مجبور کو ہر حالت میں (باقی بر صفحہ ۵۰۰)

(بقیہ ۱ سے ۷):۔ کے دیکھا گیا۔ اور جو نہ دیکھا نہ گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو جزوی اختیار دیا گیا ہے۔ مزید تفصیل فقیر کی تفسیر اویسی میں دیکھئے۔

marfat.com

آن زماں کہ میشوی بیمار تو ‏ ‏ ‏ میکنی از جرم استغفار تو

جب تو بیمار ہوتا ہے تو جرم و خطا پر استغفار کرتا ہے۔

۲

مینماید بر تو زشتی گنہ ‏ ‏ ‏ میکنی نیت کہ باز آیم برہ

تیرے سامنے گناہ کی قباحت کھل جاتی ہے۔ اس وقت تیرا ارادہ ہو جاتا ہے کہ پھر ایسی غلطیاں نہیں کروں گا۔

۳

عہد و پیماں میکنی کہ بعد ازیں ‏ ‏ ‏ جز کہ طاعت نبودم کار گزیں

تو اپنے دل میں پختہ ارادہ اور تعین کر لیتا ہے۔ کہ اب بقایا زندگی طاعت و عبادت میں بسر کروں گا

۴

پس یقین گشت آنکہ بیماری ترا ‏ ‏ ‏ مے ببخشد ہوش و بیداری ترا

اس سے ثابت ہوا کہ بیماری بندوں کو ہوش اور بیداری بخشتی ہے۔

شرح :۔ اتا ۴ :۔ خلاصہ اشعار اور حاصل جواب یہ ہے کہ آدمی بیماری میں توبہ و استغفار اور یاد خدا زیادہ کرتا ہے۔ اور غفلت سے بیدار رہتا ہے۔ تندرست غافل رہتا ہے۔ انسان اگر وہ مجبور ہوتا تو دونوں حالتوں میں یکساں رہتا۔ اور ہر دم یاد خدا میں مصروف ہوتا۔ کیونکہ مجبور کو سرور سے (جو موجب غفلت ہے) کیا کام۔ اور مجبور سے گناہ ہی نہیں ہوتا۔ پھر توبہ سے کیا سروکار۔

(بقیہ صفحہ ۳۳۹ سے):۔ مجبور ہونا چاہیئے۔ یہ کیا کہ خوشی کے زمانہ میں تو خدا سے غافل رہا۔ اور بیماری یا مصیبت کے وقت زاری کرنے لگا۔

marfat.com

۱

پس بداں ایں اصل را اے اصل جو ہر کرا درد است او بردست بو

اے حق کا متلاشی اب اس قاعدہ کو یاد رکھ جسے درد دل نصیب ہو وہی اسکی خوشبو حاصل کریگا

۲

ہر کہ او بیدار تر پر درد تر ہر کہ او آگاہ تر رخ زرد تر

جو بیدار اور پر درد ہو وہ شخص اس سے آگاہ ہوگا جس کا چہرہ زرد ہوگا۔

۳

گر ز جبرش آگہی رازیت کو جنبش زنجیر جباریت کو

اگر تو جبر کا قائل ہے تو تجھے راز داری کہاں سے نصیب ہوگی۔ جباری کی زنجیر کی حرکت تجھے کہاں سے حاصل ہوگی۔

شرح ۱-۲:۔ پہلے شعر میں اصل اول بمعنی قاعدہ اور ثانی سے مراد ذات حق ہے یہ دونوں شعر تتمہ جواب کے علاوہ ایک جدید فائدہ کے لئے ہیں یعنی اے انسان جب یہ معلوم ہو گیا کہ تو کلی طور پر مجبور نہیں۔ بلکہ خدا کے اختیار دینے سے تھوڑی بہت قدرت بھی رکھتا ہے۔ تو تجھ پر اس قادر مطلق کی معرفت حاصل کرنی فرض ہے۔ اسی لئے اے حق کی تلاش کرنے والے اس قاعدہ کو یاد رکھ کہ جس کے دلمیں عشق حقیقی کا درد ہوگا وہی بوئے معرفت حاصل کر سکتا ہے۔ یار وہی ہے جو پُر درد ہو اور آگاہ حق وہی ہے جسکا چہرہ زرد ہو

شرح ۳:۔ اگر تو جبر خداوندی سے آگاہ ہے اور اپنے آپ کو مجبور جانتا ہے تو تیری رازی کہاں گئی۔ کیونکہ زنجیر جباری کی حرکت یعنی علامت زاری ہے اس لئے جو شخص مجبور ہوتا ہے اس کو سوائے زاری کے شادی و سرور سے مطلب نہیں رہتا۔ یہاں سے پھر مذہب جبریہ کا رد شروع ہوا۔

marfat.com

۱

بستہ در زنجیر زادی چوں کند　　چوبِ اشکستہ عمادی چوں کند

زنجیر میں پکڑا ہوا انسان آزادی سے کسطرح کام کر سکتا ہے اسی طرح ٹوٹی ہوئی لکڑی عمادی (ستون) کا کام دے سکتی ہے۔

۲

کے اسیرِ حبس آزادی کند　　کے گرفتار بلا شادی کند

مجبور محض دوسروں کی آزادی کس طرح بند کر سکتا ہے بلا کا گرفتار کس طرح خوشی کر سکتا ہے

۳

ور تو می بینی کہ پایت بستہ اند　　بر تو سرہنگاں شہ بنشستہ اند

اگر تیرا عقیدہ ہے کہ تو بستہ پا اور عاجز ہے اور سمجھتا ہے کہ تیرے سر پر بادشہ کے کوتوال مقرر ہیں

۴

پس تو سرہنگی مکن با عاجزاں　　زانکہ نبود طبع و خوئے عاجزاں

پھر تو بھی عاجزوں پر سختی نہ کر اس لئے کہ عاجز کا ایسا کام نہیں ہوتا۔

۵

چوں تو جبر او نمی بینی مگو　　ور ہمی بینی نشان دید گو

اگر تو جبر نہیں جانتا تو کوئی بات نہ کر۔ اگر تو کچھ نشان دیکھتا ہے تو ہیں کہہ۔

شرح ۱:۔ زادی مخفف آزادی۔ اور عمادی بمعنی کار عماد یعنی ٹوٹی ہوئی لکڑی ستون کا کام نہیں دے سکتی

شرح ۲ تا ۴:۔ اگر تو اپنے آپ کو مجبور عاجز اور پابستہ دیے اختیار سمجھتا ہے تو اپنے چھوٹوں پر ظلم اور جبر کیوں کرتا ہے کیونکہ عاجز عاجزوں پر ظلم اور جبر نہیں کیا کرتا۔ یہ عاجز کی شان سے بالکل بعید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تو عاجز اور مجبور نہیں ہے۔ پہلے مصرع میں عاجزاں جمع ہے اور دوسرے میں مفرد نہ ضمیر۔ یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۴۳۱)

marfat.com

۱

در ہراں کاریکہ میلستت بداں　　قدرت خود را ہمی بینی عیاں

جس فعل کی تیری نفسانی خواہش ہوتی ہے اسے کر گزرنے میں اپنی ہر طرح کی قدرت جانتا ہے

۲

در ہر آنکارے کہ میلت نیست و خواست　　اندراں جبری شوی کیں از خداست

جس فعل سے تمہارا جی گھبراتا ہے اسمیں اپنے آپکو مجبور محض کہکر چھوڑتے ہوئے کہتا ہے کہ اللہ کا حکم نہیں۔

۳

انبیا در کار دنیا جبری اند　　کافراں در کار عقبیٰ جبری اند

انبیا علیہ السلام دنیوی (معصیت کے) کام میں جبری ہیں کافر اخروی امور (نیکی کے کاموں) میں مجبور ہیں

۴

انبیا را کار عقبیٰ اختیار　　کافراں را کار دنیا اختیار

انبیا علیہ السلام کو اخروی (نیکی کے کام) پسند ہیں کافروں کے دنیوی (برائی کے کام) پسندیدہ ہیں۔

۵

زانکہ ہر مرغے بسوئے جنس خویش　　میرود او درپس و جاں پیش پیش

ہر پرندہ اپنی جنس کی طرف میلان رکھتا ہے اسی لئے وہ اسی کے پیچھے جاتا ہے اور روح آگے آگے۔

شرح :- یعنی قائلان جبر اپنے جبر کو وسیلۂ ارتکاب معاصی جانتے ہیں جس فعل کو جی چاہا کر گذرے۔ اگرچہ معصیت ہو اور جس کو جی نہ چاہا ترک کر دیا اگرچہ طاعت ہو۔

(باقی صفحہ)

(بقیہ صفحہ ۴۰۲ سے) اگر ایمخاطب تو اپنے آپ کو مجبور نہیں جانتا تو اپنی مجبوری کا اقرار نہ کر اور اگر جانتا ہے تو اس کی علامت دکھا۔ اور جبکہ کوئی علامت مجبور ہونے کی تجھ میں نہیں پائی جاتی تو تو کسی طرح مجبور نہیں ہو سکتا۔

marfat.com

کافراں چو جنس سجین آمدند　　سجن دنیا را خوش آئین آمدند
کافر چونکہ سجین کی جنس پر بد امر نے ہیں کی لئے نہیں دنیا کی قید راس آئی ہے

انبیا چوں جنس علیین بدند　　سوئے علیین بجان و دل شدند
تمام انبیا علیہم السلام علیین جنس ہیں اس لئے وہ علیین کی جانب خوش خوش تشریف لے گئے

۳

ایخدا بنما تو جاں را آں مقام　　کاندرو بے حرف میرد بد کلام
اے اللہ ہماری روح کو وہ مقام نصیب فرما جہاں کا کلام بے حرف ہے۔

شرح ۱:۔ را بمعنی برائے اور خوش آئین بمعنی مناسب یعنی جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔ شرح ۲۔۳:۔ یعنی روح کو مقام علیین میں پہنچا دے جہاں (باقی

بقیہ شرح ۲-۳:۔ بطور موعظت فرماتے ہیں کہ انبیا دنیا کے کاموں میں اپنے نفس کو مجبور جانتے اور متوکل علی اللہ رہتے ہیں۔ اپنی طرف سے معاملات دنیا میں سعی نہیں کرتے اور کفار اس کے برعکس کار دنیا میں بہت سعی کرتے ہیں اور کار عقبیٰ میں اپنے نفس کو مجبور ظاہر کرتے ہیں بس آدمی کو انبیا کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے شرح ۵:۔ مرغ سے مطلوہ نیک یا بد مراد ہے اور جان بمعنی روح یعنی ہر شخص کا نیک یا بد ارادہ پیچھے پیچھے رہتا ہے اور روح آگے آگے۔ چونکہ روح پہلے پیدا ہوئی ہے اور ارادہ پیچھے اس لئے اگر روح کافر کز سجین ہے تو ارادہ شقاوت اسکے پیچھے ہے اور اگر علیین ہے تو ارادہ سعادت کیونکہ حدیث میں آیا ہے۔ اَلسَّعِیدُ سَعِیدٌ فِی الْاَزَلِ وَالشَّقِیُّ شَقِیٌّ فِی الْاَزَلِ وَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ یعنی نیک و بد ازل میں ہو چکے ہیں۔ دنیا میں نیکوں کو نیک اور بروں کو بد کام آسان ہیں)

marfat.com

ایں سخن پایاں ندارد لیک ما باز گوئم آں تمامی قصہ را

یہ سخن کوئی انتہا نہیں رکھتا اسی لئے اب ہم قصۂ وزیر کو مکمل کرتے ہیں۔

نومید کردن وزیر مریداں را در نقضِ خلوت

وزیر کا اپنے مریدوں کو خلوت توڑنے سے ناامید کرنا

آں وزیر از اندروں آواز داد کاے مُریداں از من ایں معلوم باد

اس وزیر نے خلوت خانے سے آواز دی کہ اے مریدو میری اس بات کو یاد رکھو۔

۲

کہ مرا عیسےٰ چنیں پیغام کرد کز ہمہ یاراں و خویشاں باش فرد

کہ مجھے عیسیٰ علیہ السلام سے پیغام پہنچا ہے کہ تو اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے علیحدہ رہ۔

۳

روئے بر دیوار کن تنہا نشیں وز وجودِ خویش ہم خلوت گزیں

دیوار میں منہ کرکے تنہا بیٹھ جا بلکہ اپنے وجود سے علیحدگی اختیار کرلے۔

۴

بعد ازیں دستوری گفتار نیست بعد ازیں با گفتگو ہم کار نیست

اس کے بعد اب مجھے پر بولنا حرام ہے۔ اسی لئے اب گفتگو سے مجھے کوئی سروکار نہ ہوگا۔

۵

الوداع اے دوستاں من مُردہ ام رخت بر چارم فلک بر بُردہ ام

اے دوستو! الوداع کرو اب میں مرگیا اور اب میں چوتھے آسمان پر سامان لے جارہا ہوں۔

بقیہ ۴۰۴ پچھلے صفحے سے۔

خدا کا کلام بلا کیفیت حروف و آواز سنائی دیتا ہے۔

marfat.com

۱

تا بزیر چرخ ناری چوں حطب　　　　من نسوزم در عنا و در عطب

تاکہ آسمان ناری کے نیچے رہ کر رنج و ہلاکت سے لکڑی کی طرح نہ جل جاؤں

۲

پہلوئے عیسیٰ نشینم بعد ازیں　　　　بر فرازِ آسماں چارمین

اب میں چوتھے آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کے ہاں زندگی بسر کروں گا۔

۳

وانگہائے آں امیراں را بخواند　　　　یک بیک تنہا بہر یک حرف راند

پھر تمام امیروں کو علیحدہ علیحدہ بلاکر ہر ایک کو اپنے اپنے طریقے سکھلاتے

شرح :- حطب لکڑی اور عطب ہلاکت یعنی میں خلوت نشیں ہو کر　دباقی

بقیہ　-شرح ۱-۲ :- باوجود اصرار مریدان وزیر مکار خلوت سے باہر نہ نکلا اور مریدوں کو یہ جواب دیا کہ عیسیٰ کا حکم خلوت توڑنے کا نہیں ہے۔ شرح ۳-۴ :- خلوت نشین ہو کر صفات بشریہ ترک کر کے صفات ملکوتیہ حاصل کر خلوت ز وجود بمعنی ترک وجود ہے شرح :- میں نے مرتبۂ مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا حاصل کیا ہے اور عالم فانی سے رحلت کر کے مرتبۂ عالی پر پہنچ گیا ہوں. چرخ چہارم کی تخصیص مناسبت عیسیٰ کے سبب سے ہے۔ ورنہ اس سے مطلق مرتبہ عالی مراد ہے۔ فائدہ :- حضرت عیسےٰ کا فلک چہارم پر ہونا مشہور بات ہے۔　فی الواقع وہ آسمان　　پر ہیں. چنانچہ شب معراج رسول علیہ الصلوٰۃ نے ان سے آسمان　　پر ہی ملاقات کی ہے اور حضرت یحییٰ بھی یہیں ہیں۔ البتہ حضرت ادریس بھی　فلک پر ہیں پھر لانا کا یہ مصرع فرمانا کہ برفراز آسماں چارمین یا تو وزیر کی زباں سے ہے یا یہ کہ مولانا نے شعر میں شاعروں کا مشہور مقولہ نقل کر دیا ہے

marfat.com

فریفتن وزیر امیراں را ہر یک بنوعے وطریقے

اس مکار وزیر کا ہر امیر کو الگ الگ بُلا کر جدا جدا طریق سے فریب دینا

۱
گفت ہر یک را بدینِ عیسوی　　نائب حق و خلیفۂ من توئی

ہر ایک کو فرمایا کہ دین عیسٰی میں تو میرا نائب اور خلیفہ ہے۔

۲
واں امیرانِ دگر اتباع تو　　کرد عیسےٰ جملہ را اشیاع تو

دوسرے امیر سب تیرے تابع حکم ہونگے اور عیسٰی علیہ السلام نے ان سب کو تیرا فرماں پذیر مقرر فرمایا

۳
ہر امیرے کو کشد گردن بگیر　　یا بکش یا خود ہمیدارش اسیر

ان میں سے جو امیر بھی تیرے سے بغاوت کرے اسے قتل کردے تادمِ زیست اسے قید میں رکھ

۴
لیک تامن زندہ ام ایں را مگو　　تا نمیرم ایں ریاست را مجو

لیکن جب تک میں زندہ کسی کو راز فاش نہ کرنا اور نہ ہی میری زندگی تک اس نیابت کا مطالبہ کرنا۔

بقیہ، (صفحہ ۴۰۶ سے) ۲. دنیوی مشقت اور محنت اور ہلاکت سے بچوں گا کیونکہ اہل دنیا کی دنیوی گرفتاری ان کے لئے گویا آگ ہے۔ یعنی میں اس لئے آسمان پر جاتا ہوں تاکہ چرخ ناری کے نیچے رہ کر لکڑی کی طرح نہ جل جاؤں۔

شرح ۳:۔ یک بیک لفظ خواند سے متعلق ہے۔ یعنی ایک ایک امیر کو الگ الگ بلا کر سمجھایا اور سب کو دھوکا دیا اس دھوکا دینے کا مفصل حال آئندہ داستان میں مذکور ہے۔

marfat.com

۱

تا نمیرم من تو این پیدا مکن دعوئ شاہی و استیلا مکن

جب میں نہ مروں یہ کسی کو نہ بتانا اور نہ ہی شاہی و غلبہ کا دعویٰ کرنا۔

۲

اینک این طومار و احکام مسیح یک بیک بر خوان تو بر اُمّت فصیح

یہ صحیفہ اور احکام مسیح اپنی تمام قوم کو ایک ایک کر کے صاف سنا دے۔

۳

ہر امیرے را چنیں گفت او جدا نیست نائب جز تو در دین خدا

ہر امیر کو ایسے ہی علیحدہ علیحدہ کہا اور فرمایا کہ دین خدا کا تیرے سوا اور کوئی نائب نہیں۔

۴

ہر یکے را کردہ او یک یک عزیز ہر چہ آن را گفت این را گفت نیز

ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ یہی کہا کہ تو میرا خلیفہ ہے۔ ہر ایک کو وہی کہا جو اس نے کسی کو کہنا تھا۔

۵

ہر یکے را او یکے طومار داد ہر یکے ضد دگر بود۔ المراد

ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ صحیفہ دیا وہ ہر ایک اپنے دوسرے کے خلاف یعنی برعکس تھا۔

۶

جملگی طومارہا بُد مختلف ہمچو شکل حرف ہا۔ یا تا الف

سب کے صحیفے ایکدوسرے کی نقیض (مخالف) تھے جیسے الف۔ با۔ تا (حروف) کی شکلیں اور معانی مختلف ہیں۔

شرح ۲: لفظ فصیح ضمیر بر خوان سے حال واقع ہوا ہے اور اشیاع بمعنی انصار و مددگار ہے۔ شرح ۴ تا ۶: المراد بمعنی حاصل کلام۔ یا یہ کہ ہر طومار کا مضمون و مراد طومار دیگر کی ضد تھا اس وقت المراد بمعنی فی المراد ہوگا۔ پہلے شعر میں عزیز بمعنی خلیفہ ہے۔ اور بعض نسخوں میں ہر یکے را کرد اندر سر عزیز ہے۔

حکم ایں طو مار ضد حکم آں　　پیش ازیں کردیم ایں ضد را بیاں

ہر ایک کا حکم ایک دوسرے کے خلاف تھا۔ جس کا ہم نے تفصیل کے ساتھ پہلے بیان کیا ہے۔

کشتن وزیر خود را در خلوت از مریدان

وزیر کا مریدوں سے الگ ہو کر خلوت میں اپنے آپکو مار ڈالنا

۱

بعد ازاں چل روز دیگر در بہ بست　　خویش کشت و از وجود خود برست

اس کے بعد اپنے اوپر چالیس روز دروازہ بند رکھا پھر اپنے آپ کو قتل کر کے اپنے وجود سے نجات پا گیا

۲

چونکہ خلق از مرگ او آگاہ شد　　بر سر گورش قیامتگاہ شد

جب عوام اسکی موت سے آگاہ ہوئے تو اس کی قبر پر ایک قیامت برپا ہو گئی۔

۳

خلق چنداں جمع شد بر گور او　　مو کناں جامہ دراں در شور او

بہت بڑی مخلوق اسکی قبر پر جمع ہو گئی کوئی ان میں بال نوچ رہے تھے تو کوئی کپڑے پھاڑ رہا تھا۔

شرح:۔ اس وزیر نے اپنے بادشاہ کی رضا جوئی کے لئے خودکشی کی جو شرعاً ممنوع ہے چونکہ اس مکار نے مجازی بادشاہ کی اطاعت

(بقیہ صفحہ ۴۰۸ سے):۔ یا تا الف حرفہا سے بدل واقع ہوا ہے جس کو عطف بیان کہنا چاہیئے یعنی الف۔ بے تے کے حرفوں کی طرح سارے نام مختلف تھے یعنی ان صحیفوں میں اختلاف لفظی بھی تھا۔ اور معنوی بھی۔

marfat.com

۱

کاں عدد را ہم خدا داند شمرد   از عرب وز ترک وز رومی وگرد

ان کی گنتی کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ بہت بڑی پبلک عرب۔ ترک۔ روم کرد کے علاقہ جات سے جمع ہوئی

۲

خاک او کردند در سرہائے خویش   درد او دیدند درمانہائے خویش

اپنے سروں پر مٹی ڈالتے تھے اس کے درد کو اپنی دوا سمجھتے تھے۔

۳

آں خلائق بر سر گورش ہمے   کردہ خوں را از دو چشم خود رہے

تمام اس کی قبر کے سرہانے جمع تھی اور رو رو کے خون کے آنسو بہا رہے تھے

شرح ۱تا۳ :۔ ضمیر او گور کی طرف ہے اور لفظ خویش علاوہ اپنے مشہور معانی کے بمعنی خوش و خوب بھی لیا ہے۔ اس شعر میں پہلا خویش بمعنی خود ہے۔ اور دوسرا بمعنی خوش ورنہ قافیہ ناجائز ہوگا۔ کُرد ایران کے ایک ملک یا صحرانشین ایک فرقہ کا نام ہے۔ اس کی گور پر عرب ترک رومی کُرد اس قدر جمع ہوئے جن کی گنتی خدا کو معلوم ہے (باقی برصفحہ ۴۱۲)

بقیہ ص۴۰۹ :۔ کے لئے حقیقی بادشاہ کی مخالفت کی اس لئے گنہگار اور جہنمی ہوا۔ مگر یہاں سے یہ نکلتا ہے کہ اگر سالک اپنے بادشاہ حقیقی کی رضا جوئی کیلئے نفس امارہ کو مار ڈالے گا تو اسے ضرور وجود باقی مرحمت ہوگا

شرح ۱-۲-۳ :۔ قیامت گاہ سے ہنگامۂ محشر۔ شور سے ماتم اور چنداں بمعنی بسیار ہے۔ مو کندن۔ بال کھسوٹنا۔ جامہ دریدن۔ کپڑے پھاڑنا۔

marfat.com

۱

جملہ از درد فراقش در فغاں ہم شہان و ہم کہان و ہم مہاں

سب کے سب اس کے درد و فراق سے آہ و فغاں کر رہے تھے شاہ و گدا اور چھوٹے بڑے غربا بھی سردار بھی

۲

بعد ماہے خلق گفتند اے مہاں از امیراں کیست بر جایش نشاں

ایک مہینہ کے بعد عوام نے کہا کہ اے سردارو بتاؤ ان امیروں میں ہمارے مرشد کا کون جانشین ہوگا۔

۳

تا بجائے او شناسیمش امام تا کہ کار ما ازو گردد تمام

تاکہ ہم اسکا جانشین سمجھ کر اسے اپنا امام بنائیں تاکہ اس کی وجہ سے ہمارے امور تمام ہوں۔

۴

سر ہمہ بر اختیار او نہیم دست در داماں و دست او زنیم

ہم سب اس کے آگے سر جھکا دیں اور اسی کے دامن کو مضبوط پکڑ لیں

۵

چونکہ شد خورشید و مارا کرد داغ چارہ نبود بر مقامش جز چراغ

جب ہمارا سورج ہمیں داغ مفارقت دے گیا تو اس کے بجائے کم از کم چراغ تو ضروری ہے۔

شرح :۔ خلق سے امت حضرت عیسےؑ مراد نشاں سے خلیفہ اور جانشین مراد ہے جو مرشد کی علامت ہوتا ہے۔ شرح :۔ بعض نسخوں میں دست در داماں و دست او زہیم ہے اور مطلب دونو نسخوں کا ایک ہے۔ (باقی بر صفحہ ۴۱۲)

(بقیہ :۔ مخفف ماہ :۔ بمعنی مہیا۔ درہ مخفف راہ مراد گ بمعنی جاری اول مصرع میں یائے مجہول برائے وحدت ہے اور دوم میں زائد

۱

چونکہ شد از پیش دیدہ روئے یار نائبے باید ازو ما یادگار

جب ہمارے سے یار (مرشد) کا چہرہ چھپ گیا۔ تو اسکا نائب ہمارا یار و مددگار ہونا ضروری ہے۔

۲

چونکہ گل بگذشت و گلشن شد خراب بوئے گل را کہ از کہ جوئیم از گلاب

جب پھول ختم ہوں تو باغ ویران ہو جاتا ہے اب ہم پھول کی خوشبو کہاں سے لیں۔ گلاب سے ہی

۳

چوں خدا اندر نیاید در عیاں نائب حق اند ایں پیغمبراں

جبکہ اللہ تعالیٰ ظاہر ہو کر نہیں آتا اسی لیے یہی انبیاء حق کے نائب اور خلیفہ ہیں۔

شرح ۱-۲: مطلب یہ کہ خلیفہ میں سے بھی مرشد کی موت کے بعد اس کی بُو آیا کرتی ہے۔ اس لیے ضرور کسی کو مرنے والے کا خلیفہ مقرر کرنا چاہیے اس شعر کی مفصل شرح گزر چکی ہے۔

شرح ۳:۔ چونکہ اللہ تعالیٰ مخلوق پر ظاہر نہیں ہوتا۔ اس لیے پیغمبروں کو اپنا نائب بنا کر حکومت اور اظہار اسرار قدرت کے لیے بھیج دیتا ہے اس قاعدہ سے نائب کا تقرر اور اس کی اطاعت لازم ہے۔

بقیہ نمبر ۴۱۱ سے) :۔ شرح: داغ کردن بمعنی داغ دادن۔ یعنی جب مرشد چھپ گیا (وزیر مرگیا) اور ہم کو آتش فراق کا داغ دے گیا۔ تو سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ ظلمت نفس دور کرنے کے لیے ہم کسی چراغ کو ڈھونڈیں یعنی کوئی خلیفہ مقرر کریں۔

marfat.com

۱
نے غلط گفتم کہ نائب یا منوب　　گر دو پنداری قبیح آمد نہ خوب

نہیں میں نے غلط کہا کہ نائب یا منسوب کو دو کہنا قبیح اور ناخوب ہے۔

۲
نے دو باشد تا توئی صورت پرست　　پیش او یک گشت کز صورت برست

نہیں یہ دو ہیں جبتک تو ظاہر پر نظر رکھتا ہے جو ظاہری پرستی سے فارغ ہے اس کے نزدیک ایک ہیں۔

شرح : یہاں سے مولانا نے اسرار کا بیان شروع کیا ہے۔ یعنی میں نے جو یہ کہا ہے کہ پیغمبر نائب حق ہیں اور اس سے نائب اور منوب میں امتیاز اور فرق کا احتمال پیدا ہوتا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ نائب اور منوب کو دو۔ یعنی الگ الگ خیال کرنا قباحت بلکہ سخت قباحت ہے۔ نائب و منوب ایک ہیں اور حق پیغمبروں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے من یُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ۔ یعنی جو رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ بالتحقیق خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اے رسول جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔

شرح ۲۔ اس شعر میں لفظ نے سے پہلے شعر کے غلط ہونے کا انکار کیا گیا ہے یعنی نائب و منوب کی دوئی کا بہمہ طور غلط ہونا درست نہیں ہے۔ بلکہ وہ صورت پرستوں کے نزدیک دو ہیں کیونکہ یہ لوگ تعین اور تشخص کی طرف نگاہ رکھتے ہیں۔ اور جو صورت پرستی سے نجات پا کر نظر حقیقت سے دیکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک دونوں ایک ہیں نائب نیابت کرنے والا اور منوب جس کی طرف سے نیابت کی جائے۔ مثلاً پیغمبر اور اللہ تعالی ۔ یہ " وحدۃ الوجود" سے تعلق رکھتا ہے اسی لئے سالک پر لازم ہے کہ پہلے وحدۃ الوجود کی تحقیق کرے پھر مسئلہ کو بیان کرے۔

marfat.com

۱

چوں بصورت بنگری چشم تو دوست — تو بنورش درنگر کز چشم روست

ظاہر میں تیری دو آنکھیں ہیں لیکن ان ہر دونوں کا نور ایک ہے۔

۲

لاجرم چوں بر یکے اُفتد بصر — آن یکے باشد۔ دو ناید در نظر

بہرحال جب ایک شے کو آنکھ دیکھتی ہے تو وہ ایک شے ہوتی ہے نہ یہ کہ دو آنکھوں سے دو

۳

نور ہر دو چشم نتواں فرق کرد — چونکہ بر نورش نظر انداخت مرد

ہر دونوں آنکھوں کے نور میں فرق نہیں کیا جا سکتا جب کہ آنکھوں کے نور دیکھا جائے۔

شرح ۱:۔ مضمون سابق کی توضیح ہے بطریق تمثیل۔ یعنی جب تو باعتبار صورت دیکھے گا تو تجھ کو تیری آنکھیں دو نظر آئیں گی۔ لیکن اے شخص آنکھوں کی روشنی کی طرف دیکھ جو آنکھوں سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ ایک ہی ہے۔ روست باظہار واو صیغہ ماضی از رستن۔ بعض نسخوں میں یہ شعر اس طرح ہے۔ چوں بصورت بنگری چشمت دوست۔ تو بنورش درنگر کان یک توست۔ تو بواو مجہول بمعنی پردہ دیتہ۔ پہلی صورت میں رستن بمعنی اگنا اور پیدا ہونا ہے۔

شرح ۲:۔ چونکہ آنکھ کا نور ایک ہے۔ اس لئے جب کسی واحد چیز پر نگاہ جائے گی تو ایک ہی نظر آئے گی۔ مطلب یہ کہ نور متعدد نہیں ہو سکتا۔ اگر دونوں آنکھوں کے دو نور الگ الگ ہوتے تو ہر چیز دو ہو کر دکھائی دیتی۔

شرح ۳:۔ جب آدمی اپنے آنکھوں کے نور پر نظر ڈالے تو دونوں کا نور ممتاز اور جدا نہیں ہوتا اسی طرح اللہ بھی نور ہے اور انبیاء اولیا بھی نور ہیں ایک نور دوسرے نور سے جدا نہیں ہے

marfat.com

دربیان آنکہ جملہ پیغمبراں برحق اند کہ لانفرق بین احد من رسلہ

اس بات کا ذکر کہ تمام پیغمبر برحق ہیں اور ہم کسی میں تفریق نہیں کرتے

۱

دہ چراغ ار جمع آری در مکان ہر یکے باشد بصورت غیر آں

دس چراغ اگر ایک ہی مکان میں ہوں تو ہر ایک کی ظاہری صورت جدا جدا ہوگی

۲

فرق نتواں کرد نور ہر یکے چوں بنورش روئے آری بیشکے

لیکن ان کے نور میں فرق نہیں جا سکتا جب کہ ان کے انوار دیکھے جائیں گے۔

۳

اطلب المعنی من الفرقان و قل لا نفرق بین آحاد الرسل

اس کا مطلب قرآن سے طلب کر اور پڑھ " لا نفرق بین احد من رسلہ۔

۴

گر تو صد سیب و صد آبی بشمری صد نماید یک شود چون بفشری

اگر چہ تم سیار سیب اور بہی گنو گے بظاہر تو وہ زیادہ ہوں گے لیکن جب انہیں نچوڑیں گے تو سب کا پانی یکساں ہو گا۔

شرح ۱-۲ :- اتحاد نور نائب و منوب کی توضیح ہے بطریق تمثیل اور بیشکے پہلے مصرع سے متعلق ہے

شرح ۳ :- اگر تجھکو اتحاد نور کی دلیل چاہیئے تو قرآن مجید میں موجود ہے لا نفرق بین احدٍ من رسلہ۔ اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ ہم رسولوں میں فرق نہ کریں گے کہ ایک پر ایمان لائیں اور ایک ہی نور دین کے نور ہیں (باقی

marfat.com

۱

در معانی قسمت و اعداد نیست   در معانی تجزیہ و افراد نیست

معانی میں تقسیم اور گنتی نہیں۔ معانی میں ٹکڑے کرنا اور افراد نہیں ہیں۔

۲

اتحاد یار با یاراں خوش است   پائے معنی گیر صورت سرکش است

ایک دوست کو دوسرے دوستوں سے اتحاد اچھا ہے معنی کو حاصل کیجیے ظاہر پرستی ناموزوں ہے

۳

صورت سرکش گدازاں کن برنج   تا بہ بینی زیر او وحدت چو گنج

صورت سرکش کو ریاضت سے پگھلا دے۔ اس کے نیچے وحدت کا خزانہ ملے گا

۴

ور تو نگدازی عنایتہائے او   خود گدازد اے دلم مولائے او

تیرے سے اگر صورت نہیں پگھلتی تو اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں اسے درست کریں گی کیونکہ ہمارا دل اسی کے تابع ہے

۵

او نماید ہم بدلہا خویش را   او بدوزد خرقۂ درویش را

وہی عارفین کے قلوب میں جلوہ فرماتا ہے۔ وہی درویشوں کے خرقے سیتا ہے۔

شرح ۱:۔ کیونکہ تجزیہ اور اعداد صورت کا خاصہ ہے۔ تجزیہ ٹکڑے کرنے کو اور اعداد گنتی کو کہتے ہیں۔ شرح ۲:۔ یعنی صورت اتحاد سے نفرت کرتی ہے اس لئے تو معنی کی طلب کر کہ وصل حقیقی تک پہنچ جائے اور تجھ پر سرِ وحدت کھل جائے۔ صورت پرست ہمیشہ معنی سے محروم اور پریشان حال رہتا ہے۔ باقی

---

۱ (بقیہ ص ۴۱۵ سے) :۔ بعض نسخوں میں لا نفرق بین احد من رسلہ ہے اور یہ نسخہ پہلے سے اچھا ہے۔

(باقی بر ص ۴۱۷)

marfat.com

بقیہ سابقہ: شرح ۲۳۳۔ آبی۔ بمعنی بہی مشہور پھل جس کو فارسی میں بہ اور اردو میں "بہی" کہتے ہیں۔ یعنی ظاہر میں بہت سے سیب اور بہی نظر آتے ہیں۔ مگر جب کہ آدمی ان کو نچوڑ لیتا ہے تو سب ایک ہو جاتے ہیں۔ یعنی باعتبار معنی واحد ہیں۔

بقیہ (صفحہ ۴۱۶)

شرح ۳۔ یعنی صورت کو جو معنی ہے۔ آتش عشق اور ریاضت باطنی سے گداز کر۔ تاکہ خزانہ وحدت مل جائے۔

شرح ۴۔ اگر تمہیں اتنی طاقت نہیں کہ اپنے وجود کو آتش عشق اور ریاضت سے گداز کر سکے۔ تو اس کی عنایتوں سے توفیق کی خوات کاری کر اس کی عنائتیں سب کچھ کر سکتے ہیں۔ اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ معرفت فی الواقع ریاضت پر موقوف نہیں جب تک عنایت حق شامل حال نہ ہو۔ مولا۔ بمعنی غلام ہے۔

شرح ۵۔ یہ اللہ کی عنایتوں کا مختصر بیان ہے۔ مگر انتہا درجہ کا ہے یعنی وہ عارفوں کے دلوں میں اپنا جلوہ دکھاتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے۔ رائ قلبی ربی میرے دل نے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے اور حضرت علیؓ کا قول ہے۔ لا اعبد ربا لم اره میں اس خدا کی عبادت نہیں کرتا جس کو میں نے نہ دیکھا ہو

دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ وہ عارف کے دل شکستہ کو۔ جو عالم کثرت کے کانٹوں اور دنیا کی محبت سے پارہ پارہ ہو گیا ہے۔ اپنے رشتہ عنایت و کرم سے سی دیتا ہے۔ خرقہ درویش سے دل عارف مراد ہے۔

marfat.com

منبسط بودیم و یک جوہر ہمہ　　بے سر و بے پا بدیم آں سر ہمہ

ہم خوش اور صرف ایک جوہر تھے۔ اسی خزانہ مخفی میں بے سر و پا تھے۔

۲

یک گہر بودیم ہمچوں آفتاب　　بے گرہ بودیم صافی ہمچو آب

ہم سورج کی طرح ایک جوہر تھے　پانی کی طرح صاف بالکل ترکیب سے بے گرہ

۳

چوں بصورت آمد آں نورِ سرہ　　شد عدد چوں سایہائے کنگرہ

جب وہ خالص نور صورت میں جلوہ گر ہوا تو کنگرے کے سایوں کیطرح کثرت کے ٹکڑے ہوگیا۔

شرح [۱] :۔ ان اشعار میں مرتبۂ روح کی طرف اشارہ ہے جس سے وحدت کا ثبوت ملتا ہے یعنی ہم عالم ارواح میں خوش تھے۔ کیونکہ سب کے سب جوہر فرد یعنی ایک شے تھے۔ مطلب یہ کہ ہمارا ثبوت اور تعین فقط علم الہٰی میں تھا اور ہم علم الہٰی میں موجود ہونے کے وقت ظاہری اور جسمی ترکیب سے خالی اور بے سر و پا تھے۔ آن سر بمعنی آنجناب یعنی علم الہٰی جو موجودات و غیر موجودات سب کا مخزن ہے۔

شرح [۲] :۔ یک گہر بمعنی جوہر فرد۔ یعنی ایک شے اور بے گرہ بمعنی بے تعین اور بلا ترکیب جسمی۔

شرح [۳] :۔ سرہ بمعنی خالص و برگزیدہ نور سے مراد نور ذات حق ہے یا روح۔ یعنی روح جب صورت یعنی بدان میں آئی۔ تو متعدد ہوگئی۔ ظاہر بینیوں کو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر الگ الگ نظر آنے لگی۔ (باقی بر صفحہ ۴۱۹)

marfat.com

کنگرہ ویراں کنید از منجنیق　　تا رود فرق از میانِ ایں فریق

کنگرہ کو گوپھیا سے ویران کر دو تاکہ اس گروہ　　فرق درمیان سے اٹھ جائے

شرح :- منجنیق - فلاخن جسمیں بڑے بڑے پتھر رکھ کے مار اور قلعہ کی دیواروں کو توڑ دیتے ہیں بمعنی گوپھیا یعنی کنگرہ جسم کو ریاضت اور توحید کے منجنیق سے ویران کردو تاکہ　　فرق اور اختلاف جاتا رہے۔

در بیان آنکہ انبیاء گفتند تکلموا الناس علی قدر عقولہم - زیرا کہ آنچہ ندانند انکار کنند و ایشاں را زیاں دارد - قال علیہ السلام امرنا ننزل الناس منازلہم -

---

ترجمہ :- انبیا کو حکم الہٰی تھا کہ لوگوں سے ان کی عقلوں کے موافق کلام کیا کریں۔ کیونکہ لوگ جس چیز کو نہ جانیں گے۔ اس کا انکار کریں گے۔ اور یہ انکار باعث نقصان ہوگا۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم لوگوں کو علٰے قدر مراتب رکھنے پر مامور ہو رہے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۴۱۸) :- یعنی روح کے اعداد جسموں کی اعداد کے برابر ہو گئے اور اس تعدد ارواح کی ایسی مثال ہے۔ جیسے قلعہ کے کنگوروں کا سایہ کہ کنگوروں کے سبب متعدد معلوم ہوتا ہے ورنہ سایہ اپنی ذات میں متعدد نہیں ہے۔ اس تشبیہ میں قلعہ کے کنگرہ سے جسم اور کنگرہ قلعہ سے روح مراد ہے جس طرح سایہ اجزا اور اعداد سے کچھ سروکار نہیں رکھتا۔ اسی طرح روح اجزاء و اعداد سے بالکل پاک ہے۔

marfat.com

شرح ایں را گفتمے من از مرے　　لیک ترسم تا نہ لغزد خاطرے
اسے میں مفصل طور خوب بیان کرتا۔ لیکن خطرہ ہے کہ کسی کا دل پھسل نہ جائے

۲
نکتہا چوں تیغ الماس ست تیز　　گر نداری تو سپر وا پس گریز
اس کے نکتے تلوار سے بھی تیز تر ہیں اگر تیرے پاس ڈھال نہیں تو واپس لوٹ جا۔

۳
پیش ایں الماس بے اسپر میا　　کز بریدن تیغ را نبود حیا
اس تلوار کے آگے ڈھال کے بغیر مت آنا اس لئے کہ تلوار کو کاٹنے سے کوئی باک نہیں

۱
شرح :۔ مَرِی جانور کا تیز ہانکنا مجازاً بمعنی کوشش۔ شعر میں مَرِی بلحاظ قافیہ خاطرے بطور امالہ یائے مجہول کے ساتھ ہے یعنی میرا ارادہ تھا کہ سر وحدت کی کوشش کے ساتھ نہایت مشرح طور پر بیان کرتا مگر اس بات کا خوف ہے کہ کہیں کسی کے دل کا قدم راہ شریعت سے نہ پھسل جائے کیونکہ مسائل سر وحدت کا سمجھنا محل لغزش اقدام ہے۔ کند ذہن لوگ اس کو نہیں سمجھ سکتے بلکہ اپنی نافہمی کے باعث الحاد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ شرح ۲ یعنی وہ نکتے جو وحدت سے متعلق ہیں تلوار کی مانند جیسے ہمارے زمانہ کے بعض جہال صوفی .... مانند تیز ہیں۔ اے مخاطب اگر تیرے پاس عقل و فہم کی ڈھال نہیں ہے۔ تو اس تلوار کے سامنے سے بھاگ جا۔ اور ان نکتوں کے سیکھنے کی جرأت نہ کر۔ تیغ الماس تیغ آبدار
شرح ۳ :۔ اس تلوار کے سامنے بلا استعداد فہم نہ آ۔ کیونکہ تلوار کا کام کاٹ دینا ہے اسکو کاٹنے سے شرم نہیں آتی۔ تو اگر بلا استعداد سر وحدت کو معلوم کیا چاہیگا تو ملحد ہو جائیگا

marfat.com

زیں سبب من تیغ را کردم غلاف ، تاکہ کژ خوانے نخواند بر خلاف

اسی لیے میں نے بھی اپنی تیغ کو غلاف دیا تاکہ ٹیڑھا کر کے پڑھنے والا اسے مقصد کے برعکس نہ پڑھے۔

۲

آمدیم اندر تمامی داستاں ، در وفاداری جمع راستاں

اب ہم داستان کی تکمیل کی طرف رجوع کرتے ہیں ان راستبازوں کی وفاداری کا قصہ سناتے ہیں

۳

کز پس ایں پیشوا بر خاستند ، بر مقامش تائبے میخواستند

اس کے بعد تمام پیشوا اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہر ایک وزیر کی خلافت چاہتا تھا

شرح[۱] :۔ تیغ سے نکات وحدت کا ذکر اور کژ خواں سے نافہم مراد ہے۔ جو نکتوں کو سمجھ نہیں سکتا۔

شرح[۲] :۔ اب ہم وزیر کہ بقیہ داستان کو بیان کرتے ہیں اور اس جمع راستان (مریدان وزیر) کی پوری حکایت لکھتے ہیں۔ اس گروہ کو جمع راستان باعتبار اعتقاد وزیر کہا گیا ہے۔

منازعت کردن امرا با یکدیگر در باب ولی عہدی

دلیعہدی کے باب میں امیروں کا باہمی تنازع

یک امیرے زاں امیراں پیش رفت ، پیش آں قوم وفا اندیش رفت

ان امیروں میں سے ایک امیر آگے بڑھا اسی وفا کیش قوم کی امانت کا دعویٰ ظاہر کیا۔

marfat.com

گفت اینک نائب آں مرد من نائب عیسیٰ منم اندر زمن

بولا کہ دیکھو اس مرد کامل کا نائب میں ہوں۔ اسی زمانہ میں عیسیٰ علیہ السلام کا میں خلیفہ ہوں۔

۲

اینک ایں طومار برہان من است کیں نیابت بعد ازو آن من است

دیکھو یہ صحیفہ میرے دعویٰ کی دلیل ہے اس کے بعد اس کی خلافت میرے لئے ہے۔

۳

آں امیر دیگر آمد از کمیں دعویٰ او در خلافت بد ہمیں

دوسرا چھپا رستم اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ اسکی خلافت کا حقدار میں ہوں

۴

از بغل او نیز طومارے نمود تا برآمد ہر دو را خشم و جحود

بغل سے ایک صحیفہ نکالا تاکہ پہلے والے مدعی خلافت کو جھوٹا کر سکے

۵

واں امیراں دگر یک یک قطار برکشیدہ تیغہائے آبدار

پھر سارے امراء قطار بنا کر تلواریں کھینچ بیٹھے

۶

ہر یکے را تیغ و طومارے بدست درہم افتادند چوں پیلان مست

ہر ایک کے ایک ہاتھ میں صحیفہ اور دوسرے میں تلوار تھی اور آپس میں مست فیلوں کی طرح لڑ رہے تھے۔

شرح :۔ اینک معنی ببیں ایں را فعل با فاعل محذوف ہے اور مطلب یہ ہے کہ بارہ میں سے ایک امیر نے نصرانیوں سے یہ کہا گو کہ پولوس عیسےٰ کا نائب تھا اور میں پولوس کا نائب ہوں تو نتیجہ یہ نکلا کہ میں عیسٰیؑ کا نائب ہوں۔ (باقی بر صفحہ ۴۲۳)

۱

ہر امیرے داشت خیلے بیکراں　　تیغہا را کشیدہ آں زماں
ہر امیر ان گنت لشکر کا مالک تھا ایک ہی آن میں ہتھیار تلواریں ایک دوسرے پر کھڑی ہوگئیں

۲

صد ہزاراں مرد ترسا کشتہ شد　　تاز سرہائے بریدہ پشتہ شد
لاکھوں عیسائی مارے گئے یہاں تک کہ کٹے ہوئے سروں کے ڈھیر لگ گئے۔

۳

خوں رواں شد ہمچو سیل از چپ و راست　　کوہ کوہ اندر ہوا زیں گرد خاست
دائیں بائیں سیلاب کی طرح خون بہہ رہا تھا بہت سے مقامات پہ یہاں گرد اٹھ کر پہنچی

۴

تخمہائے فتنہا کو کشتہ بود　　آفت سرہائے ایشاں گشتہ بود
وزیر مکار نے جو فتنہ بوئے تھے ان کے لئے آفت جان ہو گئے۔

۵

جوزہا بشکست و آنکو مغز داشت　　بعد کشتن روح پاک و نغز داشت
اخروٹ ٹوٹا تو جس میں مغز تھا تو مرنے کے بعد وہ روح پاک اور بہتر ہوگیا۔

شرح :- خیل بمعنی سواران واسپان۔ پشتہ بمعنی ڈھیر یعنی ہر امیر اپنا اپنا صحیفہ دکھا کر خلافت کا مدعی بنا۔ اور جب دوسروں نے نہ مانا تو باہم سخت کشت و خون ہوا کشتوں کے پشتے لگ گئے۔

(باقی ۴۲)

(بقیہ صفحہ ۴۲۲)

شرح :- آن بمعنی ملک نمود بمعنی ظاہر کرد و خود ز انکار سے مطلب کہ خلافت کے تمام جھوٹے مدعی ایک دوسرے کے منکر تھے۔

marfat.com

۱

ہر امیرے داشت خیلے بیکراں — تیغہا راکشیدہ آنزماں

ہر امیر ان گنت لشکر کا مالک تھا ایک ہی آن میں ہتھیار تلواریں ایک دوسرے پر کھڑی ہو گئیں

۲

صد ہزاراں مرد ترسا کشتہ شد — تا ز سرہائے بریدہ پشتہ شد

لاکھوں عیسائی مارے گئے یہاں تک کر کٹے ہوئے سروں کے ڈھیر لگ گئے۔

۳

خون رواں شد ہمچو سیل از چپ و راست — کوہ کوہ اندر ہوا زیں گرد خاست

دائیں بائیں سیلاب کی طرح خون بہہ رہا تھا بہت سے مقامات پر یہاں گرد اٹھ کر پہنچی

۴

تخمہائے فتنہا کو کشتہ بود — آفت سرہائے ایشاں گشتہ بود

وزیر مکار نے جو فتنے بوئے تھے ان کے لئے آفت جان ہو گئے۔

۵

جوزہا بشکست وآنکو مغز داشت — بعد کشتن روح پاک نغز داشت

اخروٹ ٹوٹا تو جس میں مغز تھا تو مرنے کے بعد وہ روح پاک اور بہتر ہو گیا۔

شرح :۔ خیل بمعنی سواران و اسپان۔ پشتہ بمعنی ڈھیر یعنی ہر امیر اپنا اپنا صحیفہ دکھا کر خلافت کا مدعی بنا۔ اور جب دوسروں نے نہ مانا تو باہم سخت کشت و خون ہوا کشتوں کے پشتے لگ گئے۔

(باقی ۴۲)

(بقیہ صفحہ ۴۲۲)

شرح :۔ آن بمعنی ملک نمود بمعنی ظاہر کرد و خود بینی انکار سے مطلب کر خلافت کے تمام جھوٹے مدعی ایک دوسرے کے منکر تھے۔

marfat.com

کشتن و مُردن کہ بر نقش تن ست　　چوں انار و سیب را بشکستن است

قتل ہونا اور مرنا جسم کے لئے ایسے ہے جیسے انار اور سیب کو توڑا جانے

شرح:۔ قتل اور موت جو نقش وجود پر طاری ہوتی ہے اس کی مثل ایسی ہے جیسا انار و سیب کا توڑنا یہاں سے مولانا عروض موت کا حال مختصر طور پر بیان کرتے ہیں۔ جس طرح انار وغیرہ کو توڑنے سے اس کے حسن و قبح کا حال کھل جاتا ہے اسی طرح موت کے آنے سے (جو جسم کو توڑتی ہے) روح کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ موت سے جسم بالکل شکستہ ہو جاتا ہے۔ اور روح اپنے صفات حمیدہ یا ذمیمہ کے ساتھ باقی رہتی ہے۔ اگر او صاف حمیدہ کے ساتھ متصف ہے۔ تو قیمتی اور عمدہ ہے۔ اور اگر اوصاف ذمیمہ رکھتی ہے تو ناکارہ اور عالم ارواح میں رسوا ہوتی ہے

بقیہ (صفحہ ۴۲۳): **شرح:**۔ کوہ کوہ۔ یعنی بسیار بسیار۔ یا مانند کوہ ہُوا۔ اس خالی جگہ کا نام ہے۔ جو زمین اور آسمان کے مابین ہے۔

شرح:۔ اس شعر میں آدمیوں کے بدن کو جوز (اخروٹ) سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی اس لڑائی میں بہت سے اخروٹ ٹوٹے (آدمی مرے) لیکن جس اخروٹ میں مغز (یعنی تو پر ایمان با عمل صالح) تھا قتل کے بعد اس کی روح قید ظلمت جسمانی سے آزاد اور خواہش نفسانی سے پاک ہو گئی کیونکہ الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر اور جو شخص وزیر کے دام فریب میں آگیا تھا وہ بوسیدہ اور مغز جوز کی مانند لطافت روح سے محروم اور مشاہدۂ حق سے دور رہا۔

marfat.com

آنچہ شیریں ست آں شد ناردانگ ۔۔۔ وانچہ بوسیدہ ست نبود غیر بانگ

وہ انار جو میٹھا ہوتا ہے اس کا پانی بھی اچھا اور میٹھا ہوگا اور وہ جو پرانا ہوتا ہے اس سے صرف آواز ہی ظاہر ہوتی ہے

۲

آنچہ پر مغز ست چوں مشک ست پاک ۔۔۔ وانچہ بوسیدہ ست نبود غیر خاک

وہ جو پُر مغز ہو وہ خالص مشک کی طرح ہے اور جو بوسیدہ ہے وہ صرف مٹی ہے۔

۳

آنچہ با معنی ست خود پیدا شود ۔۔۔ وانچہ بےمعنی ست خود رسوا شود

وہ جو با معنی ہے وہ خود ظاہر ہوگا اور وہ جو بے معنی ہے۔ وہ خود بخود رسوا ہوگا

۱

شرح:۔ ناردانگ ۔ آب انار و خلاصۂ انار یعنی شیریں انار کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے اور گلا ہُوا انار کسی کام کا نہیں بجز اس کے کہ اس کے توڑنے میں کچھ آواز پیدا ہو یہی حالت روح کی ہے۔ اگر لطیف اور متصف باوصاف حمیدہ ہے۔ تو مقبول ہے اور اگر کثیف اور متصف باوصاف ذمیمہ ہے تو مردود ہے۔

شرح ۲-۳:۔ جس طرح مغز اخروٹ خود ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور بےمغز خود رسوا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح روح کا عالم ہے اگر متصف باوصاف حمیدہ ہے تو اس کے آثار نکلنے سے پہلے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور اگر برعکس ہے تو پہلے ہی رسوائی ہو جاتی ہے۔ فکلٌ میسر لما خلق لہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جنتیوں کے لئے جنت کے اور دوزخیوں کے لئے دوزخ کے کام آسان کیے گئے ہیں۔ یعنی اعمال جنتی اور دوزخی کی علامت ہیں۔

marfat.com

رو بمعنی کوش اے صورت پرست　　زانکہ معنی بر تن صورت پرست

اے صورت پرست جا، معنی کیلئے کوشش کر۔ اس لئے کہ معنی سے ہی صورت آراستہ ہوتی ہے۔

۲

ہمنشیں اہل معنی باش تا　　ہم عطا یابی و ہم باشی فتا

اہل معنی کی صحبت حاصل کر تا کہ تجھے عطائے الٰہی نصیب ہو اور جوانمردی

۳

جان بے معنی دریں تن بے خلاف　　ہست ہمچوں تیغ چوبیں در غلاف

بے معنی جان جسم میں ایسے سمجھو جیسے کاٹھ کی تلوار غلاف میں چھپائی جائے۔

۴

تا غلاف اندر بود باقیمت ست　　چوں بروں شد سوختن را آلت ست

وہ بھی جب تک کپڑے میں ہے قیمتی ہے لیکن جب اسے ظاہر کیا جائے گا تو سوائے جلانے کے اور کسی کام کی نہ ہوگی

۵

تیغ چوبیں را مبر در کار زار　　بنگر اول تا نگردد کار زار

خبردار کاٹھ کی تلوار کو جنگ پہ نہ لے جانا۔ اور اسے جنگ سے پہلے اچھی طرح دیکھ لیا کریں +

شرح[۱] :۔ یعنی ریاضت اور طاعت صورت اور وجود انسان کے لئے ایسی ہے جیسا جانور کے لئے پر آدمی ریاضت کے سبب درجات عالیہ عرفان تک پہنچ جاتا ہے۔ اور بام عرش معرفت تک اڑ سکتا ہے۔

شرح[۲] : فتا بمعنی جوانمرد۔ فتوت کے لغوی معنی سخا اور کرم کے ہیں لیکن اہل تصوف کے نزدیک بڑے بت کو توڑنے یعنی نفس کشی کو کہتے ہیں کیونکہ نفس امارہ تمام بتوں سے بڑا ہے جس کا بیان پہلے گذر چکا ہے۔ (باقی بر صفحہ ۴۲۷)

marfat.com

گر بود چوبیں برود دیگر طلب ور بود الماس پیش آ باطرب
اگر تیرے ہاں لکڑی کی تلوار ہے تو دوسری تلاش کر۔ اگر تیز دھاری دار ہے تو خوشی سے آ۔

۲

تیغ۔ در زرّاد خانۂ اولیاست دیدن ایشاں شما را کیمیاست
صحیح تلوار اولیاء کرام کے ہتھیار گھر سے ملتی ہے بلکہ ان حضرات کا دیدار بھی کیمیا ہے

۳

جملہ دانایاں ہمیں گفتہ ہمیں ہست دانا رحمۃ اللعالمیں
تمام داناؤں کا اتفاق ہے کہ ہر دانا (ولی) اپنے زمانہ کی رحمت ہے۔

۴

گر انارے میخری خنداں بخر تا دہد خندہ ز دانۂ او خبر
اگر انار خریدنا ہے تو ترو تازہ خرید تاکہ اس کی تازگی اس کے دانے کی خبر دے

۱
شرح :۔ اگر تیری جان بے معنی ہے تو دوسری جان پیدا کر یعنی با معنی ہونے کی کوشش کر یا مرشد کامل کو ڈھونڈھ جس کو با معنی بنانے کی ترکیب یاد ہے۔ اور تو خود آگاہ معنی ہے۔ تو معرکۂ عشق حقیقی میں ضرور کامیاب ہوگا قدم شوق آگے بڑھا

۲
شرح :۔ زرّاد خانہ سلح خانہ۔ یعنی وہ تیغ معنی جس سے شیطان اور نفس کا مقابلہ ہو سکے اولیا کے سلاح خانہ سے ملتی ہے (باقی بر صفحہ ۴۲۸)

(بقیہ صفحہ ۴۲۶) :۔ پہلے مصرع میں کارزار یعنی جنگ سے میدان آخرت مراد ہے نیز حرب شیطان یا نفس امارہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ یعنی لکڑی کی تلوار غلاف سے نکل کر جلانے کے قابل رہ جاتی ہے۔ جان یہ لکڑی کی تلوار ہے جو میدان آخرت میں ہرگز کام نہ کرے گی۔

marfat.com

اے مبارک خندہ اش کو از دہاں ‏ ‏ ‏ ‏ مے نماید دِل چو دُر از دُرج جاں

اس کی ترو تازگی مبارک ہے اس لئے کہ اس کے منہ کی تازگی اندر کی صفائی کی خبر دیتی ہے۔ جیسے موج درج جان سے۔

شرح :۔ ضمیر شین انار کی طرف راجع ہے جس سے بطور استعارہ مرشد کامل مراد ہے اور ضمیر کو خندہ کی طرف ہے اور دل سے مراد سِرِّ قلبی ہے اور از درج جان بنماید کے متعلق ہے یعنی اے مخاطب مرشد کامل کا خندہ (اتصاب با وصاف حمیدہ) نہایت مبارک ہے۔ کیونکہ یہ خندہ سر قلبی کو جو موتی کے مانند ہے (باقی بر صفحہ ۴۲۹)

(بقیہ صفحہ ۴۲۷) سے :۔ سالک کو چاہیئے کہ یہ تیغ وہیں سے حاصل کرے جن کی زیارت اکیر اعظم کا حکم رکھتی ہے۔

شرح :۔ تمام علماء کا یہی قول ہے کہ دانا شخص اپنے زمانہ کی رحمت ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے اَلْعُلَمَاءُ مَصَابِیْحُ الْاَرْضِ وَ خُلَفَاءُ الْاَنْبِیَاءِ علماء زمین کے چراغ اور انبیاء کے خلیفہ ہیں نتیجہ یہ ہے کہ مرشد کامل سے بہتر اور کوئی دانا نہیں لہذا اس کی طرف رجوع کرنا چاہیئے وہ ضرور تیرے لئے باعث رحمت ہو گا۔

شرح :۔ انار سے مرشد اور خنداں سے متصف باوصاف حمیدہ مراد ہے مرشد کو اس لئے انار سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کہ جس طرح یہ انار قوت دلِ لحمی ہے اسی طرح مرشد قوت دلِ حقیقی ہے۔ اگر تو مرشد کو ڈھونڈتا ہے تو ایسے کو طلب کر جس میں اوصاف حمیدہ ظاہر ہوں۔ کیونکہ اوصاف ظاہر اوصاف باطن کی خبر دیتے ہیں۔ جیسا کہ کھلا ہوا انار اپنے دانہ کی خبر دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ جھوٹے مدعیوں کو اپنا مرشد نہ بنانا چاہیئے۔

لیکن افسوس کہ ہمارے دور میں جھوٹے پیروں کا دور دورہ ہے۔

marfat.com

نامبارک خندۂ آں لالہ بود   کز دہاں او سوادِ دل نمود
لالہ کا شگفتہ ہونا نہایت نامبارک ہوتا ہے اس لئے کہ اسکے منہ سے اسکی دل کی سیاہی ظاہر ہوتی ہے

۲

نار خنداں باغ را خنداں کند   صحبت مردانت از مرداں کند
انار کی شگفتگی تمام باغ کو تر و تازہ رکھتی ہے اسی طرح مردانِ خدا کی صحبت تجھے مرد خدا بنا دے گی

۳

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء   بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
اولیاء کرام کی صحبت کی ایک ساعت سو سال کی طاعت بے ریا سے بہتر ہے۔

شرح ۱:۔ یعنی اس لالہ کا خندہ نہایت نامبارک ہے جس کے منہ سے اس کے دل کی سیاہی ظاہر ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ جھوٹے مرشد اور مدعی کی طرف رجوع نہ کر جس کے منہ کی سیاہی (اتصاف باوصاف ذمیمہ) اس کے دل کی سیاہی یعنی اوصاف ذمیمہ باطنی کی خبر دے رہی ہے۔

شرح ۲:۔ جس طرح شگفتہ انار تمام باغ کو شگفتہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح اہل اللہ کی صحبت اہل اللہ بنا دیتی ہے۔

شرح:۔ کیونکہ صد سالہ عبادت میں تصفیہ قلب اور عشق حقیقی کا حاصل ہونا یقینی اور ضروری بات نہیں۔ البتہ صحبت اولیاء بطور اظہار کرامت دم بھر میں ایسا کر سکتی ہے۔

(بقیہ: صفحہ ۴۲۸) ...ظاہر کر دیتا ہے یعنی مرشد کامل کے ظاہری اوصاف باطنی اوصاف کو ہویدا کر دیتے ہیں۔

marfat.com

گر تو سنگ خارہ مرمر بدی ‏ ‏ چوں بصاحبدل رسی گوہر شدی

اگر تو سخت پتھر اور سنگ مرمر بھی ہے ۔ لیکن جب تجھے کسی صاحبدل کی صحبت نصیب ہو تو گوہر ہو جائے گا۔

۲

مہر پاکاں درمیاں جاں نشاں ‏ ‏ دل مدہ الا بمہر دل خوشاں

اولیاء کی محبت کو دل میں جگہ دے۔ اور دل بھی صرف اہل اللہ کے ساتھ رکھ۔

۳

کوئے نومیدی مرو۔ اُمیدہاست ‏ ‏ سوئے تاریکی مرو خورشید ہاست

ناامیدی کی گلی میں مت جا بلکہ امید دل میں رہ اور تاریکی کی طرف نہ جا بلکہ خورشید کی روشنی میں زندگی بسر کر۔

۴

دل ترا در کوئے اہل دل کشد ‏ ‏ تن ترا در حبس آب و گل کشد

تجھے ولی اللہ کی صحبت کسی کامل اہل اللہ کی طرف کھینچ کر لے جائے گی۔ تیرا جسم تو تجھے آب و گل کی قید میں کھینچ کر لے جائے گا۔

شرح ۱-۲: دلخوش وہ ولی جو عشق حقیقی کی دُھن میں ہمیشہ مسرور رہتا ہے اور جسکو ماسوی اللہ کا کبھی غم نہیں ہوتا۔

شرح ۳: یعنی مشاہدہ حق سے ناامید نہ ہو کیونکہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ موجود ہے۔ اور ظلمۃ یعنی مرشد ناکامل کی طرف نہ جا کیونکہ جہاں میں مرشد کامل بھی موجود ہیں۔ گو سپر کو خورشید نظر نہیں آتا

شرح ۴: دل سے صاحب دل یعنی ولی کامل مراد ہے۔ یعنی مرشد صاحب دل تجھ کو اہل اللہ اور اولیاء اللہ کی طرف کھینچ لے گا۔ اور صاحب جسم یعنی مرشد مدعی وغیرہ کامل قید آب و گل یعنی ظلمت کی طرف لے جائے گا۔ کیونکہ قلب طالب پر قلب مرشد کا اثر ضرور ہوتا ہے جیسا مرشد کا دل ہوتا ہے ویسا ہی طالب کا ہو جاتا ہے۔

marfat.com

ہین غذائے دل بدہ از ہمدلے   رو بجو اقبال را از مقبلے
جا دل کی غذا کسی اہل اللہ سے تلاش کر   اور بخت تلاش کرنا ہے تو کسی بختور سے ڈھونڈ

۲

دست زن در ذیل صاحب دولتے   تا ز افضالش بیابی رفعتے
کسی دولتمند کے دامن کو تھام تاکہ اس کے مال و منال سے تجھے بلندی حاصل ہو

۳

صحبت صالح ترا صالح کند   صحبت طالح ترا طالح کند
نیک بخت کی صحبت تجھے نیک بنائے گی   اور برے کی صحبت تجھے برا بنائے گی۔

شرح ۱:۔ ہین امالۂ ہاں۔ کلمۂ تنبیہ بمعنی خبردار۔ ہمدل بمعنی صاحبدل و مقبل بمعنی صاحب اقبال دونوں سے مرشد کامل مراد ہے۔

شرح ۳:۔ طالح مرد بدکردار۔ ضد صالح۔ اور پہلے شعر میں صاحب دولت سے وہی مرشد کامل مراد ہے۔

نعت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کہ در انجیل بود

اس کا ذکر کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت انجیل میں تھی

بود در انجیل نعت مصطفےٰ   آں سرِ پیغمبران بحرِ صفا
انجیل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت تھی ہمارے رسول تمام پیغمبروں کے سردار اور بحرِ صفا ہیں

marfat.com

بود ذکر حلیہا و شکل او — بود ذکر عزو و صوم و اکل او
اسمیں آپ کے حلیہ اور شکل مبارک، اور آپ کے غزوات اور نماز روزے اور کھانے پینے کا ذکر تھا۔

2 طائفہ نصرانیاں بہر ثواب — چوں رسیدندے بداں نام خطاب
نصرانیوں کا ایک گروہ جو نبی حضور علیہ السلام کا نام مبارک سنتے تو ثواب کی نیت سے

3 بوسہ دادندے بداں نام شریف — رو نہادندے بداں وصف لطیف
آپ کے اسم گرامی کو چومتے اور آپ کے اوصاف کے سامنے سر جھکاتے

4 اندریں فتنہ کہ گفتم آں گروہ — ایمن از فتنہ بدند و از شکوہ
جس گروہ کا میں نے ذکر کیا ہے وہ جنگوں کے فتنوں بلکہ ہر دکھ درد سے امان میں تھے

5 ایمن از شر امیران و وزیر — در پناہ نام احمد مستجیر
انہیں کسی بادشاہ کا خطرہ تھا نہ کسی وزیر کا۔ پناہ دینے والے اسم گرامی احمد کی پناہ میں تھے۔

6 نسل ایشاں نیز ہم بسیار شد — نور احمد ناصر آمد یار شد
ان لوگوں کی نسل بھی بہت زیادہ بڑھی اس لئے کہ ان کا نور محمدی معین و مددگار ہوا۔

شرح 1:- غزو- غزوہ اور غزا- بمعنی جہاد ہے اور حلیہ ہا سے مراد صفات محمدی ہیں جو انجیل میں درج تھیں۔ شرح ۲ تا ۶:- شکوہ ترس و بیم و مستجیر- پناہ جوئندہ یعنی جو نام کے حاذق اور مومن نصرانی احمد کے نام کی پناہ میں آگئے تھے نور احمدی انکا مددگار اور معین ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ تمام فتنوں سے محفوظ رہے۔ افسوس ہے کہ پچھلی تو میں تو نام لے کر کامیاب ہوں لیکن آج کا ان کے نام کی دہائی شرک ہے۔

marfat.com

۱
واں گروہِ دیگر از نصرانیاں ‎ ‎ ‎ نامِ احمد داشتندے مستہاں
دوسرا گروہ بھی نصرانیوں کا تھا کہ وہ اسم احمد کو بُرا سمجھتا تھا

۲
مستہاں و خوار گشتند از فتن ‎ ‎ ‎ از وزیرِ شوم رائے و شوم فن
وہ لوگ خود متعدد فتنوں اور وزیر بدبخت کی نحوست سے ذلیل و خوار ہوئے۔

۳
مستہاں و خوار گشتند آں فریق ‎ ‎ ‎ گشتہ محروم از خود و شرطِ طریق
وہ گروہ ذلیل و خوار ہو کر اپنی ذات سے بھی اور شرط طریق سے بھی محروم گئے

۴
ہم مخبط دین شاں و حکم شاں ‎ ‎ ‎ از پئے طومار ہائے کژ بیاں
ان کا دین بھی برباد ہوا اور حکم بھی ٹیڑھے صحیفوں کی غلط بیانی سے

۵
نامِ احمد چوں چنیں یاری کند ‎ ‎ ‎ تاکہ نورش چوں نگہداری کند
جب احمد کا صرف نام ایسی مدد کرتا ہے تو ان کا نور کس طرح سے نگہداری فرمائے گا۔

شرح ۲: شوم رائے و شوم فن بمعنی بیوقوف و بدکردار اور مستہاں بمعنی ذلیل ہے اور فتن فتنہ کی جمع ہے۔ شرح ۳: یعنی نام کو ذلیل جاننے والے نصرانی ایک تو اپنی ذات سے محروم ہوئے یعنی قتل کئے گئے۔ دوسرے شرط طریق سے محروم ہوئے یعنی ان کا دین مشتبہ اور مخبط ہو گیا۔ مخبط مشتبہ۔ خلط ملط جیسے خبط ہو۔ شرح ۵-۴: لفظ تا علاوہ اپنے بہت سے معنوں کے تنبیہ کے لئے بھی آتا ہے اور یہاں یہی مقصود ہے۔ یعنی جب نام احمد اور اس کی تعظیم ایسی مددگار ہے تو اے مخاطب خبردار ان کا نور کسقدر محافظت کرتا ہوگا۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے ایمان لا کر آپ کا نور دیکھا ہوگا۔ (باقی ص ۴۳۸ پر)

marfat.com

نام احمد چوں حصارے شد چنیں　　تا چہ باشد ذات آں روح الامیں

ترجمہ: جب آپ کا نام ایسا مضبوط ہے تو آپ کی ذات کیسا حصار ہو گی یعنی آتش دوزخ سے مومنوں کو بچالے گی۔

حکایت بادشاہ جہود دیگر کہ در ہلاک دین عیسےٰ جہد کرد

ایک دوسرے یہودی بادشاہ کی حکایت جو عیسوی دین مٹانے کی کوشش کرتا تھا

بعد ازیں خونریز درمان ناپذیر　　کاندر افتاد از بلائے آں وزیر

اس خونریزی جو اصلاح پذیر بالکل نہیں تھی کے بعد یعنی وزیر مکار کے فتنہ سے جو بلا کھڑی ہوتی

۲

یک شہ دیگر ز نسل آں جہود　　در ہلاکِ دین عیسےٰ رو نمود

اس کی نسل سے ایک اور بادشاہ پیدا ہوا وہ بھی دین عیسیٰ علیہ السلام کے دین کی بربادی کیلئے ظاہر ہوا

۳

گر خبر خواہی ازیں دیگر خروج　　سورہ بر خواں والسما ذات البروج

اگر اس بغاوت کی تفصیل چاہتا ہے تو "وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ" کی تفسیر پڑھیئے

شرح ۱-۲: خونریز بمعنی خونریزی اور درماں ناپذیر بمعنی

بقیہ (ص ۴۳۳ سے) بکس قدر امن اور حفاظت میں ہونگے انکو دنیا میں بھی امن ملے گا اور محشر میں بھی

۱
سنت بد کز شہ اول بزاد	ایں شہ دیگر قدم بروے نہاد

وہ طریقہ بُرا جو پہلے بادشاہ سے شروع ہوا اسی پر اس دوسرے بادشاہ نے بنیاد رکھی۔

۲
ہر کہ او بنہاد ناخوش سنتے	سوئے او نفریں رود ہر ساعتے

جس نے بُرے طریقے کی بنیاد رکھی اس پر ہر گھڑی لعنت برستی ہے۔

شرح:۔ یہ اس حدیث کے مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و اجر من عمل بہا الٰی آخرہ یعنی طریقہ حسنہ جاری کرنیوالے کو اس کے جاری کرنے کا ثواب بھی ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب بھی حاصل ہوگا۔ مگر یہ بات نہ ہوگی کہ اس عمل کرنے والوں کے ثواب کے حصہ میں کچھ کمی آجائے۔ ہذا القیاس طریقہ بد جاری (باقی ص ۴۳۶ پر)

(بقیہ ص ۴۳۴ سے): غیر قابل اصلاح پہلا شعر مبتدا ہے اور دوسرا جز یعنی اس مکار وزیر کی فتنہ انگیزی کے بعد اسی شاہ یہود کی نسل سے ایک اور بادشاہ پیدا ہوا اور دین عیسٰی کی تباہی کی کوشش کرنے لگا۔

شرح:۔ خروج بمعنی بغاوت ہے اور یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ قتل اصحاب الاخدود النار الٰی آخرہ یعنی لعنت کیے جائیں۔ آگ کی خندقوں والے جبکہ وہ خندق پر بیٹھ کر مومنوں سے مرتد ہونے کے طالب تھے اور جو ان کا کہنا نہ مانتا تھا اس کو آگ میں ڈالدیتے تھے اور یہ سب شاہ یہود کے کہنے سے ہوتا تھا۔ اس کی مزید تفصیل تفسیر اویسی میں دیکھئے۔

marfat.com

۱

زانکہ ہر چہ ایں کند زاں گوں ستم　　　　زاولیں جوید خدا بے بیش و کم

اس لئے کہ یہ جو اسی پہلے کے طریقہ پر ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت میں پہلے سے سوال کرے گا

۲

نیکواں رفتند سنت ہا بماند　　　　وز لئیماں ظلم و لعنت ہا بماند

نیک لوگ دنیا میں نیک طریقے چھوڑ گئے بد بختوں پر ظلم اور لعنت رہے گی۔

۳

تا قیامت ہر کہ جنس آں بداں　　　　در وجود آید شود روشس بداں

قیامت تک جتنے برے پیدا ہونگے اِن سے برائی کا ظہور پہلے کی وجہ سے ہوگا۔

شرح ۱ :۔ یہ شعر اکثر مثنوی کے مطبوعہ نسخوں میں نہیں ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ مقلد جب اگر برے سنت کے ایجاد کرنے والے کی تقلید کرے گا۔ تو اس پر تو گناہ ہوگا ہی مگر خدا اس اول سے بھی اس گناہ کا سوال کرے گا۔ کیونکہ معاند کو یہ رستہ اسی موجد نے بتا دیا ہے۔ مثلاً جہاں میں جب سے قتل کا واقعہ یا خونریزی ہوتی ہے تو اس کا ایک گناہ فاعل پر بھی ہوتا ہے جس نے اول خونریزی کی بنا ڈالی ہے

شرح ۲-۳ :۔ اول۔ بداں۔ جمع بد۔ و ثانی بمعنی باآن۔ یعنی قیامت تک بدوں کی جنس میں سے جو شخص ظاہر ہوگا۔ اس کی توجہ اسی اول شخص کی طرف ہوگی جس نے پہلے بدی کا ایجاد کیا تھا اور بد آدمی اس کی ایجاد پر عمل کریگا اسلئے موجد عمل کرنیوالوں کا گناہ بھی ہمیشہ رہیگا۔ ظلم و لعنت کبیرہ گناہ کے معنوں میں ہے۔

(بقیہ صفحہ ۴۳۵ سے) :۔ بکرنیوالے پر قیامت تک اس کے جاری کرنیکا گناہ بھی ضرور ہوگا اور اس پر عمل کرنیوالوں کا گناہ بھی حالانکہ عمل کرنیوالوں سے کچھ کم نہ کیا جائے گا۔ خدا کی پناہ۔

marfat.com

۱
یک رگ ست ایں آب شیریں و آب شور   درخلائق میرود تا نفخ صور
میٹھا اور کھاری پانی کا چشمہ ایک ہے دونوں مخلوق کے ہاں قیامت تک پہنچتے رہیں گے

۲
نیکوانراہست میراث از خوش آب   آنچہ میراث ست اورثنا الکتاب
نیکوں کی میراث آب شیریں سے ہے اور میراث کیا ہے اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ ہے

شرح ۱: ۔آب شیریں سے ہدایت واہتدا اور صفات حمیدہ اور آب شور سے ضلالت واضلال اور صفات ذمیمہ مراد ہیں ۔یعنی ہدایت وضلالت دونوں ایک چشمہ (ذات حق سبحانہ وتعالیٰ) کی طرف سے ہیں اور یہ دونوں چشمے تمام خلائق میں قیامت تک جاری وساری رہیں گے ۔کیونکہ مخلوق ان دونوں کا مظہر ہے ۔بعض آدمی خود بھی ہدایت پر ہیں اور دوسروں کے بھی ہادی ہیں ۔اور بعض خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

شرح ۲: ۔ یعنی نیکوں کی میراث آب شیریں (ہدایت واہتدا) ہے ۔ دوسرے مصرع میں آنچہ میراث ست سوال ہے ۔اور ثنا الکتاب اس کا جواب ۔ یعنی اے مخاطب نیکوں کی میراث کیا چیز ہے ؟ اس آیت کا مضمون ہے ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا الخ آخرہ یعنی قران مجید کا وارث ان لوگوں کو کیا ہے جن کو برگزیدہ کرلیا ہے وہ کتاب قرآن مجید ہے حاصل یہ نیکوں کی میراث قرآن مجید جو سراسر ہدایت اور نور ہے۔

marfat.com

۱

شد نیاز طالباں ار بنگری   شعلہا از گوہر پیغمبری

طالبان حق کو بغور سے دیکھو کہ ان کے شعلے پیغمبری کے گوہر سے ہیں

۲

شعلہ ہا با گوہراں گرداں بود   شعلہ آنجانب رود ہم کاں بود

نبوت کے شعلے اولیاء کو پہنچتے ہیں۔ شعلے اسی طرف جاتے ہیں جہاں کان ہے

شرح ۱:۔ یعنی طالبان شاہد حقیقی اور اولیاء اللہ کا عجز و نیاز اور ان کی زاری و تضرع گویا جوہر نبوت کی چمک ہے جو ان کو انبیا سے بطور میراث ملی ہے بعض نسخوں میں نیاز کی جگہ نثار ہے بمعنی افشاندن نقد و جنس بر فرق کسی بہ سبیل تصدق اس صورت میں یہ معنی ہوں گے۔ کہ اولیاء اللہ کو بہت سے کمالات جوہر نبوت کے صدقے میں ملے ہیں۔ یعنی ہر اُمت نے اپنے زمانے کے پیغمبر سے کمالات حاصل کئے ہیں۔ کیونکہ کسی ولی کو میراث ایمان بلا وساطت پیغمبر ہرگز نہیں ملتی۔

شرح ۲۔ یہ قاعدہ ہے کہ چمک گوہر کے ساتھ گردش کرتی ہے۔ جس طرف گوہر کا رُخ ہوگا۔ اسی طرف چمک ہوگی۔ اسی طرح ولی کے کمالات جوہر نبوت کی توجہ ہوگی۔ ادھر ہی کمالات ولی پہنچیں گے (اور وہ جانب۔ جانب عشق حقیقی ہے۔) کیونکہ اولیاء اللہ کے کمالات انبیاء کے کمالات کی فرع ہیں۔ اور فرع ضرور اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔ دوسرے مصرع میں لفظ ہم شعلہ سے متعلق ہے۔ کان اصل میں کہ آن ہے۔ اور ضمیر گوہر کی طرف راجع ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کان بمعنی معدن ایک لفظ ہے۔ (باقی صفحہ ۴۳۹ پر)

marfat.com

۱
نور روزن گرد خانہ مے دود　　زانکہ خور برجے ببرجے میرود
کھڑکی کا نور گھر کے گرد گھومتا ہے اس لئے کہ سورج ایک برج سے دوسرے برج کی طرف جاتا ہے

۲
ہر کرا با اخترے پیوستگی ست　　ہم ورا با اختر خود ہمتگی ست
جسے جس ستارہ سے تعلق ہے اسے اسی ستارہ کے ساتھ دوڑنا ہے۔

۳
طالعش گر زہرہ باشد در طرب　　میل کلی دارد و عشق و طلب
جس کا تعلق زہرہ سے ہے وہ عشق اور طلب کی طرف مائل ہوگا۔

۴
در بود مریخی و خونریز خو　　جنگ و بہتان و خصومت جوید او
اگر اس کا ستارہ مریخ ہے تو وہ خونریز اور جنگ اور بہتان اور خصومت ڈھونڈیگا۔

شرح:- ۱ جس طرح آفتاب کا نور جو روزن سے گھر میں جاتا ہے اور بسبب حرکت آفتاب ایک جگہ نہیں ٹھہرتا بلکہ آفتاب کا تابع ہے (باقی ص ۴۴۲ پر)

(بقیہ ص ۴۳۸ سے) اور شعر کے معنی یہ ہیں کہ کمالات اسی جانب جاتے ہیں جس جانب ان کی کان ہے۔ یعنی کمالات بلا واسطہ حاصل نہیں ہوئے بلکہ سب ایک کان ایک جگہ اور ایک معدن سے نکالے گئے ہیں۔ کان سے مراد کمال محمدی ہے۔ جو معدنِ جمیع کمالات ہے۔ تمام انبیاء اولیاء کے کمالات کانِ محمدی سے ماخوذ ہیں اور اسی کان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یعنی اس کے اجزا

marfat.com

دبقیہ

جس طرف آفتاب پھرتا ہے۔ اسی طرف نور پھر جاتا ہے۔ اسی طرح نور قلب اولیاء آفتاب نبوت کا تابع ہے۔ کیونکہ آفتاب اصل ہے اور نور فرع۔ یا یہ کہ جس طرح نور آفتاب کا تابع ہے۔ اسی طرح ہر نبی اور ہر ولی کا کمال آفتاب کمال محمدی کا تابع ہے۔ کیونکہ نور احدی اور فیض محمدی کا انحصار ایک جگہ نہیں ہے بلکہ تمام عالم میں پھیلا ہوا ہے۔

ہمتگی بمعنی ساتھ ساتھ دوڑنا۔ یعنی اتباع یہ شعر یک گست ایں آب شیریں و آب شور کے متعلق ہے اور مطلب یہ کہ جس شخص کو جس ستارے کے ساتھ علاقہ ہے اس کو اس ستارے کی تاثیرات کا اتباع ضروری ہے۔ جس شخص کا ستارہ زہرہ ہے اس کا میلان طرب و عشق در طلب معشوق کی جانب ہوگا۔ اور جس شخص کا ستارہ . . . . مریخ ہے وہ جنگ و جدل بہتان اور خصومت کو ڈھونڈے گا۔ اسکو سعادت حاصل ہوگی اور اسکو شقاوت پس تو جسطرح ہر شخص کو کسی نہ کسی ستارہ سے علاقہ ہے۔ اسی طرح ہر شخص کو آب شیریں یا آب شور سے تعلق ہے اور ہر شخص یا مظہر سعادت ہے یا شقاوت **نکتہ**:۔ مولانا قدس سرہ ستاروں کی تاثیر کے قائل نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ مذہب نجومیوں کا ہے۔ لیکن چونکہ شاعروں میں تاثیرات سبع سیارہ بہت شہرت رکھتی ہے آپنے بھی انہی کے طریقہ کے موافق لکھدیا ہے جس سے مقصود فقط تمثیل و تفہیم ہے۔ چنانچہ آئندہ شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کو معنوی ستاروں کی تحقیق مقصود ہے۔

marfat.com

۱

اختراند از ورائے اختراں کاحتراق ونحس نبود اندراں

ان ستاروں کے علاوہ اور ستارے بھی ہیں ان میں نور کی کمی اور نحس وغیرہ نہیں ہوتا

۲

سائراں در آسماں ہائے دگر غیر ایں ہفت آسمانِ مشتہر

وہ سب کے سب اور آسمانوں میں ہیں جو ان ساتوں آسمانوں کے علاوہ ہیں

۳

راسخاں در تاب انوارِ خدا نے بہم پیوستہ نے از ہم جدا

وہ انوارِ خدا سے نور پاتے ہیں نہ وہ اس کے عین ہیں اور نہ اس سے جدا ہیں

شرح:۔ پہلے شعر میں احتراق یعنی کم شدن نور ہے۔ اور اختران سے مراد انبیا ہیں۔ یعنی ان ظاہری اور آسمانی ستاروں کے ماسوا اور معنوی ستارے بھی ہیں نہ ان کا نور کم ہوتا ہے اور نہ وہ نحس ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اختران سے صحابہ اور اولیا مراد ہوں۔ کیونکہ حدیث شریف ہے اصحابی کالنجوم بای اقتدیتم اہتدیتم۔ میرے سارے صحابی ستاروں کے مانند ہیں۔ ان میں سے جس کی اقتدا کرو گے تمہیں سیدھا راستہ مل جائے گا۔ دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ یہ معنوی ستارے اس ظاہری آسمان میں سیر نہیں کرتے بلکہ ان کے سیر کرنے کی آسمان اور ہیں (یعنی آسماں ہائے اسماء صفات حق تعالیٰ) اور چونکہ یہ مشاہدہ حق کے سیر کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی سیر غیر متناہی ہے۔ تیسرے شعر کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ ستارے انوارِ خدا کی روشنی میں میٹھے گئے ہیں لیکن ذات حق سے نہ بہمہ وجوہ پیوستہ ہیں (باقی)

marfat.com

۱

ہر کہ باشد طالع او زاں نجوم نفس او کفار سوزد در رجوم

جس کا ستارہ انہیں ستاروں سے ہے اس کا نفس کفار کو رجوم سے ہٹا دیتا ہے۔

۲

خشم مریخی نباشد خشم او منقلب رو۔ غالب و مغلوب جو

اس کا غصہ مریخ والا غصہ نہیں اس لئے کہ یہ انقلاب پذیر ہے کہ کبھی غالب اور کبھی مغلوب

شرح :۔ پہلے مصرع میں لفظ متعلق محذوف ہے۔ یعنی جس شخص کا نصیب اُن معنوی ستاروں میں سے کسی ستارہ کے ساتھ متعلق ہو۔ (یعنی جو شخص انبیاء اولیا کا تابع ہو) اس کا نفس مطمئنہ کفار (شیاطین اور نفس امارہ) کو جلا دیتا ہے۔ رجوم وہ ستارے جن سے شیاطین کو ہانکا جاتا ہے۔ اور جو شب کو ٹوٹتے نظر آتے ہیں۔ مگر یہاں مجازاً رجوم بمعنی رجم ہے یعنی ہانکنا۔ دفع کرنا۔

شرح :۔ یعنی جو شخص انبیا کا تابع ہے۔ اس کا غصہ اور غضب ایسا نہیں ہوتا۔ جیسا مریخ کا۔ کیونکہ مریخ منقلب الیسر ہے۔ کبھی سعدِ زہرہ پر غالب ہو کر محض ضرر پہنچاتا ہے اور کبھی اس سے مغلوب ہو کر سعد بنجاتا ہے مطلب یہ کہ مریخ اپنے ایک حالت غضب پر قائم نہیں رہتا۔ بخلاف تابعان انبیا علیہم السلام کے کہ ان کا غضب اس شخص پر (باقی صہ ۴۴۳ پر)

بقیہ صہ ۴۴۱ سے) ۔ گو مثلاً اس کا جزبن جائیں۔ کیونکہ بشر ہیں اور نہ بہمہ وجوہ اس سے جدا ہیں۔ کیونکہ ان کو مرتبہ فنا فی اللہ کا حاصل ہے۔

marfat.com

۱

نورِ غالب ایمن از کسف و غسق　　در میاں اصبعین نورِ حق

ان کا نور غالب رہتا ہے یہ کمی اور ظلمات سے بے غم ہیں نورِ رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان

۲

حق فشاند آں نور را بر جان ہا　　مقبلاں بر داشتہ دامان ہا

اللہ تعالیٰ اپنا نور ان پر ڈالتا ہے مقبولان بارگاہ حق نے اس نور کو حاصل کر لیا ہے۔

شرح ۱: یعنی انبیاء اور اولیاء نور غالب ہیں جو کم ہو جانے اور گہن اور ظلمت سے بالکل بے خوف ہیں۔ اور یہ نور حق کی دو انگلیوں (صفات جلالی و جمالی) کے بیچ میں ہیں، یعنی مشاہدۂ صفات جلالی و جمالی میں مستغرق ہیں۔ انبیاء اور اولیاء کو اختر سے تشبیہ ہدایت اور راہنمائی کی مناسبت سے دی گئی ہے۔ بعض نسخوں میں کسف کی جگہ نقص ہے۔

شرح ۲: یعنی اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا نور ارواح پر تقسیم کیا اور مقبلوں یا خوش نصیبوں نے اپنے دامن اٹھا کر اس نور کو دامن میں بھر لیا۔ یعنی اُن کے فرمان پر لبیک کہہ کر ایمان لے آئیں یہ بھی ممکن ہے کہ آں نور کا اشارہ نور ذات حق کی طرف ہو۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے اِنَّ اللّٰہَ تعالیٰ خلق الخلق فی ظلمۃ ثم رش علیہم من نورہ　(باقی ص ۴۴۴ پر)

(بقیہ ص ۴۴۲ سے): جو قابل غضب الٰہی ہے ہمیشہ مبذول رہتا ہے کیونکہ وہ بندوں سے بغض فی سبیل اللہ رکھتے ہیں ان کا غضب غضب الٰہی ہے اور فضل رحمت رحمتِ الٰہی پھر جب تابعان انبیا کا غضب ایسا ہے تو انبیاء اور اولیاء کا غضب کیسا ہوگا طالب کو چاہیئے کہ ان سب کے غضب سے پناہ مانگے اور ان کی اطاعت کرتا رہے نعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ

marfat.com

۱
واں نثارِ نور ھر کو یافتہ　　رو ئے از غیر خدا برتافتہ

۲
ہر کرا دامانِ عشقے نابدہ　　زاں نثارِ نور بے بہرہ شد

۱۔ حل لغات :۔ نثار نور کی اضافت ۔ اضافت صفت بطرف موصوف ہے ۔ نثار بمعنی مفعول : نور منثور ۔

ترجمہ :۔ خدا تعالیٰ کا پھیلا ہوا نور جسے نصیب ہوا اس نے ماسوی اللہ سے منہ پھیر لیا ۔

شرح :۔ یعنی خدا کے اس پھیلے ہوئے نور میں سے جو انبیاء کو ملا ہے جس شخص کو کچھ حصہ مل گیا وہ سب سے علیحدہ ہو کر خدا کا ہو رہا ۔

۲۔ حل لغات : نابد : مخفف نابودہ ۔ دامان عشقے سے قابلیت و استعداد مراد ہے ۔ بے بہرہ شدہ یعنی دائمی حجاب میں رہا

(باقی بر ص۴۴۹)

(بقیہ ص۴۴۳)

فَمَنْ اَصَابَهٗ ذٰلِكَ النُّوْرُ اِهْتَدٰى وَمَنْ اَخْطَاَهٗ ضَلَّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ ـ یعنے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا فرمایا ۔ پھر ان پر نور کا جلوہ ڈالا ۔ پس جسے اس نور کا کچھ حصہ مل گیا وہ ہدایت پر رہا اور جس کو نہ ملا وہ گمراہ ہو گیا ۔

marfat.com

۱

جزو ہا را رو بہا سوئے کل ست   بلبلاں را عشق بازی با گُل ہست

ترجمہ :- جز کا ہمیشہ منہ کل کی طرف ہوتا ہے بلبلوں کا عشق ہمیشہ گُل سے ہے۔

شرح :- اس کا پہلا مصرعہ، قبل کی دلیل ہے اور سبب اور مصرعہ ثانی تمثیلی۔ یعنی ارواحِ مومنین کے ایمان لانے اور کافرین کے منکر رہنے کا یہ سبب ہے کہ جزو کل کی طرف اور بلبل گل کی طرف رجوع کرتا ہے مومنین اور عشاق نور الہٰی کے ایک جزو ہیں اور انبیا علیہم السلام گویا سراپا نور ہیں۔ یا یہ کہیئے کہ مومنین بلبل ہیں اور انبیا گل ہیں۔ (یعنی مومنین انبیاء کے عاشق ہیں) اسلئے اس جزو نے اس کل کی طرف اور اس بلبل نے اس گل کی طرف رجوع کیا۔ اور علیٰ ہذا القیاس کفار ظلمت کے اجزا ہیں اور اس کے عاشق ہیں اس لئے اسی کی طرف راجع ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۴۴۴) ترجمہ جس کے ہاں عشق کا دامن نہ تھا وہ نور منثور الہٰی سے ہمیشہ محروم اور حجاب میں رہا

شرح :- جس میں محبت وعشق الہٰی کی استعداد نہیں تھی اور عشق حق سے یکسر خالی تھا تو ہمیشہ کے لئے محروم اور بے بہرہ رہا جیسے کفار و مشرکین ازل سے اس نور سے محروم تھے۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کے معجزات دیکھنے کے باوجود دولت ایمان سے بے بہرہ رہے۔

marfat.com

۱

گاؤ را رنگ از برون و مرد را از درون جو رنگ سرخ و زرد را

حلِ لغات: گاؤ سے نفس و ہوا کے بندے مراد ہیں۔ درون سے رنگ باطن مراد ہے اور یہی معتبر ہے اس لیے کہ وہ نورانی ہے

ترجمہ: جانور کے رنگ کو باہر سے دیکھ اور آدمی کا رنگ اندر سے دیکھ سرخی ہو یا زردی۔

شرح: نفس و ہوا کے بندے بمنزلہ جانوروں کے ہیں کہ انہیں ظاہری آرائش سے تعلق ہوتا ہے اور بندگان خدا باطنی زیب و زینت میں لگے رہتے ہیں۔ پھر ان کا باطن تجلیات الٰہی سے منور و مزین ہو جاتا ہے نیز یہ بھی ہے کہ گاؤ سے جانور اور مرد سے انسان مراد ہے۔ اب مطلب یہ ہوگا۔ کہ جس طرح تم جانور کے سرخ و زرد رنگ کو باہر سے معلوم کر لیتے ہیں۔ اس طرح آدمی کا رنگ باہر سے نہیں۔ بلکہ اندر سے معلوم ہوتا ہے اس لئے تم آدمی کے سرخ و زرد رنگ کے اندر سے ڈھونڈ و سرخ و زرد سے نیکی و بدی مراد ہے۔ مطلب یہ کہ فریب کی شکلیں اور فتنوں کے طریقے یا الوان طاعت اور اقسام عبادت اور ضلالت و ہدایت وغیرہ باہر سے نہیں معلوم ہوتے بلکہ ان کا اختلاف اندر سے معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کے معلوم کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ جس کا ظاہر باطن کے موافق ہو وہ نیک ہے اور سرخ رنگ کہتا ہے اور جس کا ظاہر و باطن یکساں نہ ہو وہ بد ہے اور زرد رنگ کہتا ہے نیکوں کو اپنا ظاہر و باطن یکساں رکھنا چاہیئے۔

marfat.com

۱

رنگہائے نیک از خمِ صفاست　　رنگ زشتاں از سیہ آبہ جفاست

۲

صبغۃ اللہ نام آں رنگ لطیف　　لعنۃ اللہ بوئے ایں رنگ کثیف

۱۔ حَلِ لغات:۔ سیاہ آبہ۔ گندہ پانی اور بدبودار پانی۔ سیاہ کیچڑ۔ جفا میل کچیل وغیرہ۔

ترجمہ:۔ یہ بیت بیت سابق کے مصرع ثانی کی تفصیل کے لئے لایا گیا ہے

ترجمہ:۔ مٹکا صاف ہو تو پانی صاف آئے گا۔ پانی گندہ ہو تو اس سے میل کچیل ظاہر ہوگی۔

یعنی افعال نیک قلب صاف کے خم سے نکلتے ہیں اور افعال بد باطنی جفا کی کیچڑ سے صادر ہوتے ہیں وہ افعال مومن کے ہیں اور یہ کفار کے باطنی جفا سے کفر دنیا پرستی اور سیہ آب سے تاریکی دل مراد ہے۔

۲۔ حَلِ لغات:۔ صبغۃ بمعنی رنگ۔ لطیف بمعنی خوب۔ کثیف بمعنی کمینہ

ترجمہ:۔ صبغۃ اللہ نامی رنگ بہت خوب ہے رنگ کثیف پر تو اللہ تعالےٰ کی لعنت برستی ہے۔

شرح:۔ یعنی افعال حسنہ کا نام صبغۃ اللہ ہے۔ یعنی یہ اللہ کا رنگ ہے جو مومنین پر چڑھا ہوا ہے اور افعال قبیحہ کی بو یعنی ان کا حاصل اور نتیجہ لعنۃ اللہ ہے۔

marfat.com

۱

آنچہ از دریا بدریا مے رود   از ہماں جا کامد آنجا مے رود

حل لغات:۔ از دریا بدریا می رود یعنی باصل خود می رود

ترجمہ:۔ دریا کا پانی دریا میں جاتا ہے جہاں سے آیا وہاں گیا۔

شرح:۔ یہ بیت تمثیلی ہے یعنی جیسے دریا کا پانی دریا کی طرف رجوع کرتا ہے ایسے ہی فروع اصل کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ دریا مجازی ہو یا حقیقی اس لئے کہ قانون ہے کہ "کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ" چونکہ ہماری ارواح کا اصل ذاتِ حق ہے اسی لئے ان کا رجوع بھی اسی ذات کی طرف ہے۔ اس مسئلہ کو ایک مثال سے سمجھا کر اصلی مقصد کو واضح فرمایا چنانچہ مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ قاعدہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے دریاؤں میں بڑے بڑے دریاؤں میں سے پانی آتا ہے اور پھر وہ پانی انہی بڑے بڑے دریاؤں میں چلا جاتا ہے اسی طرح افعال نیک جو صبغۃ اللہ کا ایک جز وہیں اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور افعالِ بد جو لعنۃ اللہ کے ایک شاخ ہیں لعنت کی طرف راجع ہیں۔ یعنی نیک افعال کو اللہ قبول کرتا ہے۔ کیونکہ یہ اسی کی توفیق سے صادر ہوتے ہیں اور افعال کو بد کو رد کرتا ہے کیونکہ وہ بندہ کی جانب سے صادر ہوتے ہیں اہلسنت والجماعۃ کا یہی مذہب ہے۔ کہ مَا اَصَابَکَ مِنْ حسنۃ فمن اللہِ وَمَا اَصَابَکَ مِنْ سیئۃ فمن نفسک

نیکی خدا کی طرف سے پہنچتی ہے اور بدی اپنے نفس کی طرف سے۔

marfat.com

۱

آز سرِ کُہ سیلہائے تیز رو　　وزتنِ ما جانِ عشق آمیز رو

حل لغات: سر مضاف۔ کُہ مضاف۔ کُہ مخفف کوہ ہے۔ تیز رو۔ تیز رونده۔

ترجمہ:۔ تم نے پہاڑوں کے اوپر تیز رفتار سیلاب دیکھے ہوں گے۔ کہ وہ سیلاب دریا کی طرف تیز دوڑتی ہے۔ اسی طرح عشق سے سرشار روحیں اصل کی طرف دوڑتی ہیں۔

شرح:۔ یعنی تم نے دیکھا ہے کہ پہاڑوں کے اوپر والی سیلاب دریا کا رُخ کرتی ہے وہ صرف اس لئے کہ بارش کا پانی اسی دریا سے لایا گیا تھا جیسا کہ مشہور ہے کہ بارش کا پانی بادل سے اور بادل ایک بخار سے جو دریا سے اٹھکر آسمان پر پہنچا (اس کی تحقیق فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن پارہ اول میں دیکھیئے۔) یہ بیت تمثیلی ہے جو شعر سابق کی تتمیم کے طور واقع ہوا ہے یعنی جیسے باران کا پانی اصل دریا کا رخ کرتا ہے۔ ایسے ہی ہماری ارواح کا حال ہے۔ کہ وہ بحرِ حقیقی جسے روح الارواح کہا جاتا ہے کی طرف رجوع کرتی ہیں کما قال تعالیٰ اِلَیۡہِ یُرۡجَعُ الۡاَمۡرُ کُلُّہٗ کتاب مرقوم میں اس شعر کی دو ترکیبیں کر کے دو مطلب لکھے ہیں۔

۱۔ اے سیل سر کوہ سے بہت جلد نکل اور دریا سے مِل اور تن عشاق سے اے روح عشق آمیز نکل اور خدا سے مل یہ معنی اس صورت میں ہیں کہ لفظ رو دونوں جگہ صیغۂ امر فرض کیا جائے　(باقی بر صفحہ ۴۵۰)

marfat.com

۱۔ آتش کردن بادشہ جہود ویت نہادن پہلوئے آتش کہ ہر کہ ایں بت راسجدہ کند از آتش برید و ہر کہ سجدہ نکند او را در آتش اندازد

۲

آں جہود سگ ببیں چہ رائے کرد　　پہلوئے آتش بتے برپائے کرد

ترجمہ:۔ یہودی بادشاہ نے ایک بت کے ساتھ آگ جلائی اور اعلان کیا کہ جو اس بت کو سجدہ کریگا اسے آگ سے نجات ملے گی اور جو بت کے سجدہ سے انکار کریگا اسے آگ میں ڈالا جائے گا۔

۲۔**حل لغات:۔** برپائے کرد معنی قائم و نصب کیا

ترجمہ:۔ دیکھئے اس کتے یہودی نے کیسی غلط کاروائی کی کہ ایک بت آگ کے قریب قائم کیا۔

(بقیہ ۴۴۲)

پہلے مصرع میں تیز رو اسم فاعل ترکیبی ہو اور دوسرے مصرع میں رو صیغہ امر۔ اس وقت یہ مطلب ہوگا کہ اے جان عشق آمیز شوق ملاقات خدا میں تن عشاق سے اس طرح نکل جس طرح سر کوہ سے سیلہائے تیز رو نکل کر دریا میں مل جاتی ہیں اس سے مقصود ترغیب عشق الہی ہے یعنی سالک کو کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے قطرۂ وجود فانی کو دریائے عشق حقیقی میں پہنچا دے۔ یعنی ہر وقت خالق سے لو لگائے رہے جس سے فنا کی نصیب ہوگی تو بقا حاصل ہوگی۔

marfat.com

۱

کانکہ ایں بت راسجود آرد برست ور نیارد در دل آتش نشست

حل لغات :۔ کانکہ میں کاف بیانیہ ہے یعنی سابق بیت میں رائے کرد کے جملہ کا بیان ہے ۔ برست بمعنی نجات و خلاص پائی ۔ ور نیارد شرط اس کے بعد کا مضمون اس کی جزا ہے ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فقط لفظ ور شرط ہے ۔ اس کے بعد تا آخر اس کی جزا ہے لیکن اس تقدیر پر نشست بمعنی نشستن ہوگا ۔ اور لفظ نشست بمعنی ماضی و مصدر ہر دونوں کے لیئے مستعمل ہوتا ہے ۔

ترجمہ :۔ اس لیئے کہ جس نے بت کو سجدہ کیا وہ نجات پا گیا اور جو سجدہ بجا نہیں لائے گا ۔ وہ آگ کے درمیان نہیں بیٹھے گا

حضرت مولانا روم قدس سرہ نے اس حکایت کو تو صرف اشارہ کے طور بیان کیا ہے ۔ اس لیئے کہ آپ کا موضوع کہانیاں بیان کرنا نہیں بلکہ آپ ایسے واقعات سے سالک کو واصل بنانا چاہتے ہیں

بقیہ صفحہ ۴۵ :۔ شرح :۔ اس حکایت کا ربط اوپر والے شعر کے ساتھ ہے کہ چونکہ یہودی بادشاہ نے سر توڑ کوشش کی کہ اہل ایمان بت کو سجدہ کریں ۔ لیکن چونکہ ان کے ارواح عشق حق سے سرشار تھے اسی لیئے انہوں نے آگ میں نہ صرف جانا منظور کیا بلکہ دھڑا دھڑ آگ میں چلے گئے صرف اسی کشش سے کہ انہیں ذات پاک سے تعلق صحیح تھا ۔

marfat.com

اصحاب الاخدود کے قصے

تیسویں پارہ میں سورۃ البروج میں اصحاب الاخدود (کھائیاں کھودنے والے) کا اشارہ ملتا ہے۔ وہ لوگ ملعون اور مغضوب ہوئے جنہوں نے بڑی بڑی خندقیں کھود کر آگ سے بھریں اور بہت سا ایندھن ڈال کر ان کو دھونکایا۔

ان کے متعلق مفسرین نے کئی واقعات نقل کئے ہیں۔ لیکن صحیح مسلم جامع ترمذی اور مسند احمد وغیرہ میں جو قصہ مذکور ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

قصہ (۱) سابق زمانہ میں کوئی کافر بادشاہ تھا اس کے ہاں ایک جادوگر رہتا تھا جب جادوگر کی موت کا وقت قریب آیا اس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ ایک ہوشیار ہونہار لڑکا مجھے دیا جائے تو میں اس کو اپنا علم سکھاؤں تاکہ میری تعلیم مٹ نہ جائے۔ چنانچہ ایک لڑکا تجویز کیا گیا جو روزانہ جادوگر کے ہاں جاکر اس کا علم سیکھتا تھا۔ راستہ میں ایک عیسائی راہب رہتا تھا جو اس وقت کے اعتبار سے دین حق پر تھا۔ وہ لڑکا اس کے پاس بھی آنے جانے لگا۔ بخفیہ طور

بقیہ صفحہ ۴۵۱ ۔۔ اسی لئے صرف ان دو مصرعوں پر اکتفا کر کے حسب دستور ایصال الی المطلوب کا قصہ چھیڑ دیا۔ فقیر اس واقعہ کی تفصیل عرض کرتا ہے
دراصل یہ " اصحاب الاخدود " کے واقعات سے ایک واقعہ ہے۔ جو درج بالا ہے۔

marfat.com

راہب کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور اس کی فیض صحبت سے ولایت و کرامت کے درجہ کو پہنچا۔ ایک روز لڑکے نے دیکھا کہ کسی بڑے جانور (شیر وغیرہ) نے راستہ روک رکھا ہے جس کی وجہ سے مخلوق پریشان ہے۔ ایک پتھر ہاتھ میں لیا اور کہا۔ یا اللہ اگر راہب کا دین سچا ہے تو اس اژدہے کو مار ڈال تاکہ یہ لوگ نجات پائیں یہ کہہ کر پتھر اژدہے پر مارا تو اژدہا مر گیا۔ لوگ پکار اٹھے کہ لڑکا بڑا جادوگر ہے۔ لڑکے نے کہا کہ یہ میرا کام نہیں وہ اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ کا کام ہے۔ جو ایمان لائے تو میں دعا کروں۔ امید ہے کہ وہ تندرست کر دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ شدہ شدہ یہ خبریں بادشاہ کو پہنچیں اس نے غصہ ہو کر لڑکے کو مع راہب اور اندھے کے طلب کیا اور کچھ بحث و گفتگو کے بعد راہب اور اندھے کو قتل کر دیا اور لڑکے کی نسبت حکم دیا کہ اس کو اونچے پہاڑ سے گرا کر ہلاک کر دیا جائے۔ مگر خدا کی قدرت جو لوگ اس کو لے گئے تھے سب پہاڑ سے گر کر ہلاک ہو گئے اور لڑکا صحیح و سالم واپس چلا گیا۔

پھر بادشاہ نے دریا میں غرق کرنے کا حکم دیا وہاں بھی یہی صورت پیش آئی کہ لڑکا صاف بچ کر نکل گیا۔ اور جو لے گئے تھے وہ سب دریا میں ڈوب گئے۔ آخر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ میں خود اپنے مرنے کی ترکیب بتاتا ہوں آپ سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کریں۔ ان کے سامنے مجھ کو سولی پر لٹکائیں۔ اور یہ لفظ کہہ کر میرے تیر ماریں بسم اللہ رب الغلام اس اللہ کے نام پر جو اس لڑکے کا رب ہے چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور لڑکا اپنے رب کے نام پر قربان ہو گیا۔

marfat.com

یہ عجیب واقعہ دیکھ کر یک لخت لوگوں کی زبان سے ایک نعرہ بلند ہوا کہ۔ "اٰمنّا بربِّ الغلام" یعنی ہم سب لڑکے کے رب پر ایمان لائے لوگوں نے بادشاہ سے کہا کہ لیجیے جس چیز کی روک تھام کر رہے تھے وہی پیش آئی۔ پہلے تو کوئی اِکا دکا مسلمان ہوتا تھا اب خلق کثیر نے اسلام قبول کر لیا بادشاہ نے غصہ میں آکر بڑی بڑی خندقیں چالیس چالیس گز طول میں اور عرض میں بارہ بارہ گز تھیں اور ان کو خوب آگ سے بھروا کر اعلان کیا کہ جو شخص اسلام سے نہ پھرے گا اس کو ان خندقوں میں جھونک دیا جائے گا آخر لوگ آگ میں ڈالے جا رہے تھے لیکن اسلام سے نہیں ہٹتے تھے۔ ایک مسلمان عورت لائی گئی جس کے پاس دودھ پیتا بچہ تھا۔ شاید بچہ کی وجہ سے آگ میں گرنے سے گھبرائی۔ مگر بچہ نے خدا کے حکم سے آواز دی۔ اماں صبر کر ناکہ تو حق پر ہے بادشاہ اور اس کے وزیر خندقوں کے آس پاس بیٹھے ہوئے نہایت سنگدلی سے مسلمانوں کے جلنے کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ بدبختوں کو ذرا رحم نہ آتا تھا۔ ان مسلمانوں کا قصور اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ کفر کی ظلمت سے نکل کر ایک زبردست اور ہر طرح کی تعریف کے لائق خدا پر ایمان لائے جس کی بادشاہت سے زمین و آسمان کا کوئی گوشہ باہر نہیں اور جو ہر چیز کے ذرہ ذرہ احوال سے باخبر ہے۔ جب ایسے خدا کے پرستاروں کو محض اس جرم پر کہ وہ کیوں اس اکیلے کو پوجتے ہیں آگ میں جلایا جائے تو کیا یہ گمان ہو سکتا ہے۔ کہ ایسا ظلم و ستم یونہی تمامی چلا جائے گا اور وہ خداوند قہار ظالموں کو سخت ترین سزا نہ دے گا

(ف) حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں جب اللہ کا غضب آیا وہی آگ پھیل گئی۔ بادشاہ اور امیروں کے گھر سارے پھونک دیے۔

marfat.com

سبق

یہ بات کچھ اصحاب اخدود پر منحصر نہیں جو لوگ ایمانداروں کو دین حق سے برگشتہ کرنے کی کوشش کریں گے جیسے کفار مکہ کر رہے تھے پھر اپنی ان لائق حرکات سے تائب نہیں ہوں گے ان سب کے لیئے دوزخ کا عذاب تیار ہے جس میں بے شمار قسم کی تکلیفیں ہوں گی اور بڑی تکلیف آگ لگنے کی ہوگی جس میں دوزخی کا تن من سب گرفتار ہوگا

قصہ ۲:۔ ایک شخص اہل ایمان انجیل پر عمل کرنے والا (جو اسی دور میں اسی پر عمل ہوتا تھا۔ انجیل پڑھتے وقت اس کے سینے سے نور نکلتا تھا اور عالم میں پھیل جاتا تھا۔ لڑکی نے اپنے باپ کے سامنے واقعہ بیان کیا تو اس شخص نے سوراخ سے واقعہ خود آنکھوں سے دیکھا۔ فی الواقع ایک نور نکلتا ہے اس نے اس نوکر سے پوچھا کہ یہ کیا کلام ہے۔؟ اور اس کا نور کیا ہے ؟ کہ تجھ سے سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ وہ مسلمان وہاں کے بادشاہ کے خوف سے اور رئیسوں کے ڈر سے اس بھید کو چھپاتا تھا۔ لیکن وہ گھر والا اس کا پیچھا نہ چھوڑتا تھا اور تنگ کرتا تھا۔ یہانتک ناچار ہوکر دین اسلام اور انجیل مقدس کا احوال اس سے بیان کیا پس وہ شخص اور اس کی بیٹی فی الفور مسلمان ہو گئے اور انجیل کو پڑھ کر اس کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے رفتہ رفتہ یہ بات شہر میں مشہور ہوئی تو ستاسی آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے یہانتک کہ یوسف تو اس حمیری کے بیٹے نے جو اس شہر کا بادشاہ تھا اور بت پرستی میں مستغرق تھا یہ بات سن کر ان سب مسلمانوں کو (جو نوے آدمی تھے) اپنے حضور میں

marfat.com

بلایا۔ اور ایک خندق کھدوائی اور خوب آگ سے دہکائی اور حکم دیا کہ تم لوگ اگر عیسےٰ کے دین سے نہ پھرو گے تو تم کو میں پھونک دوں گا۔ اس جماعت میں بھی ایک عورت بچہ والی تھی۔ دودھ پیتا بچہ اس کی گود میں تھا۔ اِس شیرخوار بچہ نے بلند آواز سے کہا کہ ہاں بسم اللہ اس آگ میں گھسو اس کا بدلہ ہمیشہ رہنے کی بہشت ہے۔ پھر جب مسلمان ہلاک ہو چکے بادشاہ اور اس کے مصاحب خندق کے پاس کرسیوں پر بیٹھے تھے کہ یکایک اس آگ کے شعلے ایسے بھڑکے کہ ان سب کو جلا کر خاکستر کر دیا اور یہ قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھ جانے کے بعد واقع ہُوا تھا۔ اس روز سے نجران کے لوگوں نے دین نصرانی کو حق جان کر قبول کر لیا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک اسی دین پر تھے اور ان کے سردار سید اور عاقب وغیرہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو مدینہ منورہ میں آکر حضرت عیسیٰ کے متعلق بحث اور تکرار کی تھی اور آیت مباہلہ انہیں کے جواب میں نازل ہوئی تھی۔

قصہ ۳۔ تیسرا واقعہ فارس کی زمین میں واقع ہوا تھا۔ اس کی کیفیت حضرت امیرالمومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ مجوسی بھی اصل میں کتاب آسمانی رکھتے تھے اور ایک پیغمبر کے دین کے تابع تھے اور شراب ان کے دین میں بدن کے نفع کے واسطے اس قدر حلال تھی جو بے ہوش نہ کرے۔

ایک روز مجوسیوں کے بادشہ نے شراب بہت پی اور اس مستی میں اپنی بہن سے جماع کر لیا جب ہوش آیا تو نہایت شرمسار ہوا۔ بہن سے اس ازالۂ عار کا مشورہ لیا تو اس نے کہا کہ تم اعلان کر دو کہ بہن سے

marfat.com

نکاح جائز ہے۔ اس لئے کہ آدم علیہ السلام کے زمانہ میں ایسا نکاح جائز تھا تو اب بھی جائز ہے۔

بادشہ نے اعلان کر کے اپنی رعایا کے لوگوں کو بلایا تو کسی ایک نے بھی اس کو نہ مانا۔ اس کی بہن نے کہا کہ ان کو کوڑے مار کر منوائیے۔ اس نے ایسے کیا لیکن پھر بھی کسی نے اس مسئلہ کو قبول نہ کیا۔ پھر بہن نے کہا کہ قتل کردو۔ بہت سے لوگ قتل کئے گئے لیکن بات جوں کی توں رہی اس کے بعد اس نے کہا کہ خندقیں کھودو اور انہیں ایندھن سے بھر دو۔ پھر آگ لگا دو۔ جب آگ خوب دھک جاوے تو پھر جو کوئی اس مسئلہ پر سے انکار کرے اس کو آگ میں پھینک دو۔ قدرت الٰہی سے عین لوگوں کے جلانے کی حالت میں خود بھی جل گیا۔ اس روز سے مجوس کے مذہب میں آتش پرستی اور بہن کا حلال ہونا جائز ہوا۔

قصہ ۷۴:۔ تفسیر زاہدی میں منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں مسلمانوں کا ایک شہر تھا اس میں قحط پڑا تو مسلمان اس شہر کے غول کے غول حبش کی طرف بھاگ گئے۔ حبش کے کافروں نے اپنے بادشاہ سے عرض کی کہ اگر یہ قحط زدہ مسلمان اس شہر میں آئیں گے تو ہم پر غلہ کی تنگی ہو جائے گی اور یہاں بھی قحط پڑ جائیگا بادشاہ نے حکم دیا تو شہر کے دروازہ پر ایک خندق کھودی اور اس کو آگ سے بھرا اور بادشاہ خود بھی اپنا تخت بچھا کر وہاں پر بیٹھا اور ایک ہاتھی کے برابر بڑا بت وہاں کھڑا کیا اور شہر میں منادی کروا دی کہ ان غریب الوطنوں اور باہر سے آئے ہوؤں میں سے جو کوئی بت کو سجدہ نہ کرے۔ تو اس کو اس آگ میں جھونک دو۔ اتفاقاً ایک مسکین عورت کو کہ اس کی گود میں بچہ تھا پکڑ کر لائے اور اس سے کہنے لگے کہ اس بت کو سجدہ

marfat.com

کہ اس نے کہا معاذ اللہ، بادشاہ نے خفا ہو کر کہا کہ اس کے بچے کو اس سے چھین کر آگ میں ڈال دو۔ جب بچہ اس سے چھین کر آگ میں ڈال دیا گیا تو وہ ماں نہایت بیقرار ہوگئی۔ تب اس بچہ نے آگ کے اندر سے آواز دی کہ اے اماں کچھ خوف نہ کرو بے دھڑک چلی آ کہ یہ آگ نہیں ہے۔ پھول ہیں اس عورت نے ہاتھ اٹھا کر جناب باری میں دعا کی کہ یا رب تو دیکھتا ہے اور جانتا ہے تیرے روبرو بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ فی الفور اس آگ سے ایک شعلہ چالیس گز اونچا اٹھا اور ان سب کافروں کے پاس قنات کی مانند ہو کر سب کو گھیر لیا۔ اور ایک ایک کو جلا دیا۔

ان ظالموں سے دنیا میں بدلہ ہاتھوں ہاتھ بلا مہلت واقع ہوا اور ان کا کام الٹا ہو گیا یعنی جو آگ مسلمانوں کے جلانے کے واسطے تیار کی تھی اس میں خود جل گئے۔ فی الواقع اس جماعت نے ظلم میں کمال مرتبے کی زیادتی کی تھی کہ ایسی جلد سزا کو پہنچی کیونکہ دوسرے ظالم جو کسی پر ظلم کرتے ہیں اپنے روبرو مار دھاڑ نہیں کرتے بلکہ ملازموں کو حکم دیتے ہیں کہ مجرموں کو سزا دیں اور یہ ظالم جو خندق والے تھے ایمان والوں سے ظلم اپنے روبرو کرواتے تھے۔

حجاز کے ملک کے قریب چار بستیوں میں جیسا کہ اوپر بیان ہوا یہ واقع ہوا۔ ان چاروں قصوں سے مراد اہلِ مکہ کو ڈرانا ہے تاکہ وہ عبرت پکڑیں پہلا قصہ ملک شام میں ہوا جس کو صہیب رومی رضؓ نے بیان کیا دوسرا یمن کے ملک میں، تیسرا فارس کے ملک میں اور چوتھا بنی اسرائیل قوم کے علاقہ میں۔ (کذا فی تفسیر عزیزی حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ وَشَاهِدٍ وَّ
مَشْهُوْدٍ ۭ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۭ اِذْ هُمْ
عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۙ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝ وَمَا نَقَمُوْا
مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ الخ

ترجمہ: - قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے اور اس دن کی جو حاضر ہوتا ہے۔ یعنی قیامت کے دن کی۔ جمعہ کے دن کی اور عرفہ کے دن کی۔ کھائیاں کھودنے والے مارے گئے۔ آگ ہے بہت ایندھن والی جب وہ اس پر بیٹھے اور جو کچھ وہ مسلمانوں سے کرتے اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور ان سے بدلہ نہ لیتے تھے۔ مگر اسی بات کا کہ وہ یقین لائے اللہ پر۔ جو زبردست ہے۔ اور تعریفوں والا جس کا راج آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ کے سامنے ہر چیز ہے

تائید اہلسنت: - واقعات پڑھنے کے بعد ایک منصف مزاج کو انکار کی گنجائش نہیں کہ یہ واقعات پہلی امتوں میں ہوئے۔ ظاہر ہے کہ ان کے اولیاء کو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء کرام وہی نسبت ہے جو ان کے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو ہمارے نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔

اسی لیے لازماً ماننا پڑا کہ ایسے کمالات اللہ والوں سے سرزد ہوتے ہیں اور ہونے چاہئیں لیکن اس دماغ کا علاج کون کرے جو انہیں شرک اور کفر سے تعبیر کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو امور عین اسلام ہیں وہ عین ([illegible] صفحہ [illegible])

marfat.com

ا۔
چوں سزائے آں بت نفس او نداد   از بت نفش بتے دیگر بزاد

ترجمہ ۱۸:۔ جبکہ اس شاہ یہود نے اپنے بت کو سزا نہ دی تو اس کے نفس کے بت دیگر بت پیدا ہوا۔

شرح :۔ یہ ما قبل کی علت ہے یعنی جبکہ اس شاہ یہود نے اپنے بت نفس کو سزا نہ دی۔ اور نفس کشی نہ کی تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے باطنی بت یعنی نفس امارہ نے ایک ظاہری بت تراش لیا۔ بعض نسخوں میں بداد ہے اس صورت میں سزا بمعنی سزاوار ہوگا۔ اب مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اپنے بت نفس کو اس کے لائق چیزیں دیں اور اس کی اطاعت کی تو نفس نے ایک اور بت پیدا کر لیا۔ معنوی طور شاہ یہود سے شیطان اور آگ سے آتش شہوت اور بت سے مطالب نفس امارہ مراد ہیں۔ یعنی شیطان نے آتش شہوت روشن کر کے اس کے پاس مطالب ۔۔۔۔ اور نفس امارہ رکھدیتے اور نفس سے یہ کہا کہ اگر تم مقتضائے طبیعت کے موافق عمل نہ کرے گا تو آتش فراق سے جل جاؤ گے۔ طالب حق کو چاہیئے کہ ہمیشہ شیطان کی مخالفت کرتا ہے جیسا کہ مومنین نے اس شاہ یہود کی مخالفت کی تھی کیونکہ مخالفت کے سبب وہ آتش نور اور رحمت بن جائے گا۔

(بقیہ صفحہ ۴۵۹) کفر و شرک ہو گئے۔ اس کے بعد پھر اسلام کیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

marfat.com

۱۔

مادرِ بتہا بُتِ نفسِ شماست — زانکہ آں بت مار وایں بُت اژدہاست

۲۔

آہن و سنگ ست نفس و بُت شرار — آں شرار از آب میگرد قرار

ترجمہ:۔ تمہارا نفس بت تمام بتوں کی جڑ اور اصل ہے اس لئے کہ دیگر بُت صرف سانپ اور نفس تو اژدہا ہے

شرح:۔ نفس ہمیشہ لذات نفسانیہ اور بدنیہ میں گرفتار رہتا ہے اور اس کا سب سے بڑا نتیجہ جو سب سے بُرا ہے ابنائے جنس پر تکبر ہے اور چونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام بھی بشری لباس میں تشریف لائے۔ اسی لئے نفس ان پر بھی تکبر کرنے کی ہدایت کرتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کی مخالفت اور بت پرستی کی رغبت دلاتا ہے۔ اسی لئے نفس کو مادر بت کہنا بجا ہے۔ کیونکہ نفس تمام برائیوں اور گناہوں کا مخزن ہے اور بت سانپ کی مانند ہے اور بُت نفس اژدہا یعنی تمام بتوں سے بڑا ہے

۲۔ آہن و سنگ دونوں مرکب ہو کر بمعنی چقماق یعنی۔ شرار بالکسر جمع شرارہ بمعنی چنگاری

ترجمہ۔ نفس کی مثال لوہے اور پتھر کی ہے۔ اور بت بمنزلہ چنگاری کے

(باقی بر صفحہ ۴۶۲)

marfat.com

۱
سنگ و آہن زاب کے ساکن شود　　آدمی با این دو کے ایمن شود

ا۔ حل لغات :۔ ایمن بوجہ ضرورت میم کو ساکن پڑھا جائیگا بمعنی

ترجمہ :۔ سنگ و آہن یعنی چقماق پانی سے ساکن نہیں ہو سکتی آدمی ان دونوں سے کبھی بے غم نہیں ہو سکتا۔

شرح :۔ نفس کی تعبیر لوہے اور سنگ سے کی ہے اسی لئے اسے دو کہا ہے۔ یا ان دو سے بت ظاہری اور نفس مراد لی ہے کہ ان دونوں کی خرابیوں سے انسان کا بچنا مشکل ہے ان دونوں شعروں کا مطلب یہ ہے کہ نفس لوہا یا پتھر ہے اور بت ان شعلوں کے مانند ہیں جو اس لوہے اور پتھر سے پیدا ہوتے ہیں شعلوں کا قاعدہ ہے کہ پانی پڑنے سے بجھ جاتے ہیں (باقی بر ص ۴۶۳)

بقیہ ص ۴۶۱ :۔ کے ہے اور چنگاریاں تو پانی سے بجھ سکتی ہیں

شرح :۔ یہ بیت بھی تمثیلی ہے پہلے فرمایا کہ نفس اور بت میں فرق کیا ہے اب دوسری مثال دے کر بتایا بت تو بمنزلہ چنگاریوں کے ہے کہ اسے پانی وغیرہ سے بجھایا جا سکتا ہے لیکن نفس کمینہ کو کون مٹائے اس پر پانی اثر انداز نہیں ہو سکتا

(فائدہ) بعض نسخوں میں فرار ہے اور بعض میں قرار۔

قرار و فرار دوسرے مصرع میں دونوں صحیح ہیں مگر قرار میں بہ نسبت فرار کے معنی زیادہ واضح ہو جاتے ہیں۔

marfat.com

۱
سنگ و آہن در دروں دارند نار   آب را بر نار شاں بنود گزار

۲
زآب چوں نار دروں کشتہ شود   در درون سنگ و آہن کے رود

۱۔ ترجمہ: چقماق میں بھی آگ ہے لیکن اس پر پانی اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

۲۔ ترجمہ: پانی سے آگ تہ تک بجھ جاتی ہے لیکن چقماق کے اندر پانی نہیں جا سکتا۔

شرح: یہ کسی سائل کے اعتراض کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ چقماق بھی تو آگ ہے جب آگ کو پانی بجھاتا ہے تو چقماق کو کیوں نہیں بجھاتا۔ تو اس کا جواب ہے کہ زآب چوں الخ۔ (باقی صفحہ ۴۶۶ پر)

بقیہ صفحہ ۴۶۲: لیکن لوہا اور پتھر نہیں بجھتا خواہ برسوں پانی میں رہے کیونکہ پانی میں پڑ کر بھی آہن اور پتھر کے شرارے ان کے خوف میں اس طرح رہتے ہیں جس طرح شہوت نفس میں اسلئے بُت کا توڑ ڈالنا آسان ہے مگر بت نفس کا مارنا نہایت مشکل ہے کہ آدمی ان دونوں یعنی سنگ ہوا اور آہن ہوس کے ہوتے ہرگز گناہوں سے بےخوف نہیں رہ سکتا نتیجہ یہ کہ جسطرح آہن و سنگ شعلوں کے اصل ہیں اسی طرح نفس امارہ کفر و معاصی دنیا طلبی اور بت پرستی کی اصل ہے۔

آب سے قدرے ہدایت مراد ہے۔

marfat.com

۱
آہن و سنگ است اصلِ نار و دود — فعلِ ہر دو کفرِ ترسا و یہود

۲
بُت سیاہ آبست در کوزہ نہاں — نفسِ مر آبِ سیہ را چشمہ داں

۱۔ ترجمہ :۔ چقماق دراصل دھوآں اور آگ ہے ترسا و یہود کا کفر اسی وجہ سے ہے۔

شرح :۔ یعنی جس طرح آہن و سنگ آگ اور دھوآں کی اصل ہے اسی طرح نفس امارہ کفر و فسق کی اصل ہے اور یہود و نصاریٰ کا کفر ہی آہن و سنگ کا فعل ہے۔ یعنی ان کا کفران کے مقتضائے نفس کے باعث ہے۔ بعض نسخوں میں اس شعر کی جگہ سنگ و آہن چشمہ ناز مد و دو قطرہا شان کفر ترسا و جہود ہے مطلب دونوں کا ایک ہے

۲۔ ترجمہ :۔ بُت اس گندے پانی کی طرح ہے جو کوزہ میں بند ہو اور نفس تو گندے پانی کا چشمہ ہے

شرح :۔ یہ بیت تمثیل سابق کی تتمیم کے لئے ہے اور آب سیاہ یعنی بدبو دار پانی ...... (باقی بر صفحہ ۴۶۵)

(بقیہ صفحہ ۴۶۳)

یعنی جس طرح پانی پتھر اور لوہے یعنی چقماق کے اندرونی شعلوں کو نہیں بجھا سکتا۔ اسی طرح آب (پانی) یعنی نصیحت بھی نفس امارہ کے مخفی شعلوں (لذتِ گناہ کے شراروں) کو نہیں بجھا سکتا بلکہ ان کا بجھانا رحمت الٰہی اور تربیت ولی کامل سے ہوگا۔

marfat.com

۱۔

بُت درس کوزہ چوں آب کدر　　نفس شومت چشمۂ آں اے مُصِر

۱۔ حَل لُغات :۔ کدر بمعنی مکدر۔ مُصِر اسم فاعل از اصرار بمعنے بمقتضائے نفس اصرار کنندہ۔

ترجمہ:۔ بُت تو گدلے پانی کی طرح ہے جو کوزہ میں بند ہے۔ اے گناہ پر اصرار کرنے والو! نفس امارہ اسی گندے پانی کا سرچشمہ ہے۔

شرح:۔ اے خواہشات نفس پر عمل کرنے والو تمہارا نفس بُت سے بھی بدتر ہے۔ اس لئے کہ نفس گدلے پانی کا چشمہ ہے۔ اور بُت ایسا ہے جیسے کوزہ میں گدلا پانی۔ کوزہ کا پانی ختم ہو جاتا ہے لیکن چشمہ کا پانی بڑھتا رہتا ہے۔

(بقیہ صہ ۴۶۴)

یعنی بت کیچڑ میلے اور گدلے پانی کی جھیل ہے جس کی صفائی بھی ممکن ہے۔ اور انقطاع بھی اور نفس شاہراہ میں گدلے پانی کا ایک چشمہ ہے کہ جس کی نہ صفائی ممکن ہے اور نہ اس کا انقطاع متصور معلوم ہوا کہ نفس پرستی بت پرستی سے بھی بدتر ہے۔

marfat.com

۱۔

آں بُت منحوت چوں سیلِ سیاہ　　　نفس بنگر چشمۂ بر شاہراہ

۲۔

صد سبو را بشکند یکپارہ سنگ　　　آبِ چشمہ می رہاند بے درنگ

۱۔ **حل لغات**:۔ منحوت بمعنی تراشیدہ

ترجمہ:۔ یہ بت گندے پانی کے سیلاب کی طرح ہے۔ نفس کو شاہراہ پر گندے پانی کا چشمہ سمجھئے۔

شرح:۔ یہ بیت بھی تمثیلی ہے یعنی بُت پرستی کا مٹانا آسان ہے۔ لیکن نفس پرستی کا مٹانا آسان نہیں اس لئے کہ اس کی مثال چشمہ کی طرح ہے کہ اس سے جتنا پانی نکالو۔ اس میں کسی قسم کی کمی نہیں آتی اسے نفس کی شرارتوں کا سمجھئے کہ اس کی بھی جتنا گوشمالی کرو۔ اس کے فتنہ و فساد میں کمی نہیں آتی۔

۲۔ **حل لغات**:۔ میرہاند بمعنی آزاد می کند۔ حاجی صاحب کے نسخے میں زائے منقوطہ کے ساتھ ہے بمعنی ربایدہے۔

ترجمہ:۔ مٹی کے سو گھڑے پتھر کے ایک ٹکڑے سے توڑے جاسکتے ہیں لیکن وہی ڈھیلہ چشمہ کے پانی کو اچھالتا ہے

شرح:۔ پہلے اشعار میں نفس کو چشمۂ سیاہ سے اور کفر و معاصی کو آب سیاہ سے (جو کوزہ میں ہو) تشبیہ دی گئی ہے اور اب اس کے مناسب یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ سو ڈھیلوں اور کوزوں کو ایک چھوٹا سا پتھر توڑ سکتا ہے لیکن چشمہ کے پانی کو روک نہیں سکتا۔ (باقی ص ۴۶۷ پر)

marfat.com

۱

آب خم و کوزہ گر فانی بود　　آب چشمہ تازہ و باقی بود

۲

بُت شکستن سہل باشد نیک سہل　　سہل دیدن نفس را جہل است جہل

۱۔ ترجمہ :۔ مٹکے اور کوزے کے پانی کو فنا ہے لیکن چشمہ کا پانی تر تازہ اور ہمیشہ رہتا ہے۔

شرح :۔ بُت ظاہری اور نفس کی دوسری تمثیل ہے یعنی بُت بمنزلہ مٹکے اور کوزے کے پانی کے ہے اور چشمے کا پانی ہر وقت تازہ اور دائمی ہے ایسے ہی نفس کی شرارت ہر وقت تازہ بہ تازہ اور نو بہ نو ہے۔

۲۔ ترجمہ :۔ بت کا توڑنا تو بالکل آسان ہے لیکن نفس کشی کو آسان سمجھنا سراسر جہالت ہے۔

شرح :۔ سابقہ ابیات میں تمثیلات تھیں (باقی برصفحہ ۴۶۸)

(بقیہ صفحہ ۴۶۶) بلکہ آزاد کر دیتا ہے۔ یعنی پتھر اس پر اثر نہیں کرتا۔ نیز ممکن ہے کہ میرانند بمعنی می جہاند ہو یعنی بجائے اس کے کہ پتھر آب چشمہ کو معدوم کرے اور اس کو اچھالتا ہے۔

ان دونوں شعروں کی تشبیہوں کا خلاصہ یہ ہے کہ دفع معصیت کے لئے تھوڑی سی تدبیر کافی ہے اور دفع شر نفس کے لئے تدبیر عظیمہ کی حاجت رہتی ہے

marfat.com

۱
صورت نفس را بجوئی اے پسر   قصۂ دوزخ بخواں با ہفت در

۱۔ **شرح**:۔ نفس کی شکل وصورت کو تلاش کیجئے دوزخ کا سات دروازوں سمیت پڑھیئے۔

دوزخ کے حالات معلوم کرنے سے نفس کا حال معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ دوزخ میں عذاب دینے والی گناہوں کی تصویریں ہیں جو آگ اور سانپ بچھو کی صورت میں متشکل ہونگی۔ اور اعمال شرارت نفس سے متصور ہوں گے۔ اس کی تحقیق فقیر کی تفسیر "فیوض الرحمٰن" میں دیکھئے۔

خلاصہ یہ کہ انسان دوزخ کے حالات معلوم کرنے سے اپنے نفس کی حالت کا اندازہ اور اپنے اعمال کے جانچ کرسکتا ہے۔ دوسرے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ نفس امارہ سات دروازوں والے دوزخ کے ساتھ تشبیہہ کامل رکھتا ہے (باقی بر صفحہ ۴۷۲)

(بقیہ صفحہ ۴۶۷) اس سفر میں ان کا نتیجہ نکالا ہے کہ بت پرستی مٹانا آسان مسئلہ ہے لیکن نفس کشی بہت پرکٹھن مرحلہ ہے۔ اور جو اسے آسان سمجھتا ہے وہ جاہل ہے۔

یہی راز ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک میں کہ آپ نے کفار کی لڑائی کو جہادِ اصغر اور نفس کے مقابلہ کو جہادِ اکبر سے تعبیر فرمایا ہے۔

marfat.com

ا

ہر نفس مکرے و در ہر مکر ازاں　　　　غرق صد فرعون با فرعونیاں

حل لغات:- نفس۔ بفتح الکفاء معنی دم **ترجمہ**:- ہر لحظہ نفس کے مکر نئے نئے ہیں۔ اور اس کے ہر مکر سے بیشمار فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہو رہے ہیں **شرح**:- یعنی نفس امارہ کا فعل ہر وقت مکر کرنا ہے اور ہر مکر میں بہت سے فرعون مع لشکر دل کے غرق ہیں۔ یعنی نفس کے مکر نے ہزاروں کو گمراہ کیا اور تباہ کر دیا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۴۶۸)

کیونکہ جس طرح سات دروازہ کی دوزخ کا کام مبتلائے عذاب کرنا ہے اسی طرح نفس سات اعضاء سے افعال قبیحہ صادر کرا کے آدمی کو مبتلائے عذاب کر دیتا ہے وہ سات اعضاء یہ ہیں۔ اول دہن۔ جس سے آدمی جو کچھ چاہتا ہے کہہ بیٹھتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کھا لیتا ہے۔ دوم فرج۔ جس سے زنا اور لواطت وغیرہ صادر ہوتے ہیں۔ تیسرے ہاتھ۔ جو قتل ناحق اور ایذائے مظلوم اور چوری وغیرہ کا مددگار ہے۔ چوتھے پاؤں۔ جس کی رفتار اور چلنے پھرنے سے گناہ صادر ہوتے ہیں۔ پانچویں آنکھ۔ جس سے غیر محرم عورتوں کو بری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے چھٹے کان۔ جس سے غیبتیں اور فساد کی باتیں سنی جاتی ہیں۔ ساتویں قلب۔ جو تمام شرارتوں اور گناہوں کا مخزن ہے اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔

(اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ)

یعنی جہنم کے سات دروازے ہیں انہی دروازوں سے لوگ داخل ہوں گے اہل باطن نے ان دروازوں کی یہ تفصیل بیان کی ہے۔ حرص۔ شر۔ حسد۔ غضب شہوت۔ کبر۔ اہل معنی کے نزدیک دوزخ کے سات دروازے یہی ہیں۔

marfat.com

۱۔

درخدائے موسیٰ و موسیٰ گریز　　آب ایماں را ز فرعونی مریز

۲۔

دست اندر احد و احمد بزن　　اے برادر وارہ از بوجہل تن

۱۔ترجمہ :۔ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خدا کی طرف رجوع کیجئے۔ ایمان کی عزت نفس کی گمراہی سے برباد نہ کیجئے

شرح :۔ فرعونی سے گمراہی مراد ہے۔

خدائے موسیٰ. رب العالمین ہے۔ اور موسیٰ سے موسیٰ وقت یعنی خلیفہ اور نائب رسول یعنی ولی کامل اور فرعونی بمعنی طغیان وسرکشی مراد ہے۔ یعنی موسےٰ کے خدا پر ایمان لا۔ ورنہ فرعونی سے آبروئے ایمان جاتی رہے گی۔

۲ حل لغات :۔ بوجہل تن میں نفس کی طرف اشارہ ہے۔ وارہ۔ صیغہ امر از رہیدن بمعنی نجات یافتن۔

ترجمہ :۔ احد خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑو۔ نفس سرکش کی شرارتوں سے نجات پاؤگے۔

شرح :۔ یعنی خدا تعالیٰ کے احکام اور حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اقدس پر عمل کیجئے اور کسی کامل کی زیر نگرانی نفس کوبی کرینگے تو انشاء اللہ تعالیٰ نفس سرکش اور بدترین دشمن کی شرارتوں سے نجات پاؤگے۔ یہودی بادشاہ کی حکایت کے درمیان میں نفس کی شرارتوں کو بتا کر اب اسی قصے کا باقی بیان فرماتے ہیں۔

marfat.com

۱
آوردن پادشہ جہود زنے را با طفل و انداختن آں طفل را در آتش و در سخن آمدن طفل و تحریض خلق در افتادن بآتش۔

۲
یک زنے با طفل آورد آں جہود   پیشِ آں بُت و آتش اندر شعلہ بود

۳
گفت اے زن پیشِ ایں بُت سجدہ کُن   ورنہ در آتش بسوزی بے سخن

۱۔ ترجمہ:۔ یہودی بادشہ کا بچے والی عورت کو گرفتار کر کے اس کے بچے کو آگ میں ڈالنا اور اس بچے کا آگ میں بولنا اس سے مخلوق کو آگ میں جانے پر برانگیختہ ہونا۔

۲۔ ترکیب با طفل یک زنے کی صفت ہے۔ پیشِ آں بُت آورد کے متعلق ہے۔ آتش اندر شعلہ آورد کے فاعل سے حال ہے۔

ترجمہ:۔ ایک عورت اپنے بچے سمیت بادشہ یہودی نے بُت کے ہاں لائی اور آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ شرح:۔ یہ قصہ اصحاب الاخدود کے مضامین کا ایک حصہ ہے اور اصحاب الاخدود کے قصے فقیر پہلے لکھ چکا ہے۔

۳:۔ ترجمہ:۔ بادشہ نے کہا کہ اے عورت   (باقی ص۴۷۲ پر)

marfat.com

۱
بود آں زن پاک دین و مؤمنہ — سجدۂ آں بت نہ کرد آں موقنہ

۲
طفل از و بستید و در آتش فگند — زن بترسید و دل از ایماں بکند

۳
خواست تا او سجدہ آرد پیش بت — بانگ زد آں طفل کانی لم امت

۱۔ ترجمہ :۔ وہ عورت پاک دین اور مؤمنہ تھی وہ اللہ پر یقین رکھنے والی بی بی نے بت کو سجدہ نہ کیا

۲۔ حل لغات :۔ بستید ماضی ستیدن با، زائد ہے بمعنی چھین لیا

ترجمہ :۔ بادشہ نے عورت سے بچہ چھین کر آگ میں ڈالا اس سے عورت گھبرا گئی اور دل ایمان سے کمزور ہونے لگا۔

۳۔ حل لغات :۔ کانی لم امت :۔ یں کاف علت کا ہے۔ دراصل کہ تھا اور ج کلام میں دانی لم اُمت کے ساتھ لکھا گیا۔ انی لم امت۔ بیشک میں مرا نہیں۔

ترجمہ :۔ عورت نے چاہا کہ بت کو سجدہ کرے لیکن شیر خوار بچے نے آگ میں آواز دی کہ اماں جی! میں مرا نہیں بلکہ زندہ ہوں۔

(بقیہ صلکہ) اسی بت کو سجدہ کیجئے ورنہ بلا تاخیر تجھے آگ جلا کر راکھ بنا دے گی۔

marfat.com

(بقیہ ص۴۷۲) شرح :۔ اس سے اہلسنت کا مذہب کی حقانیت کا یقین کیجیے کہ اللہ والے کی جس پر نگاہ پڑ جائے تو وہ بھی کامل اکمل بن جاتا ہے اس بچے پر اس خورد سال ولی اللہ کی نگاہ پڑ گئی تھی جو ایک کہن سال ولی کامل کا تربیت یافتہ تھا اور اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ اولیاء کرام مرنے کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں اس تحقیق کی تفصیل تو اعلیحضرت قدس سرہ کی تصنیف لطیف "حیوۃ الموات" میں ہے۔ فی الحال چند حوالجات ملاحظہ ہوں۔

(۱) "حیات اولیاء اللہ کے بارے میں مفسر روح البیان کی تحقیق"

تفسیر روح البیان میں علامہ محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ کے ارقام فرماتے ہیں:۔

وفی الآیۃ دلالۃ علی ان الارواح تبقی بعد الموت دراکۃ وعلیہ الجمھور والاشارۃ لا تحسبوا من قتل من اھل الجھاد الاکبر بسیف جلال اللہ فی سبیل اللہ بالفناء فی اللہ امواتا وان فنیت اوصاف وجودھم فانھم احیاء بشھود ربھم ومن کان فناءہ فی اللہ کان بقاءہ باللہ فنارۃ یفنیھم بسوات تجلی

یعنی یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ مومنین کی روحیں موت کے بعد بھی ادراک کرتی ہیں۔ جمہور مفسرین کا یہی مذہب ہے۔ اس سے اس بات کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ ان لوگوں کو بھی مردہ گمان نہ کرو۔ جو جہاد بالنفس کر کے تجلیات الہٰی میں فنا ہو کر واصل بحق ہوتے ہیں کیونکہ اوصاف جسمانی اگرچہ ان لوگوں کے بھی فنا ہو جاتے

marfat.com

صفات الجلال و تارة يحييهم
بنفحات الطاف الجمال فانهم
يسرحون في رياض الجمال ولكن
لا تشعرون باحوالهم و لا تطلعون
عليها قال القشيري لئن فنيت
في الله اشباحهم لقد بقيت بالله
ارواحهم وقال الجنيد من
كانت حياته بنفسه يكون مماته
بذهاب روحه ومن كانت حياته
بربه فانه ينتقل من حيات الطبع
الى حياة الاصل وهو الحياة
الحقيقة

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

قال القاشاني المقتول في سبيل
صنفان مقتول بالجهاد الاصغر
وبذل النفس طلبا لرضی الله
كما هو الظاهر ومقتول بالجهاد
الاكبر وكسر النفس وقتلها بشفرة
الحب وقمع الهوى كما روي عن رسول الله

ہیں مگر شہود ذات باری کے ساتھ
ان کے نفوس زندہ ہیں۔ اس لئے کہ جو
شخص اللہ کی ذات میں فنا ہُوا۔ اس کی بقا
ذات باری کے ساتھ قائم ہو جاتی ہے۔
اگر ایک وقت تجلیات جلالیہ اس کو فنا کرتی
ہے۔ تو دوسرے وقت الطاف جمال کی
نسیم ہوائیں اسے زندہ کر دیتی ہیں اور
وہ جمال الہٰی کی کیاریوں میں سیر کرنے
لگتے ہیں جس کا ہم لوگ ادراک نہیں کر
سکتے۔ قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ
اگر ان لوگوں کے اجسام ذات باری کی
تجلیات میں فنا ہو گئے ہیں۔ تو ان کی
ارواح تو ذاتِ الہٰی کے ساتھ باقی اور
قائم ہیں۔ اور جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں۔ کہ
جس کی زندگی تجلیات نفسیہ کے ساتھ قائم
رہتی ہے۔ روح کے نکل جانے کے بعد
اس کی موت واقع ہوتی ہے۔ اور جس کی
زندگی تجلیات الہیا کے ساتھ قائم ہوتی
ہے۔ وہ مرنے کے بعد حیات طبعی سے
حیات اصلی کی طرف منتقل ہوتا ہے

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال
عند رجوعہ من بعض الغزو رجعنا
من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر
وکلا الصنفین لیسوا باموات بل
احیاء عند ربہم بالحیاۃ الحقیقۃ
مجرّدین من دنس الطبائع مقرّبین
فی حضرۃ القدس یرزقون فی الجنۃ
المعنویہ من الارزاق المعنویۃ
ای المعارف والحقائق واستراق
النور او یرزقون فی الجنۃ الصوریۃ
کما یرزقون الاحیاء او من کلیہما
فان للجنان مراتب بعضہا معنویۃ
وبعضہا صوریۃ ولکل منہا درجات
علی حسب المعارف والعلوم والملکات
والاعمال فالمعنویۃ جنۃ الذات
وجنۃ الصفات وتفاصل درجاتہا
بحسب تفاضل المعارف والترقی
فی الملکوت والجبروت والصوریۃ
جنۃ الافعال وتفاوت درجاتہا
بحسب تفاوت الاعمال والتدرج

عشق سے دل جس کا زندہ ہے کبھی مرتا نہیں
اک حیاتِ جاوداں عالم میں حاصل ہے ہمیں
تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے۔ کہ مقتول فی سبیل اللہ
دو طرح کے ہیں ایک مقتول جہاد اصغر کے
ساتھ کہ اپنی جان رضائے الٰہی کی طلب
میں خرچ کر دے۔ جیسا کہ شہداء کے حق میں
یہ امر ظاہر و باہر ہے دوسرا مقتول جہاد
اکبر کے ساتھ کہ عشق و محبت کی تلوار سے
نفس کو مار کر خواہشات نفسانی کا قلع قمع
کیا ہو (اسی کا نام جہاد اکبر ہے) جیسا کہ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوا
ہے کہ آپ ؐ اپنے بعض غزوات سے
واپسی کے موقع پر فرمایا تھا کہ ہم جہاد اصغر
سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے: بہر کیف یہ
دونوں قسم کے لوگ اموات میں داخل نہیں
ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیقی
معنی میں زندہ ہیں اور طبائع کی میل کچیل سے
صاف ہیں اور بارگاہ عالی میں مقرب ہیں
اور معنوی بہشت سے روزی دیئے جاتے
ہیں جس سے حقائق و معارف و استشراق

marfat.com

فی مراتب عالم الملک من السموات العلی والجنان المحتویة علی جمیع المنن ؛

نورانیت کی روزی سے کنایہ ہے یا ظاہری روزی سے کنایہ ہے کہ جس طرح دنیا میں روزی دی جاتی ہے اس طرح انکو بہشت سے روزی دی جاتی ہے یا دونوں قسم کی روزی مراد ہے۔ کیونکہ آخر بہشت میں بھی مراتب ومناصب علی حسب المراتب فوق الفوق ہیں بقید اپنے اپنے اعمال و مکاسب کے پھر بہشت کے مراتب و مناصب ظاہری و باطنی دونو طرح کے انکے درجات کا تفاوت معارف وحقائق اور عبادات و مجاہدات کے درجات کے مطابق ہے چنانچہ بہشت معنوی کے معرفت وحقیقت اور درجات شہود ذات وصفات ترقی مقامات ملکوت وجبروت سے وابستہ ہے اور بہشت ظاہری کا تعلق ظاہری اعمال وافعال اور صفات ملکی و ملکوتی سے وابستہ ہے جو علی قدر مراتب ہر ایک شخص کو حاصل ہے

(۲)

تذکرۃ الموتی والقبور میں قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

حق تعالیٰ درحق شہداء مے فرماید — یعنی اللہ تعالیٰ شہیدوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں

marfat.com

بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ
اقول مراد آں باشد کہ حق تعالیٰ ارواح
مشاں را قوت اجساد میدہد ہر جا کہ خواہند
سیر کنند و ایں حکم مخصوص بشہداء نیست
انبیاء و صدیقاں از شہدا افضل اند
و اولیاء ہم در حکم شہداء اند کہ جہاد بالنفس
کردہ اند کہ جہاد اکبر است رجعنا من
الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر
ازاں کنایت است و لہذا اولیاء اللہ
گفتہ اند ارواحنا اجسادنا اجسادنا
ارواحنا یعنی ارواح ما کار اجساد میکنند
و گاہے اجساد از غایت لطافت برنگ
ارواح مے برآید۔ و رسول خدا را سایہ
نبود صلی اللہ علیہ وسلم ارواح ایشاں
در زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند
مے روند و دوستاں و معتقداں را
در دنیا و آخرت مددگاری مے فرمائید
و دشمناں را در دنیا و آخرت مددگاری
مے فرمایند و دشمناں را ہلاک مے نمائید
و از ارواح شان طریق اویسیہ

بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔
مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی
روحوں کو قوت جسم عطا فرماتا ہے جس جگہ
وہ چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں اور یہ حکم
شہیدوں کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ
انبیا اور صدیق جو شہیدوں سے افضل ہیں
اور اولیاء بھی شہیدوں کے حکم میں ہیں کہ
انہوں نے جہاد اکبر ہے ہم نے رجوع کیا
جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف اسی سے
کنایہ ہے۔ لہذا اولیاء اللہ نے فرمایا ہے
کہ ہمارے روح جسموں کا کام کرتے ہیں اور
کبھی جسم بالے نہایت لطافت سے برنگ
روح نمودار ہوتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا سایہ مبارک نہیں تھا ان کے
روح زمین و آسمان اور بہشت جس جگہ
کہ چاہتے ہیں جاتے ہیں اور دوستوں اور
معتقدوں کی دنیا و آخرت میں امداد کرتے
ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور ان
کے ارواح سے بطریق اویسیہ فیض باطنی
پہنچتا ہے اور اسی حیات کے سبب سے

marfat.com

فیض باطنی مے رسد۔ وبسبب ہمیں حیات
اجسادِ آنہارا در قبر خاک نمے خورد۔ بلکہ
کفن ہم مے ماند۔ ابن ابی الدنیا از مالک
روایت کردہ ارواح مومنین ہر جا کہ خواہند
سیر کنند۔ مراد از مومنین کاملین اند۔ حق
تعالیٰ وسبحانہ اجساد ایشاں را قوت
ارواح میدہد۔ کہ در قبور نماز مے خوانند
وذکر مے کنند۔ وقرآن میخوانند۔ حضرت
مجدد فرمودہ کہ حق تعالیٰ بعضے اولیا
را جسم موہوب میدہد۔ واین حکم در
حق شہداء از حدیث ثابت است۔

ان کے جسموں کو قبر میں مٹی نہیں کھاتی
ہے۔ بلکہ کفن بھی محفوظ رہتا ہے ابن
ابی الدنیا نے مالک سے روایت کی ہے
کہ مومنوں کی روحیں جس جگہ چاہیں سیر
کرتی ہیں۔ مومنوں سے مراد کاملین ہیں
اللہ تعالیٰ ان کے جسموں کو ارواح کی
قوت دیتا ہے۔ کہ وہ قبروں میں نماز
پڑھتے ہیں۔ اور ذکر کرتے ہیں اور قرآن
مجید پڑھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف
ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
بعض اولیاء اللہ کو جسم مثالی عطا فرماتا
ہے اور یہ حکم شہیدوں کے حق میں حدیث
شریف سے ثابت ہے۔

۳

تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت وَلَا تَقُولُوا ۱ لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ الآیۃ کے ارقام فرماتے ہیں:۔

حیات اولیاء اللہ کے بارے میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تحقیق ۱

marfat.com

مگوئید در حق کسے کہ کشتہ شود در راہِ
خدا در جہاد کہ ایشاں مُردہ اند روح چنانچہ
عامل قوی بود ۔ حالا ہم ہست ۔ و شعورے
و ادراکے کہ داشت حالا ہم دارد ۔ بلکہ
بلکہ صاف تر و روشن تر زیرا کہ تدبیر بدن
و توجہ بامور سفلانیہ او را از صفائی ادراک
مانع میشد ۔ چوں از بدن جدا شد
آں مانع مرتفع گشت ۔ پس در حقیقت
حیاتِ ایشاں اتم از حیات دنیوی است
ولکن لا تشعرون ۔ لیکن شما شعور
ندارید ۔ کہ ایشاں در ترقی اعمال
و در تمتعات و تلذذات بدنی با شما
شریک اند ۔ بلکہ از شما زیادہ تر و افزوں
تر بایں جہت کہ آں ابدانِ ایشاں
از نظرِ شما غائب اند ۔ و در عالمِ دیگر
ورائے عالمِ شما رزقِ ایشاں و سیر
و دور ایشاں مقرر است مانند کسیکہ
در ولایت میوہا مے خورد ۔ و سیرِ گلزار
مے نماید و اہلِ ہندوستان چوں او را نہ
بینند مُردہ انگارند

یعنی اس شخص کے بارے میں جو راہِ خدا میں
جان بحق تسلیم ہو لفظ مردہ کا اطلاق
نہ کرو ۔ چنانچہ روح جو قوی کی عامل تھی
اب بھی ویسی ہے اور ادراک اور سمجھ جو
رکھتی تھی ۔ اب بھی رکھتی ہے بلکہ زیادہ
صاف اور زیادہ روشن ۔ اس لئے کہ بدن
کا نظام اور امورِ سفلی کی طرف رجحان اس کو
صفائی ادراک سے رکاوٹ کا باعث
تھے ۔ جب بدن سے سلسلہ منقطع ہو گیا وہ
باعث رکاوٹ بھی معدوم ہوا ۔ سو
فی الحقیقت ان کی زندگی دنیوی زندگی
زندگی سے زیادہ کامل ہے ۔ مگر تم اس سے
نا آشنا ہو لیکن تم عقل سے ادراک نہیں کر
سکتے کہ وہ اعمال کی ترقی اور لذاتِ
نفسانی سے متمتع ہونے میں تمہارے ساتھ
شریک ہیں ۔ بلکہ تم سے زیادہ طور پر اس سبب
سے کہ ان کے اجسام تمہاری نظر سے غائب
ہیں ۔ اور ایک دوسرے عالم میں سوائے اس
تمہارے عالم فانی کے ان کا رزق اور
سیر و سیاحت مقرر ہے ۔ مثل اس شخص کے

marfat.com

کہ ولایت میں میووں سے متلذذ ہوتا
ہے اور سیر چمن میں بھی مصروف باشندگان
ہند یونکہ اس کو نظر سے غائب پاتے
ہیں۔ لفظ مردہ اس پر چسپاں کرتے
ہیں۔

پس جب ثابت و محقق ہوا کہ اولیاء و مشائخ انتقال کے بعد اس عالم سے حیاتِ حقیقی کے ساتھ زندہ ہیں۔ کہ اس حیاتِ دنیوی سے بدرجہا افضل و بہتر اور ادراک و معرفت ان کا اس عالم کے ادراک و شعور سے کہیں بڑھ کر اور روشن تر ہے۔ اپنے دوستوں اور معتقدوں کی مدد فرماتے ہیں ان کی مرادیں بر لاتے ہیں۔ ان کے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں مخلصوں کو نوازتے ہیں۔ ہر طرح کا فیض ان کے مزار مبارک پر حاضر ہونے والوں کو حاصل ہوتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ان کے مزارات مقدسہ پر حاضر نہ ہوں اور ان سے عرض و معروض کر کے اپنی مرادات دینی و دنیوی کو نہ پہنچیں۔ لہٰذا ہمیں بزرگانِ دین کے روضۂ مقدسہ پر طلب حاجات کے لئے ضرور جانا چاہیئے کیونکہ ؎

آں دعائے شیخ نہ چوں ہر دعا است — فانی ست و گفتِ او گفتِ خدا ست
دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست — قبضۂ اش جز قبضۂ اللہ نیست

اولیاء اللہ کا اپنی قبروں میں نماز پڑھنا

ابونعیم نے حلیہ میں جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ میں نے ثابت بنانی رضی اللہ عنہ کو ان کی لحد میں رکھا اور میرے ساتھ حمید طویل

marfat.com

بھی تھے جب ہم نے اس لحد پر کچی اینٹیں چنیں تو ان میں سے ایک اینٹ گر پڑی دیکھتا کیا ہوں کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ اپنی دعا میں ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ اگر کسی کو آپ نے قبر میں نماز پڑھنا عطا فرمایا ہے تو مجھ کو بھی عطا کیجئے پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو رد نہیں کیا بلکہ جیسا موسےٰ علیہ السلام کو یہ دولت عطا ہوئی ہے ویسے ہی ان کو بھی اور آپ قبر میں نماز پنجگانہ باقاعدہ پڑھتے ہیں۔

ناظرین اس روایت صحیحہ پر غور و خوض کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کو کس قدر دسترس اور مراتب و مناصب روحانی عطا فرمائے ہوئے ہیں کہ وہ قبروں میں بھی زندوں کی طرح نمازیں پڑھتے ہیں۔ مؤمن کے دل میں تو کبھی بھی یہ شبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ یا یہ محال اور ناممکن ہے بلکہ وہ بعید العقل باتوں کو ایسا ہی مانتا ہے جیسے چشم دید واقعات کو کیونکہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کے فرمان اور ارشاد کو بلا حیل و حجت تسلیم کرتا ہے حقیقت میں مومن کی نشانی بھی یہی ہے۔

علاوہ ازیں عالم برزخ کی باتوں کو سمجھنے کے لئے کسی اہل اللہ کی صحبت اور ان کی روحانی توجہ درکار ہے ۔

(۵)

زبدۃ الاسرار میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں کہ شیخ ابو الحسن علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کی زیارت کی پھر میں نے اپنی آنکھوں سے خود دیکھا کہ امام صاحب موصوف نے اپنی قبر سے

marfat.com

نکلکر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور ان کو خلعت پہنا کر فرمایا کہ اے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ میں علم شریعت علم حال اور فعل حال میں تمہارا محتاج ہوں ؎

مظہر اوصاف حق ہیں اولیاء　　ان کی ہے امداد امدادِ خدا

(۶)

ایک شخص کے پکارتے پر خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی نے کفن سے باہر ہاتھ نکالا

حضرت نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہیں کہ جب ان کا وصال ہوا۔ تو ان کے ایک راسخ الاعتقاد مرید نے جنازے کے ہمراہ نہایت الحاح وزاری سے یہ رباعی پڑھنی شروع کی ؎

سرو سیمینا بصحرا مے روی　　سخت بے مہری کہ بے ما میروی

اے تماشاگاہِ عالم روئے تو　　تو کجا بہر تماشا مے روی

کہتے ہیں کہ جونہی یہ اشعار پڑھے گئے۔ اسی وقت خواجہ صاحب نے کفن میں سے ہاتھ بلند کیا۔ یہ دیکھ کر تمام حاضرین پر رقت طاری ہوگئی۔ ایک اور اہل دل نے یہ ماجرا دیکھ کر اس شخص سے ارشاد فرمایا کہ بھائی صاحب یہ اشعار پڑھنے بند کر دیجیئے۔ کیونکہ اس سے خواجہ صاحب کو خواہ مخواہ تکلیف ہوتی ہے۔ پس اسی وقت اس شخص نے اس بزرگ کے فرمان کو تسلیم کیا اور اپنی محبت کی آگ اور بحرِ عشق کی لہر کو ضبط کیا اور اپنے منہ پر مہر سکوت لگا دی۔ خدا کی قدرت جونہی یہ اشعار پڑھنے بند ہوئے خواجہ صاحب کا ہاتھ اسی وقت نیچے ہو کر اپنی اصلی حالت پر آگیا۔ آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر بہت سے

marfat.com

منکرین تائب ہو کر راہِ راست پر آگئے۔

واقعی اولیاء اللہ کے وصال کے بعد ان کی حالت میں کسی طرح کا تغیر نہیں ہوتا۔ گویا ان کے تصرف علم اور قدرت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ بلکہ ان کی تمام طاقتیں بدستور قائم رہتی ہیں۔ جن سے وہ حاجتمندوں اور پکارنے والوں کی مرادوں کو دنیوی زندگی کی طرح برلاتے رہتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

صحابہ کرام کا مرنے کے بعد عقل و شعور بدستور قائم ہے۔ چنانچہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کی بابت مرقوم ہے۔ ایک صحیح حدیث استدلال کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

عن عائشۃ قالت کنت ادخل بیتی الذی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی واضع ثوبی واقول انما ھو زوجی وابی فلما دفن عمر معھم فواللہ ادخلتہ الا وانا مشدودۃ علی ثیابی حیاء من عمر (رواہ احمد فی مسندہ) یعنی امام احمد میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں اپنے حجرہ میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ مدفون ہیں کھلے منہ پھرا کرتی تھی۔ بایں خیال کر (ہر چند یہ مجھے ننگے سر دیکھتے ہیں۔ مگر کچھ ہرج نہیں) حضور ہیں تو میرے شوہر۔ ابوبکر ہیں تو میرے باپ۔ جب عمر رضی اللہ عنہ وہاں مدفون ہوئے تو پھر میں کبھی ایسی ننگے منہ نہیں رہتی ہوں۔ کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ غیر محرم ہیں مجھے ان سے شرم آتی ہے

اس حدیث سے حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کا بالخصوص اور دیگر صحابہ کرام کا بالعموم زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ورنہ ایسے مردہ سے جو مدفون ہو پردہ کرنے

marfat.com

۴۸۴ اندر آ اے مادر ایں جا من خوشم گرچہ در صورت میان آتشم

۲ چشم بند است آتش از بہر حجیب رحمت است ایں سر برآوردہ حبیب

۱۔ ترجمہ :۔ اماں جی آگ میں آ جا میں یہاں پر خوش ہوں اگرچہ بظاہر آگ میں ہوں لیکن درحقیقت باغ میں ہوں

۲۔ **ترجمہ** :۔ یہ آگ تو منتر ہے کہ پردہ کے طور آگ نظر آتی ہے۔ ورنہ یہ تو پردۂ غیب رحمت الٰہی ہے

حل لغات :۔ چشم بند بمعنی افسوں یعنی منتر۔ حجیب امالہ حجاب بمعنی پردہ۔

شرح :۔ عوام کی آنکھوں کے حجاب کے لئے یہ آگ ایک افسوں ہے یعنی عوام کو آگ نظر آتی ہے۔ اور جس طرح افسوں (منتر) آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ اس طرح آگ نے عوام کی آنکھوں پر پردہ ڈال کر رحمت کو اپنے اندر چھپا لیا ہے اور درحقیقت یہ آگ رحمت ہے جس نے گریبان غیب سے سر نکالا ہے۔ اور توحید کے قائلین کے لئے یہ نار گلزار ہے۔

نکتہ :۔ یہ تھا کرشمہ اس ولی اللہ کا جو بنی اسرائیل سے تعلق رکھتا تھا پھر ان اولیاء کرام کا کیا کہنا جو محبوب خدا امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہو۔ (باقی بر صـ ۴۸۵)

بقیہ صـ ۴۸۳ : کی کیا ضرورت تھی

۔ ۔ اعلیحضرت قدس سرہٗ کی کتاب "حیاۃ الموات" کا مطالعہ کیجئے :۔

marfat.com

۱۔

اندر آ مادر بہ بیں برہانِ حق — تا بہ بینی عشرت خاصان حق

۲

اندر آ و آب بیں آتش مثال — از جہانے کاتش است آبش مثال

احل لغات :۔ عشرت بمعنی زندگی و معاشرہ

ترجمہ :۔ اماں جی آگ کے اندر آ کر حق تعالیٰ کا برہان دیکھیئے تاکہ خاصان حق کی زندگی اخروی کا آنکھوں سے ملاحظہ کرو۔

شرح :۔ لڑکے نے ماں کو آواز دیکر یہ کہا کہ تو بھی آگ میں چلی آ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا تماشا دیکھ کہ اس نے تمام شعلوں کو پھول اور آگ کو گلزار کر دیا ہے۔ (عرفا کے نزدیک) طفل سے مراد عقل ہے کہ جب مادر طبیعت اور اس کی مقتضا سے دور ہو گئی تو ترک تنعم ضرور ہوا۔ اور آتش فقر و فاقہ بھڑک اٹھی اور اسی حالت میں اس کو لذت روحانی اور نعمت معنوی حاصل ہو گئی تو اس نے اپنی مادر طبیعت کو بزبان حال آتش فقر اور نار مجاہدہ کی طرف بلایا

۲۔ ترجمہ :۔ اے اماں اندر آ جاؤ جسے تم آگ دیکھ رہے ہو یہ دراصل پانی ہے (باقی بر صفحہ ۴۸۶)

(بقیہ ص ۴۸۴)

لیکن افسوس کہ ہمارے دور کے معتزلہ غیروں کے اولیاء کو ماننا عین ایمان کہتے ہیں اور اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اولیاء کرام کے کرامات سن کر عین شرک و کفر گردانتے ہیں

(اِنَّ هٰذَا شَيْءٌ عُجَابٌ)

marfat.com

۱
اندر آ اسرارِ ابراھیم بیں — کو در آتش یافت سرو و یاسمیں

۲
مرگ مے دیدم گہ زادن ز تو — سخت خوفم بود اُفتادن ز تو

۱۔ ترجمہ :- اماں جی آگ میں آکر ابراہیم علیہ السلام والے اسرار دیکھ جن پر آگ باغ و بہار ہو۔

شرح :- یعنی جیسے ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تو ان پر نار گلزار بن گئی بفضلہ تعالیٰ میرے ساتھ بھی یہی کیفیت ہے۔ اس میں استقامت کا سبق ہے کہ جو شخص دین کی خاطر دکھ اٹھاتا ہے۔ اس پر نار گلزار ہو جاتی ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بیشمار اولیاء کے واقعات اس پر شاہد ہیں۔

۲۔ ترجمہ :- بوقت پیدائش تو میں نے موت کا منہ دیکھا تھا جب تیرے شکم سے باہر آیا تھا تو مجھے سخت خوف ہوا

شرح :- یعنی میں اپنی پیدائش کے وقت گویا اپنی موت کو دیکھ رہا تھا کیونکہ رحم نہایت تنگ جگہ تھی اس لئے مجھکو اپنا گلا گھٹ جانے اور اپنے ساقط ہونیکا بہت بڑا خوف تھا۔ بعض نسخوں میں خوفم کی جگہ خویم بھی ہے یعنی ولادت کے وقت میں اس بات کو نہایت اچھا سمجھ رہا تھا کہ اس پیدا ہونے سے بیجان کا نقطہ ہو جاؤں

بقیہ صفحہ ۴۸۵ :- اور جس جہان میں تم ہو اس کا پانی بھی آگ ہے۔ شرح :- یعنی اے مادر میاں آ اور اس کو آگ نہ سمجھ بلکہ بہ حقیقت میں پانی ہے اور صورت میں آگ اور اس جہان سے کو چکر جسے کا پانی صورت میں پانی اور حقیقت میں آگ ہے۔ دوسرے مصرع میں مثال آتش کے متعلق ہے یعنی کہ آتش مثال است آب اور در حقیقت یعنی جو کے میش و مسرت کیطرح نہ دیکھ کیونکہ وہ دنیا تو آگ ہے۔

marfat.com

۱
چوں بزادم رستم از زندان تنگ — در جہانے خوش ہوائے خوب رنگ
۲
اینجہاں را چوں رحم دیدم کنوں — چوں دریں آتش بدیدم ایں سکوں
۳
اندریں آتش بدیدم عالمے — ذرہ ذرہ اندرو عیسے دمے
۴
نک جہانے نیست شکل ہست ذات — ویں جہانے ہست شکل و بے ثبات

۱۔ ترجمہ :- جب میں پیدا ہوا تو رحم کے تنگ ملک سے نجات پائی اور سمجھا تھا کہ دنیا کا جہان اور خوش رنگ ہے

۲۔ ترجمہ :- لیکن جب آگ میں آیا ہوں تو مجھے سکون نصیب ہوا ہے اور دنیا کے جہان سے اتنا وسیع ہے کہ دنیا کا جہان اس کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے رحم کی جگہ کو دنیا کے جہان سے نسبت ہے۔

شرح :- یعنی بعد ولادت میں رحم کے قید خانہ سے رہائی پاکر وسیع و پر فضا عالم میں آگیا لیکن اب میرے لئے آگ ایسا پُر بہار اور وسیع مقام ہو گیا ہے۔ کہ دنیا کو اس کے مقابلہ میں رحم کے مانند تنگ سمجھ رہا ہوں یہی کیفیت ہر ایک عالم کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اٹھارہ ہزار جہان ظاہری اسی طرح کئی جہان باطنی ہیں ان کے کوائف پر اولیاء کرام کو آگاہی بخشی جاتی ہے جن پر ہمارا ایمان ہے لیکن منکرین اولیاء کی قسمت کی بدنصیبی کہ وہ نہیں مانتے۔

۳۔ حل لغات :- نک ۔ مخفف اینک بمعنی بہمین وحال کے آتا ہے۔ (باقی برصفحہ ۴۸۸)

۱
اندر آ مادر بحق مادری　　بیں کہ ایں آذر ندارد آذری
۲
اندر آ مادر کہ اقبال آمد است　　اندر آ مادر مدہ دولت ز دست

۱۔ ترجمہ :۔ آذر بذال معجمہ و مد۔ آتش و نام رمضان و ایام جشن آتش پرستاں کہ آں مدت مانند آفتاب است در قوس اسے آذر ماہ کہتے ہیں بعض لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ آذر ابراہیم علیہ السلام کا والد تھا۔ آذر ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اس کی تحقیق فقیر کی تفسیر فیوض الرحمٰن پارہ ہفتم دیکھیے۔

ترجمہ :۔ اماں جی تجھے قسم ہے آجا اور دیکھ لے یہ آگ جلاتی ہی نہیں

شرح :۔ یہ بحق کی باء قسمیہ ہے۔ اگرچہ غیر اللہ کی قسم ناجائز ہے۔ لیکن محبت کے طور جائز ہے۔ اسے قسم محبت کہا جاتا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عرض کیا جائے بحق بنی فاطمہ و بحق اولیاء وغیرہ۔ معتزلہ نے خلاف کیا اب بھی ہمارے دور کے معتزلہ ناجائز سمجھتے ہیں اسکی مزید تحقیق فقیر کی تفسیر میں دیکھیے۔ ۲۔ ترجمہ اے اماں آجا کر قسمت کا بخت جاگا ہے آجا ایسی دولت کو ضائع نہ کیجیے۔

(بقیہ ص۴۸۴) عالم سے عالم جدید و کیفیت نو مراد ہے اور عیسیٰ دم بمعنی زندگی بخش ہے۔

ترجمہ :۔ اس آگ میں میں نے ایک عجیب جہان دیکھا ہے کہ اس کا ایک ایک لمحہ عجیب و غریب زندگی بخشنے والا ہے۔

۲۔ ترجمہ :۔ وہ جہاں (عالم معنوی) ظاہری صورت و شکل کے اعتبار سے تو نیست ہے مگر فی الواقع وہ موجود ہے اور یہ جہاں دنیا باعتبار صورت ہست ہے مگر باعتبار معنی بے ثبات ہے۔

marfat.com

۱
قدرت آں سگ بدیدی اندر آں   تا ببینی قدرت و لطف خدا

۲
من ز رحمت می کشایم پای تو   کز طرب خود نیستم پروائے تو

۳
اندر او دیگراں را هم بخواں   کاندر آتش شاہ بنهادت خواں

ترجمہ:۔ اس کتے یہودی بادشاہ کی طاقت دیکھی آگ میں آکر اللہ تعالی کے لطف و کرم اور اس کی قدرت کو بھی دیکھیئے۔

حل لغات:۔ ز رحمت بمعنی بسبب رحمت" کز طرب" بسبب فرحت میں تجھ پر رحم کھا کر تیری عقدہ کشائی کر رہا ہوں ورنہ جو راحت مجھے حاصل ہوئی اس کی وجہ سے کوئی پرواہ نہیں۔

اندر آجا بلکہ دوسروں کو بھی دعوت دے دے اس لئے کہ آتش میں نعمت کے بہترین دسترخوان تیار رکھے ہوئے ھیں۔

خواں سے نعمت اُخروی۔ ابدی مراد ہے۔

marfat.com

۱
اندر آئید اے مسلماناں ہمہ غیر عذب دین عذابست آں ہمہ

۲
اندر آئید اے ہمہ پروانہ وار اندریں آتش کہ دارد صد بہار

۳
اندر آئید اے ہمہ مست و خراب اندر آئید اے ہمہ عین عتاب

۴
اندر آئید اندریں بحر عمیق تا کہ گردد روح صافی و رفیق

۱۔ ترجمہ:۔ اے تمام مسلمانوں آجاؤ اس لئے کہ دین کے میٹھے پانی کے سوا باقی سب کا سب عذاب ہے۔

شرح:۔ عذب بمعنی میٹھا پانی یعنی اے مسلمانوں اس آگ میں آجاؤ اس لئے کہ تم دین کی خاطر آگ میں آؤ گے اور دین کا ہر کام میٹھا ہے دین کے سوا باقی ہر کام عذاب کا موجب ہے بعض نسخوں میں آتش کے بجائے بہمن آیا ہے۔ اور بہمن موسم خزاں کے ایک مہینے کا نام ہے۔

۲۔ اے مسلمانو! اسی آگ میں پروانے کی طرح آجاؤ اس لئے کہ یہ آگ صد بہار رکھتی ہے۔

۳۔ حل لغات:۔ خراب بمعنی بیخود اور مست اور فعل آئید کے فاعل سے حال ہے اور عین عتاب سے بادشہ بیہود کی ناراضگی مراد ہے۔

ترجمہ:۔ اے مسلمانو۔ بیخود اور مست ہو کر آگ میں آجاؤ اس لئے کہ تم بادشہ

(باقی بر صفحہ ۴۹۱)

marfat.com

۱
مادرش انداخت خود را نزد او   دست او بگرفت طفل مہر جو

۲
مادرش ہم زاں نسق گفتن گرفت   در وصف لطف حق سفتن گرفت

ا۔ ترجمہ:۔ اس کی ماں نے بھی بچے کے پاس آگ میں اپنے آپ کو ڈال دیا بچے نے مہر و محبت سے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔

شرح:۔ مہر جو اسم فاعل ترکیبی طفل کی صفت ہے۔

۲۔ اس کی ماں نے بھی بچے کی طرح کہنا شروع کر دیا۔ لطف حق کے اوصاف کے موتی پرونے شروع کر دیئے۔

شرح: جس طرح اس کے بیٹے کو آگ میں مشاہدات ہوئے وہی اب اس کی ماں نے بیان کرنے شروع کر دیئے۔

بقیہ صفحہ ۴۹:۔ کی ناراضگی کا عین بن گئے ہو۔ ترجمہ: اے مسلمانو! اسی گہرے دریا میں آجاؤ تاکہ تمہارا روح خوشی سے تروتازہ

شرح:۔ بحرِ عمیق سے رحمت الٰہی۔ رُوحِ بمعنی لطیف

خلاصہ:۔ یہ کہ آگ میں جا کر بچے نے ماں کو بلا لیا اور اس بچے کی آواز ماں نے سنی اور نے بھی

نے بھی۔ اس سے ہم اہلسنت کے مسئلہ کی وضاحت ہوتی کہ مرنے کے بعد بھی اولیا اسلام کی دستگیری کرتے ہیں معنوی نہیں بلکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

marfat.com

۱
اندر آمد مادر آں طفلِ خرد — اندر آتش کوئے دولت را ببرد

۲
نعرہ می زد را کائے مرداں — اندر آتش بنگرید ایں بوستاں

۳
بانگ می زد درمیاں آں گروہ — برہمی شد جاں خلقاں از شکوہ

۱- بچے کی ماں نے جب آتش میں دولت (الطاف حق) پائی
۲- تو چلا چلا کر پکارتی تھی کہ اے لوگوں اس آگ کو آگ نہ سمجھو بلکہ یقین کرو اور دیکھ لو اس کے اندر کیسے بہترین باغات ہیں۔
۳- حلِ لغات :- شکوہ نعمتیں بمعنی عظمت وہیبت وحشمت اور بکسر اول بمعنی ترس وبیم (خوف) یہاں — معنی مراد ہے۔
ترجمہ :- وہ عورت مسلمانوں اور کافروں کے گروہ میں آوازیں دے رہی تھی اس کے پر عظمت کلام سنکر مخلوق کی ارواح ذوقِ دین سے پر ہورہی تھیں
شرح :- یعنی بچے کی پرکشش کلام سے ماں نے آگ میں چھلانگ دی اب اس کی ماں نے جو کچھ مشاہدہ کیا تو وہ بھی تصدیق کے طور پر دوسروں کو دعوت دینے لگی چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ باقی ماندہ لوگوں نے بھی آگ میں چھلانگ لگا دی۔
چنانچہ فرمایا۔

marfat.com

۱

انداختن مردمان خود را در آتش از سر ذوق

۲
خلق خود را بعد از آن بیخو یشتن — میفگنند اندر آتش مرد و زن

۳
بے مؤکل بے کشش از عشق دوست — زانکہ شیریں کردن ہر تلخ اوست

۴
تا چناں شد کاں عواناں خلق را — منع میکردند کآتش در میا

۱۔ ترجمہ :۔ لوگوں کا ذوق باطن سے اپنے آپکو آگ میں ڈالنا۔

۲۔ ترجمہ :۔ بی بی کی بات سنکر تمام مخلوق بے اختیار ہو کر تمام مرد عورتیں آگ میں کود پڑے۔

۳۔ حل لغات :۔ مؤکل بکسر الکاف۔ سپارندہ کار بدیگرے۔ مجازاً بمعنی سبب کیونکہ متوکل وکیل کیلئے کاروبار کا سبب ہوتا ہے اور مرد و زن مصرع اول کے لفظ خلق سے بدل ہے

ترجمہ :۔ بلا سبب اور بلا کشش صرف دوست کے عشق سے آگ میں چلے جا رہے تھے اس لئے کہ دوست ہی ہر کڑوے کو میٹھا کرتا ہے۔

شرح :۔ یہ بیت سابق کے مصرع ثانی کے متعلق ہے۔ یعنی بلا کشش ظاہر لوگ آگ میں گرتے تھے۔ کیونکہ حبیب اپنے خاص بندوں کے لئے کڑوے کو میٹھا جفا کو وفا۔ محنت کو نعمت بنا دیتا ہے۔ پہلے شعر میں مرد و زن خلق کا بدل واقع ہوا ہے۔

۴۔ یہاں تک کہ بادشاہ کے کارکناں لوگوں کو روکتے تھے کہ آگ میں نہ جاؤ

marfat.com

۱
آں یہودی شد سیہ رو و خجل — شد پشیماں زیں سبب بیمار دل

۲
کاندر آتش خلق عاشق تر شدند — در فنائے جسم صادق تر شدند

۱
ترجمہ :- اسی سبب سے وہ یہودی سیاہ رو اور شرمسار اور پریشان ہوا دل کا بیمار ہوا

شرح :- یہ شعر زیں سبب سے متعلق ہے۔ بیمار دل ضعیف القلب جس کا دل دنیا طلبی اور

بری خواہشوں کے لاعلاج مرض میں گرفتار ہو (باقی بر ص۴۹۵)

شرح :- کآتش دراصل کہ آتش تھا اور عوانان عوان بتشدید الواد کی جمع ہے

بمعنی سخت گیر و ظالم و سرہنگ لیکن یہاں ضرورت شعری کی وجہ سے بالتخفیف لایا

گیا ہے اب مطلب یہ ہوا کہ مخلوق آگ میں گری کہ بادشاہ کے مددگاروں اور سپاہیوں

نے لوگوں کو اس آگ کے پاس آنے سے منع کر دیا۔

اہل حقیقت کے نزدیک معنی یہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی طاعت کی طرف

کھینچ لیتا ہے تو نار ریاضت کی برداشت اس پر آسان ہو جاتی ہے۔ اس

وقت شیطان اور اس کی اتباع اس شخص کو اس آگ میں گرنے سے منع کرتے کرتے

عاجز ہو جاتے ہیں لیکن وہ اپنی دھن کا پکا ہوتا ہے۔ کہ وہ عبادت سے باز نہیں آتا

ہمارے دور میں بعض جہاں صوفی نما کہتے ہیں کہ ہم پر عبادت معاف ہے اسلئے

کہ ہم اب ایسے مقام پر پہنچے ہیں جہاں عبادت و ریاضت کا نام نہیں یہ ان کی ابلیسی

چال ہے اور شیطانی دھوکہ ورنہ تصوف کا قاعدہ ہے کہ جوں مراتب بڑھتے ہیں

ترقی عبادت کا ذوق بڑھتا ہے۔

marfat.com

۱
مکرِ شیطاں ہم درو پیچید۔ شکر　　دیو خود را ہم سیہ رو دید شکر

۲
آنچہ می مالید در روئے کساں　　جمع شد در چہرۂ آں کساں

۱۔ خدا کا شکر ہے کہ شیطان کا مکر خود اسی کو لپٹا۔ اور شکر ہے کہ شیطان نے اپنا چہرہ سیاہ دیکھ لیا

شرح :۔ یہ مقولہ مولانا قدس سرہٗ کا ہے جو حکایت بیان کر کے نتیجہ کے طور فرمایا کہ بادشاہ جو شیاطین الانس میں سے تھا شکر ہے اس کا مکر اسی کی طرف راجع ہوا اور اس نے آپکو خود سیہ رو پایا یعنی اخبث یہودی نے یہ تدابیر اس لئے بنائی کہ دین حق مٹ جائے گا اور اس کی کاروائی اسے مفید ثابت ہوگی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے وہ کر دکھلایا کہ الٹا اس کی اپنی تدبیر اسے نقصان دہ ثابت ہوئی سچ ہے چاہ کندہ را چاہ در پیش اس رسوائی کے علاوہ اس بد قسمت بادشاہ کو اخروی عذاب بھی ہوگا۔

۲۔ ترجمہ :۔ دوسروں کے لئے اہل ایمان کے چہروں کو جو سیاہی ملتا پھرتا تھا وہ تمام سیاہی اس کے اہلکاروں کے چہروں پر جمع ہو گئی

بقیہ صـ ۴۹۴

اور محبت دنیا میں پھنس کر عشق حقیقی کی جانب سے سست ہو گیا ہو۔

اس لئے کہ آگ میں جا کر لوگ اور زیادہ عاشق ہو گئے اور اپنے جسم کو فانی کرنے میں اور زیادہ پختہ ہو گئے

marfat.com

۱۰

آنکہ می درید جامہ خلق چست   شد دریدہ آں او زلیشاں درست

۱- اور وہ خلق خدا کے کپڑے پھاڑا کرتا تھا وہ ان کی وجہ سے خود جامہ دریدہ ہو گیا۔

شرح :- یعنی وہ اہل ایمان کو تباہ و برباد کر رہا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ مظلوم کی آہ و زاری جلد سنتا ہے اسی لئے بادشاہ اور اس کے اہل کاروں کو فوراً ذلیل و خوار کر دیا۔
چنانچہ ہم نے چار حکایات نقل کی ہیں ان میں بعض کا حشر ایسے ہوا جیسے وہ دوسروں کو ذلیل کرنا چاہتے تھے یہ حکایت یہاں ختم نہیں ہوئی اس کا بقایا مضمون آگے ہے درمیان میں بطور جملہ معترضہ کے ایک حدیث بیان فرماتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ جیسے کرنا ویسے بھرنا۔

بقیہ ص ۴۹۵

شرح :- کساں سے اہل ایمان مراد ہیں بعض نسخوں میں ناکساں ہے جیسے ناکس بمعنی سرنگوں اس سے بھی اس بادشاہ کے اہل کار مراد ہیں یعنی جو مکر وہ غیروں اور مومنوں کے لئے کر رہے تھے اس کا ضرر انہی کی طرف عائد ہوا کہ دنیا میں خراب اور عقبیٰ میں عذاب الٰہی کے سزاوار ہوئے۔

marfat.com

حل الابیات مثنوی رومی

SADA-E-NAVI

MAKTABA OVASIA RIZVIA BAHAWALPUR

سکرین کرافٹ ۱۰ میورام لاہور

قیمت ۲۴ روپے